۲

سلسلۂ آثار وکیل آل محمد علیہ السلام

# سہم مسموم

# فی

# جواب نکاح امّ کلثوم

تالیف:

شہید علامہ غلام حسین نجفی (فاضل عراق)

مرکز احیاء آثار برصغیر

A SERIES OF THE WORKS BY
WAKIL AL MOHAMMAD

# seham-e-masmoom fi jawaab-nikah umm-e-kulsoom

WRITTEN BY

SHAHEED 'ALLAMAH
GHULAM HUSAIN NAJAFI
(B.1939 - D.2005)

Published by
The Indian Sub - Continental Literal Reveval Centre
www.maablib.com

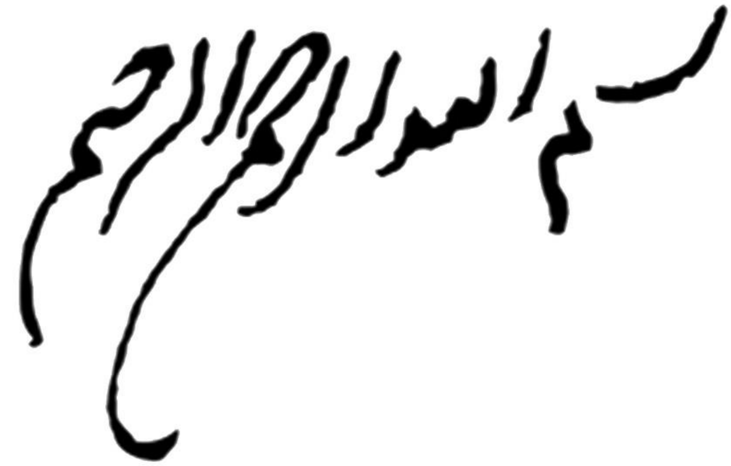


شہید رابع حضرت علامہ مرزا محمد کامل کشمیری دہلوی رحمہ اللہ کے قلم مبارک سے

# سهم مسموم
# فی جواب
# نکاح امّ کلثوم

تألیف

شہید حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ غلام حسین نجفی طاب ثراہ

(۱۹۳۹ء - ۲۰۰۵ء)

سلسلہ منشورات مرکز احیائے آثارِ برّصغیر / ۱۹

سلسلہ کلام و مناظرات / ٦

---

کتاب سہم مسموم فی جواب نکاح امّ کلثوم

تالیف: شہید حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ غلام حسین نجفی طاب ثراہ

نظر ثانی: سید مجبی

ناشر: مرکزِ احیائے آثارِ برصغیر (شعبہ ہند)

طبع: اول، رمضان المبارک ۱۴۴٦ھ

تعداد: ۱۰۰۰

---

:This Book has been printed and published in India by

***The Indian Sub-Continental Literal Revival Center***

***New Delhi*** **11005**

# عرضِ ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جب سے عالَم فکر و نظر کو مافِی الضّمیر ادا کرنے کی خاطر قرطاس و قلم کا وسیلہ میسّر آیا ہے اس وقت سے آج تک کتاب اور قاری میں ایک آویزش ہے، نزاع ہے اور کشمکش ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ سلسلہ کبھی ختم ہونے والا نہیں۔ کیونکہ جو مصنّف ہوتا ہے وہ کاتِب نہیں ہوتا اور جو کاتِب ہوتا ہے وہ مصنّف نہیں ہوتا۔ کاتِب اور مصنّف کے نظریات کی طرح تعلیم میں بھی مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا ہے۔

کاتِب وہی ہوتا ہے جو لفظوں کو خوبصورت انداز میں کاغذ پر لکھ دے۔ اس کا اس بات سے کوئی تعلّق اور کوئی واسطہ نہیں ہوتا کہ جس لفظ کو وہ حسین اور خوبصورت بنا کر لکھ رہا ہے اس کا مطلب کیا ہے۔ یہ جملہ اسی لفظ کا متقضی ہے یا نہیں۔ وہ اپنے علم کے مطابق جو لفظ پڑھتا ہے وہ لکھ دیتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض اَوقات مصنّف کچھ کہنا چاہتا ہے اور کاتِب اپنی کتابت سے اُسے کچھ اور بنا دیتا ہے۔

اِن حقائق کی بنیاد پر میں زیرِ نظر شُہرہ آفاق کتاب کے قارئین سے مودّبانہ اِلتماس کروں گا کہ بندہ نے کتابت کی غلطیاں درست کرنے کی اِمکان بھر کوشش کی ہے۔ لیکن پھر بھی اگر کوئی غلطی سامنے آ جائے تو اَوّلاً نوازش فرما کر ناشر کو مطلع فرمادیں تا کہ آئندہ اشاعت میں ان اَغلاط کی تصحیح کی جا سکے اور اگر مطلع نہ فرما سکیں تو معاف فرمادیں۔

اَحقر ناشر

اس کتاب میں عمر صاحب کی بناوٹی فضیلت (افسانہ نکاح ام کلثوم بنتِ علیؑ عمر کے ساتھ) کو قرآن و سنت اور تاریخ و عقل کی روشنی میں جھوٹا ثابت کیا گیا ہے اور عمر صاحب کے بلا اجرت وکلاء مولوی محمد صدیق تاندلوی، غلام رسول نارووالی، عبدالستار تونسوی، احسان الٰہی ظہیر، محمد نافع جھنگوی، فیض احمد اویسی، احتشام مراد آبادی، عبدالعزیز ملتانی، عبدالعزیز دہلوی اور رشید احمد گنگوئی وغیرہ کے تمام اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے، یہ کتاب صرف شیعوں کے لیے ہے۔ غیر نہ ہی خریدیں اور نہ ہی پڑھیں۔


مؤلف

شہید حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ غلام حسین نجفی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ

سرپرست ادارہ تبلیغِ اسلام ایچ بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور

## *-- فہرست --*


عرضِ ناشر ---------------------------------------------- ۵

ہر مصنف کتاب کے سامنے درج ذیل سات غرضوں میں سے کوئی ایک ضرور ہوتی ہے ----- ۲۳

ہمارے رسالہ کی غرضِ تالیف ---------------------------------------- ۲۴

نبیوں سے رشتہ داری کسی ظالم کو اس کے ظلم سے بری نہیں کر سکتی ---------------- ۲۷

اور نیز یوسفؑ نبی مظلوم اور اس کے بھائی ظالم تھے ---------------------------- ۲۷

مولوی محمد صدیق خطیب جامع مسجد اہلحدیث کی غلط تحقیق ------------------- ۲۹

مذکورہ غلط تحقیق کے پانچ عدد جوابات ملاحظہ ہوں ------------------------- ۲۹

جواب ۱ ----------------------------------------------------- ۲۹

آسیہ بنت مزاحم (زوجہ فرعون) دنیا کی چار کامل عورتوں میں سے ہے --------------- ۳۱

نتیجہ بحث -------------------------------------------------- ۳۲

جواب ۲ ---------------------------------------------------- ۳۳

واعلہ اور واہلہ الخبیثات میں داخل ہیں ------------------------------- ۳۳

واعلہ اور واہلہ نے کیا خیانت کی؟ ---------------------------------- ۳۳

اعتراض --------------------------------------------------- ۳۵

جواب: ۳ -------------------------------------------------- ۳۵

جناب عائشہ اور حفصہ زوجہ نوحؑ اور لوطؑ کے ہم مرتبہ تھیں ---------------------- ۳۶

جواب: ۴ -------------------------------------------------- ۳۸

آیت مذکورہ میں جناب عائشہ بنت ابی بکر اور جناب حفصہ بنت عمر کو خطاب ہے ---------------- ۳۸
اعتراض ------------------------------------------------------ ۳۹
جواب ------------------------------------------------------ ۴۰
اعتراض ------------------------------------------------------ ۴۰
جواب ------------------------------------------------------ ۴۰
نتیجہ بحث ------------------------------------------------------ ۴۱
شاہ عبدالعزیز کی ڈفلی ------------------------------------------------------ ۴۱
مذکورہ آیت کی موصوف کے دعویٰ پر کسی قسم کی دلالت نہیں ---------------------- ۴۲
اعتراض ------------------------------------------------------ ۴۴
جواب ------------------------------------------------------ ۴۴
نتیجہ بحث ------------------------------------------------------ ۴۵
تنبیہ ------------------------------------------------------ ۴۶
مولوی محمد صدیق اہل حدیث کا اہل تشیع کو چیلنج اور ان کی مذہبی غیرت کو للکارنا ---------- ۴۶
جواب ------------------------------------------------------ ۴۷
سوال ------------------------------------------------------ ۴۷
جواب ------------------------------------------------------ ۴۷
یار غار جناب ابوبکر کی پانچ سالہ بیٹی ام کلثوم سے جناب عمر نے پچپن سال کی عمر میں شادی رچانے کے رنگیلے
خواب دیکھے تھے ------------------------------------------------------ ۴۷
اعتراض ------------------------------------------------------ ۵۴
جواب ------------------------------------------------------ ۵۴
اعتراض ------------------------------------------------------ ۵۵
جواب ------------------------------------------------------ ۵۵

اعتراض ---------------------------------------------------------------- ۶۰
جواب ---------------------------------------------------------------- ۶۰
مذکورہ آٹھ عدد کتب اہل سنت اور اہل شیعہ کا ہدف ---------------------------------- ۶۱
آٹھ علمائے اہل سنت نے تین ہستیوں کی توہین کیوں کی ہے؟ -------------------------- ۶۲
جناب ابوبکر اور عمر کے خاندان شیر و شکر تھے ---------------------------------- ۶۲
اعتراض ---------------------------------------------------------------- ۶۳
جواب ---------------------------------------------------------------- ۶۳
احسان کا بدلہ احسان ------------------------------------------------------- ۶۳
حوالہ جات کی بارش ------------------------------------------------------- ۶۴
منبر نبیؐ پر خلفائے بنی امیہ کا بندروں کی طرح ناچ -------------------------------- ۶۵
نبیؐ کا فرمان کہ میرے بعد بارہ خلیفے اور امام اور سردار ہوں گے -------------------------- ۶۸
وکلاء معاویہ و یزید کا ایک بیمار عذر ---------------------------------------------- ۶۹
جواب ---------------------------------------------------------------- ۶۹
مسلمانوں کے عقیدہ میں بارہ سچے جانشینِ رسولؐ کون ہیں؟ -------------------------- ۷۰
اہل حدیث اور حنفیوں کا چھٹا خلیفہ یزید ---------------------------------------- ۷۰
اعتراض ---------------------------------------------------------------- ۷۱
جواب:۱ ---------------------------------------------------------------- ۷۲
جواب:۲ ---------------------------------------------------------------- ۷۲
اعتراض ---------------------------------------------------------------- ۷۲
جواب ---------------------------------------------------------------- ۷۲
اعتراض ---------------------------------------------------------------- ۷۲
جواب ---------------------------------------------------------------- ۷۳

نتیجہ بحث ---------- ۷۳
جناب عمر کا دروازہ زہراؑ پر آگ لے کر آنا اور ان کا گھر جلانے کی دھمکی دینا ---------- ۷۳
مولوی محمد نافع کی خلیفہ عمر کی صفائی میں بلا اجرت وکالت ---------- ۷۶
جواب ---------- ۷۷
وکیل حکومت کا دوسرا عذر ---------- ۷۷
جواب ---------- ۷۸
وکیل کا تیسرا عذر ---------- ۷۸
جواب ---------- ۷۸
وکیل حکومت کا چوتھا عذر ---------- ۷۸
جواب ---------- ۷۹
وکیل حکومت کا پانچواں عذر ---------- ۷۹
جواب ---------- ۷۹
نتیجہ بحث ---------- ۸۰
جناب عمر کے بلا اجرت وکیل شاہ عبدالعزیز کی خلیفہ عمر کی خاطر صفائی پیش کرنا ---------- ۸۰
عمر کے ظلم سے سیدہ زہراؑ کے شکم کا بچہ بھی شہید ہوا ہے ---------- ۸۱
ہمارا فیصلہ ---------- ۸۴
فتنہ کا کھوج ---------- ۸۴
نتیجہ بحث ---------- ۸۷
عائشہ کا جناب امیرؑ سے لڑنا اور نبی کریمؐ کا فیصلہ کہ حق کدھر ہے؟ ---------- ۹۲
نتیجہ بحث ---------- ۹۳
اہل حدیث کے مناظرِ اعظم کو دعوتِ انصاف ---------- ۹۴
جناب معاویہ کی سرپرستی میں حضرت ابوبکر و عمر کی فضائل سازی کا کام پروان چڑھا ہے ---------- ۹۴

معاویہ کا شیعیانِ علیؑ سے ظالمانہ سلوک ——— ۹۵
معاویہ کے زمانے میں شیعیانِ حیدر کرارؑ کی گواہی نامنظور اور عثمانی گروہ پر انعامات کی بارش ——— ۹۷
بنوامیہ کے زمانے میں علیؑ نام رکھنا جرم ہو گیا تھا ——— ۹۸
معاویہ کے زمانے میں جس پر علیؑ کی دوستی کا شبہ ہوتا اس کا گھر گرادیا جاتا تھا ——— ۹۹
عبدالملک بن مروان علیؑ کا نام سننا گوارہ نہ کرتا تھا ——— ۹۹
معاویہ نے دولت کے زور سے حضرت علیؑ کی توہین کی خاطر صحابہ نبیؐ کی خدمات حاصل کیں ——— ۱۰۰
عروہ کی بدزبانی حضرت علیؑ کی شان میں ——— ۱۰۰
عروہ کی دوسری بدزبانی حضرت علیؑ کی شان میں ——— ۱۰۱
عمروعاص مکّار کی حضرت علیؑ کی شان میں بدزبانی ——— ۱۰۱
ابوہریرہ کی جناب علیؑ کی شان میں بدزبانی ——— ۱۰۱
سمرہ بن جندب معاویہ کا چمچہ حضرت علیؑ کی شان میں گستاخی کرتا تھا ——— ۱۰۲
معاویہ کے زمانے میں حضرت علیؑ کی توہین میں ہر دیہات اور گاؤں میں منادی ——— ۱۰۳
ابوبردہ بن ابوموسیٰ اشعری دشمن علیؑ تھا ——— ۱۰۴
دشمنانِ علیؑ حضرت معاویہ کے خاص چمچے ——— ۱۰۴
خلفائے بنوامیہ روزِ جمعہ ممبروں پر حضرت علیؑ پر لعن کرتے اور گالیاں دیتے تھے (نعوذباللہ) ——— ۱۰۵
بنوامیہ کے زمانے میں قتلِ حسینؑ کی خوشی میں دس اونٹنیوں کے نحر کرنے کی منت ——— ۱۰۷
سُنی بننے کے لئے جناب علیؑ سے دل میں دشمنی رکھنا ضروری ہے ——— ۱۰۷
دمشق کے بنوامیہ مانند سگِ دیوانہ تھے حضرت علیؑ کی دشمنی میں ——— ۱۰۸
معاویہ کے ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کی خدمات نمازِ جمعہ، بدھ کے دن پڑھائی ——— ۱۰۹
دمشق کے علامہ اونٹ اور اونٹنی میں تمیز نہیں کرتے تھے ——— ۱۰۹
ایک شامی اسلام کا مایہ ناز مؤرخ ——— ۱۱۰
ایک شامی علم النسب کا ماہر ——— ۱۱۱

معاویہ کے ادارۂ تحقیقات کا ایک اور فارغ التحصیل علامہ ---------------------------- ۱۱۱

نبیؐ کے رشتہ داری کے ڈپو پر معاویہ کا مکمل کنٹرول ---------------------------- ۱۱۲

اذان میں اشہدان محمد ارسول اللہؐ معاویہ کے دل میں سنگین کی نوک کی طرح چبھتا تھا ---------- ۱۱۲

اولادِ علیؑ کے خلاف علمائے اہل سنت کا زہریلا پروپیگنڈا ---------------------------- ۱۱۴

جواب ---------------------------- ۱۱۵

جواب:۱ ---------------------------- ۱۱۶

مولوی نافع جھنگوی کی جناب عمر کی صفائی کی خاطر بلا اجرت وکالت ---------------------------- ۱۱۷

فاروقی وکیل کا پہلا عذر ---------------------------- ۱۱۷

جواب ---------------------------- ۱۱۷

فاروقی وکیل کا دوسرا عذر ---------------------------- ۱۱۸

جواب ---------------------------- ۱۱۸

فاروقی وکیل کا تیسرا عذر ---------------------------- ۱۱۹

جواب ---------------------------- ۱۱۹

فاروقی وکیل کا چوتھا عذر ---------------------------- ۱۱۹

جواب ---------------------------- ۱۲۰

فاروقی وکیل کا پانچواں عذر ---------------------------- ۱۲۰

جواب:۱ ---------------------------- ۱۲۰

جواب:۲ ---------------------------- ۱۲۰

تاریخ خمیس اور ذخائر العقبیٰ کی عبارت ملاحظہ ہو ---------------------------- ۱۲۰

صواعق محرقہ اور اسعاف الراغبین کی عبارت ملاحظہ ہو ---------------------------- ۱۲۳

تاریخ بغداد کی عبارت ملاحظہ ہو ---------------------------- ۱۲۷

الطبقات الکبریٰ کی عبارت ملاحظہ ہو ---------------------------- ۱۲۸

احتشام الدین مرادآبادی کی ہرزہ سرائی ------------------------------ ۱۲۹
جواب:۱ ------------------------------ ۱۲۹
جواب:۲ ------------------------------ ۱۲۹
تذکرۃ خواص الامۃ کی عبارت ملاحظہ ہو ------------------------------ ۱۳۰
عباسہ کا معاشقہ اور ابن خلدون کی قلابازیاں ------------------------------ ۱۳۱
نکاحِ ام کلثوم کی مفروضہ داستان شیعوں کے نزدیک غلط ہے ------------------------------ ۱۳۳
فاروقی وکلاء ابن حجر مکی اور شیخ صبّان کا ایک بیمار عذر ------------------------------ ۱۳۳
اہل سنت کے مروان مولوی محمد صدیق کی ایک اور غلط تحقیق ------------------------------ ۱۳۴
بی بی عائشہ کی عمر وقتِ ہجرت اور شادی سترہ سال تھی ------------------------------ ۱۳۴
اسماء بنت ابی بکر بی بی عائشہ سے ۱۰ برس بڑی تھی ------------------------------ ۱۳۵
بی بی عائشہ نبی اکرمؐ سے شادی کے وقت مطلقہ تھی ------------------------------ ۱۳۶
تنبیہ ------------------------------ ۱۳۷
پہلا اعتراض: ام کلثوم کے خانوادہ کا شرف اور قیامت میں عظمتِ زہراؑ ------------------------------ ۱۳۷
نتیجہ بحث ------------------------------ ۱۳۹
دوسرا اعتراض: علمائے اہل سنت نے روح زہراؑ کو اذیت پہنچائی ہے ------------------------------ ۱۳۹
نتیجہ بحث ------------------------------ ۱۴۰
تیسرا اعتراض: جناب عمر نے اذیت وحق تلفی رسولؐ کا ارادہ کیا ہے ------------------------------ ۱۴۰
چوتھا اعتراض: اہل سنت کے عقیدہ میں نبیؐ کی بیٹی کو سوکن کے ساتھ جمع کرنے میں نبیؐ ناراض ہوتے ہیں - ۱۴۲
حاصل مراد ------------------------------ ۱۴۲
نتیجہ ------------------------------ ۱۴۴
پانچواں اعتراض: اہل سنت کے عقیدہ میں جناب عمر بنت فاطمہؑ کا کفو نہیں ہے ------------------------------ ۱۴۴
شریفہ سے کیا مراد ہے؟ ------------------------------ ۱۴۴

چھٹا اعتراض: سیدزادی کے قدموں کو دیکھنا بھی جائز نہیں ہے ---------- ۱۴۶
ساتواں اعتراض: جناب عمر نے معاذاللہ جناب امیرؑ کی تکذیب کی ہے ---------- ۱۴۷
تاریخ خمیس کی عبارت ---------- ۱۴۷
آٹھواں اعتراض: جناب عمر کو اصحاب نبیؐ نے بہکایا تھا ---------- ۱۴۸
نتیجہ بحث ---------- ۱۴۹
نواں اعتراض: جناب عمر نے جناب امیرؑ کو مجبور کر کے اذیت دی ہے ---------- ۱۴۹
دسواں اعتراض: جناب عمر نے شریعتِ محمدیؐ کی مخالفت کی ہے ---------- ۱۵۰
گیارہواں اعتراض: جناب عمر نے مذکورہ رشتہ طلب کرنے کی خاطر آلِ رسولؐ کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کیے ---------- ۱۵۱
نتیجہ بحث ---------- ۱۵۲
بارہواں اعتراض: اہل سنت کے عقیدہ میں جناب عمر نے فعلِ حرام کیا ہے ---------- ۱۵۳
تیرہواں اعتراض: جناب عمر کا یہ عذر کہ قیامت کے دن مذکورہ رشتہ فائدہ دے گا، مریض ہے ---------- ۱۵۳
اہل حدیث کے عقیدہ میں نبی کریمؐ کا باپ (معاذاللہ) دوزخی ہے ---------- ۱۵۵
نبیؐ کے ماں باپ کے کفر کے بارے میں اہل سنت حنفیوں کے امام اعظم ابوحنیفہ نعمان کا فتویٰ ---------- ۱۵۶
خلاصہ ---------- ۱۵۸
خلاصہ ---------- ۱۶۰
نبی کے والدین کے متعلق شیعوں کا عقیدہ ---------- ۱۶۰
اعتراض ---------- ۱۶۱
جواب ---------- ۱۶۱
اہل سنت کا نبی کریمؐ کے نسب پر نازیبا حملہ ---------- ۱۶۱
اہل سنت کا خود نبی کریمؐ کے ایمان پر نازیبا حملہ ---------- ۱۶۲
اہل حدیث کے مولوی محمد صدیق کو شیعہ ذاکروں سے شکوہ ---------- ۱۶۳

جواب:۱ ---------- ۱۴۳
جواب:۲ ---------- ۱۴۳
جواب:۳ ---------- ۱۴۳
چودہواں اعتراض: حق مہر کا ڈھونگ ---------- ۱۶۴
پندرھواں اعتراض: جناب امیرؑ کی طرف علماء اہل سنت نے ظلم کی نسبت دی ہے ---------- ۱۶۵
سولہواں اعتراض: اگر کسی واقعہ میں اختلاف زیادہ ہو تو وہ بقول اہل سنت جھوٹا ہوتا ہے ---------- ۱۶۶
تواتر معنوی کا غلط فائدہ ---------- ۱۶۷
کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا ---------- ۱۶۸
نتیجہ بحث ---------- ۱۷۰
اہل سنت کی طرف سے شیعوں کے خلاف ان کی کتابوں سے پیش کردہ روایات پر مفصل جرح ---------- ۱۷۱
اعتراض ---------- ۱۷۶
اعتراض ---------- ۱۸۱
اعتراض: شاہ عبدالعزیز کی ہرزہ سرائی ---------- ۱۸۲
ولید بن مغیرہ کا نسب صحیح نہ تھا ---------- ۱۸۹
مذکورہ آیت ولید بن مغیرہ کی شان میں نازل ہوئی ہے ---------- ۱۸۹
جناب عمر اور ولید بن مغیرہ کا نسب پیغمبرؐ کی نگاہوں میں ایک جیسا تھا ---------- ۱۹۰
دربار نبویؐ میں نسب کی تحقیق اور عمر کا گھبرانا ---------- ۱۹۱
اعتراض ---------- ۱۹۲
جواب ---------- ۱۹۲
مؤمنہ عورت کا ناصبی سے نکاح صحیح نہیں ---------- ۱۹۳
بد خلق کو رشتہ نہ دیا جائے ---------- ۱۹۴
حضرت عمر کا خلق اچھا نہیں تھا ---------- ۱۹۴

جناب عمر کی بداخلاقی سے تمام اصحاب نبیؐ تنگ تھے ---------- ۱۹۵

جناب عمر کی بدخلقی کی وجہ سے حضرت علیؑ عمر کا منہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے تھے ---------- ۱۹۵

شرابی کو رشتہ نہ دیا جائے ---------- ۱۹۶

جناب عمر شراب پیتے تھے ---------- ۱۹۷

اگر تسلی نہیں ہوئی تو سعید بن ذی لَعوہ کا واقعہ سنیے ---------- ۱۹۹

جناب عمر کا وقتِ موت شراب پینا ---------- ۲۰۰

مخنّث کو رشتہ نہ دیا جائے ---------- ۲۰۰

مخنّث کا معنی کیا ہے؟ ---------- ۲۰۱

مخنّث ہونے کا شرف تین ہستیوں کو حاصل تھا ---------- ۲۰۱

مابون کا معنی کیا ہے؟ ---------- ۲۰۳

ولید کے مرض اُبنہ میں مبتلا ہونے سے خدا نے پردہ اٹھایا ہے اور جناب عمر کا راز نبی کریمؐ نے فاش کیا ہے ۲۰۳

اہل حدیث بھائیوں کا ساتواں امام عبدالملک اور باقی پانچ خلیفے حضرت حکم مخنّث کی اولاد ہیں ---------- ۲۰۴

اہل حدیث کا چھٹا امام یزید ہے ---------- ۲۰۵

نتیجہ بحث ---------- ۲۰۶

تنبیہ ---------- ۲۰۷

اعتراض ---------- ۲۰۷

جواب ---------- ۲۰۸

کافِ لشیعتنا کے معنی کی تشریح ---------- ۲۰۸

چاریاری مذہب کی توپ کا شیعوں کے خلاف دوسرا گولہ ---------- ۲۰۹

مذکورہ روایت کے گیارہ عدد جوابات ملاحظہ ہوں ---------- ۲۱۰

پہلا جواب ---------- ۲۱۰

دوسرا جواب: دلیل کو دعویٰ کے مطابق ہونا چاہیے ---------- ۲۱۲

اعتراض ---------------------------------------------------------- ۲۱۲
تیسرا جواب---------------------------------------------------------- ۲۱۳
نتیجہ---------------------------------------------------------- ۲۱۳
اعتراض ---------------------------------------------------------- ۲۱۳
چوتھا جواب ---------------------------------------------------------- ۲۱۳
پانچواں جواب ---------------------------------------------------------- ۲۱۳
چھٹا جواب: "کافی شریف" کی مذکورہ روایت کے چار حصے ہیں ---------------------------- ۲۱۶
ساتواں جواب ---------------------------------------------------------- ۲۱۷
آٹھواں جواب ---------------------------------------------------------- ۲۱۸
نواں جواب---------------------------------------------------------- ۲۱۸
دسواں جواب: اہل سنت کے عقیدہ میں دو گواہوں کا ہونا نکاح کے لئے ضروری ہے ------------ ۲۱۹
نکاح میں گواہ اور اعلان کرنا اہل شیعہ کے نزدیک سنت ہے---------------------------- ۲۱۹
گیارہواں جواب: اہل سنت کے عقیدہ میں زینب نبیؐ کی بیٹی ایک کافر و مشرک کی بیوی ہے اور نبیؐ کی بے بسی و مجبوری---------------------------------------------------------- ۲۲۰
خلاصۃ الکلام ---------------------------------------------------------- ۲۲۶
شیعوں کے خلاف چار یاری مذہب کی توپ کا تیسرا گولہ ---------------------------- ۲۲۹
مذکورہ دونوں روایتوں کے دس عدد جواب ملاحظہ ہوں ---------------------------- ۲۳۰
پہلا جواب---------------------------------------------------------- ۲۳۰
دوسرا جواب: مذکورہ روایت عقل کی روشنی میں غلط ہے کیونکہ فرضی ام کلثوم بیوہ عمر کا دنیا میں وجود ہی نہیں ہے ۲۳۰
علیؑ اور اولادِ علیؑ کے خلاف سنی ملوانوں کا زہریلا پروپیگنڈا---------------------------- ۲۳۱
مذکورہ روایت الف سے ی تک جھوٹ کا پلندہ ہے کیونکہ عون بن جعفر ۱۷ھ میں عمر کے زمانے میں جنگ تُستر کے موقعہ پر شہید ہو گیا تھا ---------------------------- ۲۳۲

تیسرا جواب: ایک شبہ کا ازالہ ---------- ۲۳۳

جناب سیدہ زینبؑ کی وفات جناب عبداللہ کی زوجیت میں ہوئی ہے ---------- ۲۳۴

نتیجہ بحث ---------- ۲۳۵

چوتھا جواب: عبداللہ کا ام کلثوم سے نکاح کرنا ایک اور لحاظ سے بھی صحیح نہیں ہے۔ ---------- ۲۳۶

پانچواں جواب: ام کلثوم کا ابن جعفر سے نکاح کرنا ایک اور لحاظ سے بھی قابل قبول نہیں ہے ---------- ۲۳۸

چھٹا جواب: جو ام کلثوم بیوہ عمر ہے وہ منکوحہ محمد بن جعفر بھی ہے، یہ بھی ایک افسانہ ہے ---------- ۲۳۹

ساتواں جواب: جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے جناب عمر و ابوبکر کے ظلم کا شکوہ کیا ہے ---------- ۲۴۰

جناب عمر اپنے گھٹیا نسب کی وجہ سے کسی نبیؐ زادی کا کفو نہیں تھا ---------- ۲۴۲

نتیجہ بحث ---------- ۲۴۵

نواں جواب: واقعہ جنی پر بحث ---------- ۲۴۹

باب الجنّ ---------- ۲۵۰

اگر اہل حدیث کی تسلی نہیں ہوئی تو سنیں ---------- ۲۵۲

اگر گیارہویں شریف والوں کو تسلی نہیں ہوئی تو اور سنیں ---------- ۲۵۳

نتیجہ بحث ---------- ۲۵۸

موتِ عمر پر جنات کی عورتوں کا ماتم ---------- ۲۵۸

واقعہ جنّیہ پر مولوی صدیق کے چند اعتراضات ---------- ۲۶۱

شیعوں کے خلاف چاریاری مذہب کی توپ کا چوتھا گولہ ---------- ۲۶۵

زوجہ عمر ام کلثوم اور اس کے بیٹے زید نے پچاس ہجری سے پہلے امام حسنؑ کی زندگی میں وفات پائی ہے ۲۶۷

امام حسنؑ نے انچاس یا پچاس ہجری میں وفات پائی ہے ---------- ۲۶۸

ام کلثوم بنت فاطمہؑ ۶۱ھ میں زندہ اور موجود تھیں ---------- ۲۶۹

نتیجہ بحث ---------- ۲۶۹

ام کلثوم بنت فاطمہؑ اہل سنت کے عقیدہ میں اکسٹھ ہجری میں زندہ تھی اور اسی ہجری سے کچھ پہلے وفات پائی ہے ------------------------------------------------ ۲۷۱
مولوی صدیق کو الزامی جواب ------------------------------------------ ۲۷۲
ام کلثوم بیوہ عمر کا عبداللہ بن جعفر نے بھی جنازہ پڑھا تھا ------------------------ ۲۷۴
مولوی نافع جھنگوی کی غلط تحقیق ------------------------------------- ۲۷۴
ام کلثوم، بیوہ عمر کے جنازہ میں امام حسینؑ بھی شریک تھے -------------------------- ۲۷۶
زید بن عمر کا اپنی ماں ام کلثوم کے ساتھ ایک وقت میں مرنا سفید جھوٹ ہے ---------------- ۲۷۷
بیوہ عمر، ام کلثوم اور اس کے بیٹے زید کا جنازہ چار تکبیروں کے ساتھ پڑھا گیا ---------------- ۲۷۹
جناب عمر کی چار عدد ازواج ام کلثوم نامی ہیں ---------------------------------- ۲۷۹
راوی نے اشتباہ سے نبیؐ کی خادمہ کو حضورؐ کی بیٹی بیان کیا ہے -------------------------- ۲۸۱
ام کلثوم کی ولدیت میں اشتباہ کی ایک مثال ---------------------------------- ۲۸۲
جناب ابوبکر یار غار کا شراب پینا اور جنگ بدر کے کفار مقتولین پر مرثیہ کہنا۔ اس حرکت کو اشتباہ رواۃ کے عذر کی بناء پر ایک دوسرے ابوبکر کے سر تھوپ دیا گیا ہے ---------------------------- ۲۸۵
نتیجہ بحث ------------------------------------------------------- ۲۸۷
چار یاری مذہب کی توپ کا شیعوں کے خلاف پانچواں گولہ ---------------------------- ۲۸۷
یا علیؑ مدد کا ثبوت کتبِ اہل سنت اور کتبِ اہل تشیع سے ---------------------------- ۲۹۰
ایک ضروری وضاحت ------------------------------------------------ ۲۹۵
پہلا مسئلہ ------------------------------------------------------ ۲۹۶
عرب کے مشہور لوگ جن کا نام ابوبکر یا عمر یا عثمان تھا ---------------------------- ۲۹۶
عمر نام کی اصل عمیر ہے ---------------------------------------------- ۳۰۴
دوسرا مسئلہ: نبی پاکؐ نے جناب عمر کے ایمان کی حکومتِ الہیہ سے منظوری لی تھی ---------------- ۳۰۵
جناب عمر اسلام لانے کے بعد کافروں کے ڈر سے گھر میں کانپ رہے تھے ------------------ ۳۰۶

تیسرا مسئلہ ---------------------------------------------------- ۳۱۰
عقل کی روشنی میں مشورہ کی حیثیت -------------------------------------- ۳۱۴
ابوبکر و عمر جناب امیرؑ کو کسی معاملہ میں شریک نہیں کرتے تھے -------------------------- ۳۱۵
چوتھا مسئلہ: سادات پر حضرت فاروق اعظم کا عظیم احسان ----------------------------- ۳۱۵
پانچواں مسئلہ: جناب امیرؑ نے آرزو فرمائی بروزِ قیامت میرے پاس ایسا اعمال نامہ ہو جیسا عمر کا ہے --- ۳۱۸
حضرت علیؑ کی طرف مذکورہ آرزو کی نسبت دنیا سفید جھوٹ ہے ---------------------------۳۱۹
جناب امیرؑ کا ابوبکر و عمر کی سیرت پر چلنے سے انکار مذکورہ آرزو والے ڈھکوسلے کو جھٹلاتا ہے ----------۳۱۹
حضرت علیؑ کی ایک ضربتِ خندق امت نبیؐ کے تمام اعمال تاقیامت سے افضل ہے ------------ ۳۲۱
جناب عمر بعلۃ المشائخ کے مریض تھے ------------------------------------------ ۳۲۲
چھٹا مسئلہ: خطبہ للہ بلاد فلان اور حضرت عمر کی تعریف جناب علیؑ کی زبانی ---------------------۳۲۳
جناب عمر کا اپنا بیان کہ حضرت علی مجھ کو اور ابوبکر کو جھوٹا سمجھتے تھے --------------------۳۲۴
معاویہ کی گواہی کہ جناب ابوبکر و عمر نے حضرت علیؑ پر ظلم کیا تھا ----------------------------۳۲۴
اہل سنت کے عقیدہ کی رو سے دشمن سے مسکراتے ہوئے ملو اور دل سے اس پر لعنت بھیجو ----------۳۲۵
خطبہ للہ بلاد فلاں کے الفاظ سے حسب ذیل معانی مراد ہیں -----------------------------۳۲۵
ساتواں مسئلہ: جناب ابوبکر و عمر پر حضرت علیؑ کا دعا خیر کرنا اور ان کی تعریف کرنا ---------------- ۳۲۶
مذکورہ کلام کو مولا علیؑ نے دو طریقوں سے جھٹلایا ہے ----------------------------------۳۲۸
نبی کریمؐ برے لوگوں سے ان کے منہ پر ان سے نرمی کرتے تھے --------------------------- ۳۲۹
جناب عمر کے متعلق قرطاس ابیض --------------------------------------------۳۳۲
بدزبان ملاؤں کو لگام دو ------------------------------------------------ ۳۴۳
شیعوں کے عقائد ----------------------------------------------------۳۴۶
آخری گذارش-------------------------------------------------------۳۴۶
کتابشناسی در ردِّ افسانہ عقد حضرت ام کلثوم بنت علی علیہا السلام ---------------------- ۳۴۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## ہر مصنف کتاب کے سامنے درج ذیل سات غرضوں میں سے کوئی ایک ضرور ہوتی ہے

۱. وہ مسائل جو خود مصنف نے اپنی دماغی محنت سے ایجاد کیے ہوں انہیں صورت تحریر میں لوگوں کے سامنے پیش کرنے کی خاطر قلم اٹھانا۔

۲. کوئی کتاب اگر کسی مصنف کی ناقص رہ گئی ہو تو اسے پورا کرنے کی خاطر قلم اٹھانا۔

۳. کسی کتاب کے الفاظ اگر مشکل ہوں تو ان کو آسان کرنے کی خاطر یا کسی کتاب پر اعتراضات کیے گئے ہوں تو ان کے جواب کے لیے قلم اٹھانا۔

۴. کسی کتاب کی عبارت اگر ضرورت سے زیادہ ہو تو ان کی تلخیص کے لیے یا کسی علم کے مسائل میں کثرت ہے تو ان کے اختصار کے لیے قلم اٹھانا۔

۵. وہ مختلف مسائل جو لوگوں کو زبانی یاد ہیں انہیں رشتہ تحریر میں جمع کرنے کے لیے قلم اٹھانا۔

۶. وہ مسائل جو مختلف کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں انہیں ایک جگہ جمع کرنے کے لیے قلم اٹھانا۔

۷. کسی مسئلہ میں کسی مفکّر نے یا کسی کتاب میں کسی مؤلف یا کسی مصنف نے غلطی کی ہے تو اسے غلطی سے آگاہ کرنے کی خاطر قلم اٹھانا۔

## ہمارے رسالہ کی غرضِ تالیف

ایک عدد رسالہ "ام کلثوم بنت علیؑ، فاروق اعظم کے نکاح میں" مؤلفہ مولانا محمد صدیق خطیب جامع مسجد اہل حدیث فیصل آباد (لائل پور) نظر سے گزرا اور نیز مولوی غلام رسول سنی، مولوی عبدالستار سنی اور منیجر جمعیت محبینِ صحابہ ملتان کے رسالے نکاحِ ام کلثوم کے بارے میں، نظر سے گزرے اور نیز مولوی احسان الٰہی ظہیر کی کتاب "الشیعہ و السنۃ" اور مولوی نافع (جھنگوی) کی کتاب "رحماء بینھم" اور مولوی احتشام الدین (مراد آبادی) کی کتاب "نصیحۃ الشیعہ" اور شاہ عبدالعزیز (دہلوی) کی کتاب "تحفہ اثنا عشریہ" اور مولوی عبدالعزیز (ملتانی) کی کتاب "مجموعۃ الرسائل" اور مولوی کرم دین کی کتاب "آفتاب ھدایت" اور مولوی رشید احمد گنگوئی کی کتاب "ھدایۃ الشیعہ" اور دیگر کئی عدد کتبِ اہل سنت کے ابواب بھی نکاحِ ام کلثوم کے بارے میں نظر سے گزرے۔ مؤلفین نے مذکورہ رسائل و کتب میں غریب شیعوں کے خلاف خوب دل کی بھڑاس نکالی ہے اور ام کلثوم بنت علیؑ و فاطمہؑ کا نکاح، عمر فاروق سے ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرکے رسول اللہؐ کے سامنے روزِ قیامت اپنی شرمندگی کا سامان مہیا کیا ہے۔ ہم شیعوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ام کلثوم بنت علیؑ کا نکاح، عمر فاروق سے ہرگز نہیں ہوا، نہ ہی جبراً اور نہ ہی اختیاراً۔ ہمارے مخالفین نے جب مذکورہ مسئلے کے اثباتی پہلو کو اپنے رسائل و کتب میں عمر صاحب کی پارسائی ثابت کرنے کے لیے اچھالنا شروع کیا اور بھانت بھانت کی بولیاں بول کر ہمارے دُکھے ہوئے زخموں کو مزید دُکھانا شروع کیا تو مخالف کی اس حرکت سے ہمارے عقیدہ کو ٹھیس لگی اور دل کو بڑا دکھ اور صدمہ ہوا۔ علمائے اہل سنت نے دل کھول کر اپنے رسائل و کتب میں بے کس شیعوں کو گالیاں دیں۔ یہود، مجوس، ہنود، سبائی، بدفطرت، دین دشمن، اس قسم کے تمام القابات اپنے باپ دادا والے بے چارے شیعوں کو دے ڈالے۔ حالانکہ مظلوم شیعہ اس نوازش کے ہرگز لائق نہ تھے اور ہم نے ان ملوانوں کی جارحانہ کاروائی کے خلاف اللہ تعالیٰ کی عدالت میں فریاد کی ہے اور ملک و ملت کی سالمیت اور رواداری کی خاطر خاموش رہنے کو اپنا شعار بنایا ہے۔

۲۔ ایک بار پھر ہمارے مخاطب مولانا محمد صدیق نے اپنے رسالہ "کشف الاسرار" میں اپنے چمچہ نما شاگرد کے ذریعے ہماری مذہبی غیرت کو للکارا کہ نکاحِ ام کلثوم کا جواب شیعوں کے ذمہ ہمارا ایک قرضہ ہے

اور شیعہ حضرات کی سرتوڑ کوشش کے باوجود ابھی تک واجب الادا چلا آرہا ہے اور ساتھ یہ دعویٰ بھی کر دیا کہ یہ لوگ عمر فاروق کو حضرت علیؑ وفاطمہؑ کی دامادی کے شرف سے تاقیامت محروم نہیں کرسکتے۔ پس

حَتّٰی بَلَغَ السِّکِّیْنُ الْعَظْمَ

کہ جب چھری ہڈی تک پہنچ گئی۔

اور ہماری خاموشی کو ہمارے مخالف نے ہماری کمزوری سمجھ لیا تو چونکہ دفاع کا حق ہر انسان کو ہے پس شیعہ حضرات اور خصوصاً میرے مدرسے کے فاضل طلبہ نے خواہش کی کہ اگر ان گستاخ ملوانوں کو لگام نہ دی گئی تو عوام کے دلوں میں طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا ہوجائیں گے۔ اور یہ ملوانے ہر جگہ گردن کو مایہ لگا کر پھریں گے اور ہم نے بھی سوچا کہ مولانا محمد صدیق:

اِسْتٌ فِی الْمَآءِ وَ اَنْفٌ فِی السَّمَآءِ

کو

پلے نہیں دھیلا تے کردی اے میلہ میلہ

صدیق صاحب نے قرآن و سنت اور معتبر تاریخ سے اپنے دعویٰ کے اثبات میں کوئی ثبوت پیش نہیں کیا اور رُعب بڑا دکھایا ہے۔ پس بندہ نے بھی تحقیقِ نکاح ام کلثوم کے بارے میں شیعوں کے عقیدہ کی حفاظت کی خاطر اور مخالفین کو مسئلہ مذکورہ میں ان کی غلطیوں سے آگاہ کرنے کی خاطر، ایک ایسا رسالہ لکھنے کا ارادہ کر لیا کہ جس میں اہل حدیث کے مولانا صدیق کو ان کا قرضہ پرافٹ سمیت (بمعہ سود) لوٹانے کی کوشش کی جائے۔ قرض ادا کرنا شریعت پاک میں بہت ضروری ہے اور جب ہمیں قرض ادا کرنے کا طعنہ دیا گیا تو ہم شیعہ بے غیرت نہیں تھے کہ چپ بیٹھے رہتے۔ ہم بھی ایک قوم ہیں اور اللہ کے فضل و کرم سے زندہ ہیں۔ قلم و دوات کے دشمن جب ہمیں میدانِ تحریر میں للکاریں تو ہم بھی اسی زبان میں ان کو سمجھا سکتے ہیں کہ جس میں وہ سمجھنے کی خواہش رکھتے ہیں۔

۳۔ مذکورہ رسائل و کتب کا بندہ نے حرف بحرف مطالعہ کیا ہے، ہمارے مخالفین نے اپنے رسالوں اور کتابوں میں کچھ تلخی وتُرشی، کچھ گرمی و شوخی بھی دکھائی ہے۔ حد ہوگئی ولی اللہ کے بیٹے عبد العزیز نے جس کے پیچھے محدث دہلوی کی دُم بھی لگی ہوئی ہے، شیعوں کو اپنے "تحفہ" میں چنگیز کا پاخانہ خور لکھا ہے۔

روندی یاراں نُوں لَے لَے ناں بھرانواں دا

شاہ صاحب نے میدانِ تحقیق میں اپنی بے بس قوم کے دلوں پر شیعوں کو گالیاں دے کر مرہمِ پنسلین لگانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ ہمارے مخالفین نے پوری آزادی کے ساتھ ہر قسم کی روایات و عبارات ہمارے خلاف استعمال کی ہیں اور ہر قسم کے جھوٹ اور بہتان ہم پر باندھے ہیں۔ اگرچہ مذکورہ چیزوں کا اثبات ان کے فاروق اعظم حضرت عمر صاحب بھی آ کر نہ کر سکتے ہوں لیکن ہم نے خدا کو جواب دینا ہے۔ پس جس عبارت اور روایت کو ہم نے اہل سنت دوستوں کی کتابوں میں پایا ہے اور جواب میں مناسب سمجھا ہے، اس کے تحریر کرنے میں کوئی دریغ نہیں کیا۔ اور ہمارے مخالف نے جس زبان میں ہمیں سمجھانے کی کوشش کی ہے، ہم نے بھی وہی زبان استعمال کی ہے۔ لیکن پھر بھی کوشش یہی کی ہے کہ کسی مسلمان بھائی کا دل نہ دکھایا جائے اور مخالف کے لہجہ سے زیادہ اپنے جوابات میں تیزی و گرمی اور کڑواپن پیدا نہ کیا جائے۔ پوری ذمہ داری سے حوالہ جات کو اصل کتابوں سے لینے کی کوشش کی ہے۔ اصل معنی کو برقرار رکھتے ہوئے بعض جگہوں میں عربی عبارات اختصار کی خاطر تلخیص کی ہیں۔ ہر شخص کو مرنا ہے اور خدا کو جواب دینا ہے۔ پس عربی عبارات کو تحریر کرنے میں اور ان کا ترجمہ کرنے میں اور ان سے نتیجہ تک پہنچنے میں خدا گواہ ہے کہ اپنی طرف سے پوری دیانتداری سے کام لیا ہے۔ تاہم اگر کسی جگہ غلطی ہو گئی ہے تو خدائے رحیم سے معافی چاہتا ہوں۔ بندہ کو اپنی خامیوں کا اعتراف ہے۔ سچی بات ہے ہم تو کچھ بھی نہیں علماء تو وہ لوگ تھے جن کی کتابوں سے بندہ نے استفادہ کیا ہے۔ خدا انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور میرے مدرسے کے تمام طلباء کو اور خصوصاً عزیز محترم اظہر حسن خان آف محمد علی والا ضلع سرگودھا جو اس رسالہ کی ترتیب میں میرے معاون خصوصی رہے ہیں۔ بندہ کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو دولتِ علم سے مالا مال کرے۔ مذہبِ حقہ جعفریہ کی خدمت کی خصوصی توفیقات عطا فرمائے۔ (آمین)

دعا گو: غلام حسین نجفی

سرپرست ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاون لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## نبیوں سے رشتہ داری کسی ظالم کو اس کے ظلم سے بری نہیں کر سکتی

بیانہ حضرت آدمؑ سے لے کر اس وقت تک کی تاریخ گواہ ہے کہ اچھے لوگوں سے بُرے لوگوں کو رشتہ داری حاصل رہی ہے اور بعض رشتوں کا تذکرہ اور ثبوت قرآن پاک میں بھی موجود ہے۔ مثلاً؛ ہابیل اور قابیل دونوں سگے بھائی ہونے کے ساتھ ساتھ نبی زادے بھی تھے۔ لیکن ان میں سے ایک ظالم اور دوسرا مظلوم تھا۔ ایک قاتل اور دوسرا اسی کا مقتول تھا۔

ثبوت ملاحظہ ہو؛

﴿فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (۱)

قابیل کو اس کے نفس نے بھڑکایا اپنے بھائی کے قتل کے لیے، پس قابیل نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا اور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گیا۔

## اور نیز یوسفؑ نبی مظلوم اور اس کے بھائی ظالم تھے

ثبوت ملاحظہ ہو:

﴿اُقْتُلُوا يُوسُفَ اَوِ اطْرَحُوهُ اَرْضًا﴾ (۲)

(۱): (پارہ ٦، سورۂ مائدہ، آیت ۳۰۔ سید مجبی)

(۲): (پارہ ۱۲، سورۂ یوسف، آیت ۹۔ سید مجبی)

(یوسف کے بھائیوں نے مشورہ کیا کہ) یوسف کو قتل کردو یا کسی دور ودراز زمین میں پھینکو۔

**نوٹ:**

مذکورہ دونوں قصے گواہ ہیں کہ خونی رشتہ بھی انبیا سے ظالم کو حاصل ہو سکتا ہے۔ پس عمر صاحب کو اگر نبی کریمؐ سے کسی قسم کا بھی بفرضِ محال کوئی رشتہ حاصل ہو تو وہ رشتہ جناب عمر کو آلِ نبیؐ پر ان کی طرف سے کیے گئے مظالم سے بری نہیں کر سکتا اور جناب عمر کی صفائی کی خاطر ہمارے اہل سنت دوستوں کا جھوٹے رشتوں کو پیش کرنا ان کی نادانی ہے۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

# مولوی محمد صدیق خطیب جامع مسجد اہلحدیث کی غلط تحقیق

### ثبوت ملاحظہ ہو

موصوف نے اپنے رسالہ ”ام کلثوم بنتِ علیؑ“ کے ”ص ۳۷“ میں لکھا ہے کہ علیؑ نے بخوشی ام کلثوم کا نکاح، عمر فاروق سے کیا۔ جس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں اور یہ رشتہ: ﴿وَالطَّیِّبَاتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبَاتِ﴾ [1] (پارہ ۱۸ سورۂ نور) کے اصول کے عین مطابق ہوا ہے۔

مولانا موصوف نے پھر ”خلاصۃ المنہج“ کی ایک لمبی عبارت دی ہے اور اس کے بعد لکھا ہے کہ اس تفسیر سے یہ صاف ظاہر ہے کہ پاک دامنہ ام کلثوم (طیبہ) کا نکاح، حضرت عمر فاروق طیب سے کفو کے اعتبار سے کیا گیا ہے۔

## مذکورہ غلط تحقیق کے پانچ عدد جوابات ملاحظہ ہوں

### جواب ۱

۱۔ گاہے شوہر اور بیوی دونوں پر خدا خوش ہوتا ہے۔ مثال:

﴿یَآ اٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ﴾ [2]

اے آدم تو اور تیری زوجہ جنت میں رہائش رکھو۔

(۱): (پارہ ۱۸، سورہ نور، آیت ۲۶۔ سید مجبی)

(۲): (پارہ ۱، سورہ بقرہ، آیت ۳۵۔ سید مجبی)

**نوٹ**

جس شوہر اور بیوی کو خدا، فردوس میں رہنے کی دعوت دے، یہ دعوت ان پر خدا کے خوش ہونے کی دلیل ہے۔

**۲۔** گاہے شوہر اور بیوی دونوں سے خدا ناخوش ہوتا ہے۔ مثال:

﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ... وَامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ... فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ﴾[۱]

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹیں اور وہ برباد ہوا اور اس کی زوجہ لکڑیاں اٹھانے والی اس کی گردن میں رسی ہے کھجور کی۔

**نوٹ**

اس سورہ میں "ابولہب" اور اس کی بیوی امِ جمیل "معاویہ کی پھوپھی" کی مذمت ہے اور اس مذمت سے معلوم ہوا کہ خدا ان دونوں پر ناخوش ہے۔

**۳۔** گاہے بیوی سے خدا راضی ہوتا ہے اور شوہر لعنتی ہوتا ہے۔ مثال:

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾[۲]

خدا نے ایمان والوں کے لیے مثال بیان کی ہے زوجہ فرعون کی۔ جب اس بی بی نے کہا: اے میرے خدا اپنے پاس میرے لیے جنت میں گھر بنا اور فرعون اور اس کے عمل سے اور ظالم قوم سے نجات عطا کر۔

**نوٹ**

مذکورہ آیت میں آسیہ بنت مزاحم کی تعریف مذکور ہے۔

---

(۱): پارہ ۳۰، (سورہ لہب، آیات از اول تا آخر۔ سید مجبی)

(۲): پارہ ۲۸، سورہ تحریم، (آیت ۱۱۔ سید مجبی)

## آسیہ بنت مزاحم (زوجہ فرعون) دنیا کی چار کامل عورتوں میں سے ہے

**ثبوت ملاحظہ ہو**

اہل سنت کی مایہ ناز اور معتبر کتاب بخاری شریف:

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ: کَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ کَثِیْرٌ، وَلَمْ یَکْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا: مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَآسِیَۃُ امْرَاَۃُ فِرْعَوْنَ، وَفَضْلُ عَائِشَۃَ عَلَی النِّسَاءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ۔ (۱)

نبی کریمؐ نے فرمایا: مردوں میں سے زیادہ کامل ہوئے ہیں اور عورتوں میں سے نہیں کامل مگر مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون اور عورتوں پر عائشہ کو یوں فضیلت ہے جیسے ثرید کو طعام پر۔ (وَبِعِبَارَۃٍ اُخْرٰی) یعنی جیسے ڈبل روٹی کو روٹی پر فضیلت ہے۔

**نوٹ**

۱۔ اس آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون کو جنت میں زوجہ پیغمبر اسلامؐ ہونے کا شرف حاصل ہوگا۔ اہل سنت کی "تفسیر در منثور، سورۃ التحریم" میں ملاحظہ ہو۔

۲۔ اس آسیہ بنت مزاحم کو فرعون نے دھوپ میں لٹایا، اس کی چھاتی پر چکی کا پتھر رکھا، اس کے ہاتھوں میں لوہے کی میخیں گاڑھ دیں اور اس مصیبت میں آسیہ کی روح پرواز کر گئی۔ اہل سنت کی "تفسیر فتح القدیر" اور "تفسیر درّ منثور، سورۃ التحریم" ملاحظہ ہو۔

۳۔ آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون، موسیٰ نبی کی پھوپھی تھی۔

**ثبوت ملاحظہ ہو**

تفسیر الفتوحات الالہیہ کی عبارت ملاحظہ ہو

قَوْلُہٗ: (وَاسْمُھَا آسِیَۃُ) بِالْمَدِّ وَکَسْرِ السِّیْنِ بِنْتُ مُزَاحِمٍ قِیْلَ اِنَّھَا اِسْرَائِیْلِیَّۃٌ وَاِنَّھَا عَمَّۃُ مُوْسٰی۔ (۲)

(۱): صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب فضائل عائشہؓ، ج۵، ص۲۹۔

(۲): تفسیر الفتوحات الالہیہ ج۴، ص۳۷۲۔

### تفسیر کبیر کی عبارت

وَقِيْلَ: هِيَ عَمَّةُ مُوْسٰى آمَنَتْ حِيْنَ سَمِعَتْ قِصَّةَ اِلْقَاءِ مُوْسٰى عَصَاهُ، وَتَلَقُّفِ الْعَصَا، فَعَذَّبَهَا فِرْعَوْنُ عَذَابًا شَدِيْدًا بِسَبَبِ الْاِيْمَانِ۔ (۱)

### دونوں عبارتوں کا ملخص ترجمہ

آسیہ بنت مزاحم کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ اسرائیلی عورت تھی اور موسیٰ نبی کی پھوپھی تھی۔ اور اس وقت ایمان لائی تھی جب موسیٰ نے عصا پھینکا اور وہ فرعون کی لاٹھیوں کو نگل گیا۔ اور اس ایمان کے باعث فرعون نے اس کو سخت عذاب دیا۔

### نوٹ

۱۔ اور اس کا شوہر فرعون ایسا لعین تھا کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کیا، موسیٰ نبی کی نافرمانی کی، بنی اسرائیل کے سینکڑوں بچے قتل کرائے، کفر کی حالت میں جہنم پہنچا، دنیا اور آخرت میں لعنتی ہے۔

### نتیجہ بحث

آسیہ بنت مزاحم "طیبات" میں داخل ہے اور فرعون کمینہ "خبیث" لوگوں میں سے ہے۔ اگر بقول اہل سنت طیبہ عورت، طیب مرد کے لیے ہے تو حق تعالیٰ نے آسیہ بنت مزاحم کو جو طیبہ ہیں اور موسیٰ نبی کی پھوپھی ہیں ایک خبیث مرد جو کہ فرعون ہے، اس کے عقد میں کیوں رہنے دیا؟!! پس معلوم ہوا کہ حضرت عمر کی جس فضیلت پر اہل سنت کے مذہب کا گزارہ ہے وہ فرعون کو بھی رضی اللہ کہا کریں۔ عمر کا عقد امّ کلثوم کے ساتھ، ہم اس کو جھوٹا افسانہ سمجھتے ہیں۔ ہم ان شاء اللہ اس مسئلہ کے اثبات کی تمام دلیلوں کے پیچ ڈھیلے کریں گے۔ اگر کوئی شخص بفرضِ محال اس کو مان بھی لے تو پھر یوں کہا جائے گا کہ جس طرح موسیٰ نبی کی پھوپھی طیبہ بی بی آسیہ بنت مزاحم فرعونِ مصر، دشمنِ خدا اور رسول کی زوجہ رہی ہے اسی طرح اگر کوئی طیبہ بی بی کسی دشمنِ خدا اور رسول کے گھر میں رہے تو کیا حرج ہے؟ وہ دوسرا آدمی اپنی خباثت میں فرعون سے نہیں بڑھ

(۱): تفسیر کبیر، ج ۱۰، ص ۱۶۸ مطبوعہ مصر، س التحریم؛ رک: تفسیر کشاف، ج ۲، ص ۴۷۲، مطبوعہ مصر، س التحریم۔

سکتا۔ جھوٹا دعویٰ کرنا خواہ خدائی کا ہو یا نبوت و خلافت کا ان کے جھوٹ ہونے میں کوئی فرق نہیں تینوں جھوٹے ہیں۔

## جواب ۲

## واعِلہ اور واھلہ الخبیثات میں داخل ہیں

ثبوت ملاحظہ ہو

﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ کَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَّقِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِیْنَ﴾[1]

اللہ نے کافروں کے لیے مثال بیان فرمائی ہے۔ زوجہ نوحؑ اور زوجہ لوطؑ کی۔ یہ دونوں ہمارے نزدیک دو بندوں کے نیچے تھیں ان دونوں نے خیانت کی (پس وہ نیک بندے) ان دونوں عورتوں کو اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکے۔ ان دو عورتوں سے کہا گیا کہ آگ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تم بھی داخل ہو جاؤ۔

## نوٹ

مذکورہ آیت میں "واہلہ" زوجہ نوحؑ اور "واعلہ" زوجہ لوطؑ ان دونوں کی نبیوں کے ساتھ خیانت کرنے کے باعث مذمت ہے۔

## واعلہ اور واہلہ نے کیا خیانت کی؟

**ثبوت ملاحظہ ہو**

(۱): پارہ ۲۸، سورہ تحریم، (آیت ۱۰۔ سید مجبی)

خازن کی عبارت ملاحظہ ہو

قِیۡلَ اِنَّہُمَا اَسَرَّتَا النِّفَاقَ وَ اَظۡہَرَتَا الۡاِیۡمَانَ۔ (۱)

کشاف کی عبارت ملاحظہ ہو

فَاِنۡ قُلۡتَ: مَا کَانَتۡ خِیَانَتُہُمَا؟ قُلۡتُ: نِفَاقُہُمَا وَاِبۡطَانُہُمَا الۡکُفۡرَ، وَ تَظَاهُرُهُمَا عَلَی الرَّسُوۡلَیۡنِ۔ (۲)

تفسیر کبیر کی عبارت

اَلۡبَحۡثُ الثَّانِیۡ: مَا کَانَتۡ خِیَانَتُہُمَا؟ نَقُوۡلُ: نِفَاقُہُمَا وَ اِخۡفَاؤُہُمَا الۡکُفۡرَ، وَ تَظَاهُرُهُمَا عَلَی الرَّسُوۡلَیۡنِ۔ (۳)

درّ منثور کی عبارت

اِنَّمَا کَانَتۡ خِیَانَۃُ امۡرَءَۃِ نُوۡحٍ وَ امۡرَءَۃِ لُوۡطٍ النَّمِیۡمَۃَ۔ (۴)

فتح القدیر کی عبارت

قِیۡلَ خِیَانَتُہُمَا النَّمِیۡمَۃُ۔ (۵)

**تمام عبارتوں کا ملخص ترجمہ**

یہ دونوں عورتیں منکر فرمان نبی، منافق اور چغلخور تھیں۔ ان دونوں پیغمبروں کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرتی تھیں۔

**نوٹ:۱**

---

(۱): تفسیر خازن، ج۷، ص۱۰۲، س التحریم۔

(۲): تفسیر کشاف، ج۲، ص۴۷۴، س التحریم۔

(۳): تفسیر کبیر، ج۸، ص۱۸۶، س التحریم۔

(۴): تفسیر درّ منثور، ج۶، ص۲۴۵، س التحریم۔

(۵): تفسیر فتح القدیر، ج۵، ص۲۴۸، س التحریم۔؛ رک: تفسیر مظہری، ج۹، ص۳۴۶، س التحریم۔

اہل حدیث کا حضرت مروان مولوی محمد صدیق ہمیں جواب دے کہ یہ دونوں منافق عورتیں دو نبیوں کی زوجہ کیسے بن گئیں؟ اور اگر قانون مذکورہ موجبہ کلیہ نہیں تو پھر آیت ﴿اَلْخَبِیْثَاتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ﴾ کو لے کر شیعوں کے خلاف کیوں زہر اگلا ہے؟ جبکہ یہ دونوں عورتیں اپنے نفاق اور نافرمانی رسول کے باعث "الخبیثات" میں داخل بھی ہیں۔

**نوٹ:۲**

جس طرح طیب مرد بلکہ نبی اللہ کے گھر میں خبیثہ عورت آباد ہو سکتی ہے اسی طرح اس کا الٹ بھی ممکن ہے۔ پس معلوم ہوا فاروق کے نکاح والی فضیلت ایک ٹیڈی پیسہ بھی قیمت نہیں رکھتی اور ہم تو اسے ایک جھوٹا افسانہ سمجھتے ہیں۔ بصورتِ دیگر کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح نبیوں کے گھر خبیثہ عورتیں تھیں اور نبیوں کی بیوی ہونا ان کو جہنم سے نہ بچا سکا اسی طرح بفرضِ محال اس کا عکس کہ اگر کسی دشمنِ خدا اور رسول کے گھر کوئی طیبہ عورت ہو تو وہ اس کو جہنم سے نہیں بچا سکتی۔

## اعتراض

قصہ آسیہ زوجہ فرعون واعلہ زوجہ نوحؑ واہلہ زوجہ لوطؑ یہ گزری ہوئی شریعت کا معاملہ ہے۔ آپ موجودہ شریعت میں کوئی ایسی مثال دیں جس کے سوچنے پر ہم مجبور ہوں۔

**جواب:۳**

مذکورہ آیت طنز ہے جناب عائشہ اور جناب حفصہ پر کیونکہ جو کردار نوحؑ اور لوطؑ کی بیویوں نے ان نبیوں کے خلاف ادا کیا تھا وہی کردار جناب عائشہ بنت ابی بکر اور جناب حفصہ بنت عمر نے اپنے شوہر پیغمبر اسلامؐ کے خلاف ادا کیا ہے۔ اگر ہماری اس گزارش سے کسی کے شیشۂ دل کو ٹھوکر لگی ہے تو وہ اپنے مذہب کے مفسرین کو، کوسے جو اس شخص کے لیے باعث رسوائی بنے ہیں۔

## جناب عائشہ اور حفصہ زوجہ نوحؑ اور لوطؑ کے ہم مرتبہ تھیں

**ثبوت ملاحظہ ہو**

فتح القدیر کی عبارت

قَالَ یَحْیَی بْنُ سَلَامٍ: ضَرَبَ اللہُ مَثَلًا لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُحَذِّرُ بِهِ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ مِنَ الْمُخَالَفَةِ لِرَسُوْلِ اللہِ حِیْنَ تَظَاهَرَتَا عَلَیْهِ۔ ۔ ۔ وَبَیَانُ اَنَّهُمَا وَاِنْ کَانَتَا تَحْتَ عِصْمَةِ خَیْرِ خَلْقِ اللہِ وَخَاتِمِ رُسُلِهِ، فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا یُغْنِی عَنْهُمَا مِنَ اللہِ شَیْئًا۔ (۱)

خازن کی عبارت

وَفِیْ هٰذَا الْمَثَلِ تَعْرِیْضٌ بِاُمَّیِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَمَا فَرَطَ مِنْهُمَا وَتَحْذِیْرٌ لَهُمَا عَلَی اَغْلَظِ وَجْهٍ وَاَشَدِّهٖ۔ (۲)

تفسیر رازی کی عبارت

وَفِیْ ضِمْنِ هٰذَیْنِ التَّمْثِیْلَیْنِ تَعْرِیْضٌ بِاُمَّیِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَهُمَا حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ۔ (۳)

کشاف کی عبارت

وَالتَّعْرِیْضُ بِحَفْصَةَ اَرْجَحُ، لِاَنَّ امْرَءَةَ لُوْطٍ اَفْشَتْ عَلَیْهِ کَمَا اَفْشَتْ حَفْصَةُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ۔ (۴)

**تمام عبارتوں کا ملخص ترجمہ**

یحیی بن سلام کہتا ہے کہ اللہ نے جو کافروں کے لیے مثال بیان کی ہے اس کے ذریعے عائشہ اور حفصہ کو نبیؐ کی مخالفت سے ڈرایا ہے۔ جبکہ وہ دونوں نبیؐ کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرتی تھیں اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگرچہ وہ دونوں خاتم الرسلؐ کی زوجہ ہیں مگر یہ رشتہ ان کو اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ پس مذکورہ

(۱): تفسیر فتح القدیر، ج۵، ص۲۴۸، س التحریم۔
(۲): تفسیر خازن، ج۷، ص۱۰۲، س التحریم۔
(۳): تفسیر کبیر، ج۸، ص۱۶۸، س التحریم۔
(۴): تفسیر کشاف، ج۲، ص۴۷۳، س التحریم۔

آیت میں عائشہ اور حفصہ پر طنز ہے اور ان کو سختی کے ساتھ ڈرایا گیا ہے کیونکہ انہوں نے نبیؐ کی نافرمانی کی تھی اور طنز جناب حفصہ پر زیادہ وزنی ہے۔ اب جس طرح زوجہ لوطؑ نے اپنے نبی شوہر کا راز ظاہر کیا تھا اسی طرح حفصہ بنتِ عمر نے اپنے شوہر رسول اللہؐ کا راز ظاہر کیا تھا۔ (انتہیٰ)

**نوٹ:۱**

جس طرح جناب نوحؑ اور لوطؑ کی بیویاں طیبات میں داخل نہیں اسی طرح جناب عائشہ اور حفصہ بھی طیبات میں داخل نہیں۔ پس اہل تشیع کو سبائی اور یہودی کہنے والا مولوی محمد صدیق چودھویں صدی کا یزید ہمیں جواب دے کہ پیغمبر اسلامؐ کے طیب ہونے میں کوئی شک نہیں اور جناب عائشہ بنت ابی بکر اور جناب حفصہ بنت عمر کے غیر طیب ہونے میں کوئی شک نہیں۔ پس یہ دونوں ہمارے نبیؐ کے نکاح میں کیسے داخل ہوگئیں؟ اور نیز مذکورہ آیت میں طنز حفصہ بنت عمر پر زیادہ وزنی ہے اور جس طرح اس بی بی کو طیب نبیؐ سے رشتہ داری کا کوئی فائدہ نہیں اور کوئی فضیلت نہیں اسی طرح اس کے باپ عمر کو بفرضِ محال نبیؐ سے کوئی رشتہ داری ہے تو اسے بھی کوئی فضیلت حاصل نہیں۔

**نوٹ:۲**

ہر قسم کے لوگوں کو نبیوں سے رشتہ داری ہو سکتی ہے۔ مثلاً نوحؑ کا بیٹا (کنعان) یا ابولہب رسولؐ کا چچا نبیوں کے رشتہ دار تھے لیکن

بَعْضُ الْاَقَارِبِ کَالْعَقَارِبِ

کچھ رشتہ دار مانند بچھو کے ہوتے ہیں۔

جناب عمر سے ہماری کوئی ذاتی دشمنی نہیں۔ بات یہ ہے کہ انہوں نے کئی مرتبہ نبیؐ کی نافرمانی کی ہے۔ مثلاً نبیؐ کی وفات کے وقت قلم و دوات کے بارے میں نافرمانی کی ہے۔ بخاری شریف کتاب العلم گواہ ہے۔ پس جناب عمر کی نبیؐ سے وہ رشتہ داری جس پر شیعہ سنی دونوں مذہبوں کا اتفاق ہے کہ وہ نبیؐ کے سوہرے تھے جناب عمر کے لیے فائدہ مند نہیں اور جب مسلّم رشتہ داری کوئی فائدہ نہ دے تو وہ رشتہ داری جو مشکوک اور مختلف فیہ ہے، وہ ہرگز فائدہ نہ دے گی۔ کھری بات ہے کہ رشتہ داری اور بات ہے اور تابعداری اور بات

ہے۔ جناب عمر ہمارے رسولؐ اور آلِ رسولؐ کے تابعدار نہ تھے۔ پس اس مجبوری کی وجہ سے ہم جناب عمر کو احترام کی نگاہ سے نہیں دیکھتے اور ان کی نافرمانی کے داغ جھوٹی رشتہ داری کے فرض کرنے سے نہیں دھوئے جاسکتے۔

## جواب:۴

### اگر تسلی نہیں ہوئی تو مزید سنیئے

﴿اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا وَاِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾۔۔۔الخ(۱)

اگر تم دونوں توبہ کرو اللہ کی طرف پس تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہوگئے ہیں۔ اگر تم دونوں نے نبیؐ کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کی تو پس اللہ اور جبرائیل اور صالح مومنین نبیؐ کے پشت پناہ ہیں۔

## آیت مذکورہ میں جناب عائشہ بنت ابی بکر اور جناب حفصہ بنت عمر کو خطاب ہے

### ثبوت ملاحظہ ہو

صحیح بخاری کی عبارت ملاحظہ ہو

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمْ اَزَلْ حَرِيْصًا عَلَى اَنْ اَسْئَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، عَنِ الْمَرْءَتَيْنِ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ اللَّتَيْنِ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾ حَتّٰى حَجَّ وَحَجَجْتُ مَعَهُ وَ عَدَلَ وَعَدَلْتُ مَعَهُ بِاِدَاوَةٍ فَتَبَرَّزَ ثُمَّ جَاءَ فَسَكَبْتُ عَلٰى يَدَيْهِ مِنْهَا فَتَوَضَّاَ فَقُلْتُ لَهُ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، مَنِ الْمَرْءَتَانِ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ اللَّتَانِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾؟ قَالَ: وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، هُمَا عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ۔۔۔ اِلٰى آخِرِهِ۔ (۲)

---

(۱): (پارہ ۲۸، سورہ تحریم، آیت ۴۔ سید مجبی)

(۲): صحیح بخاری، ج ۷، ص ۲۸، کتاب النکاح، باب موعظۃ الرجل ابنتہ۔

ابن عباس کہتا ہے کہ مجھے اس بات کا حرص رہا کہ عمر بن خطاب سے پوچھوں وہ عورتیں کون ہیں جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے اگر تم دونوں توبہ کر لو؟؟ پس تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو گئے ہیں۔ عمر نے حج کیا اور میں نے بھی۔ عمر رفع حاجت کے لئے باہر گیا اور میں لوٹا لے کر ساتھ گیا۔ عمر جب فارغ ہو کر واپس آیا تو میں نے پانی ڈالا، اس نے ہاتھ دھوئے اور پھر میں نے سوال پیش کیا۔ جواب ملا تعجب ہے ابن عباس وہ دونوں عورتیں عائشہ اور حفصہ ہیں۔

فتح القدیر کی عبارت ملاحظہ ہو

اَلْخِطَابُ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ، اَیْ: اِنْ تَتُوْبَا اِلَی اللهِ فَقَدْ وُجِدَ مِنْکُمَا مَا یُوْجِبُ التَّوْبَةَ۔ (۱)

مظہری کی عبارت

﴿فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا﴾ اَیْ زَاغَتْ وَ مَالَتْ قُلُوْبُکُمَا عَنِ الْاِسْتِقَامَةِ عَلَی طَرِیْقِ الْحَقِّ حَیْثُ رَضِیْتُمَا بِمَا کَرِهَ رَسُوْلُ اللهِ۔ (۲)

مذکورہ آیت میں خطاب عائشہ اور حفصہ کو ہے کہ اگر تم دونوں توبہ کر لو پس تم دونوں سے وہ قصور ہوا ہے جس کے بعد توبہ واجب ہے تم دونوں کے دل راہ حق پر ثابت رہنے سے ہٹ گئے ہیں۔ آپ اس پر راضی ہوئی ہیں جس کو رسول کریمؐ نے ناپسند کیا ہے۔

## اعتراض

(کہا جاتا ہے) اہل تشیع ازواج نبیؐ پر الزام لگاتے ہیں اور ان کی توہین کرتے ہیں۔

---

(۱): تفسیر فتح القدیر، ج۸، ص ۲۴۲، س التحریم۔

(۲): تفسیر مظہری، ج۹، ص۳۴۱، س التحریم؛ رک: سنن النسائی، ج۶، ص ۱۵۲، کتاب الطلاق، باب ارسال الرجل الی زوجتہ بالطلاق؛ تفسیر خازن، ج۷، ص۹۹، س التحریم؛ تفسیر درّ منثور، ج۶، ص ۲۴۲، س التحریم؛ تفسیر کبیر، ج۸، ص۱۶۵، س التحریم؛ تفسیر کشاف، ج۲، ص۴۷۱، س التحریم؛ تفسیر معالم التنزیل برحاشیہ خازن، ص۹۸، س التحریم؛ تفسیر فتوحات الالہیہ، ج۲، ص۳۷۰، س التحریم؛ الطبقات الکبریٰ، ج۸، ص۱۸۲، ذکر ماجر فیہ رسول اللہ نساءہ؛ مسند امام احمد بن حنبل، ج۱، ص ۲۵۲، مسند عمر۔

### جواب

ہماری مجال ہے کہ ہم توہین کریں البتہ جناب عائشہ اور حفصہ نے جو غلطی کی ہے اور دس علمائے اہلسنت نے جن میں دو امام ہیں اور آٹھ مفسر ہیں، ان کی تصدیق کی ہے۔ تو ہم ایسی بات کا برملا ذکر کرتے ہیں اور اگر اس کے ذکر کرنے سے آدمی دوزخی ہو جاتا ہے تو دس علماء اہل سنت پہلے ریلے میں واصل جہنم ہوں گے۔

### نوٹ

مذکورہ آیت میں جناب عائشہ اور حفصہ کی خدائے متعال نے قرآن میں مذمت فرمائی ہے۔ پس وہ دونوں طیبہ نہ رہیں اور اہل تشیع کو سبائی اور یہودی کہنے والا اہل حدیث کا ابو موسی اشعری مولوی محمد صدیق تاندلوی ہمیں جواب دے کہ یہ دونوں غیر طیبہ، طیب نبیؐ کے عقد میں کیسے آگئیں؟ اور ہمارے مذکورہ بیان سے جناب عمر کی وہ فضلیت بھی ختم ہوگئی جس کے اثبات پر مولوی صدیق نے دین وایمان کی بازی لگا رکھی تھی۔

### اعتراض

آپ نے مولانا محمد صدیق صاحب کو ابو موسی اشعری سے تشبیہ کیوں دی ہے؟

### جواب

جس طرح ابو موسی اشعری امام الاولیاء حضرت علی علیہ السلام کا دشمن تھا اسی طرح مولوی محمد صدیق بھی دشمن ہے۔

**ثبوت ملاحظہ ہو**

وَكَانَ مُنْحَرِفًا عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِاَنَّهُ عَزَلَهُ وَلَمْ يَسْتَعْمِلْهُ۔ (۱)

اور نیز اسی کتاب "الاستیعاب، ذکر عبداللہ بن قیس بن سلیم" میں لکھا ہے:

---

(۱): الاستیعاب فی اسماء الاصحاب بر حاشیہ اصابہ، ص ۴۷۱ ذکر ابو موسیٰ اشعری۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج ۳، ص ۹۸۰، ناشر دار الجیل، بیروت، طبعہ اول، ۱۴۱۲ھ۔ سید مجبی)

وَعَزَلَهُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْهَا، فَلَمْ يَزَلْ وَاجِدًا مِنْهَا عَلَى عَلِيٍّ، حَتّٰى جَآءَ مِنْهُ مَا قَالَ حُذَيْفَةُ، فَقَدْ رَوَى فِيهِ لِحُذَيْفَةَ كَلَامٌ كَرِهْتُ ذِكْرَهُ، وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ۔

اور ابو موسیٰ اشعری جناب امیرؑ سے روگردان تھا۔ کیونکہ آنجنابؑ نے ابو موسیٰ کو کوفہ کی ولایت سے ہٹایا تھا اور کسی اور جگہ کا والی نہیں بنایا۔ پس یہ جناب امیرؑ پر ناراض رہا حتیٰ کہ اس سے جناب امیرؑ کی شان میں وہ نازیبا باتیں آئیں جن کو حذیفہ نے ذکر کیا ہے اور میں نے ان کو ذکر کرنا ناپسند کیا ہے۔

## نتیجہ بحث

قرآن و سنت کی روشنی میں کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے یہ ثابت ہوا کہ نبیوں کا ہر رشتہ دار اچھا ہوگا۔ ہاں اگر کردار اچھا ہے تو نبی سے رشتہ داری بھی ایک فضیلت کی زیادتی ہے۔ پس نبی کریمؐ سے فرضی قرابت کا سہارا لے کر جناب عمر کی خلافت ثابت کرنا قرآن و سنت کی مخالفت ہے۔ جناب عمر کی نبی کریمؐ سے رشتہ داری قرآن مجید سے تو ثابت نہیں ہے اور حدیث و تاریخ سے جیسے یہ لکھا ہے کہ جناب عمر نبیؐ کا سوہرا تھا اسی طرح یہ بھی لکھا ہے کہ جناب عمر نے نبیؐ کی بیٹی پر ظلم کیا ہے۔ جناب عمر کی خلافت ثابت کرنا ایک امر محال ہے۔ البتہ اہل سنت بھائی جناب عمر کو آلِ نبیؐ پر ظلم کرنے سے بری ثابت کردیں تو بھی بڑی بات ہے۔

## شاہ عبدالعزیز کی ڈفلی

### ثبوت ملاحظہ ہو

شاہ عبدالعزیز نے جناب عائشہ اور حفصہ کی صفائی پیش کرتے ہوئے چار عذر پیش کئے ہیں۔

- **عذر ۱:۔** نبی کریمؐ نے جس کلام کے ذریعے منع فرمایا تھا اس میں صیغہ امر ہے اور یہ صیغہ وجوب کے لئے نہیں ندب کے لئے ہے۔
- **عذر ۲:۔** خطا اور قصور جناب حفصہ بنت عمر کا ہے نہ کہ عائشہ بنت ابی بکر کا ہے۔
- **عذر ۳:۔** جناب حفصہ بنت عمر نے ارادہ نافرمانی رسولؐ نہیں کیا تھا۔

- **عذر۴:** اگر جناب حفصہ بنت عمر نے خطا کی ہے تو اس خطا سے ان کی توبہ کرنے پر اجماع موجود ہے۔[1]

**جواب:۱**

شاہ صاحب کا پہلا عذر باطل ہے کیونکہ جس امر کو عائشہ اور حفصہ نے ترک کیا ہے اس کے ترک پر خدا نے ان کی مذمت کی ہے اور جس امر کے ترک پر مذمت کی جائے وہ ندب کے لئے نہیں وجوب کے لئے آتا ہے۔

**جواب:۲**

شاہ صاحب کا دوسرا عذر بھی باطل ہے کیونکہ اِنۡ تَتُوۡبَاۤ اجوف واوی سے صیغہ تثنیہ مونث مخاطبہ کا ہے اور جس سے خطاب عائشہ اور حفصہ دونوں کو ہے۔ پس جبکہ توبہ کا حکم دونوں کو ہے تو معلوم ہوا قصور اور خطا بھی دونوں کی ہے۔

**جواب:۳**

شاہ صاحب کا تیسرا عذر بھی باطل ہے کیونکہ اگر حفصہ نے قصدِ نافرمانی نہیں کیا تھا تو خدا نے توبہ کا حکم کیوں دیا؟

**جواب:۴**

شاہ صاحب کا چوتھا عذر بھی باطل ہے کیونکہ عائشہ اور حفصہ کا گناہ نصِ قرآن سے ثابت ہے۔ اگر انہوں نے توبہ کی ہے تو اس کے اثبات کے لئے نصِ قرآن یا حدیثِ متواتر پیش کرو۔ دعویٰ اجماع میں تم جھوٹے ہو۔

**جواب:۵**

## مذکورہ آیت کی موصوف کے دعویٰ پر کسی قسم کی دلالت نہیں

**ثبوت ملاحظہ ہو**

---

(۱): تحفہ اثناعشریہ، باب مطاعن عائشہ، طعن پنجم، ص ۳۲۳۔

﴿اَلْخَبِيْثَاتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ﴾ (۱)

"اَلْخَبِيْثَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ" صفات ہیں اور ان کا موصوف کلمات ہیں۔

**ثبوت ملاحظہ ہو**

**تفسیر مظہری کی عبارت**

قَالَ اَكْثَرُ الْمُفَسِّرِيْنَ مَعْنَاهُ الْخَبِيْثَاتُ مِنَ الْكَلِمَاتِ يَعْنِيْ كَلِمَاتُ الذَّمِّ وَالتَّحْقِيْرِ وَالشَّتْمِ وَنَحْوُ ذٰلِكَ يَسْتَحِقُّهَا الْخَبِيْثُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَالْخَبِيْثُوْنَ مِنَ النَّاسِ يَسْتَحِقُّوْنَ الذَّمَّ وَنَحْوُ ذٰلِكَ وَالطَّيِّبَاتُ مِنَ الْكَلِمَاتِ مِنَ الْمَدْحِ وَالثَّنَاءِ وَالدُّعَاءِ يَسْتَحِقُّهَا الطَّيِّبُوْنَ۔ (۲)

**غرائب القرآن کی عبارت**

قَوْلُهُ الْخَبِيْثَاتُ يَعْنِى الْكَلِمَاتُ الَّتِيْ تَخْبُثُ مَوَارِدُهَا۔(۳)

**رازی کی عبارت**

اِعْلَمْ اَنَّ الْخَبِيْثَاتِ يَقَعُ عَلَى الْكَلِمَاتِ۔۔۔، وَيَقَعُ اَيْضًا عَلَى الْكَلَامِ الَّذِيْ هُوَ كَالذَّمِّ وَاللَّعْنِ،۔۔۔، وَيَقَعُ اَيْضًا عَلَى الزَّوَانِيْ مِنَ النِّسَاءِ، وَفِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ كُلُّ هٰذِهِ الْوُجُوْهِ مُحْتَمَلَةٌ۔ (۴)

**فتح القدیر کی عبارت**

قَالَ مُجَاهِدٌ وَسَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَعَطَاءٌ وَاَكْثَرُ الْمُفَسِّرِيْنَ: اَلْمَعْنٰى:۔۔۔ اَلْكَلِمَاتُ الطَّيِّبَاتُ مِنَ الْقَوْلِ لِلطَّيِّبِيْنَ مِنَ النَّاسِ، وَالطَّيِّبُوْنَ مِنَ النَّاسِ لِلطَّيِّبَاتِ مِنَ الْكَلِمَاتِ۔ (۵)

---

(۱): پارہ ۱۸، سورہ نور، (آیت ۲۶۔ سید مجتبیٰ)

(۲): تفسیر مظہری، ج ۶، ص ۴۸۴، س النور۔

(۳): غرائب القرآن، ج ۷، ص ۸۲، س النور۔

(۴): تفسیر کبیر، ج ۶، ص ۲۵۴، س النور۔

(۵): تفسیر فتح القدیر، ج ۴، ص ۱۷، س النور۔

تفسیر خازن کی عبارت

وَمَعْنَی الْاٰیَۃِ: اَنَّ الْخَبِیْثَ مِنَ الْقَوْلِ لَا یَلِیْقُ اِلَّا بِالْخَبِیْثِ مِنَ النَّاسِ۔ وَ الطَّیِبَ مِنَ الْقَوْلِ لَا یَلِیْقُ اِلَّا بِالطَّیِّبِ مِنَ النَّاسِ۔ ۔ ۔ ، وَقِیْلَ مَعْنَاہُ لَا یَتَکَلَّمُ بِالْخَبِیْثِ اِلَّا الْخَبِیْثَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ۔ ۔ ۔ ، وَلَا یَتَکَلَّمُ بِالطَّیِّبِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا الطَّیِّبَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ۔ (۱)

**تمام عبارتوں کا ملخّص ترجمہ**

مراد ﴿اَلْخَبِیْثَاتُ﴾ اور ﴿اَلطَّیِّبَاتُ﴾ سے کلمات ہیں اور معنی آیت یہ ہے کہ بری باتیں مثلاً؛ زنا وغیرہ کی نسبت برے مردوں اور عورتوں کی طرف زیبا ہے اور اچھی باتیں مثلاً؛ درود و سلام، دعا و ثناء اچھے مردوں اور عورتوں کی طرف زیبا ہے۔ اور یا مذکورہ آیت کا معنی یہ ہے کہ بری باتیں کرنا برے مردوں اور عورتوں کے لائق ہیں اور اچھی باتیں کرنا اچھے مردوں اور عورتوں کے لائق ہیں۔

**نوٹ**

ہم نے اہل سنت کی کتبِ معتبرہ سے اس آیت کی تفسیر کو پیش کیا ہے اور تمام مسلمان بھائیوں کو دعوتِ انصاف دیتے ہیں اور ہماری دعا ہے کہ ہمارے مخاطب مولوی صدیق کو بھی انصاف کی حق تعالیٰ توفیق عنایت کرے کیونکہ مذکورہ آیت ﴿اَلطَّیِّبَاتُ الخ...﴾، کا ان کے دعویٰ سے کوئی ربط اور تعلق نہیں ہے۔

## اعتراض

مذکورہ آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ مراد آیت سے طیب مرد اور طیبہ عورتیں ہیں، خبیث مرد اور خبیثہ عورتیں ہیں اور یہی معنی امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ کی طرف بھی منسوب ہے۔

## جواب

وہ قول یہ ہے؛

(۱): تفسیر خازن، ج۵، ص ۵۳، س النور۔

عَنْ اَبِیْ مُسْلِمٍ وَ الْجُبَّائِیِّ وَ هُوَ الْمَرْوِیُّ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ وَ اَبِیْ عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ قَالَ: هِیَ مِثْلُ قَوْلِهٖ: ﴿اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِکَةً﴾ اِلَّا اَنَّ اُنَاسًا هَمُّوْا اَنْ یَتَزَوَّجُوْا مِنْهُنَّ فَنَهَاهُمُ اللهُ عَنْ ذٰلِكَ وَ کَرِهَ ذٰلِكَ لَهُمْ۔ (۱)

اہل سنت سے ابومسلم اور جبائی کا قول یہ ہے اور امامین سے بھی یہ مروی ہے کہ آیت ﴿اَلْخَبِیْثَاتُ... الخ﴾ ایسے ہے جس طرح یہ آیت ہے کہ زانی نکاح نہیں کرتا مگر زانیہ یا مشرکہ عورت سے اور کچھ لوگوں نے زانیہ عورتوں سے نکاح کا ارادہ کیا تھا مگر اللہ نے ان کو منع فرمایا۔

### نوٹ

ہمارے مخاطب مولوی محمد صدیق کو اللہ تعالیٰ آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی کلام کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امامین کا مقصد یہ ہے کہ جیسے کتبِ تفاسیر اہل تشیع میں آیا ہے اور اہل سنت بھی گواہ ہے کہ اسلام سے پہلے مکہ اور مدینے میں کچھ ایسی عورتیں تھیں کہ جس کا پیشہ زنا کاری تھا اور وہ ذوات الرّایات تھیں اور اس بدکاری کے باعث وہ خوشحال اور مالدار تھیں۔ اسلام کے بعد کچھ غریب مسلمانوں نے ان کی دولت کی لالچ میں ان سے نکاح کا ارادہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اس نکاح سے منع فرمایا کہ جب تک وہ مکمل توبہ نہ کریں ان سے نکاح نہ کیا جائے۔ ہمارے مخاطب، اگر آپ کے دل میں رتی بھر بھی انصاف ہے تو مذکورہ آیت کو آپ کے مدّعیٰ سے کوئی ربط نہیں۔ پس جناب عمر بن خطاب کی جس فضیلت کو ثابت کرنے کے لئے مذکورہ آیت کا سہارا لیا ہے وہ فضیلت روزِ ازل سے خلیفہ جی کے نصیب ہی میں نہیں لکھی گئی۔

## نتیجہ بحث

ہمارے مخاطب مولانا صدیق نے صرف ﴿الطَّیِّبَاتُ لِلطَّیِّبِیْنَ﴾ کا رٹا لگا کر بھولے بھالے مسلمانوں کو فریب دینے کی ناکام کوشش کی ہے ہم نے مذکورہ آیت کے دونوں معنی ارباب انصاف کے سامنے پیش کئے ہیں؛

**پہلا معنی:** کہ اچھی باتیں اچھے مردوں کے لائق ہیں اور پانچ عدد کتب معتبرہ اہل سنت سے ثبوت پیش کیا ہے اور اس معنی کے لحاظ سے یہی آیات جناب عمر کی مذمت کرتی ہے کیونکہ بخاری شریف اور مسلم شریف گواہ ہیں کہ جناب عمر نے نبی کریمؐ سے وقت وفات نازیبا گفتگو کی تھی۔

---

(۱): تفسیر شیعہ، مجمع البیان، ج۷، ص۱۳۵، س النور۔

**دوسرا معنی:** اچھی عورتیں اچھے مردوں کے لائق ہیں اور اچھے مرد اچھی عورتوں کے لائق ہیں۔ اگر یہ معنیٰ کیا جائے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مراد اچھے مرد اور عورت سے کیا ہے اگر مراد معصوم اور معصومہ مرد اور عورتیں ہیں تو یہ غلط ہے کیونکہ ہمارا نبیؐ معصوم تھا اور ان کی کوئی زوجہ معصوم نہ تھی اور اگر ﴿اَلۡخَبِيۡثٰتُ لِلۡخَبِيۡثِيۡنَ﴾ سے مراد منافق مرد اور عورتیں ہیں تو یہ معنی بھی غلط ہے کیونکہ قرآن گواہ ہے کہ منافقہ عورتیں بھی نبیوں کی بیویاں رہی ہیں۔ پس لامحالہ ﴿اَلۡخَبِيۡثٰتُ﴾ سے مراد وہ عورتیں ہیں جو زنا کاری کا پیشہ کریں اور ﴿اَلطَّيِّبٰتُ﴾ سے مراد وہ عورتیں ہیں جو بدکاری کا پیشہ نہ کریں۔ پس حکم پروردگار کا مطلب روشن ہوگیا کہ زنا کار مرد اور عورتیں ایک دوسرے میں رغبت کریں گے اور جو لوگ زنا کار نہ ہوں گے وہ ایسی عورتوں سے نکاح کریں گے جو زنا کار نہ ہوں گی۔ پس آیت مذکورہ کا جناب عمر کے اس مفروضہ نکاح سے کوئی تعلق نہیں اور مولوی صدیق کا اس آیت کو پیش کرنا اپنے مدعا کے لئے ناحق انصاف کا خون کرنا ہے۔

**تنبیہ**

اگر رشتہ دے کر نبی کریمؐ نے جناب عمر کی فضیلت ثابت کرنا تھی تو مکہ میں اہل سنت کے عقیدہ کی رو سے نبیؐ کی تین بیٹیاں تھیں اور ان میں سے کوئی ایک بیٹی ہی رسول اللہؐ عمر کو دے دیتے۔ لیکن اہل سنت کی تفاسیر گواہ ہیں وہ بیٹیاں (اہل سنت کے عقیدہ کے اعتبار سے) حضورؐ نے کافروں کو دے دیں لیکن جناب عمر کو نہ دیں۔ پس مذکورہ آیت سے جناب عمر کی مذمت ہوتی ہے نہ کہ فضیلت۔

## مولوی محمد صدیق اہل حدیث کا اہل تشیع کو چیلنج اور ان کی مذہبی غیرت کو للکارنا

**ثبوت ملاحظہ ہو**

موصوف اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر ہماری کتاب "ام کلثوم بنت علیؑ فاروق اعظم کے نکاح میں" کا مطالعہ مفید ہوگا جس کا آج تک شیعہ حضرات سے جواب نہیں بن سکا۔ (۱)

---

(۱): رسالہ کشف الاسرار، ص ۳۹۔

**جواب**

ہمارے نزدیک یہ چیلنج ضرطہ معاویہ ہے علی منبر النبی جس کو حاضرین نے علیٰ منبر النبی بدعت کہا تھا۔

مَنْ جَرَّبَ الْمُجَرَّبُ حَلَّتْ بِهِ النَّدَامَةُ

کہ جو کسی کو ایک بار آزما کر ناکام ہو چکا ہو اگر اس کو دوبارہ آزمائے تو سوائے شرم کے اس کے نصیب میں کچھ نہ ہو گا۔

شاہ عبد العزیز، ابن تیمیہ، محمد قاسم نانوتوی، احتشام الدین مراد آبادی، شیعوں کو چھیڑ کر منہ کی کھا چکے ہیں اور شکست و ناکامی کا داغ لے کر قبروں میں پہنچ چکے ہیں اور اب مولوی محمد صدیق نے بھی شیعوں کو چھیڑ کر اپنے بزرگوں کی رسوائی کا سامان فراہم کیا ہے۔ ورنہ سینکڑوں علماء اہل سنت یہ حسرت قبروں میں لے گئے ہیں کہ وہ حضرت عمر کی کوئی ٹوٹی پھوٹی فضیلت بھی قرآن و سنت کی روشنی میں ثابت کر سکتے جس طرح مخاطب موصوف کا دعویٰ ہے کہ میری کتاب "ام کلثوم بنت علیؑ" کا مطالعہ مفید ہو گا۔ اسی طرح ہماری بھی گزارش ہے کہ میری یہ کتاب مولانا موصوف نے پڑھی تو ان شاء اللہ جگر ٹھنڈا ہو جائے گا اور جناب عمر کی فضیلت کے نایاب موتی ہاتھ لگیں گے۔

**سوال**

اگر ام کلثوم بنت علیؑ عمر کے عقد میں نہ تھی تو وہ ام کلثوم کون ہے؟ جس کی وجہ سے کتب تاریخ میں اہل بیت رسولؐ کے خلاف دھاندلی کی گئی ہے اور نام کے اشتباہ سے اولاد علیؑ پر تہمت باندھی گئی ہے۔

**جواب**

**یار غار جناب ابوبکر کی پانچ سالہ بیٹی ام کلثوم سے جناب عمر نے پچپن سال کی عمر میں شادی رچانے کے رنگیلے خواب دیکھے تھے**

**ثبوت ملاحظہ ہو**

کنز العمال کی عبارت ملاحظہ ہو

عَنْ اَبِیْ خَالِدٍ اَنَّ عُمَرَ خَطَبَ اُمَّ کُلْثُوْمٍ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ اِلٰی عَائِشَۃَ وَھِیَ جَارِیَۃٌ فَقَالَتْ: اَیْنَ الْمَذْھَبُ بِھَا عَنْکَ؟ فَبَلَغَھَا ذٰلِکَ فَاَتَتْ عَائِشَۃَ فَقَالَتْ: تَنْکِحِیْنِیْ عُمَرَ یُطْعِمُنِی الْخَشَبَ مِنَ الطَّعَامِ! اِنَّمَا اُرِیْدُ فَتًی یَصُبُّ مِنَ الدُّنْیَا صَبًّا، وَاللّٰہِ لَئِنْ فَعَلْتِ لَاَذْھَبَنَّ اَصِیْحَنَّ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِیِّ! فَاَرْسَلَتْ عَائِشَۃُ اِلٰی عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَقَالَ: اَنَا اَکْفِیْکِ، فَدَخَلَ عَلٰی عُمَرَ فَتَحَدَّثَ عِنْدَہٗ ثُمَّ قَالَ: یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! رَاَیْتُکَ تَذْکُرُ التَّزْوِیْجَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مَنْ؟ قَالَ: اُمُّ کُلْثُوْمٍ بِنْتُ اَبِیْ بَکْرٍ، فَقَالَ: یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! مَا اُرِیْکَ اِلَّا جَارِیَۃً تَنْعٰی عَلَیْکَ اَبَاھَا کُلَّ یَوْمٍ، فَقَالَ عُمَرُ: عَائِشَۃُ اَمَرَتْکَ بِھٰذَا! ۔ [1]

ترجمہ (ملخص): جناب عمر نے ام کلثوم بنت ابی بکر کا رشتہ حضرت عائشہ سے مانگا اور ام کلثوم کمسن تھی۔ عائشہ نے کہا: ام کلثوم کو آپ کے بغیر کہاں جانا ہے؟ پس جب یہ خبر ام کلثوم کو پہنچی تو وہ اپنی بہن عائشہ کے پاس آئی اور کہا: سنا ہے کہ آپ میرا نکاح، عمر سے کرنا چاہتی ہیں۔ وہ مجھے روکھی سوکھی غذا دے گا! مجھ کو ایسا جوان چاہیے جس کا دنیا سے لگاؤ ہو اور اگر میرا نکاح، عمر سے ہوا تو میں قبر نبیؐ پر جا کر فریاد کروں گی۔ پس عائشہ نے عمرو بن عاص کو بلا کر آگاہ کیا۔ عمرو نے کہا: میں کوئی بندوبست کرتا ہوں۔ پھر وہ عمر کے پاس آیا، عام باتوں کے بعد پوچھا کہ آپ کا شادی کرنے کا ارادہ ہے؟ فاروق نے کہا: ہاں۔ عمرو بن عاص نے کہا: کس سے؟ فاروق نے کہا: ام کلثوم بنت ابی بکر سے۔ عمرو بن عاص نے کہا: وہ تو ایک بچی ہے، ہر روز باپ کو روئے گی۔ (میں سمجھ گیا) کہ یہ پٹی تجھے عائشہ نے پڑھائی ہے۔

**نوٹ:ا**

**اس روایت پر ہمارے چند سوالات:**

ا۔ مذکورہ روایت میں راوی نے ام کلثوم بنت ابی بکر کو کمسن دکھایا ہے۔ پس عائشہ نے اس کی کمسنی پر رحم کیوں نہ کیا اور اپنے محسن اعظم جناب عمر کا پیغام شادی قبول کیوں کیا؟

---

(۱): کنز العمال، ج۷، ص۹۸، ذکر ام کلثوم۔

۲۔ اگر وہ کمسن تھی تو پچپن برس کے بابا عمر کو کیا سوجھی کہ اس کا رشتہ مانگا؟

۳۔ جب جناب عائشہ اور جناب عمر مذکورہ شادی پر راضی تھے تو بنت ابی بکر نے ام المؤمنین اور خلیفے کی نافرمانی کیوں کی؟

۴۔ بقول چار یاری مذہب تارک الدنیا زاہد خلیفہ ابوبکر کی بیٹی تھی۔ پس "یُطْعِمُنِی الْخَشَبَ مِنَ الطَّعَامِ" کہہ کر عمر کی درویشانہ زندگی پر تنقید کیوں کی؟

۵۔ زاہد خلیفہ کی بیٹی ہو کر "اِنَّمَا اُرِیْدُ فَتًی یَصُبُّ مِنَ الدُّنْیَا صَبًّا" کہہ کر کسی مالدار نوجوان سے شادی کرنے کا شوق کیوں ظاہر کیا؟

۶۔ جناب عمر فاروق اعظم سے شادی کے بعد اس پر کون سا ظلم کا پہاڑ ٹوٹ رہا تھا کہ "اَصِیْحَنَّ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِیِّ" کہہ کر عائشہ کے خلاف قبر نبیؐ پر فریاد کرنے کی دھمکی دی؟

۷۔ عمر کی درویشانہ زندگی پر تنقید کرنا، قبر نبیؐ پر عمر کے خلاف فریاد کی دھمکی دینا، کسی مالدار سے شادی کرنے کا شوق ظاہر کرنا، یہ تینوں امراس کے عاقلہ اور بالغہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ مولوی محمد صدیق کو سبائی ہاتھ سے سخت تکلیف پہنچی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ مذکورہ روایت میں یزیدی اور خارجی ہاتھ نے کام کر کے بنت ابی بکر کو کمسن کیوں ظاہر کیا ہے؟

**نوٹ:۲**

ہمیں یقین ہے کہ ام کلثوم بنت ابی بکر سے جناب عمر کی شادی ہوگئی تھی۔ صرف خارجی اور یزیدی ہاتھ نے جناب عمر کے دوسرے جھوٹے فضائل کی طرح یہ جھوٹی فضیلت بنائی کہ وہ بنت علیؑ تھی اور اس کا اتنا پروپیگنڈا کیا کہ کئی مؤرخ ٹھوکر کھا گئے اور مولوی محمد صدیق کو اپنے مذہب کی کتاب میں اپنے عقیدہ کے خلاف جب یہ روایت نظر آئی تو خدمتِ مذہب و دین والے کارنامہ کو بھول گئے اور اس روایت کے بارے میں صفائی پیش کرنے کی بجائے ﴿صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ﴾ ہوگئے۔ کیا اسی کا نام تحقیق ہے؟؟!!! اُف ہے ایسی تحقیق پر۔

**نوٹ:۳**

"کنز العمال" اہل سنت کی کتاب ہے اور آج تک کسی سنی نے انکار نہیں کیا اور مذکورہ کتاب حافظ سیوطی کی کتاب "جمع الجوامع" کا خلاصہ ہے اور علی متقی ہندی نے خلاصہ کیا ہے، مطبوعہ حیدر آباد دکن۔

البدایہ والنہایہ کی عبارت ملاحظہ ہو

وَكَانَ قَدْ خَطَبَ أُمَّ كُلْثُوْمِ بِنْتَ اَبِىْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ وَهِىَ صَغِيْرَةٌ وَرَاسَلَ فِيْهَا عَائِشَةَ، فَقَالَتْ أُمُّ كُلْثُوْمٍ: لَا حَاجَةَ لِىْ فِيْهِ۔ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: اَتَرْغَبِيْنَ عَنْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ اِنَّهٗ خَشِنُ الْعَيْشِ۔ فَاَرْسَلَتْ عَائِشَةُ اِلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَصَدَّهٗ عَنْهَا۔ (۱)

ترجمہ (ملخص): جناب عمر نے یار غار کی بیٹی ام کلثوم کا رشتہ مانگا اور وہ کمسن تھی اور اس سلسلے میں جناب عائشہ سے بات چیت کی۔ ام کلثوم نے کہا: میں عمر کو نہیں چاہتی تو جناب عائشہ نے فرمایا: کیا تو امیر المؤمنین کو نہیں چاہتی؟ ام کلثوم نے کہا: ہاں! اس کی زندگی سخت ہے۔ جناب عائشہ نے عمرو بن عاص کو بلایا اور اس نے اس شادی کے ارادے سے فاروق کو باز رکھا۔

**نوٹ:۱**

**اربابِ انصاف! مذکورہ عبارت پر ہمارے چند سوالات ملاحظہ ہوں:**

۱۔ راوی نے بنت ابی بکر کو کمسن دکھایا ہے ہمارا سوال ہے: ﴿فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ﴾ (۲) کہ یتیم پر ظلم نہ کرو۔ جناب عمر کو کیا سوجھی تھی کہ اس کمسن یتیم بچی کا رشتہ لینے کے لئے جو شادی کے قابل بھی نہیں بی بی عائشہ پر اپنا اثر و رسوخ استعمال کرنا شروع کر دیا۔

۲۔ اگر ام کلثوم بنت ابی بکر کمسن تھی تو جناب عائشہ تو گڑیاں کھیلنے کے سن سے تجاوز کر چکی تھی۔ لہذا انہوں نے نصیحت کی کتاب کیوں کھول دی اور پانچ سال کی بچی سے پچپن برس کے بابا کو سہرا بندھوانے کے لئے اپنی بہن ام کلثوم کو وعظ شروع کر دیا کہ "اَتَرْغَبِيْنَ عَنْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ؟"

۳۔ شادی کرنے کی نصیحت کمسن بچی کو نہیں کی جاتی۔ پس جناب عائشہ کی نصیحت اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ کمسن نہ تھی۔ پس راوی نے اپنی خیانت سے "وَهِىَ صَغِيْرَةٌ" کہہ کر ام کلثوم بنت ابی بکر کو کمسن ظاہر کیا ہے؟

(۱): البدایہ والنہایہ، ج ۷، ص ۱۳۹، ذکر ازواج عمر۔

(۲): (پارہ ۳۰، سورہ ضحی، آیت ۹۔ سید مجبی)

۴۔ بقول چار یاری مذہب کے حضرت عمر کی سادہ زندگی سے "اِنَّہُ خَشِنُ الْعَیْشِ" کہہ کر زاہد خلیفہ کی بیٹی نے نفرت کیوں کی؟ جناب عائشہ کی نصیحت کو ٹھکرایا کیوں اور (ملکہ عرب) فاروق اعظم کی زوجہ بننے سے انکار کیوں کیا؟

**نوٹ:۲**

ہمارے مخاطب مولوی محمد صدیق کو سبائی ہاتھ سے بہت تکلیف پہنچی ہے ہم عرض کرتے ہیں کہ "البدایہ والنہایہ" میں تو یزیدی ہاتھ کام کر رہا ہے لہٰذا طرفداریٔ صحابہ کے اس پہلے نمبر کے وکیل نے یہاں ٹھوکر کیوں کھائی ہے؟؟! اور ایسی روایت جس میں جناب عائشہ، جناب عمر، جناب ام کلثوم بنت ابی بکر کی توہین کی ہے، اپنی کتاب میں درج کیوں کی ہے؟!! اس روایت کی صفائی پیش کرنا اہل حدیث کے محققِ اعظم و مناظرِ اعظم کے ذمہ ہے۔

**نوٹ:۳**

ہمیں یقین ہے کہ ام کلثوم بنت ابی بکر کی عمر سے شادی ہوگئی تھی۔ یزیدی اور خارجی ہاتھ نے اپنی عیاری سے ولدیت تبدیل کر کے بنت علیؑ بنا دیا جس سے تاریخ کا چہرہ اس قدر مسخ ہوگیا کہ کئی مؤرخ ٹھوکر کھا گئے۔

**نوٹ:۴**

مذکورہ کتاب "البدایہ والنہایہ" اہل سنت کی معتبر کتاب ہے جس سے آج تک کسی نے انکار نہیں کیا اور ہمارے مخاطب نے اپنے کتابچہ کے "ص ۱۲" میں اس کے مؤلف کو "امام" کا لقب دیا ہے۔ اور امید ہے کہ ہمارے مخاطب اپنے امام کے فرمان پر کچھ غور کریں گے۔

تاریخ کامل ابن اثیر کی عبارت ملاحظہ ہو

وَخَطَبَ اُمَّ کُلْثُوْمِ ابْنَۃَ اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ اِلٰی عَائِشَۃَ، فَقَالَتْ اُمُّ کُلْثُوْمٍ: لَا حَاجَۃَ لِیْ فِیْہِ، اِنَّہُ خَشِنُ الْعَیْشِ شَدِیْدٌ عَلَی النِّسَآءِ. فَاَرْسَلَتْ عَائِشَۃُ اِلٰی عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ: اَنَا اَکْفِیْکِ. فَاَتٰی عُمَرَ فَقَالَ: بَلَغَنِیْ خَبَرٌ اُعِیْذُکَ بِاللّٰہِ مِنْہُ. قَالَ: مَا ھُوَ؟ قَالَ: خَطَبْتَ اُمَّ

كُلْثُوْمِ بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ. قَالَ نَعَمْ، اَفَرَغِبْتَ بِيْ عَنْهَا اَمْ رَغِبْتَ بِهَا عَنِّيْ؟ قَالَ: وَلَا وَاحِدَةً، وَلٰكِنَّهَا حَدَثَةٌ نَشَأَتْ تَحْتَ كَنَفِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ لِيْنٍ وَرِفْقٍ، وَفِيْكَ غِلْظَةٌ، وَنَحْنُ نَهَابُكَ وَمَا نَقْدِرُ اَنْ نَرُدَّكَ عَنْ خُلُقٍ مِنْ اَخْلَاقِكَ، فَكَيْفَ بِهَا اِنْ خَالَفَتْكَ فِيْ شَيْءٍ فَسَطَوْتَ بِهَا كُنْتَ قَدْ خَلَفْتَ اَبَا بَكْرٍ فِيْ وَلَدِهٖ بِغَيْرِ مَا يَحِقُّ عَلَيْكَ. وَقَالَ: فَكَيْفَ بِعَائِشَةَ وَقَدْ كَلَّمْتُهَا؟ قَالَ: اَنَا لَكَ بِهَا۔ (۱)

ترجمہ (ملخص): جناب عمر نے ام کلثوم بنت ابی بکر کا جناب عائشہ سے رشتہ مانگا۔ ام کلثوم نے کہا: مجھے عمر میں کوئی خواہش نہیں، وہ سخت زندگی والا ہے اور عورتوں پر سخت ہے۔ جناب عائشہ نے عمرو بن عاص کو مدد کے لئے بلایا۔ عمرو نے کہا: میں بندوبست کرتا ہوں۔ پس وہ عمر فاروق کے پاس پہنچا اور اس نے کہا: میں نے ایک بات سنی ہے اور میں تیرے بارے میں اس کی اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ فاروق نے کہا: بھیا! کیا خبر ہے؟ عمرو بن عاص نے کہا: تو نے بنت ابی بکر کا رشتہ مانگا ہے؟ فاروق نے کہا: ہاں! کیا وہ میرے لائق نہیں یا میں اس کے لائق نہیں؟ عمرو بن عاص نے کہا: بھیا! یہ بات نہیں وہ کمسن بچی ہے، ناز ونعم میں امیر المؤمنین کے زیر سایہ پلی ہے اور تجھ میں بد خلقی اور تند مزاجی ہے۔ ہم خود تجھ سے ڈرتے ہیں اور تیری کسی بات کو ٹھکراتے نہیں۔ اگر اس بچی نے کسی بات میں مخالفت کی اور تو طیش میں آ گیا تو اس بچی پر کیا گزرے گی؟ پس گویا تو نے ابو بکر کی اولاد کی وہ نگرانی نہ کی جو تجھ پر فرض تھی۔ جناب عمر نے کہا: میں تو عائشہ سے بات کر چکا ہوں، اسے کیا کہا جائے؟ تو عمرو بن عاص نے کہا: عائشہ کے بارے میں میں ذمہ دار ہوں۔

**نوٹ:۱**

**مذکورہ عبارت پر ہمارے چند سوالات:**

۱۔ زاہد خلیفہ کی بیٹی نے "لَاحَاجَةَلِيْ فِيْهِ" کہہ کر فاروق اعظم کو کیوں ٹھکرایا؟ اور "خَشِنُ الْعَيْشِ" کہہ کر اہل سنت کے درویش خلیفہ کی درویشانہ زندگی سے نفرت کیوں کی؟

(۱): تاریخ کامل ابن اثیر، ج۳، ص۲۷، ذکر ازواج عمر۔

۲۔ بنت ابی بکر سے فاروق اعظم کی شادی والی خبر کو عمرو بن عاص نے ایک خطرناک خبر کیوں ظاہر کیا کہ جس سے "اُعِیْذُکَ بِاللّٰہِ" کہہ کر خدا سے پناہ مانگی؟!!

۳۔ جناب فاروق اثناءِ گفتگو اکھڑ کیوں گئے اور "اَفَرَغِبْتَ بِیْ عَنْهَا" کہہ کر عمرو بن عاص کو ڈانٹ ڈپٹ کیوں کی؟

۴۔ عمرو بن عاص نے "لٰکِنَّهَا حَدَثَةٌ" کہہ کر اس کو کمسن کیوں ظاہر کیا؟ اور اگر کمسن تھی تو فاروق اعظم نے اس کا رشتہ کیوں مانگا؟

**نوٹ:۲**

ہمارے جامعہ کی لائبریری میں جو تاریخ کامل مطبوعہ مصر موجود ہے اس میں تحریر ہے؛ "نَشَاَتْ تَحْتَ کَنَفِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ لِیْنٍ وَرِفْقٍ" کہ ام کلثوم نازونعم میں امیر المؤمنین کے زیرِ سایہ پلی ہے۔

**دعوت انصاف!**

مسلمان بھائیو! آپ غیر جانبدار ہو کر سوچیں کہ وہ امیر المؤمنین کون ہے؟ جناب ابوبکر نہ تو امیر المؤمنین تھے اور مر بھی چکے ہیں اور یہ لقب اگرچہ فاروق اعظم نے غاصبانہ طور پر اپنایا ہے مگر اس عبارت میں وہ بھی یقیناً مراد نہیں ہیں۔ پس امیر المؤمنین علی ابن ابی طالبؑ مراد ہے اور بنت ابی بکر اپنے بھائی محمد کے ساتھ جناب امیرؑ کے زیرِ سایہ پلی ہے اور مذکورہ عبارت نے اہل سنت کے بنائے ہوئے افسانے کو کھوکھلا کر دیا ہے۔

**نوٹ:۳**

پس ہمیں یقین ہے کہ زوجہ عمر، ام کلثوم بنت ابی بکر ہے اور امیر المؤمنینؑ کے زیرِ سایہ پلنے کے باعث اس کی ولدیت میں اشتباہ ہو گیا ہے اور کچھ بددیانت راویوں نے حکامِ وقت کو خوش کرنے کے لئے حقیقت کو چھپانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

**نوٹ:۴**

ہمارے مخاطب مولوی محمد صدیق یہودیوں اور سبائیوں کے ستائے ہوئے ذرا سوچ کر ہمیں جواب دیں کہ مذکورہ کتاب اہل سنت کی ہے اور اس میں یزیدی ہاتھ کام کر رہا ہے۔ لہٰذا اس روایت کے متعلق صفائی پیش کرنا آپ کے ذمہ ہے۔

## اعتراض

اگر ام کلثوم اور محمد بن ابی بکر جناب امیرؑ کے زیر سایہ پلے بڑے ہیں تو معلوم ہوا کہ جناب ابی بکر اور جناب امیرؑ شیر و شکر تھے، دشمن نہ تھے۔ ورنہ ابوبکر کی اولاد پر جناب امیرؑ شفقت نہ فرماتے۔

## جواب

ابولہب کی بیٹی کو رسول اللہؐ نے پناہ دی ہے اور اس پر شفقت کی ہے حالانکہ اس کا باپ ابولہب سخت دشمنِ رسولؐ تھا۔ جس طرح نبی پاکؐ نے اپنے دشمن کی بیٹی کو پناہ دی ہے اسی طرح جناب امیرؑ نے اپنے دشمن کی بیٹی پر شفقت کی ہے۔

تاریخ طبری کی عبارت ملاحظہ ہو

قَالَ الْمَدَائِنِيُّ: وَخَطَبَ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ وَهِيَ صَغِيْرَةٌ، وَأَرْسَلَ فِيْهَا إِلَى عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: الْأَمْرُ إِلَيْكَ، فَقَالَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ: لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ، فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: أَتَرْغَبِيْنَ عَنْ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ! قَالَتْ: نَعَمْ، إِنَّهُ خَشِنُ الْعَيْشِ، شَدِيْدٌ عَلَى النِّسَآءِ، ۔۔۔ إِلَى آخِرِهِ۔ (۱)

ترجمہ (مخلص): جناب عمر نے ام کلثوم بنت ابی بکر کا رشتہ مانگا اور وہ کمسن تھی۔ جناب عائشہ سے بات چیت ہوئی۔ عائشہ نے کہا: معاملہ اس کے ہاتھ میں ہے۔ ام کلثوم نے کہا: مجھے عمر میں خواہش اور چاہت نہیں ہے۔ جناب عائشہ نے فرمایا: تجھے امیر المؤمنین میں رغبت نہیں ہے؟ ام کلثوم نے کہا: ہاں! وہ سخت زندگی والا ہے، عورتوں پر سخت ہے۔۔۔ تا آخر۔

**نوٹ:ا**

**مذکورہ عبارت پر ہمارے چند سوالات:**

ا۔ مذکورہ روایت میں راوی نے بنت ابی بکر کو کمسن ظاہر کیا ہے۔ پس ایک یتیم بچی اور وہ بھی ابوبکر کی بیٹی۔ جناب عمر کو کیا سوجھی تھی کہ اس یتیم کمسن بچی کا رشتہ لینے کے لئے اپنا سارا رعبِ حکومت جناب عائشہ کے خلاف استعمال کرنا شروع کیا؟

---

(۱): تاریخ طبری، ج۵، ص۲۷۳۴، ذکر ازواج عمر۔

۲۔ اگر کمسن بچی تھی تو جناب عائشہ نے "وَالْاَمْرُ اِلَیْہَا" کہہ کر اس کو خود مختار کیوں ظاہر فرمایا ہے ؟

۳۔ اگر بنت ابی بکر نادان تھی تو جناب عمر کی بخیلانہ زندگی پر کیوں تنقید فرمائی ؟

۴۔ اگر بنت ابی بکر کمسن تھی تو یہی عذر بی بی عائشہ نے کیوں پیش نہیں فرمایا ؟

۵۔ شادی کی نصیحت کمسن بچی کو نہیں کی جاتی ۔ اگر بنت ابی بکر کمسن تھی تو جناب عائشہ نے اپنے محسنِ اعظم جناب عمر کی ہمدرد بن کر "تَرْغَبِیْنَ عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ" کہہ کر نصیحت کا ورقہ کیوں پڑھنا شروع کر دیا ؟

۶۔ زاہد خلیفہ تارک الدنیا ابو بکر کی بیٹی ہو کر ام کلثوم نے اہل سنت کے درویش خلیفہ عمر فاروق کو کیوں ٹھکرایا ؟

**نوٹ:۲**

ہمارے مخاطب مولانا محمد صدیق سبائی اور یہودی ہاتھ کی کارگزاری کا بہت شکوہ فرماتے ہیں ۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ تاریخ طبری تو اہل سنت کی ہے ، اسے تو یہودی ہاتھ کی ہوا بھی نہیں لگی ۔ لہذا اس روایت کے بارے میں صفائی پیش کریں ۔

**نوٹ:۳**

یہ بیل منڈھے چڑھ گئی تھی بنت ابی بکر ام کلثوم کی شادی ، عمر سے ہو گئی تھی کیونکہ فاروق اعظم کو ٹھکرانے کی کوئی وجہ نہ تھی ۔ مگر یزیدی اور خارجی ہاتھ کی کارگزاری ہے کہ واقع کو مسخ کر کے پیش کیا اور جسے دیکھ کر آنے والے مؤرخ چکرا گئے ۔

## اعتراض

طبری والا شیعہ ہے لہذا یہ روایت ہمارے خلاف حجت نہیں بن سکتی ۔

## جواب

طبری والے کو شیعہ کہنا سفید جھوٹ ہے ۔

**ثبوت ملاحظہ ہو**

دوم محمد بن جریر بن غالب طبری ابو جعفر است۔ صاحبِ تفسیر و تاریخِ کبیر و او از اهل سنت است.[۱]

نیز کتاب محمد بن جریر طبری کہ به تاریخ مشهور است واصّح التاریخ است۔ [۲]

نیز تاریخ بغداد میں مرقوم ہے:

وَلَهُ الْكِتَابُ الْمَشْهُوْرُ فِيْ تَارِيْخِ الْأُمَمِ وَالْمَلُوْكِ وَكِتَابٌ فِي التَّفْسِيْرِ۔

نیز تفسیر طبری کلمۃ الناشر مؤرخ الاسلام الثقۃ الامین فیما ینقل ابو جعفر طبری۔ [۳]

**نوٹ:۲**

یہ تمام عبارات اس بات کا قرینہ اور گواہ ہیں کہ طبری والا اہل سنت والجماعت ہے اور اس کی تاریخ بھی معتبر ہے۔

نیز ہمارے مخاطب نے اپنے کتابچہ کے "ص۱۱" میں "تاریخ طبری" کو علمِ تاریخ میں نہایت اونچے پائے کی کتاب تسلیم کیا ہے اور اس کے مصنف کو امام کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔

تاریخ خمیس کی عبارت ملاحظہ ہو

وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ وَهِيَ اَصْغَرُ بَنَاتِهٖ وَاُمُّهَا نَصْرَانِيَّةٌ، وَتَرَكَهَا حُبْلٰى فَوَلَدَتْ بَعْدَهٗ اُمُّ كُلْثُوْمٍ هٰذِهٖ وَلَمَّا كَبُرَتْ خَطَبَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِلٰى عَائِشَةَ فَاَنْعَمَتْ لَهٗ وَ كَرِهَتْ اُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتُ عَلِيٍّ فَاحْتَالَتْ لَهٗ حَتّٰى اَمْسَكَ عَنْهَا۔ [۴]

اور ام کلثوم جناب ابو بکر کی بیٹیوں میں سے چھوٹی لڑکی تھی اس کی ماں نصرانیہ تھی۔ ابو بکر اپنی موت پر اسے حاملہ چھوڑ گئے تھے۔ پس ام کلثوم، ابو بکر کی وفات کے بعد پیدا ہوئی اور جب بڑی ہوئی تو بی بی عائشہ سے عمر بن خطاب نے رشتہ مانگا۔ جناب عائشہ نے عمر کے پیغام کو قبول فرمایا اور ام کلثوم بنت علیؑ نے رشتہ ناپسند کیا۔ پس جناب عائشہ نے کوئی حیلہ سازی کی اور عمر اس رشتہ سے باز آ گئے۔

---

(۱): تحفہ اثنا عشریہ، ص۳۵، مطبوعہ لاہور۔

(۲): تحفہ اثنا عشریہ، ص۵۷، مطبوعہ لاہور۔

(۳): تاریخ بغداد، ج۲، ص۱۶۲، ذکر محمد بن جریر طبری۔

(۴): تاریخ خمیس، ج۲، ص۲۳۹، ذکر ازدواج عمر۔

**مذکورہ عبارت پر ہمارے چند سوالات:**

ا۔ راوی نے "تَرَکَھَا حُبْلیٰ" کہہ کر ام کلثوم کی کم سنی بتائی ہے۔ اگر ام کلثوم، ابوبکر کے بعد پیدا ہوئی ہے تو ابوبکر کی وفات تیرہ (۱۳) ہجری میں ہوئی ہے۔ اور یہ شادی والا افسانہ سترہ (۱۷) ہجری کا ہے۔ پس پانچ سال کی بچی ام کلثوم کتنی بڑی ہوگئی تھی کہ پچپن سالہ دولہے عمر ابن خطاب سے شادی کے قابل ہوگئی ؟!!

۲۔ اگر ام کلثوم، ابوبکر کے بعد پیدا ہوئی ہے تو جناب فاروق اعظم کو کیا سوجھی کہ پانچ سالہ بچی سے شادی کی تیاریاں شروع کردیں؟

۳۔ "فَاَنْعَمَتْ لَہٗ" جناب عائشہ نے پانچ سالہ بچی کی خاطر پچپن سالہ فاروق کا پیغامِ شادی قبول کر کے کس عقل مندی کا ثبوت دیا ہے؟

۴۔ ہمارے جامعہ کی لائبریری میں جو "تاریخ خمیس" ہے، اس کی عبارت میں راوی نے ایک ہی بیان میں ام کلثوم کو بنت علیؑ بھی اور بنت ابی بکر بھی ظاہر کیا ہے۔ اس مکاری سے ان کا مقصد کیا ہے؟ ہمارے مخاطب تاندلوی صاحب سبائی ہاتھ کی کارگزاری کا بڑا شکوہ کرتے ہیں۔ ہم عرض کرتے کہ "تاریخ خمیس" اہل سنت کی کتاب ہے اور اس میں یزیدی ہاتھ نے خلیفہ نوازی کرتے ہوئے اصلی قصہ میں ریت کیوں ملائی ہے؟

**نوٹ:۳**

ہمیں یقین ہے کہ ام کلثوم بنت ابی بکر سے عمر فاروق کا رشتہ ہوگیا تھا اور بچے بھی ہوئے ہیں۔ مگر خلیفہ نوازی کی خاطر بددیانت راویوں نے ام کلثوم کی ولدیت تبدیل کر کے اصل واقعہ کو مسخ کردیا اور آنے والے مؤرخ چکرا گئے۔

المعارف کی عبارت ملاحظہ ہو

وَ اُمُّ کُلْثُوْمٍ بِنْتُ اَبِیْ بَکْرٍ فَخَطَبَھَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَابِ اِلٰی عَائِشَۃَ فَاَنْعَمَتْ لَہٗ وَ کَرِھَتْ اُمُّ کُلْثُوْمٍ فَاحْتَالَتْ لَہٗ حَتّٰی اَمْسَكَ عَنْھَا۔[1]

---

(۱): المعارف، ص۷٦، ذکر اولاد ابوبکر۔ (المعارف، ج۱، ص۱۷۵، ناشر ھیئۃ مصریۃ، قاہرہ، طبع ثانی، ۱۹۹٦م۔ سید مجتبیٰ)

ام کلثوم بنت ابی بکر کا جناب عائشہ سے عمر ابن خطاب نے رشتہ مانگا اور بی بی عائشہ نے یہ پیغام شادی قبول کر لیا۔ اور ام کلثوم نے کوئی بہانہ کیا، جس سے جناب عمر شادی سے باز آ گئے۔

**مذکورہ عبارت پر ہمارے چند سوالات:**

۱۔ ام کلثوم کے کم سن ہونے سے بھی اہل سنت کو انکار نہیں۔ اور جناب عمر کے اس کے ساتھ شادی کے پیغام سے بھی انکار نہیں۔ پس اس راز سے اہل سنت کو پردہ اٹھانا چاہیے جس کی خاطر پچپن سالہ فاروق نے پانچ سالہ دخترِ ابی بکر کا رشتہ طلب فرمایا تھا؟

۲۔ جناب عائشہ کو اپنی بہن ام کلثوم کی کمسنی معلوم تھی مگر اپنے محسنِ اعظم کے پیغام شادی کو قبول کیوں فرمایا جبکہ ان کی بہن شادی کے قابل ہی نہ تھی؟

۳۔ جناب عائشہ اور حضرت عمر دونوں ہستیوں کا گٹھ جوڑ مذکورہ رشتہ کے بارے میں اس بات کا بین ثبوت ہے کہ بنت ابی بکر شادی کے قابل تھی۔ اگر شادی کے قابل نہ ہوتی تو عمر اور عائشہ اہل سنت کے دونوں ہیرو مذکورہ شادی کے متعلق گٹھ جوڑ نہ کرتے۔

۴۔ جناب عمر کا رشتہ طلب کرنے اور جناب عائشہ کے قبول فرمالینے کے بعد مذکورہ شادی کے نہ ہونے کا کوئی سبب نہیں۔ لہٰذا ان تاریخی قرائن کے پیشِ نظر ام کلثوم بنت ابی بکر کی حضرت عمر سے شادی بھی ہوئی ہے اور اولاد بھی۔ لیکن جس طرح سقیفہ بنی ساعدہ میں دھاندلی کی گئی اسی مکاری کے ساتھ اس قصہ میں بھی خلیفہ نوازی کی خاطر اصل واقعہ کو مسخ کر دیا گیا ہے۔

ریاض النضرۃ کی عبارت ملاحظہ ہو

وَاُمُّ کُلْثُوْمٍ وَهِیَ اَصْغَرُ بَنَاتِهٖ فَوَلَدَتْ بَعْدَهٗ فَلَمَّا کَبُرَتْ خَطَبَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِلٰی عَائِشَةَ فَاَنْعَمَتْ لَهٗ وَکَرِهَتْ اُمُّ کُلْثُوْمٍ فَاحْتَالَتْ لَهٗ حَتّٰی اَمْسَكَ عَنْهَا۔[1]

ام کلثوم جناب ابوبکر کی چھوٹی لڑکی تھی اور ابوبکر کے بعد پیدا ہوئی۔ جب ام کلثوم بڑی ہوئی تو بی بی عائشہ سے اس کا رشتہ عمر نے مانگا تھا۔ عائشہ نے یہ پیغامِ شادی قبول کر لیا مگر ام کلثوم نے یہ رشتہ ناپسند کیا۔ پس عائشہ نے ایک حیلہ کیا اور عمر اس رشتہ سے رک گیا۔

(۱): ریاض النضرۃ، ج۱، ص ۳۰۳، ذکر اولاد ابوبکر۔

**مذکورہ عبارت پر ہمارے چند سوالات:**

ا۔ راوی نے عبارت میں ام کلثوم کو کمسن ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے اگر کمسن تھی تو پچپن سال کے بابا عمر کو کیا سوجھی کہ اس کا رشتہ مانگا؟

۲۔ ”لَمَّا كَبُرَتْ“ قرینہ ہے کہ وہ کمسن نہ تھی۔

۳۔ ”فَانْعَمَتْ“ یہ دوسرا قرینہ ہے کہ وہ کمسن نہ تھی۔

۴۔ خود ام کلثوم کا عمر کے رشتہ سے کراہت کرنا یہ تیسرا قرینہ ہے کہ وہ کمسن نہ تھی۔

**نوٹ:۲**

ہمیں یقین ہے کہ بنت ابی بکر سے عمر کا رشتہ ہوگیا تھا۔ بچے بھی پیدا ہوئے ہیں اور یزیدی ہاتھ کا یہ کارنامہ ہے کہ اصل واقعہ تاریخ میں مسخ کر کے پیش کیا گیا کہ جس سے کئی مؤرخ چکرا گئے۔

**نوٹ:۳**

مذکورہ عبارت کتاب اہل سنت ”ریاض النضرہ“ سے لی گئی ہے جو عشرہ مبشرہ کے فضائل میں ہے، جن میں ابوبکر، عمر، عثمان، سرفہرست ہیں اور جناب امیرؑ کے علاوہ باقی نو کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے: ﴿وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ﴾۔ [1]

ہمارے مخاطب نے جب تحقیق کی عینک لگا کر مسئلہ ہذا پر قلم اٹھایا تو ”ریاض النضرہ“ کی عبارت نظر سے اوجھل کیوں ہوگئی؟

شرح ابن ابی الحدید کی عبارت ملاحظہ ہو

اَنَّ عُمَرَ خَطَبَ اُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ فَاَرْسَلَ فِيْهَا اِلٰى عَائِشَةَ فَقَالَتِ الْاَمْرُ اِلَيْهَا فَقَالَتْ اُمُّ كُلْثُوْمٍ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ وَيْلَكِ اَتَرْغَبِيْنَ عَنْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ نَعَمْ اِنَّهٗ يُغْلِقُ بَابَهٗ وَيَمْنَعُ خَيْرَهٗ وَيَدْخُلُ عَابِسًا۔ [2]

---

(۱): (پارہ ۱۹، سورہ نمل، آیت ۴۸۔ سید مجبی)

(۲): شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۲۳۱، ذکر عمر بن الخطاب۔

ترجمہ (ملخص): جناب عمر نے بنت ابی بکر کا بی بی عائشہ سے رشتہ مانگا۔ بی بی عائشہ نے فرمایا: قبول کرنا خود ام کلثوم کے ہاتھ میں ہے۔ پس ام کلثوم نے کہا: مجھے عمر کے رشتہ میں خواہش اور چاہت نہیں۔ بی بی عائشہ نے فرمایا: افسوس ہے! تیرے لئے تو امیر المؤمنین میں بے رغبتی کرتی ہے۔ پس ام کلثوم نے کہا: ہاں! یہ دروازہ بند رکھتا ہے اور خیر کو روکے رکھتا ہے، جب گھر آتا ہے تو تیوری چڑھائے اور جب باہر جاتا ہے تو تیوری چڑھائے ہوئے۔

**مذکورہ عبارت پر ہمارے چند سوالات:**

۱۔ ام کلثوم کو راوی کمسن ظاہر کرتے ہیں "اَلْاَمْرُ اِلَیْهَا" کہہ کر بی بی عائشہ نے اس کو ایک خود مختار عورت کیوں ظاہر کیا ہے؟

۲۔ کم سن بچی کو کسی مرد کے نکاح میں رغبت نہیں دلائی جاتی۔ "اَتَرْغَبِیْنَ عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ" کہہ کر بی بی عائشہ نے اپنی بہن کو اپنے محسنِ اعظم جناب عمر سے شادی کرنے کی نصیحت کیوں فرمائی؟

۳۔ اگر ام کلثوم کمسن تھی تو "یَدْخُلُ عَابِسًا" کہہ کر اہل سنت کے درویش خلیفہ سے نفرت کا اظہار کیوں کیا؟ بقول اہل سنت زاہد خلیفہ پر تاریک الدنیا ابو بکر کی بیٹی نے بخیلانہ زندگی "یَمْنَعُ خَیْرًا" کہہ کر تنقید کیوں فرمائی؟

**نوٹ:۲**

## اعتراض

"شرح ابن ابی الحدید" شیعوں کی کتاب ہے۔ پس اس کی عبارت ہمارے خلاف حجت نہیں ہو سکتی۔

## جواب

مذکورہ کتاب کی نسبت شیعوں کی طرف دینا سفید جھوٹ ہے۔

**ثبوت ملاحظہ ہو**

زیرا که کسانِ که با امامت خلفاء ثلاثه قائل اند یعنی اهل سنت و معتزله هرگز قوادح ایشان روایت نه کرده اند.[1]

(۱): تحفہ اثناعشریہ، ص۲۲۶، طبع لاہور۔

جو لوگ ابوبکر، عمر، عثمان کی امامت کو درست مانتے ہیں یعنی اہل سنت اور معتزلہ وہ ان کی برائیاں نقل نہیں کرتے۔

**نوٹ**

ابوالحسن اشعری کے عقیدت مند اشاعرہ ہوں یا واصل بن عطا کے عقیدت مند معتزلہ ہوں چونکہ دونوں گروہ، ثلاثہ کی امامت کو درست مانتے ہیں پس دونوں اہل سنت ہیں اور بقول رشید احمد گنگوی کتاب "ہدایۃ الشیعہ" ملاحظہ ہو۔

**سگِ زرد برادر شغال است.**

کہ زرد کتا، چیتے کا بھائی ہے۔

پس معتزلہ اور اشاعرہ دونوں بھائی بھائی ہیں۔ موجودہ زمانے میں مولوی نافع مؤلف کتاب "رحماء بینھم" کی بدترین خیانت ہے کہ اس نے ابن ابی الحدید سنی معتزلی کو شیعہ لکھا ہے۔ بغیر کسی تحقیق اور ثبوت کے۔ تف ہے اس کی دیانت پر۔

## مذکورہ آٹھ عدد کتب اہل سنت اور اہل شیعہ کا ہدف

**شادی کرنے کے اسباب:**

۱. ہر مرد کو فطری طور پر عورت کی ضرورت ہوتی ہے۔
۲. اولاد یا کثرت اولاد کی خواہش۔
۳. عیش و عشرت کی خواہش۔
۴. کسی دنیاوی فائدہ کی خواہش۔
۵. کسی شرعی فائدہ کی خواہش۔

بنت ابی بکر کو علمائے اہل سنت نے پانچ سال کی بچی ظاہر کیا ہے۔ ہمارے مخاطب یہودیوں اور سبائیوں کے ستائے ہوئے شیعوں پر حقائق سے انکار کی تہمت لگانے والے مولوی محمد صدیق ذرا میدانِ انصاف میں اتریں اور یہ معمہ حل کرنے کی کوشش کریں کہ ام کلثوم بنت ابی بکر، جناب عمر کی پہلی تین ضروریات بھی

پوری نہیں کر سکتی اور نہ ہی قرآن و سنت کی روشنی میں ابو بکر کے گھر میں شادی کرنے کی کوئی فضیلت ہے اور نہ ہی بنت ابی بکر، جناب عمر کی کوئی دنیاوی ضرورت پوری کر سکتی تھی تو

دل بر آنکه این جا است

کہ آپ کے درویش خلیفہ تارک الدنیا، تارک اللذات، فاروق اعظم نے ابو بکر کی پانچ سالہ لڑکی کا رشتہ اپنے پچپن برس میں کیوں مانگا؟؟؟ حقائق سمجھانے کے تاجدار، اہل حدیث کے محقق اعظم جواب دیں یا تو یہ تسلیم کرو کہ آپ کے فاروق اعظم کی ایک صفت ایسی بھی ہے کہ وہ غیر منصرف ہے۔

## آٹھ علمائے اہل سنت نے تین ہستیوں کی توہین کیوں کی ہے؟

۱۔ بی بی عائشہ کی توہین تو یوں ہے کہ اپنی بہن ام کلثوم کا رشتہ اپنے محسنِ اعظم عمر فاروق کو دے کر مکر گئیں، منگنی تڑوانے کے لئے حیلے بہانے کئے۔ ایسا فعل عام مؤمنہ عورت نہیں کرتی چہ جائیکہ ام المؤمنین کرے۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

۲۔ جناب عمر کی توہین یوں کی ہے کہ ان کے سارے فضائل خاک میں مل گئے۔ جب ابو بکر کی بیٹی نے ان کی بخیلانہ زندگی سے نفرت کرتے ہوئے ان کو ٹھکرا دیا۔

۳۔ ام کلثوم بنت ابی بکر کی توہین یوں ہے کہ فقیرِ محض، زاہد خلیفہ ابو بکر کی بیٹی ہو کر عزت مآب فاروق اعظم سے نفرت کرتے ہوئے کسی مالدار نوجوان سے شادی کرنے کا شوق ظاہر کیا۔

## جناب ابوبکر اور عمر کے خاندان شیر و شکر تھے

ناصبی، خارجی اور یزیدی ملوانے بنت علیؑ کے رشتہ کے اثبات پر اس لئے زور دیتے ہیں کہ ابو بکر و عمر نے جناب امیرؑ اور سیدہ زہراؑ پر ظلم و ستم کے جو پہاڑ گرائے ہیں، چھپ جائیں اور عوام کو یہ باور کرایا جائے کہ عمر اور جناب امیرؑ شیر و شکر تھے۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ ابو بکر کی بیٹی کا رشتہ جو بڑے شوق سے بقول اہل سنت تاجدارِ خلافت حضرت عمر نے بی بی عائشہ سے مانگا تھا کوئی وجہ نہیں کہ ان کو نہ ملا ہو۔ کم سنی کوئی عذر نہیں، بی بی عائشہ کا رشتہ بھی تو رسول اللہؐ کے ساتھ کم سنی میں ہو گیا تھا۔

اس گھر کی بچیوں کی خوش نصیبی ہے کہ کم سنی میں بیاہی جاتی ہیں۔ اگر عائشہ کی شادی بقول اہل سنت چھ سال کے سن میں ہو سکتی ہے توام کلثوم بنت ابی بکر کی شادی بھی پانچ برس کے سن میں ہو سکتی ہے۔ پس عمرو ابو بکر کے خاندان کے تعلقات ہمیشہ اچھے تھے، آپس میں شیر و شکر تھے، ایک دوسرے پر دین وایمان کی قربانی سے بھی دریغ نہ کرتے تھے۔

پس یہ بیل منڈھے چڑھ گئی تھی، شادی بنت ابی بکر سے ہوگئی تھی۔ مولوی محمد صدیق کے آٹھ مذہبی رہنماؤں کی یہ خیانت، مجرمانہ ہے کہ اصل واقعہ کو تاریخ میں مسخ کر کے پیش کیا ہے۔

## اعتراض

مذکورہ آٹھ عدد کتب کے مصنفین علمائے اہل سنت اس رشتہ کے ہوجانے سے انکاری ہیں۔ رافضیوں کی بے شرمی ہے کہ اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتے۔

## جواب

"مراۃ العقول" شیعوں کی کتاب میں صاف طور پر لکھا ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے امّ کلثوم بنتِ علیؑ کے اس رشتۂ موضوعہ سے انکار فرمایا ہے اور مولوی محمد صدیق کی انتہا درجے کی بے حیائی ہے کہ اپنی ضد پر ڈٹا ہوا ہے۔

## احسان کا بدلہ احسان

جناب عمر نے یارِ غار کی بیٹی کا رشتہ کیوں مانگا تھا؟ اس راز سے ہم پردہ اٹھاتے ہیں۔

ا۔ امِّ کلثوم، جناب عائشہ کی چھوٹی بہن تھی۔ عائشہ رسول اللہؐ کی زوجہ تھیں پس عائشہ کی چھوٹی بہن سے رشتہ ہوجانے کی صورت میں جناب عمر کی دستارِ فضیلت میں تین تمغوں کا اور اضافہ ہوجاتا تھا؛

پہلا تمغہ:۔ جناب عائشہ، جناب عمر کی سالی ہوجاتیں۔

دوسرا تمغہ:۔ نبی کریمؐ اپنے اس کفش بردار خادم کے ہم زلف ہوجاتے۔

تیسرا تمغہ:۔ اور ابوبکر، جناب عمر کا سسر ہو جاتا۔

۲۔ یارِ غار کی دامادی کا شوق، عزت مآب بابائے عمر کو پچپن برس کی عمر میں اس لئے چڑھا تھا کہ "بخاری، کتاب النکاح" میں ملاحظہ ہو۔

جب حفصہ بنت عمر بیوہ ہوئی تھی تو حفصہ کا رشتہ جناب عمر نے ابوبکر کو پیش کیا تھا۔ لیکن اس محترمہ کے خلقِ عظیم سے ڈرتے ہوئے ابوبکر نے انکار کر دیا تھا۔ بس اسی روز سے جناب عمر احساس کمتری میں مبتلا تھے۔ پس ابوبکر کی بیٹی سے شادی کرنے کا مقصد بقول غلام رسول ناروو الی سُنّی اپنے پرانے زخم پر مرہم پینسلین لگانا تھا۔

۳۔ جناب ابوبکر نے جمہوریت کا جنازہ نکالتے ہوئے بغیر الیکشن یا شوریٰ کے اور اصحابِ نبیؐ کے چیخنے چلّانے کے باوجود "تاریخ طبری" گواہ ہے کہ بیت الخلاء میں کھڑے ہو کر اس حال میں کہ ان کے پاجامے کا ازار بند (نالہ) ان کی بیوی اسماء کے ہاتھ میں تھا، عزت مآب، بڑی شان والے فاروق اعظم کی خلافت کا اعلان کیا تو اس احسان کے بدلے، جناب عمر ان کی بیٹی ام کلثوم سے شادی کر کے اس کو رانی (ملکہ عرب) بنانا چاہتے تھے۔

## حوالہ جات کی بارش

ہمارے مخاطب اہل حدیث کے مروان سبائیوں اور یہودیوں کے ہاتھ کے ستائے ہوئے، مولوی محمد صدیق اپنے کتابچہ "ص ۲۱" پر یوں رقم طراز ہیں کہ ہم اتمامِ حجت کی خاطر آپ کے لئے ان شاء اللہ حوالہ جات بارش کی طرح برسائیں گے تاکہ روزِ محشر یہ عذر نہ ہو سکے کہ ہمیں علم نہ تھا کہ ہماری کتابوں میں بھی یوں لکھا ہے۔

ہماری گزارش اہل حدیث کے مروان سے یہ ہے کہ جب آپ شیعوں کے خلاف حوالہ جات کی بارش برسا رہے تھے تو آپ کی بصارت کو کیا ہو گیا تھا کہ آپ کو دور کا تنکا تو نظر آیا اور اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہ آیا؟!!

مذکورہ آٹھ عدد کتب اہل سنت کی ہیں، سبائی ہاتھوں کی ان کو ہوا تک نہیں لگی اور وہ خارجی اور ناصبی ناپاک ہاتھوں سے لکھی گئی ہیں۔ میدانِ تحقیق کے پہلوان ہو کر مذکورہ کتب کی عبارت کو آپ شیرِ مادر سمجھ کر

ہضم کر گئے۔ کیا اسی کا نام تحقیق ہے؟! اُف ہے ایسی تحقیق پر۔ ہم نے آپ کو آگاہ کر دیا تاکہ روزِ محشر آپ کو یہ عذر نہ ہو سکے کہ ہمیں اس کا علم نہ تھا کہ ہماری کتابوں میں یوں بھی لکھا ہے:

﴿سَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ﴾ (۱)

مانو نہ مانو، جانِ جہاں اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں

ام کلثوم بنتِ علیؑ کے مفروضہ عقد کی تحقیق کے لئے خلفاء کی مفروضہ خلافت کی تحقیق بھی ضروری ہے۔

## منبرِ نبیؐ پر خلفائے بنی امیہ کا بندروں کی طرح ناچ

### ثبوت ملاحظہ ہو

ترمذی شریف کی عبارت ملاحظہ ہو

قَامَ رَجُلٌ اِلَى الۡحَسَنِ بۡنِ عَلِيٍّ، بَعۡدَ مَا بَايَعَ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: سَوَّدۡتَ وُجُوۡهَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ، فَقَالَ: لَا تُؤَنِّبۡنِيۡ رَحِمَكَ اللهُ، فَاِنَّ النَّبِيَّ اُرِيَ بَنِيۡ اُمَيَّةَ عَلٰى مِنۡبَرِهٖ فَسَاءَهٗ ذٰلِكَ، فَنَزَلَتۡ: ﴿اِنَّا اَعۡطَيۡنَاكَ الۡكَوۡثَرَ﴾ يَا مُحَمَّدُ، يَعۡنِيۡ نَهۡرًا فِي الۡجَنَّةِ، وَنَزَلَتۡ: ﴿اِنَّآ اَنۡزَلۡنَاهُ فِيۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ وَمَآ اَدۡرَاكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ﴾ يَمۡلِكُهَا بَعۡدَكَ بَنُوۡ اُمَيَّةَ يَا مُحَمَّدُ. قَالَ الۡقَاسِمُ، فَعَدَدۡنَاهَا فَاِذَا هِيَ اَلۡفُ شَهۡرٍ لَا تَزِيۡدُ يَوۡمًا وَلَا تَنۡقُصُ۔ (۲)

جب حسن بن علیؑ نے معاویہ کی بیعت کی، اس کے بعد ایک شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا: آپ نے مؤمنوں کا چہرہ سیاہ کر دیا۔ امام نے فرمایا: مجھ سے ناراض نہ ہو، نبی کریمؐ کو یہ چیز خواب میں دکھائی گئی کہ بنو امیہ، جنابؐ کے منبر پر ہیں اور حضورؐ کو یہ بات ناگوار گزری۔ پس سورہ کوثر اور سورہ قدر نازل ہوئیں کہ بنی امیہ، خلافت کے مالک ہوں گے۔ قاسم کہتا ہے ہم نے بنو امیہ کی مدت حکومت کا حساب کیا تو پورے ہزار ماہ تھی۔

---

(۱): (پارہ ۱، سورہ بقرہ، آیت ۶۔ سید مجتبیٰ)

(۲): ترمذی شریف، ج ۲، ص ۱۶۹، باب التفسیر، س القدر۔

تاریخ الخلفاء کی عبارت

رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ بَنِی الْحَکَمِ بْنِ اَبِی الْعَاصِ یَنْزُوْنَ عَلٰی مِنْبَرِہٖ نَزْوَ الْقِرَدَۃِ، الخ[۱]

نبی پاکؐ نے حکم بن عاص کی اولاد کو دیکھا کہ آنجنابؐ کے منبر پر بندروں کی طرح کود رہے ہیں، آنحضورؐ کو یہ ناگوار گزرا۔

تاریخ ابوالفداء کی عبارت

فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ اُرِیَ فِیْ مَنَامِہٖ، اَنَّ بَنِی اُمَیَّۃَ یَنْزُوْنَ عَلٰی مِنْبَرِہٖ رَجُلًا فَرَجُلًا، فَسَاءَہٗ ذٰلِکَ۔[۲]

نبی کریمؐ کو خواب میں دکھایا گیا کہ بنوامیہ ان کے منبر پر یکے بعد دیگرے ناچ رہے ہیں، آنحضورؐ نے اس کو برا سمجھا۔

البدایہ النہایہ کی عبارت

عَنْ یُوْسُفَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ فَاِنَّ النَّبِیَّ اُرِیَ بَنِی اُمَیَّۃَ عَلٰی مِنْبَرِہٖ، فَسَاءَہٗ ذٰلِکَ۔[۳]

نبی کریمؐ کو بنوامیہ خواب میں منبر پر دکھائے گئے۔ حضورؐ کو یہ بات ناگوار گزری پس سورۂ کوثر اور سورۂ قدر نازل ہوئی۔

تفسیر کبیر کی عبارت

قَالَ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ رَاٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ بَنِی اُمَیَّۃَ یَنْزُوْنَ عَلٰی مِنْبَرِہٖ نَزْوَ الْقِرَدَۃِ فَسَاءَہٗ ذٰلِکَ، وَھٰذَا قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ رِوَایَۃِ عَطَاءٍ۔[۴]

حضورؐ نے خواب میں دیکھا کہ بنوامیہ ان کے منبر پر بندروں کی طرح کود رہے ہیں۔

فتح القدیر کی عبارت

---

(۱): تاریخ الخلفاء، ص ۱۳، ذکر خلافت بنی امیہ۔

(۲): تاریخ ابوالفدا، ج۱، ص ۱۸۴، ذکر خلفائے بنوامیہ۔

(۳): البدایہ والنہایہ، ج۸، ص۱۸، ذکر خلافۃ الحسن۔

(۴): تفسیر کبیر، ج۵، ص ۴۱۳، سورۂ اسراء، ج۸، ص ۴۴۹، س القدر۔

﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ اَرَيْنَاكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ قِيْلَ: اِنَّ هٰذِهِ الرُّؤْيَا الْمَذْكُوْرَةَ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ هِيَ اَنَّهٗ رَاٰى بَنِيْ مَرْوَانَ يَنْزُوْنَ عَلٰى مِنْبَرِهٖ نَزْوَ الْقِرَدَةِ فَسَاءَهٗ ذٰلِكَ۔ (۱)

نبی کریمؐ نے خواب میں بنومروان کو دیکھا کہ وہ جنابؐ کے منبر پر بندروں کی طرح ناچ رہے ہیں۔

**نوٹ:۱**

مذکورہ سولہ عدد کتبِ اہل سنت گواہ ہیں کہ نبی کریمؐ نے خواب میں دیکھا کہ آنجنابؐ کے منبر پر بنوامیہ بندروں کی طرح ناچ رہے ہیں۔ یہ خواب صاف دلیل ہے کہ بنوامیہ کے تمام خلفاء کی خلافت جھوٹی ہے ورنہ حضورؐ کو خواب میں وہ بندروں کی صورت میں نظر نہ آتے۔

**نوٹ:۲**

امام حسنؑ کا معاویہ سے صلح کے وقت یہ خواب بیان کرنا اس چیز کا ثبوت ہے کہ اس بندروں سے تشبیہ والی روایت سے حضرت معاویہ بھی باہر نہیں۔

**نوٹ:۳**

ترمذی کی عبارت میں جو بیعت کا ذکر ہے، وہ عبارت ہمارے خلاف حجت نہیں ہو سکتی کیونکہ ترمذی اہل سنت کی کتاب ہے۔

**نوٹ:۴**

وہ خلفاء جن کو حدیثِ نبویؐ میں بندروں سے تشبیہ دی گئی ہے، ان کے مظالم میں سے ایک ظلم یہ بھی ہے کہ انہوں نے اولادِ رسولؐ کی توہین کی ہے اور ان کی شان گھٹانے کے لئے جھوٹے قصے بنوائے ہیں اور

---

(۱): تفسیر فتح القدیر، ج۳، ص۲۳۰، سورہ اسراء و ج۵، ص۴۶۰ س القدر؛ رک: تفسیر درّ منثور، ج۶، ص۳۷۱، س القدر، تفسیر روح المعانی، ج۳۰، ص۱۸۸، س القدر، تفسیر خازن، ج۴، ص۱۳۶، سورہ اسراء، تفسیر غرائب القرآن، ج۴، ص۳۶۱، س اسراء؛ تفسیر ابن کثیر، ج۳، ص۶۸، س اسراء، تاریخ کامل ابن اثیر، ج۳، ص۲۰۷، ذکر خلافت حسن بن علی، تاریخ بغداد، ج۹، ص۴۴، ذکر سلیمان بن داود الشاذکونی، ازالۃ الخفا، ج۱، ص۶۰۰، مقصد اول فضل پنجم بیان فتن نیز، ج۲، ص۱۵۳؛ حیاۃ الحیوان، ج۲، ص۲۰۳، لغت قرد۔ تطہیر الجنان برحاشیہ صواعق المحرقہ، ص۱۴۷۔

عقدِ ام کلثوم والا جھوٹا افسانہ بھی انہیں بندر نما خلفاء کا کارنامہ ہے۔ اور بنی امیہ کے خلفاء نے آلِ رسولؐ کو گالیاں دینا، اسلام کا جزو بنالیا تھا اور اپنے درباری علماء سے جھوٹے قصے بنواکر مشہور کرتے رہے اور تقریبًا ایک صدی یہی طریقہ جاری رہا۔ جس سے خلقِ خدا بڑے بڑے شبہات میں مبتلا ہوگئی اور انہی شبہات میں سے ایک شبہ یہ بھی ہے کہ جناب عمر کو حضرت علیؑ کی دامادی کا شرف حاصل ہے۔ لیکن جب تحقیق کی گئی تو مذکورہ فضیلت ایک جھوٹا افسانہ ثابت ہوئی۔

## نبیؐ کا فرمان کہ میرے بعد بارہ خلیفے اور امام اور سردار ہوں گے

**ثبوت ملاحظہ ہو**

بخاری شریف کی عبارت ملاحظہ ہو

قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ یَقُوْلُ یَکُوْنُ اثْنَا عَشَرَ اَمِیْرًا۔[1]

روای نے کہا: میں نے پیغمبرؐ سے سنا ہے کہ آنجنابؐ نے فرمایا (میرے بعد) بارہ سردار ہوں گے۔

سنن ابی داوٗد کی عبارت ملاحظہ ہو

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ یَقُوْلُ لَا یَزَالُ هٰذَا الدِّیْنُ عَزِیْزًا اِلٰی اثْنَیْ عَشَرَ خَلِیْفَةً۔[2]

حضورؐ نے فرمایا: میرا دین ہمیشہ محفوظ رہے گا جب تک میری امت میں بارہ خلیفے نہ گذرے۔

درّ منثور کی عبارت

هَلْ سَاَلْتُمْ رَسُوْلَ اللهِ کَمْ یَمْلِكُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ مِنْ خَلِیْفَةٍ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ: مَا سَاَلَنِیْ عَنْهَا اَحَدٌ مُنْذُ قَدِمْتُ الْعِرَاقَ قَبْلَكَ، ثُمَّ قَالَ: نَعَمْ، وَلَقَدْ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللهِ، فَقَالَ: اثْنَا عَشَرَ، کَعِدَّةِ نُقَبَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ۔[3]

---

(۱): صحیح بخاری، ج۹، ص۸۱، کتاب الاحکام، باب الاستخلاف۔

(۲): صحیح سنن ابی داوٗد، ج۴، ص۱۰۶، کتاب المہدی۔

(۳): تفسیر درّ منثور، ج۲، ص۲۶۷، س المائدہ؛ رک: صحیح مسلم، ج۲، ص۱۰۷، کتاب الامارہ، ترمذی شریف، ج۲، ص۱۱۳، کتاب الفتن، مشکوٰۃ شریف، ج۲، ص۲۰۴، باب مناقب قریش، ینابیع المودۃ، ص۴۴۵، باب ۷۷، مسند احمد بن حنبل، ج۵، ص۲۹۴۔

کسی مرد نے عبداللہ بن مسعود سے پوچھا کہ آپ نے نبیؐ سے پوچھا تھا کہ اس امت کے لئے کتنے خلیفے، بادشاہی کریں گے؟ اس نے کہا: جب سے میں عراق میں آیا ہوں اس مسئلے کے بارے میں مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا۔ پھر کہا: ہاں! ہم نے سوال کیا تھا نبیؐ سے۔ پس حضورؐ نے فرمایا: بنی اسرائیل کے خلفاء کی تعداد کی طرح میرے بھی بارہ ہیں۔

**نوٹ**

مذکورہ آٹھ عدد کتبِ معتبرہ اہل سنت گواہ ہیں کہ نبی کریمؐ نے فرمایا تھا کہ میرے بعد میرے جانشین بارہ ہوں گے۔ پس اہل سنت پر فرض ہے کہ ان بارہ خلفاء کے نام بتائیں تاکہ لوگ ان بارہ کے حالاتِ زندگی معلوم کریں اور پرکھیں کہ آیا وہ اس قابل تھے کہ انہیں جانشین رسولؐ مانا جائے؟ اور نیز سولہ عدد کتبِ معتبرہ اہل سنت سے ہم نے یہ حدیث بھی پیش کی ہے کہ نبی کریمؐ نے خواب میں دیکھا کہ میرے منبر پر بنوامیہ بندروں کی طرح ناچ رہے ہیں اور اس خواب کی تعبیر یوں فرمائی کہ وہ میرے بعد میری خلافت کا جھوٹا دعویٰ کریں گے۔ پس ہماری گزارش ہے کہ اہل سنت بھائی ان بارہ کے نام بتائیں جو نبیؐ کے سچے خلفاء ہیں اور ان میں کوئی خلیفہ بنوامیہ سے نہ ہو کیونکہ بنوامیہ کے بارے میں حضورؐ نے فرمایا تھا کہ میرے منبر پر بندروں کی طرح ناچ کریں گے اور علمِ بلاغت میں ثابت ہے کہ گاہے تشبیہ مذمت کی خاطر دی جاتی ہے۔ پس خلفاء بنوامیہ کو نبی کریمؐ نے بندروں سے تشبیہ مذمت کی خاطر دی ہے اور اس قماش کے لوگ جانشینِ رسولؐ نہیں ہوسکتے۔

## وکلاء معاویہ ویزید کا ایک بیمار عذر

نبی کریمؐ نے جن خلفائے بنوامیہ کو بندروں سے تشبیہ دی ہے اس سے مراد حضرت معاویہ ویزید نہیں بلکہ دوسرے لوگ ہیں۔

**جواب**

ہمارے اہل سنت دوست لوگوں کو فریب دینے کی خاطر یہ کہتے ہیں کہ ہم عترتِ رسولؐ کو مانتے ہیں۔ پس امام حسنؑ، عترتِ رسولؐ سے ہیں اور اہل سنت کی "صحیح ترمذی" اور "تاریخ الخلفاء" گواہ ہیں کہ امام حسنؑ نے بندروں سے تشبیہ والی حدیث اور بنوامیہ کی مذمت والی حدیث حضرت معاویہ پر فِٹ فرمائی ہے۔ پس اس

حدیث کا ایک فرد جب معاویہ ہے تو اس کا رسوائے زمانہ بیٹا یزید تو بدرجہ اولیٰ اس حدیث کا ایک فرد ہے اور ان دونوں کے بعد باقی چھ خلفاء بھی اہل سنت کے بنو امیہ سے ہیں۔ پس نبی کریمؐ کا وہ فرمان جسے ہم نے "بخاری شریف" سے پیش کیا تھا کہ میرے بعد میرے جانشین بارہ ہیں، وہ بارہ خلفاء اہل سنت پورے نہیں کر سکتے۔

## مسلمانوں کے عقیدہ میں بارہ سچے جانشینِ رسولؐ کون ہیں؟

ہمارے مخاطب اہل حدیث کے ابو موسیٰ اشعری کو اپنے بارہ خلفاء کے نام پیش کرنے سے یوں شرم آتی ہے:

کَهِنْدٍ تَشْتَهِی لَذِیذَ النِّکَاحِ وَ تَفْزَعُ مِنْ صَوْلَةِ النَّاكِحِ

لیکن ہم اپنے مخاطب سے بصدِ ادب عرض کرتے ہیں کہ

جب ناچنے آئی تو گھونگھٹ کیسا؟!!

جب رسوائے زمانہ، پیکرِ ظلم یزید ابن معاویہ کو سچا خلیفہ آپ نے مان ہی لیا ہے تو اس کا نام زبان پر لانے سے شرم کیوں کرتے ہو؟

## اہل حدیث اور حنفیوں کا چھٹا خلیفہ یزید

**ثبوت ملاحظہ ہو**

شرح فقہ اکبر کی عبارت ملاحظہ ہو

وَفِیْ لَفْظٍ: لَایَزَالُ الْاَمْرُ عَزِیْزًا اِلَی اثْنَیْ عَشَرَ خَلِیْفَةً- وَکَانَ الْاَمْرُ کَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ- فَالْاِثْنٰی عَشَرَهُمُ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ الْاَرْبَعَةُ، وَمُعَاوِیَةُ، وَابْنُهُ یَزِیْدُ، وَعَبْدُالْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ، وَاَوْلَادُهُ الْاَرْبَعَةُ، وَبَیْنَهُمْ عُمَرُبْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ- (۱)

(۱): شرح فقہ اکبر، ص ۷۰، ذکر افضل الناس بعد النبی۔ رک: صواعق محرقہ، ص ۱۲، فصل ثالث، تاریخ الخلفاء، ص ۱۱، فصل ذکر مدت خلافت اسلامیہ، تاریخ خمیس، ج ۲، ص ۲۹۱، ذکر خلافت حسنؑ، عمدۃ القاری شرح بخاری، ج ۱۱، ص ۴۳۵، کتاب الاحکام، فتح الباری شرح بخاری، حدیث اثنا عشر امیراً، العواصم من القواصم، مؤلف قاضی ابو بکر بن عربی۔

**ترجمہ مفصّل:** حضورؐ نے فرمایا کہ بارہ خلیفوں تک دین محفوظ رہے گا۔ پس وہ بارہ یہ ہیں؛ (۱)جناب ابو بکر(۲)جناب عمر(۳)جناب عثمان اموی(۴)جناب علیؑ (۵) جناب معاویہ اموی(۶)یزید اموی معاویہ کا بیٹا(۷)عبد الملک بن مروان اموی (۸) ولید بن عبد الملک اموی(۹)یزید بن عبد الملک اموی(۱۰)سلیمان بن عبد الملک اموی(۱۱)ہشام بن عبد الملک اموی(۱۲)عمر بن عبد العزیز اموی۔

**نوٹ:۱**

ہمارے مخاطب مولوی محمد صدیق کو مبارک ہو کہ چھٹا امام اس کا یزید ہے۔

جب پیار کیا تو ڈرنا کیا

جب آپ کے بزرگ یزید کو امام مان گئے ہیں اور آپ بھی دل سے مانتے ہیں تو نام لینے سے شرم کیوں کرتے ہیں؟

**نوٹ:۲**

آپ کے نو خلیفے بنو امیہ سے ہیں لہذا آپ اپنی تحقیق کا رخ کبھی مذکورہ حدیث کی طرف بھی موڑ دیں اور جناب عثمان اور معاویہ کو ان کی خلفاء برادری کے ساتھ بندروں سے تشبیہ والی حدیث سے نکالنے کی کوشش کریں اور اگر آپ خلافت کی زنبیل میں ہاتھ ڈال کر اپنے اندھے حافظوں کی طرح ٹٹولیں تو آپ کو بھی خلیفہ بلا فصل جناب امیرؑ کے علاوہ کسی خلیفہ کی خلافت، قرآن وسنت کی روشنی میں صحیح نظر نہ آئے گی۔

نکل سکتا نہیں آٹا کبھی چونے کی بوری سے

## اعتراض

بندروں سے تشبیہ دینے والی حدیث جس آیت کے ضمن میں آئی ہے، وہ سورۂ بنی اسرائیل کی ہے۔ جو مکی ہے اور منبر مدینہ میں بنا تھا۔

**جواب:۱**

امام رازی نے اس اعتراض کو قبول نہیں کیالہذا پہلے گھر میں اتفاق کریں۔ امام صاحب کہتے ہیں کہ خواب پہلے دیکھا جائے اور س کی حقیقت بعد میں ظاہر ہو، یہ ممکن ہے۔

**جواب:۲**

ایسے چکر قرآن میں بہت ہیں کیونکہ جناب عثمان نے بائیس سالہ لڑکے "زید بن ثابت" کو قرآن جمع کرنے پر مقرر کیااور اس نے بڑی بڑی غلطیاں کیں۔ مثلاً؛ آیتِ متعہ، سورۂ نساء میں ہے جو کہ مدنی ہے اور اس کی ناسخ آیت، بقول اہل سنت "سورۂ مؤمنون" میں ہے، جو مکی ہے۔ پس اہل سنت عجیب مصیبت میں پھنس گئے کیونکہ ناسخ حکم، منسوخ کے بعد آتا ہے لیکن مسئلہ متعہ میں پہلے آگیا۔ یہ تلخ لقمہ صرف شیعوں کی مخالفت میں نگلا جاتا ہے۔ پس جو جواب یہاں ہے، وہی جواب وہاں ہے۔

**اعتراض**

بندروں سے تشبیہ دینے والی حدیث ضعیف ہے۔

**جواب**

مذکورہ حدیث "صحیح ترمذی" میں ہے اور "ترمذی"، "صحاح ستہ" میں داخل ہے۔ نیز ابن حجر مکی نے اپنی کتاب "تطہیر الجنان بر حاشیہ صواعق محرقہ" میں لکھا ہے کہ اس حدیث کے رجال صحیح اور ثقہ ہیں۔ [1]

**اعتراض**

مذکورہ حدیث سے منبر کی توہین ہے۔

---

(۱): تطہیر الجنان بر حاشیہ صواعق محرقہ، ص ۱۴۷۔

## جواب

"ازالۃ الخفاء" اہل سنت کی کتاب میں لکھا ہے کہ جناب ابوبکر نے نبی کریمؐ سے خواب بیان کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ میں لوگوں کے پاخانہ میں چل پھر رہا ہوں۔ حضورؐ نے اس کی یہ تعبیر دی کہ تم لوگوں میں ممتاز ہوگے۔

اور اہل سنت کی کتاب "نور الابصار" میں لکھا ہے کہ عزت مآب عمر بڑی شان والے نے یہ تمنا کی کہ کاش میں مینڈھا ہوتا اور لوگ مجھے کھاتے "وَاَخرَجُونِی عُذْرَۃً" اور مجھے پاخانے کی صورت میں نکالتے۔[1]

سبحان اللہ! اتنے اچھے خلفاء کی کتنی اچھی اور پیاری خواہش ہے کہ جس سے ان کی شان دوبالا ہوتی نظر آتی ہے۔ کیا آپ کے خیال میں اس سے تو کوئی توہین کا پہلو نہیں نکلتا؟ کیا کہنا جناب کا اور جناب کے خلفاء کا خداوندِ عالم کا انسانی شکل میں بھیجنے کا حق ادا ہو رہا ہے؟!!

## نتیجہ بحث

نبیوں سے رشتہ داری تو ہر قسم کے لوگوں کو حاصل ہوئی ہے لیکن یزید جیسا ظالم اور بدکردار شخص کسی نبی کا خلیفہ اور جانشین نہیں ہوا۔ جن مسلمانوں نے قاتلِ آلِ رسولؐ، رسوائے زمانہ یزید بن معاویہ کو رسولؐ کا جانشین برحق سمجھا ہے، ایسے لوگوں کا کسی اور جھوٹے افسانے کے صحیح ہونے پر اتفاق کرلینا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ پس جناب عمر کے متعلق یہ فضیلت گھڑ کر کہ وہ خاندان رسالتؐ سے شرف دامادی رکھتے تھے، مسلمانوں نے وہی کارنامہ انجام دیا ہے جیسے یزید کو خلیفہ برحق مان کر دینِ اسلام پر نہ مٹنے والا بدنما داغ لگایا ہے اور جس طرح یزید کا خلیفہ رسولؐ ہونا جھوٹ ہے، اسی طرح عمر کا دامادِ علیؑ ہونا بھی جھوٹ ہے۔

## جناب عمر کا دروازہ زہراؑ پر آگ لے کر آنا اور ان کا گھر جلانے کی دھمکی دینا

**ثبوت ملاحظہ ہو**

---

(۱): نور الابصار، ص۶۶۔

تاریخ طبری کی عبارت ملاحظہ ہو

اَتَی عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ مَنْزِلَ عَلِیٍّ وَفِیهِ طَلْحَةُ وَالزُّبَیْرُوَرِجَالٌ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ، فَقَالَ: وَاللهِ لَاَحْرِقَنَّ عَلَیْکُمْ اَوْ لَتَخْرُجُنَّ اِلَی الْبَیْعَةِ۔ (۱)

ابن ابی الحدید کی عبارت ملاحظہ ہو

لَمَّا جَلَسَ اَبُوْ بَکْرٍ عَلَی الْمِنْبَرِکَانَ عَلِیٌّ وَ الزُّبَیْرُوَ نَاسٌ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ فِیْ بَیْتِ فَاطِمَةَ، فَجَآءَ عُمَرُاِلَیْهِمْ فَقَالَ وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَتَخْرُجُنَّ اِلَی الْبَیْعَةِ اَوْ لَاُحْرِقَنَّ الْبَیْتَ عَلَیْکُمْ۔ (۲)

**دونوں عبارتوں کا ملخص ترجمہ:** جب ابوبکر منبر پر بیٹھا اور جناب زبیر اور دیگر کچھ مہاجرین اور بنی ہاشم، علیؑ اور زہراؑ کے گھر میں تھے۔ پس عمر آیا اور کہا: قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم بیعت کے لئے باہر آؤ، ورنہ اس گھر کو تم پر جلادوں گا۔

عقد الفرید کی عبارت ملاحظہ ہو

اَمَّا عَلِیٌّ وَ الْعَبَّاسُ وَ الزُّبَیْرُفَقَعَدُوْافِیْ بَیْتِ فَاطِمَةَ حَتّٰی بَعَثَ اِلَیْهِمْ اَبُوْبَکْرٍ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ لِیُخْرِجَهُمْ مِنْ بَیْتِ فَاطِمَةَ وَقَالَ لَهٗ اِنْ اَبَوْا فَقَاتِلْهُمْ فَاَقْبَلَ بِقَبَسٍ مِنْ نَارٍ عَلٰی اَنْ یُضْرِمَ عَلَیْهِمُ الدَّارَ فَلَقِیَتْهُ فَاطِمَةُ فَقَالَتْ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ اَ جِئْتَ لِتُحْرِقَ دَارَنَا قَالَ نَعَمْ اَوْ تَدْخُلُوْا فِیْمَا دَخَلَتْ فِیْهِ الْاُمَّةُ۔ (۳)

تاریخ ابوالفدا کی عبارت ملاحظہ ہو

ثُمَّ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ بَعَثَ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ اِلٰی عَلِیٍّ وَمَنْ مَعَهٗ لِیُخْرِجَهُمْ مِنْ بَیْتِ فَاطِمَةَ، وَقَالَ: اِنْ اَبَوْا عَلَیْكَ فَقَاتِلْهُمْ۔ فَاَقْبَلَ عُمَرُبِشَیْءٍ مِنْ نَارٍ عَلٰی اَنْ یُضْرِمَ الدَّارَ، فَلَقِیَتْهُ فَاطِمَةُ وَقَالَتْ: اِلٰی اَیْنَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟ اَجِئْتَ لِتُحْرِقَ دَارَنَا؟ قَالَ: نَعَمْ، اَوْتَدْخُلُوْا فِیْمَا دَخَلَ فِیْهِ الْاُمَّةُ۔ (۴)

---

(۱): تاریخ طبری، ج۱۳، ص۱۸۱۸، ذکر روز وفات نبیؐ۔

(۲): شرح ابن ابی الحدید، ج۱، ص۱۵۷، خطبہ: ان اللہ بعث محمداً نذیراً للعالمین۔

(۳): عقد الفرید، ج۲، ص۲۰۵، ذکر خلافت ابی بکر۔

(۴): تاریخ ابوالفدا، ج۱، ص۱۵۶، ذکر بیعت ابی بکر۔

**دونوں عبارتوں کا ترجمہ (ملخص):** جناب علیؑ اور عباس اور زبیر، ابی بکر کی بیعت سے انکار کر کے سیدہ زہراؑ کے گھر میں بیٹھ گئے۔ ابو بکر نے عمر کو بھیجا کہ ان کو لاؤ اگر انکار کریں تو ان سے جنگ کرو۔ جناب عمر آگ کا شعلہ لے کر آئے تا کہ اس گھر کو جلا دیں۔ پس سیدہ زہراؑ آئیں اور فرمایا: اے خطاب کے بیٹے! کیا تو میرا گھر جلانے آیا ہے؟ عمر نے کہا: ہاں! جب تک تم بیعت نہ کرو۔

**الامامۃ والسیاسۃ کی عبارت**

اِنَّ اَبَا بَکْرٍ تَفَقَّدَ قَوْمًا تَخَلَّفُوْا عَنْ بَیعَتِہٖ عِنْدَ عَلِیٍّ، فَبَعَثَ اِلَیْھِمْ عُمَرَ، فَجَآءَ فَنَادَاھُمْ وَھُمْ فِیْ دَارِ عَلِیٍّ، فَاَبَوْا اَنْ یَخْرُجُوْا، فَدَعَا بِالْحَطَبِ وَقَالَ: وَالَّذِیْ نَفْسُ عُمَرَ بِیَدِہٖ، لَتَخْرُجُنَّ اَوْ لَاُحْرِقَنَّھَا عَلٰی مَنْ فِیْھَا، فَقِیْلَ لَہٗ: یَا اَبَا حَفْصٍ، اِنَّ فِیْھَا فَاطِمَۃَ۔ فَقَالَ: وَاِنْ! ! ۔ ۔ ۔ فَوَقَفَتْ فَاطِمَۃُ عَلٰی بَابِھَا فَقَالَتْ: لَا عَھْدَ لِیْ بِقَوْمٍ حَضَرُوْا اَسْوَاَ مَحْضَرٍ مِنْکُمْ، تَرَکْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ جَنَازَۃً بَیْنَ اَیْدِیْنَا، وَقَطَعْتُمْ اَمْرَکُمْ بَیْنَکُمْ، لَمْ تَسْتَاْمِرُوْنَا، وَلَمْ تَرُدُّوْا لَنَا حَقًّا۔ (۱)

**ترجمہ (ملخص):** ایک قوم نے ابو بکر کی بیعت سے انکار کیا اور جناب امیرؑ کے پاس بیٹھ گئے۔ ابو بکر نے عمر کو بھیجا، عمر آیا اور دروازۂ علیؑ پر آواز دی کہ باہر آؤ۔ انہوں نے نکلنے سے انکار کیا۔ عمر نے آگ اور لکڑیاں منگوائیں اور کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے! تم باہر آؤ، ورنہ میں ان لوگوں سمیت جو اس گھر میں ہیں، اس گھر کو جلا دوں گا۔ عمر سے کہا گیا کہ اس گھر میں نبیؐ کی بیٹی فاطمہؑ بھی ہے۔ عمر نے کہا: پرواہ نہیں۔!! سیدہ فاطمہؑ دروازے پر آئیں اور فرمایا: تم بدترین قوم ہو، ہمارے ہاتھوں میں نبیؐ کا جنازہ تم چھوڑ کر چلے گئے، آپس میں خلافت بانٹتے رہے، ہم سے رائے نہ لی اور ہمارا حق ہمیں نہ دیا۔

(۱): الامامۃ و السیاسۃ، ج۱، ص۱۲، ذکر بیعت ابی بکر۔ رک: الملل و النحل، ج۱، ص۷۷، ذکر النظامیہ؛ الاستیعاب، ج۲، ص۲۴۶، ذکر عبداللہ بن ابی القحافہ، الفاروق، ص۳۴، ذکر سقیفہ بنی ساعدہ، تحفہ اثنا عشریہ، ص۲۹۲، مطاعن عمر طعن ۲، ازالۃ الخفاء، ج۳، ص۱۰۹، مطبوعہ کراچی ماثر ابی بکر، قرۃ العینین، ص۸۸، مطبوعہ لاہور، بعد از احادیث متعلقہ صوم۔

**نوٹ:۱**

گیارہ عدد کتبِ اہل سنت گواہ ہیں کہ عمر فاروق نے نبیؐ کی بیٹی سیدہ زہراؑ کو ان کا گھر جلانے کی دھمکی دی ہے اور سیدہ زہراؑ کو اپنی اس بری حرکت سے اس قدر ناراض کیا ہے کہ بی بیؑ نے فرمایا: میں تمہارے لئے ہر نماز میں بددعا کروں گی۔ (۱)

اور "بخاری شریف، باب مناقب فاطمہ" گواہ ہے کہ جس نے سیدہ زہراؑ کو ناراض کیا، اس پر خدا اور رسولؐ ناراض ہیں۔ (۲) پس وہ خلافت کے لائق بھی نہیں ہے کیونکہ ظالم ہے اور اللہ قرآن میں فرماتا ہے ﴿لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ﴾ (۳) کہ میرا عہدۂ امامت ظالم کو نہیں پہنچے گا۔

**نوٹ:۲**

ہمارے مخاطب سبائیوں کے ہاتھ کے ستائے ہوئے، مولوی صدیق عقدِ ام کلثوم کے مفروضہ افسانے پر اس لئے زور دیتے ہیں تاکہ فاروق اعظم، بڑی شان والے کی آلِ نبیؐ پر ظالمانہ کاروائیاں چھپ جائیں۔ مگر ان کے مذہب کی گیارہ عدد کتب گواہ ہیں کہ عمر بن خطاب نے آلِ نبیؐ سے کیا سلوک کیا۔ پس جناب سیدہؑ کا یہ کہنا کہ میں ہر نماز میں ابوبکر و عمر کے لئے بددعا کرتی رہوں گی، اس چیز کا ثبوت ہے کہ ناممکن ہے کہ جناب امیرؑ نے امّ کلثوم کا رشتہ عمر کو دیا ہو۔ پس مذکورہ عقد ایک جھوٹا افسانہ ہے۔ جو ایسے لوگوں نے بنایا ہے جو حکومتِ وقت کے چمچے تھے اور اسی طرح بعد میں آنے والے کئی مؤرخ بھی ٹھوکر کھا گئے۔

## مولوی محمد نافع کی خلیفہ عمر کی صفائی میں بلا اجرت وکالت

### وکیل حکومت کا عذر اول

کتاب "الامامۃ والسیاسۃ" جس میں واقعۂ احراق لکھا ہے، وہ عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ کی نہیں ہے، کسی تقیہ باز کی ہے۔

---

(۱): (الامامۃ والسیاسۃ، ج۱، ص۱۷، ناشر دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع ثالثہ، ۲۰۰۹ء۔ سید مجبی)

(۲): (صحیح بخاری، ج۵، ص۲۱، ۲۹۔ سید مجبی)

(۳): (پارہ۱، سورۂ بقرہ، آیت ۱۲۴۔ سید مجبی)

### جواب

کتابِ مذکورہ ابن قتیبہ کی ہے اور جھوٹ بولنے سے شرم کیا کرو۔

### ثبوت ملاحظہ ہو

آپ کی اپنی کتاب "کشف الظنون، چلپی" میں لکھا ہے کہ کتاب "اتحاف الوریٰ باخبار ام القریٰ، شیخ نجم الدین عمر بن فہد مکی" کی ہے۔ اگر اللہ آپ کو توفیق دے تو مذکورہ کتاب میں دیکھیں: "سنہ ثلاثہ و تسعین، ۹۳ھ" کے حالات پڑھیں، اس میں یہ عبارت آپ کو نظر آئے گی۔

قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ قُتَيْبَةَ فِيْ كِتَابِ الْاِمَامَةِ وَ السِّيَاسَةِ: كَانَ مُسْلِمَةُ بْنُ مَرْوَانَ وَالِيًا عَلٰى اَهْلِ مَكَّةَ، فَبَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ اِذْ اَقْبَلَ خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْقَسْرِيُّ۔ ۔ ۔ الخ۔

**ترجمہ:** کہ ابن قتیبہ نے اپنی کتاب "امامت و سیاست" میں کہا ہے کہ مسلمہ بن مروان مکہ کا والی تھا۔ پس وہ ایک دن منبر پر خطبہ دے رہا تھا کہ خالد بن عبداللہ شام سے آیا اور مسجد میں داخل ہوا اور منبر پر چڑھا اور عبدالملک بن مروان کا ایک خط پڑھ کر سنایا جس میں اس نے خالد کو مکہ کا والی بنا کر مسلمہ کو معزول کرنے کا آرڈر دیا تھا۔

### نوٹ

عمر بن فہد نہ تقیہ باز تھا، نہ تبرّا باز تھا اور اس کے آپ کے بزرگوں نے اتنے فضائل لکھے ہیں جتنے ابو بکر و عمر کے بھی نہیں لکھے ہیں اور جب وہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ کتاب "الامامۃ و السیاسۃ" ان کے مذہبی بھائی ابن قتیبہ کی ہے تو آپ کو تسلیم کرنے میں کون سی تکلیف ہے؟

## وکیل حکومت کا دوسرا عذر

عمر کا اولادِ نبیؐ کا گھر جلانے کا قصد کرنا، اس واقعہ کا راوی زید بن اسلم ہے اور وہ جھوٹا ہے۔

### جواب

زید بن اسلم پر آپ کو برسنے سے شرم آنی چاہیے تھی کیونکہ وہ آپ کے آقا نامدار، فاروق اعظم کا غلام تھا اور مرا بھی دینِ عمر پر ہے۔ پس اپنے آقا کے خلاف جھوٹ بول کر اسے نمک حرامی ثابت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ آپ نے زید بن اسلم کی یوں تعریف کی ہے کہ چالیس فقیہ اس کے درس میں حاضر ہوتے تھے اور اس کی جھوٹی ثناء میں آپ کے بزرگوں نے تو بے شرمی کی حد ہی کر دی ہے کہ باب مدینۃ العلم سے فیض حاصل کرنے والے امام علی بن الحسینؑ ان کے درس میں حاضر ہوتے تھے۔ جب ہم نے آپ کے اس بلند پایہ بزرگ کی روایت آپ کے خلاف پیش کی تو قبول کرنے سے آپ کو سخت تکلیف ہوئی۔ ذرا "میزان الاعتدال" کو ہی ملاحظہ فرما لیا ہوتا "فَاِنَّہٗ ثِقَۃٌ حُجَّۃٌ" مبارک ہو۔

### وکیل کا تیسرا عذر

عمر نے اولادِ نبیؐ کے گھر جلانے کا قصد کیا، یہ واقعہ ابن ابی شیبہ نے بیان کیا ہے اور وہ بھی جھوٹا ہے۔

### جواب

آپ کے امام یافعی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ عثمان بن ابی شیبہ العبسی ابوبکر بن ابی شیبہ کا بڑا بھائی تھا اور اس کے درس میں تیس ہزار شاگرد حاضر ہوتے تھے اور آپ کی کتاب "میزان" میں تحریر ہے کہ وہ اپنے بھائی ابوبکر بن ابی شیبہ کی طرح حدیث میں امام اور علامہ تھا۔ اپنے امام الحدیث اور علامۃ المذہب کو جھوٹا لکھتے ہوئے آپ کو شرم بھی نہ آئی۔!!! ڈوب مرنے کا مقام ہے۔

### وکیل حکومت کا چوتھا عذر

"تذکرۃ الحفاظ" میں ذہبی نے لکھا ہے کہ امام علیؑ نے فرمایا کہ لوگ جس چیز کا انکار کریں اس کو بیان نہ کرو۔ پس واقعۂ احراق سے ہم انکار کرتے ہیں، شیعہ اسے بیان نہ کریں۔

### جواب

آپ کے امام ذہب اللہ بنورہ نے امام علیؑ کے کلام کا مطلب ہی نہیں سمجھا۔ اس سے امام کا مقصود یہ ہے کہ جھوٹ نہ بولو مگر کسی ظالم کے ظلم کو بیان کرنے سے امامؑ نے نہیں روکا اور ہم آپ کے فاروق اعظم کے اس ظلم کو بیان کرتے ہیں جس کی صحت پر تمہارے گیارہ علماء نے گواہی دی ہے اور تمہارے علامہ شبلی اور شاہ ولی اللہ نے عمر کے اس ظلم کو ان کی فضیلت شمار کیا ہے۔

## وکیل حکومت کا پانچواں عذر

امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے جو روایت قرآن کے مخالف ہو اسے قبول نہ کیا جائے اور قرآن گواہ ہے کہ اصحاب آپس میں مہربان تھے ﴿رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ پس قصہ عمر کے آگ لگانے والا غلط ہے۔

### جواب

۱. تمام اصحاب آپس میں مہربان نہیں تھے۔ اگر سب آپس میں مہربان ہوتے تو جنگ جمل اور صفین میں لاکھوں کی تعداد میں آپس میں کٹ نہ مرتے۔
۲. اگر آپس میں مہربان تھے تو عثمان کو مدینہ میں تنہا قتل نہ ہونے دیتے۔
۳. اگر سب مہربان ہوتے تو معاویہ، موتِ حسنؑ پر خوشی نہ کرتا۔
۴. اگر سب مہربان تھے تو جیسا کہ "حبیب السیر" میں لکھا ہے؛ معاویہ، بی بی عائشہ کو کنویں میں گرا کر ہلاک نہ کرتا۔
۵. اگر مہربان تھے تو بی بی عائشہ، عثمان کو ہلاک کرنے کا فتویٰ نہ دیتی۔
۶. اگر مہربان تھے تو مروان، دامادِ ابوبکر طلحہ کو جنگِ جمل میں تیر مار کر ہلاک نہ کرتا۔
۷. اگر مہربان تھے تو محمد بن ابی بکر کو گدھے کی کھال میں بند کر کے مصر میں نہ جلاتے۔
۸. اگر مہربان تھے تو معاویہ کی بہن ام حبیبہ قتلِ محمد پر خوشی نہ کرتی۔

۹. اگر مہربان تھے تو خالد بن ولید، مالک بن نویرہ کی عورت سے زنا کی خاطر مالک کو قتل نہ کرتا۔

۱۰. اگر مہربان تھے تو عثمان، اصحابِ نبیؐ کی آئے روز مرمّت نہ کرتا۔

۱۱. اگر مہربان تھے تو ابوبکر، فاطمہ زہراؑ کی جاگیرِ فدک نہ چھینتا۔

۱۲. اگر مہربان تھے تو عمر، اولادِ نبیؐ کے گھر جلانے کا قصد نہ کرتا۔

اصحاب کے مظالم اور برائیوں کی خود قرآن نے گواہی دی ہے اگر شک ہے تو سورۂ منافقین اور سورۂ توبہ پڑھیں۔

﴿وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ﴾ (۱)

اس آیت کو خوب غور سے پڑھیں۔

## نتیجہ بحث

جب حضرت عمر کا آلِ رسولؐ کے ساتھ یہ سلوک تھا کہ بی بی زہراؑ بنت رسولؐ کے دروازہ پر ان کا گھر جلانے کی خاطر جناب عمر آگ لائے تھے اور بی بیؑ کی وصیت تھی کہ عمر میرے جنازہ میں شریک نہ ہو تو پس ناممکن ہے کہ جناب امیرؑ نے بی بیؑ کے کسی دشمن کو رشتہ دے کر اپنا داماد بنایا ہو۔ جناب عمر کے مظالم کو چھپانے کی خاطر نکاحِ ام کلثوم والا مفروضہ افسانہ تیار کیا گیا ہے۔

## جناب عمر کے بلا اجرت وکیل شاہ عبدالعزیز کی خلیفہ عمر کی خاطر صفائی پیش کرنا

### ثبوت ملاحظہ ہو

کتاب اہل سنت "تحفہ اثناعشریہ، ص ۲۹۲، مطاعن عمر، طعن ۲" کے ذیل میں دہلوی مکار نے خلیفہ کی طرف سے چھ عذر پیش کئے ہیں۔ ہم انہیں ایک ایک کر کے ذکر کرتے ہیں:

---

(۱): (پارہ ۱۱، سورۂ توبہ، آیت ۱۰۱۔ سید مجبی)

**عذر:۱**

قصۂ احراق یعنی درِ زہراؑ پر آگ لے آنا اور بی بیؑ کے شکم کے بچے کا شہید ہونا، یہ جھوٹ ہے کیونکہ کتابوں میں مذکور نہیں۔

**جواب**

درِ زہراؑ پر جناب عمر کا آگ لے آنا اور جلانے کی دھمکی دینا، گیارہ عدد کتبِ اہل سنت میں مذکور ہے اور بعض کتب کی عبارات بھی ہم نے پیش کی ہیں۔ ان سے جو معنی ظاہر ہوتا ہے، اہل سنت کو ہم اسی کا الزام دیتے ہیں۔

## عمر کے ظلم سے سیدہ زہراؑ کے شکم کا بچہ بھی شہید ہوا ہے

**ثبوت ملاحظہ ہو**

روائح المصطفی کی عبارت ملاحظہ ہو

**بعد از وفات پیغمبر (ص) واقعات بسیار گذشته مثلِ معامله فدک و سقط شدن حمل اُون و تهدید نمودنِ عمر خطاب بنی هاشم را که درِ خانه زهرا اجتماع نموده بودند و ناله و شیون نمودنِ حضرت زهرا پیشِ انصار طول دارد و ذکر نه کردن اولی تر است۔ الخ۔ (۱)**

ترجمہ: رسول اللہؐ کی وفات کے بعد واقعات بہت گزرے ہیں۔ مثلاً: (ابو بکر پر سیدہ زہراؑ کا) معاملہ فدک (میں ناراض ہونا اور عمر کے ظلم سے سیدہ زہراؑ کے) بچے کا گرنا، عمر کا بنی ہاشم کو دھمکی دینا، سیدہ زہراؑ کی انصار سے فریاد، سیدہ زہراؑ کا وصیت کرنا کہ ان میں سے کوئی بھی میرے جنازے میں حاضر نہ ہو۔ یہ روشن دلیل ہے اس بات کی کہ حضرت زہراؑ رنج وغم میں اس دنیا سے وفات پا گئیں۔

الملل والنحل کی عبارت ملاحظہ ہو

(۱): روائح المصطفی، ص۳۶، ۳۷، مؤلف مولوی صدر الدین حنفی۔

فَقَالَ اِنَّ عُمَرَ ضَرَبَ بَطْنَ فَاطِمَةَ يَوْمَ الْبَيْعَةِ حَتّٰى اَلْقَتِ الْمُحْسِنُ مِنْ بَطْنِهَا وَكَانَ يَصِيْحُ: اَحْرِقُوا الدَّارَ بِمَنْ فِيْهَا وَمَا كَانَ فِي الدَّارِ غَيْرَ عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ۔ (۱)

**ترجمہ:** نظام کہتا ہے کہ روزِ بیعت، نبیؐ کی بیٹی فاطمہ زہراؑ کے شکم پر عمر نے درّہ مارا حتی کہ سیدہؑ کا بچہ شہید ہوکر گرا اور نیز عمر چیخ رہے تھے کہ اس گھر کو معہ ان لوگوں کے جو اس میں ہیں جلادو اور گھر میں سوائے علیؑ وفاطمہؑ اور حسنؑ وحسینؑ کے اور کوئی نہ تھا۔

**نوٹ**

جناب عمر کا سیدہؑ کے دروازہ پر آگ اور لکڑیاں لے کر آنا اور بی بیؑ کے شکم کے بچے کا شہید ہونا، ہم نے کتبِ اہل سنت سے ثابت کر دیا ہے لہذا شاہ عبد العزیز کا یہ سفید جھوٹ ہے کہ مذکورہ دونوں باتیں کتابوں میں مذکور نہیں۔ اب آپ خود انصاف فرمائیں۔

**عذر:۲**

قصدِ احراق یعنی گھر جلانے کا ارادہ اس کا تعلق دل سے ہے۔ پس لوگوں کو کیسے معلوم ہوا؟

**جواب**

اَلْغَرِيْقُ يَتَشَبَّثُ بِالْحَشِيْشِ

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔

گیارہ عدد کتبِ اہل سنت سے ہم نے قصدِ احراق کو ثابت کیا ہے۔ "عقد الفرید" اور "تاریخ ابوالفدا" کی عبارت میں صاف لکھا ہے کہ وہ آگ لے کر آیا تھا اور "طبری" میں ہے کہ قسم بھی کھائی کہ میں اس گھر والوں کو گھر سمیت جلاڈالوں گا۔ جب لوگوں نے عمر کے ہاتھ میں آگ دیکھی، قسم کے الفاظ سنے، بنتِ رسولؐ پر ظلم کرتے دیکھا پس ان کو یقین ہوگیا کہ یہ گھر بھی جلادے گا۔ نیز اگر کوئی نبیؐ سے یہ کہے کہ میں آپ کا گھر جلادوں گا، خواہ اس کی نیت دھمکی دینا ہو پھر بھی یہ کفر ہے۔ اسی طرح اگر کوئی آلِ نبیؐ سے کہے میں تمہارا گھر

(۱): الملل والنحل، ج۱، ص۷۷، ذکر النظامیہ، مؤلف محمد بن عبدالکریم شہرستانی؛ رک: کتاب سلیم بن قیس ہلالی، ص۸۴، احتجاج طبرسی (ج۱، ص۸۳، مطبوعہ ایران۔ سید مجبی)

جلادوں گا تو یہ بھی فسق وفجور ہے۔ آداب میں رسولؐ اور آلِ رسولؐ میں کوئی فرق نہیں۔ جس نے آلِ رسولؐ کے گھر کی ہتک کی، اس نے رسولؐ کی ہتک کی۔ جس نے آلِ رسولؐ کو گالیاں دیں یا اذیت دی، اس نے رسولؐ کو گالیاں دیں اور اذیت دی۔

**عذر:۳**

جناب زہراؑ کا گھر فتنہ پسند لوگوں کی پناہ گاہ تھا اور وہ لوگ وہاں جمع ہو کر جناب ابوبکر کی خلافت کو ناکام کرنے کے لئے کسی سازش کی تیاری کرتے تھے۔

**جواب**

بنتِ نبیؐ کے گھر کو فتنہ پسند لوگوں کی پناہ گاہ کہنا شاہ عبد العزیز کی بے حیائی ہے کیونکہ "تفسیر درّ منثور" میں لکھا ہے:

فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ یَارَسُوْلَ اللهِ هٰذَا الْبَیْتُ مِنْهَا لِبَیْتِ عَلِیٍّ وَفَاطِمَةَ قَالَ: نَعَمْ مِنْ اَفَاضِلِهَا۔ (۱)

قرآن میں ہے کہ کچھ گھروں کی عزت کا حکم اللہ نے دیا ہے۔ ایک شخص نے پوچھا: وہ گھر کس کے ہیں؟ فرمایا: وہ انبیاء کے گھر ہیں۔ جناب ابوبکر نے عرض کی کہ یہ علیؑ اور فاطمہؑ کا گھر بھی ان گھروں میں سے ہے؟ حضورؐ نے فرمایا: ہاں! ان میں سے افضل گھروں میں سے ہے۔

مسلمانو! نبی کریمؐ جس گھر کو انبیاء کے گھر سے افضل کہیں اور شاہ عبد العزیز اس گھر کو فتنہ پسند لوگوں کی پناہ گاہ کہے!!! شاہ صاحب کی بے شرمی نہیں تو اور کیا ہے؟

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب "فتح القدیر، ج۴، ص۲۷۱" میں لکھا ہے کہ چھ ماہ تک سیدہ زہراؑ کے دروازے پر نبیؐ نے آیتِ تطہیر کی تلاوت کی ہے۔ ایسے گھر کو فتنہ پسند لوگوں کی پناہ گاہ کہنا عملِ رسولؐ کو جھٹلانا ہے۔

(۱): تفسیر درّ منثور، ج۵، ص۵۰۔

۳۔اس گھر میں سیدہ زہراؑ کے کمسن بچے تھے اور شوہر علی بن ابی طالبؑ تھا۔ بچوں کے لئے نبیؐ نے گواہی دی کہ وہ جنت کے سردار ہیں اوران کے شوہر کی شان میں فرمایا "عَلِیٌّ مَعَ الْحَقِّ "کہ علیؑ ہمیشہ حق کے ساتھ ہے اور اگر شاہ جی کی مراد یہ ہے کہ یہ پاک ہستیاں فتنہ پسند تھیں تو پھر تُف ہے شاہ جی کے کلمہ پڑھنے پر۔

۴۔اس گھر میں طلحہ اور زبیر بھی بیٹھے تھے۔اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ یہ دونوں عشرہ مبشرہ سے ہیں، نبیؐ نے ان کو جنت کی بشارت دی ہے۔ اگر یہ فتنہ پسند تھے توشاہ جی نے اپنے مذہب کو جھٹلایا ہے۔اس گھر میں رسولؐ کا چچا عباس بھی بیٹھا تھا اگر وہ فتنہ پسند تھا تو اہل سنت نے عباس کے فضائل کیوں لکھے ہیں؟

۵۔ اور اگر عام مہاجرین اور انصار اور بنو ہاشم اس گھر میں بیٹھتے تھے اورابوبکر کی ناکامی کی تجویزیں سوچتے تھے توابوبکر کی خلافت بھی جھوٹی ہے کیونکہ ان کی خلافت کی دلیل اجماع ہے اور اگر یہ تینوں گروہ اسے ناکام کرنے کی کوشش کرتے تھے تو اجماع نہ رہا۔ نیز اہل سنت مہاجرین اور انصار کے فضائل میں قرآن کی آیات اور کئی احادیث سناتے ہیں اگر یہ لوگ فتنہ پسند تھے تووہ آیات کدھر گئیں؟

## ہمارا فیصلہ

سیدہ زہراؑ کے گھر میں فتنہ پسند جمع نہیں ہوتے تھے بلکہ خود ابوبکر کی خلافت فلتہ اور فتنہ تھی اور دیانت دار لوگ اس کو حرفِ غلط کی طرح مٹانے کے لئے حضرت علیؑ کے پاس آتے تھے۔ پس ایسے مخلص مؤمنین کے ڈرانے کے لئے اور ابوبکر کی بیعت کی خاطر مجبور کرنے کے لئے عمر فاروق کو کوئی حق نہیں پہنچتا تھا کہ وہ بنتِ رسولؐ کو ان کا گھر جلانے کی دھمکی دیتا۔ دھمکی دینا عمر فاروق کا اتنا بڑا گناہ ہے جو خدا اور رسولؐ کے نزدیک قابلِ مؤاخذہ ہے۔

## فتنہ کا کھوج

ا۔ نبی کریمؐ کا تین مرتبہ تکرار کرنا اور جناب عائشہ کے گھر کی طرف اشارہ کرنا کہ فتنہ یہاں سے نکلے گا۔[1]

---

(۱): بخاری شریف، کتاب فرض الخمس، ج۴، ص۸۲، باب ماجاء فی بیوت ازواج النبیؐ۔

۲. جناب حذیفہ کی گواہی کہ خود عزت مآب جناب عمر باب الفتنہ تھے۔[۱]

۳. اسامہ بن زید کی گواہی حضورؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ میں تمہارے گھروں میں فتنے اس طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح بارش برستی ہے۔[۲]

۴. اصحاب کا مرتد ہونا نبیؐ کے بعد یہ بھی فتنہ ہے۔[۳]

۵. ابن عمر کی گواہی کہ حضورؐ نے فرمایا نجد کی زمین فتنوں کا سرچشمہ ہے۔[۴]

۶. بی بی عائشہ کی جنگِ جمل کی تیاری بھی فتنہ ہے۔[۵]

**نوٹ**

اگر جناب عمر محکمہ انسدادِ فتنہ کے انچارج تھے اور فتنہ پسند لوگوں کے گھر جلانے کے حکومت کی طرف سے ان کو خصوصی اختیارات ملے تھے تو شرافت کا تقاضا یہ تھا کہ حضرت عمر پہلے اپنا گھر جلاتے، پھر بی بی عائشہ کا گھر، پھر مہاجرین وانصار کے گھر، پھر عام اصحاب کے اور اہل نجد کے گھر، بنی ہاشم غریبوں کی باری تو کہیں بعد میں آتی۔ چھ مقاماتِ فتنہ جن کی نبیؐ نے نشاندہی فرمائی، ادھر تو حضرت عمر نے توجہ نہ دی اور نبیؐ کی مظلومہ بیٹی کا گھر جلانے کے لئے دوڑ پڑے۔

**عذر:۴**

نمازِ جماعت میں جو لوگ حاضر نہ ہوں ان کو ان کے گھر میں جلانے کی دھمکی دینا اسلام میں جائز ہے۔ پس ابوبکر کی خلافت بھی نمازِ جماعت سے کم نہیں تھی۔ پس منکرینِ خلافتِ ابوبکر کو بیعت کی خاطر مجبور کرنے کے لئے بی بیؑ کے گھر جلانے کی عمر نے دھمکی دی تھی۔

---

(۱): بخاری شریف، کتاب الفتن، باب الفتنہ التی تموج کموج البحر، ج۹، ص۵۴۔

(۲): بخاری شریف، کتاب الفتن، باب قول النبی ویل للعرب، ج۹، ص۴۸۔

(۳): بخاری شریف، کتاب الفتن، باب قول النبی لا ترجعوا بعدی کفارا، ج۹، ص۵۰۔

(۴): بخاری شریف، کتاب الفتن، باب قول النبی الفتنہ من قبل المشرق، ج۹، ص۵۴۔

(۵): بخاری شریف، کتاب الفتن، ج۹، ص۵۶۔

جواب

۱۔ نمازِ جماعت میں اس وقت فضیلت ہے جب امام کا مسجد پر غاصبانہ قبضہ نہ ہو اور نمازِ جماعت کی خاطر دھمکی دینا بھی تب درست ہے کہ جب نمازیوں کے عقیدہ میں امام، نمازِ جماعت پڑھانے کی اہلیت رکھتا ہو۔ دہلوی مکار کا اپنا قول ہے کہ "ثَبِّتِ الْعَرْشَ ثُمَّ انْقُشْهُ" پہلے آپ ابوبکر کی خلافت تو ثابت کریں!!! اس خلافت کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ مہاجرین وانصار نے اجماع کیا تھا۔ بقول شاہ جی یہ فتنہ پسند تھے اور جناب زہراؑ کے گھر جمع ہوئے تھے اور ابوبکر کی خلافت کو حرفِ غلط کی طرح مٹانے پر تلے ہوئے تھے۔ پس نہ اجماع رہا اور نہ ابوبکر کی خلافت صحیح رہی۔

**۲۔ ابوبکر کی خلافت کا نام سننا بھی نبی کریمؐ نے گوارہ نہ فرمایا تھا**

**ثبوت ملاحظہ ہو**

قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللهِ، اَلَا تَسْتَخْلِفُ اَبَا بَکْرٍ؟ فَاَعْرَضَ عَنِّیْ، فَرَاَیْتُ اَنَّهٗ لَمْ یُوَافِقْهُ۔ (۱)

ترجمہ: ابن مسعود کہتا ہے کہ میں نے نبی کریمؐ سے عرض کیا کہ آپؐ ابوبکر کو خلیفہ بنائیں؟ حضورؐ نے منہ پھیر لیا۔ میں سمجھ گیا کہ حضورؐ کو یہ نام پسند نہیں آیا۔

ابوبکر اور شیطان کا ایمان برابر ہے۔

**ثبوت ملاحظہ ہو**

قَالَ نُعْمَانُ: اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ وَاِیْمَانُ اِبْلِیْسَ وَاحِدٌ۔ (۲)

ترجمہ: نعمان کا فرمان ہے کہ جناب ابوبکر اور ابلیس کا ایمان ایک ہے۔

**جناب ابوبکر میں شرک چیونٹی کی چال**

ثبوت ملاحظہ ہو

---

(۱): فتاویٰ عبدالحی، ص ۱۴۲، کراچی۔

(۲): تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۳۷۲، ذکر نعمان بن ثابت۔

یَا اَبَابَکْرٍ؛ اَلشِّرْكُ فِيْكُمْ اَخْفٰی مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلِ۔ (۱)

**ترجمہ:** اے ابابکر! شرک تم میں چیونٹی کی چال سے زیادہ چھپا ہوا ہے۔

اور قرآن مجید میں اللہ فرماتا ہے: ﴿لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِيْنَ﴾ (۲) کہ میرا عہدۂ امامت ظالموں کو نہ پہنچے گا اور اہل سنت کی کتاب "بخاری شریف، باب فرض الخمس" گواہ ہے کہ ابوبکر نے سیدہ زہراؑ پر ظلم کرتے ہوئے بی بیؑ کی جاگیر فدک چھینی تھی اور "غَضِبَتْ فَاطِمَةُ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ" بی بی زہراؑ ابوبکر پر ناراض ہوئی تھی۔ (۳) اور "بخاری شریف، باب مناقب فاطمہ" گواہ ہے کہ سیدہ زہراؑ کی ناراضگی خدا اور رسولؐ کی ناراضگی ہے۔ (۴) (تفصیل کے لئے ہماری کتاب جاگیر فدک ملاحظہ ہو)

## نتیجہ بحث

جس ابوبکر کی خلافت کا نام سننا ہی نبیؐ نے گوارہ نہ فرمایا، جس ابوبکر نے نبیؐ کی بیٹی کا دل دکھایا، جس بزرگ کے دل میں شرک چیونٹی کی چال چلے، جس کا ایمان، ابلیس کے ایمان کے برابر ہو وہ رسولؐ کا جانشین اور خلیفہ نہیں ہو سکتا اور اس کی مصنوعی خلافت کو منوانے کی خاطر بنتِ رسولؐ کو ان کے گھر میں جلانے کی دھمکی دینا عزت مآب، فاروق اعظم کے لئے جائز نہ تھا۔ پس بی بیؑ کے دروازے پر آگ اور لکڑیاں جمع کرنا عمر کا بہت بڑا گناہ ہے۔

**عذر:۵**

ابن خطل کافر تھا، فتح مکہ میں حضورؐ نے فرمایا اسے قتل کر دیا جائے۔ اس نے کعبہ میں پناہ لی، نبی کریمؐ نے فرمایا: اسے وہاں پر ہی قتل کر دیا جائے۔ جب دشمنِ نبیؐ کو کعبہ میں پناہ نہیں مل سکتی تو دشمنِ ابوبکر کو بھی سیدہ زہراؑ کے گھر میں پناہ نہیں مل سکتی، پس عمر بے قصور ہے۔

---

(۱): الادب المفرد للامام بخاری، باب فضل الدعاء، ص ۲۵۰۔

(۲): (پارہ ا، سورۂ بقرہ، آیت ۱۲۴۔ سید مجبی)

(۳): (بخاری شریف، باب فرض الخمس، ج ۴، ص ۴۷۔ سید مجبی)

(۴): (بخاری شریف، باب مناقب فاطمہؑ، ج ۵، ص ۲۹۔ سید مجبی)

**جواب:۱**

شانِ نبوتؐ پر ایک نقلی خلافت کا قیاس کرنا قیاسِ نعمانی ہے اور ابن خطل کافر پر آلِ رسولؐ کا قیاس کرنا حکمِ خدا سے بغاوت ہے۔ ابن خطل تو ایک مردود کافر تھا، مکہ میں ہمارے رسولؐ کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتا تھا اور گالیاں دیتا تھا۔ پس نبی کریمؐ نے بحکمِ خدا اس کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا کہ اسے قتل کر دیا جائے خواہ وہ کعبہ میں ہی پناہ گزین کیوں نہ ہو اور آلِ رسولؐ تو نبیؐ کے سچے جانشین تھے، غلطی تو جناب ابوبکر و عمر کی تھی کہ جانشینانِ رسولؐ کی اطاعت سے منہ پھیر لیا اور خود خلافت کے دعویدار بن بیٹھے۔ پھر اپنی نقلی خلافت کو منوانے کے لئے آلِ رسولؐ کا گھر جلانے آئے حالانکہ آلِ رسولؐ تو صبر کر کے گھر میں بیٹھ گئے تھے۔ ابوبکر و عمر کو نہ تو گالیاں دیں اور نہ ہی کوئی اذیت پہنچائی۔ پس ابن خطل تو واجب القتل تھا، نبیؐ نے اسی لئے اس کے قتل کا حکم دیا۔ کیا اہل سنت باور کرتے ہیں کہ نبیؐ کے بعد حضورؐ کی آلؑ اس جرم کی پاداش میں کہ انہوں نے ابوبکر کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا تھا واجب القتل ہو گئے؟!! اور واجب ہو گیا کہ ان کا گھر جناب عمر جلا دیں۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

**جواب:۲**

شانِ نبوتؐ اور جناب ابوبکر و عمر کی نقلی خلافت میں بڑا فرق ہے۔ نبی کریمؐ کو اگر کوئی شخص ذرا سی اذیت پہنچائے تو وہ بحکمِ قرآن لعنتی اور جہنمی ہے اور اگر کوئی شخص گالیاں دے تو وہ واجب القتل ہے کیونکہ وہ کافر ہو گیا ہے۔ لیکن خود اہل سنت کے عقیدہ میں ابوبکر و عمر کو گالیاں دینا یا قتل کرنا کوئی کفر نہیں ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو

لَوْفَرَضَ اَنَّ اَحَدًا قَتَلَ الشَّیْخَیْنِ لَایَخْرُجُ عَنْ کَوْنِہٖ مُسْلِمًا عِنْدَ اَھْلِ السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ۔ اِنَّ سَبَّ لَیْسَ بِکُفْرٍ عِنْدَ الْعَامَةِ۔ (۱)

**ترجمہ:** اگر فرض کیا جائے کہ کسی شخص نے ابوبکر و عمر کو قتل کیا ہے تو وہ اہل سنت کے عقیدہ میں مسلمان ہونے سے نہیں نکلتا اور ان دونوں کو گالیاں دینا بھی کفر نہیں ہے۔

(۱): شرح فقہ اکبر، ص ۷۲، مطبوعہ مصر۔

**نوٹ**

اربابِ انصاف! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ شیخین کو قتل کرنا اور ان کو گالیاں دینا بھی کفر نہیں اور آلِ رسولؐ نے تو شیخین کو نہ قتل کیا تھا اور نہ ہی گالیاں دی تھیں۔ پس مسلمان آلِ رسولؐ کا کوئی جرم تو بتائیں جس کی وجہ سے وہ حضرت عمر کی نگاہ میں واجب القتل ہو گئے تھے۔ پس جناب عمر کا بی بیؑ کا گھر جلانے کے لئے آنا، آلِ رسولؐ کو اذیت پہنچانا ہے اور آلؑ کو اذیت دینا نبیؐ کو اذیت دینے کے مترادف ہے۔

**جواب:۳**

لِاَنَّهُ عَلَمَ بِالْوَحْيِ مَا يَكُوْنُ بَعْدَهُ فِيْ اَمْرِ الْخَلَافَةِ وَ الْفِتَنِ، فَلَذَا خَصَّهُمْ وَ حَرَّضَ عَلٰى رَعَايَتِهِمْ۔ (۱)

ترجمہ: نبی کریمؐ کو بذریعہ وحی علم تھا کہ میرے بعد امرِ خلافت میں کیا فتنے اٹھیں گے۔ اس لئے حدیثِ ثقلین میں اپنی عترت واہل بیتؑ کے احترام کی وصیت فرما گئے۔

**نوٹ**

جناب عمر کا عترتِ رسولؐ کے دروازہ پر آگ لے آنا، آلِ رسولؐ کی بے احترامی ہے۔ فرمانِ رسولؐ کی مخالفت ہے اور ان دونوں جرموں کی سزا مسلمانوں کو خوب معلوم ہے۔

**جواب:۴**

اُنْظُرُوْا عَمَلَكُمْ بِكِتَابِ اللهِ وَ اتِّبَاعَكُمْ لِاَهْلِ بَيْتِيْ وَ رَعَايَتَهُمْ وَ بِرَّهُمْ بَعْدِيْ فَاِنَّ مَا يَسُرُّهُمْ يَسُرُّنِيْ وَ مَا يَسُوْؤُهُمْ يَسُوْؤُنِيْ۔ (۲)

ترجمہ: نبی کریمؐ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن دیکھوں گا کہ قرآن کے ساتھ تمہارا کیسا عمل رہا؟ اور میرے اہل بیتؑ کی تم نے پیروی کیسے کی؟ اور نیز ان کا ادب واحترام کیسے کیا؟ جس چیز سے میرے اہل بیتؑ خوش ہوں وہ چیز مجھے بھی خوش کرتی ہے اور جو بات میرے اہل بیتؑ کو ناپسند ہو وہ بات مجھے بھی تکلیف دیتی ہے۔

(۱): نسیم الریاض، ج۳، ص ۴۱۰، حدیث ثقلین۔
(۲): نسیم الریاض، ج۳، ص ۴۱۰۔

**نوٹ**

جس دن عمر عترتِ رسولؐ کے در پر آگ لایا تھا اس دن آلِ نبیؐ کا دل خوشی سے باغ باغ نہیں ہوا تھا۔ اولادِ نبیؐ نے عید کی سی خوشی نہیں منائی تھی بلکہ رسولؐ کی بیٹی فاطمہؑ اور جنابؑ کے داماد حضرت علیؑ نے جناب عمر کے اس رویے کی قبر نبیؐ پر جاکر شکایت کی تھی اور نبیؐ کی بیٹی نے رو رو کے اللہ اور نبیؐ کی بارگاہ میں شکایت کی تھی۔ پس جناب عمر نے ابوبکر کی خلافت منوانے کی خاطر آلِ نبیؐ کو اذیت دی ہے اور عترتِ رسولؐ کی بے احترامی کی ہے اور اس کی سزا روزِ جزا انہیں اٹھانا پڑے گی۔

**عذر:۶**

جس طرح جناب امیرؑ نے اپنی خلافت کی حفاظت کی خاطر بی بی عائشہ سے جنگ کی ہے اسی طرح جناب عمر نے ابوبکر کی خلافت کی حفاظت کی خاطر سیدہ زہراؑ کو ان کا گھر جلانے کی دھمکی دی ہے۔ پس جس طرح حضرت علیؑ کی جنگ صحیح ہے اسی طرح حضرت عمر کی دھمکی بھی صحیح ہے۔

**جواب:۱**

سیدہ زہراؑ نبیؐ کی بیٹی کے برابر بی بی عائشہ کو سمجھنا قرآن و سنت کی مخالفت ہے کیونکہ سیدہ زہراؑ کا معصومہ ہونا قرآن سے ثابت ہے اور بی بیؑ نے تمام زندگی دینِ حق کے کسی حکم کی مخالفت نہیں فرمائی اور ابوبکر کی نقلی خلافت کے وقت کوئی فوج جمع نہیں کی اور نہ ہی کسی اونٹ پر سوار ہو کر ابوبکر سے لڑنے کی خاطر کسی میدان میں نکلی ہیں۔ بلکہ نبی کریمؐ کے بعد بمطابقِ عقیدہ اہل سنت چھ ماہ زندہ رہیں اور ابوبکر و عمر کے مظالم کو یاد کر کے گھر میں بیٹھ کر روتی رہیں اور نیز "بخاری شریف، باب مناقب فاطمہؑ" گواہ ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے۔ اس کو اذیت دینا مجھ کو اذیت دینا ہے۔[1] پس جناب عمر کا درِ زہراؑ پر آگ لے آنا، بی بیؑ کی بے احترامی ہے اور نبیؐ کو اذیت پہنچانا ہے جو کہ شرعاً حرام ہے۔

(۱): (بخاری شریف، باب مناقب فاطمہؑ، ج۵، ص۲۹۔ سید مجبی)

**جواب:۲**

اور بی بی عائشہ کی حالت تو یہ ہے کہ قرآن پاک کی "سورۂ تحریم" میں ان کی سخت مذمت آئی ہے اور ان کو توبہ کرنے کا آرڈر دیا گیا ہے اور یہ آرڈر مجرم ہی کو دیا جاتا ہے اور نیز عورتوں میں پارٹی بازی کی بنیاد بی بی عائشہ نے رکھی ہے۔ "بخاری شریف" میں لکھا ہے کہ ازواج نبیؐ دو پارٹیوں میں منقسم تھیں؛ ایک کی لیڈر بی بی عائشہ تھی اور دوسری پارٹی کی لیڈر ام سلمٰی تھی [1] اور نیز تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ بی بی عائشہ کی پارٹی آلِ رسولؐ کی مخالف تھی اور ام سلمٰی کی پارٹی موافق تھی اور بی بی عائشہ نے جو جنگ جناب امیرؑ سے کی ہے، اس کے خطرے کو قبل از وقت بی بی عائشہ کی پارٹی بازی کی وجہ سے نبی کریمؐ نے محسوس فرمالیا تھا اور عائشہ کو خبردار بھی کر دیا تھا۔

**ثبوت ملاحظہ ہو**

وَقَدْ كَانَ النَّبِيُّ قَالَ لَهَا: يَا حُمَيْرَاءُ، كَأَنِّي بِكِ يَنْبَحُكِ كِلَابُ الْحَوْأَبِ، تُقَاتِلِيْنَ عَلِيًّا وَأَنْتِ لَهُ ظَالِمَةٌ۔ [2]

**ترجمہ:** نبی کریمؐ نے بی بی عائشہ سے فرمایا تھا کہ اے حمیرا (سرخ رنگ والی)! میں علمِ نبوت سے دیکھ رہا ہوں کہ تجھے حواب کے کتے بھونکیں گے اور تو علیؑ سے جنگ کرے گی اور تو ہی ظالمہ ہوگی۔

**نوٹ:۱**

نبی کریمؐ نے جب خود ہی فیصلہ کر دیا کہ عائشہ، علیؑ سے لڑے گی اور عائشہ ہی ظالمہ ہوگی تو پھر حضرت امیرؑ کا بی بی عائشہ سے جنگ کرنا قابلِ اعتراض نہ رہا۔

**نوٹ:۲**

جناب امیرؑ کی خلافتِ ظاہرہ کے بعد طلحہ اور زبیر جو صحابی تھے اور ابوبکر کے داماد بھی تھے، انہوں نے جناب امیرؑ کے خلاف بغاوت کر دی اور اسے کامیاب بنانے کے لئے اپنی سالی بی بی عائشہ کو ساتھ ملایا اور اسے دربدر پھراتے ہوئے بصرہ پہنچ گئے۔ پس جناب امیرؑ اس باغی گروہ کو ہدایت کی خاطر بصرہ پہنچ گئے۔ اگر دونوں کے ساتھ

(۱): بخاری شریف، ج ۳، ص ۱۵۶، کتاب الھبۃ، (باب من اھدی الی صاحبہ۔ سید مجبی)

(۲): العقد الفرید، ذکر جمل، (ج ۵، ص ۷۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔ سید مجبی)

بی بی عائشہ میدان میں نہ نکلتی تو شاید جنگِ جمل نہ ہوتی لیکن بی بی عائشہ نے لوگوں کو جناب امیرؑ کے خلاف لڑنے کے لئے یوں بھڑکایا جیسے معاویہ کی ماں ہند نے جنگِ احد میں کفار کو رسول اللہؐ کے خلاف بھڑکایا تھا۔

## عائشہ کا جناب امیرؑ سے لڑنا اور نبی کریمؐ کا فیصلہ کہ حق کدھر ہے؟

**ثبوت ملاحظہ ہو**

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ عَلِیٌّ مَعَ الْحَقِّ وَ الْحَقُّ مَعَ عَلِیٍّ، اَللّٰھُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ حَیْثُمَا دَارَ عَلِیٌّ۔ (۱)

**ترجمہ:** علیؑ حق کے ساتھ کے ہے اور حق علیؑ کے ساتھ ہے۔ اے اللہ! حق کو ادھر پھیر دے جدھر علیؑ جائے۔

**نوٹ**

"تحفہ اثنا عشریہ، ص ۲۱۶ مطبوعہ لاہور" میں خود شاہ عبد العزیز نے تسلیم کیا ہے کہ مذکورہ حدیث کو اہل سنت سر آنکھوں پر قبول کرتے ہیں۔ پس جب ہمیشہ حضرت علیؑ حق کے ساتھ ہیں تو جنگِ جمل میں بی بی عائشہ کا غلطی پر ہونا ثابت ہو گیا اور جناب عمر کا علیؑ و زہراؑ کے دروازہ پر آگ لے آنا تاکہ وہ ابوبکر کی خلافت کو قبول کریں یہ عمر کا ظلم ہے۔ حدیث "عَلِیٌّ مَعَ الْحَقِّ" سے جناب ابوبکر کی خلافت بھی باطل ہو گئی اور جناب عمر کا غلطی پر ہونا بھی ثابت ہو گیا۔

**جواب:۲**

لَا تُعَلِّمُوْھُمْ فَاِنَّھُمْ اَعْلَمُ مِنْکُمْ: دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ مَنْ تَاَھَّلَ مِنْھُمْ لِلْمَرَاتِبِ الْعَلِیَّةِ وَالْوَظَائِفِ الدِّیْنِیَّةِ کَانَ مُقَدَّمًا عَلٰی غَیْرِہٖ۔ (۲)

**ترجمہ:** (حدیثِ ثقلین کے آخر میں حضورؐ نے فرمایا) کہ میرے اہل بیتؑ کو تم تعلیم نہ دینا، یہ تم سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ یہ فرمانِ نبیؐ اس امر کی دلیل ہے کہ اہل بیتؑ کا جو فرد کسی عہدے کو سرانجام دینے کی اہلیت رکھتا ہو وہ اس عہدے پر فائز ہونے کے لئے دوسرے لوگوں سے زیادہ حق رکھتا ہے۔

---

(۱): مستدرک علی الصحیحین، ج ۳، ص ۵۱، تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۳۲۱، ذکر یوسف بن محمد المؤدب۔

(۲): صواعق محرقہ، ص ۱۳۶، مطبوعہ مصر، باب وصیۃ النبیؐ۔

**نوٹ**

عہدہ خلافت کو سرانجام دینے کی صلاحیت حضرت علیؑ رکھتے تھے۔ پس جناب ابوبکر سے حضرت امیرؑ کا زیادہ حق بنتا تھا کہ منصبِ خلافت ان کے سپرد کیا جاتا لیکن بجائے منصبِ خلافت سپرد کرنے کے ابوبکر کی خلافت منوانے کی خاطر حضرت عمر ان کے دروازہ پر آگ لائے تھے اور یہ حضرت عمر کا بہت بڑا جرم ہے۔

**عذر:۷**

ایک روز نبی کریمؐ نے درِ زہراؑ پر نقش دار پردہ دیکھا تھا تو حضورؐ نے فرمایا: جب تک اس کو نہ ہٹایا جائے میں اندر نہ آؤں گا۔ شاہ عبدالعزیز کہتا ہے پس یہ بھی ایک قسم کی درِ زہراؑ کی بے احترامی ہے۔

**جواب**

**بی بی عائشہ کی سونے کی انگوٹھیاں**

**ثبوت ملاحظہ ہو**

وَكَانَ عَلٰى عَائِشَةَ خَوَاتِيمُ ذَهَبٍ۔ (۱)

ترجمہ: بی بی عائشہ سونے کی انگوٹھیاں پہنتی تھی۔

**نوٹ**

آلِ رسولؐ کو لوگوں کی نگاہ میں گرانے کی خاطر ملوانوں نے کئی ہتھکنڈ بنائے ہیں اور نقش دار پردہ والا واقعہ بھی ایک جھوٹا افسانہ ہے کیونکہ اگر رسول اللہؐ کو دنیا سے اتنی نفرت تھی تو جناب بی بی عائشہ سونے کی انگوٹھیاں پہنتی تھی تو رسول اللہؐ بی بی عائشہ سے بھی روٹھ جاتے اور فرماتے کہ یہ زیور میرے گھر سے نکال دو تو تب میں اس گھر میں آؤں گا۔

## نتیجہ بحث

ہمارے مخاطب مولوی محمد صدیق تاندلوی، اہل حدیث کے مناظرِ اعظم، سبائی ہاتھوں کے ستائے ہوئے، اعلیٰ حضرت اپنی کتاب "عقد ام کلثوم، ص۱۶" میں اس طرح گلشنِ کلام میں گل ریزی فرماتے ہیں کہ

(۱): بخاری شریف، کتاب اللباس، ج۷، ص۱۵۸، مطبوعہ مصر، بابُ الْخَاتَمِ لِلنِّسَاءِ۔

اگر حضرت عمر فاروق، حضرت علیؑ کے داماد ثابت ہوجائیں تو وہ تمام قصے جس سے اہل بیتؑ کی مظلومیت اور حضرت عمر کا ظلم ثابت کیا جاتا ہے، ملیامیٹ ہوجاتے ہیں۔

## اہل حدیث کے مناظرِ اعظم کو دعوتِ انصاف

ہم نے گیارہ عدد کتبِ معتبرہ اہل سنت سے جناب عمر کی آلِ نبیؐ کے خلاف ایک ظالمانہ کاروائی کو ثابت کر دیا ہے کہ انہوں نے اولادِ نبیؐ کو یہ دھمکی دی تھی کہ ابوبکر کی خلافت کو تسلیم کرو ورنہ تمہارا گھر جلا دیا جائے گا۔ اور یہ دھمکی یقیناً فرمانِ رسولؐ کی مخالفت ہے، آلِ نبیؐ کی بے احترامی ہے، ذریتِ پیغمبرؐ پر ظلم ہے اور جناب عمر کو اس ظلم سے بری ثابت کرنے کی خاطر ان کے بلا اجرت وکلاء نے جو گیارہ عدد عذر پیش کئے تھے ہم نے ان کے دندان شکن جوابات دے کر انصاف کرنا مسلمانوں پر چھوڑ دیا ہے۔ پس ہمارے نزدیک اولادِ نبیؐ پر جناب عمر کی ظالمانہ کاروائی اور عترتِ نبیؐ سے سخت دشمنی ثابت ہے اور عادت وفطرتِ انسانی ہے کہ غیور اپنے کسی دشمن کو رشتہ نہیں دیتا۔ پس جناب امیرؑ کو کوئی مجبوری نہیں تھی کہ اپنے سخت دشمن، جناب عمر کو بیٹی کا رشتہ دیتے۔ پس عمر کی دامادی والا افسانہ جھوٹ ہے اور بہتان ہے۔

## جناب معاویہ کی سرپرستی میں حضرت ابوبکر وعمر کی فضائل سازی کا کام پروان چڑھا ہے

**ثبوت ملاحظہ ہو**

ثُمَّ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهٖ: اِنَّ الْحَدِيْثَ فِيْ عُثْمَانَ قَدْ كَثُرَ وَفَشَا فِيْ كُلِّ مِصْرٍ، وَفِيْ كُلِّ وَجْهٍ وَنَاحِيَةٍ، فَاِذَا جَآءَكُمْ كِتَابِيْ هٰذَا فَادْعُوا النَّاسَ اِلَى الرِّوَايَةِ فِيْ فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ وَالْخُلَفَاءِ الْاَوَّلِيْنَ، وَلَا تَتْرُكُوْا خَبَرًا يَرْوِيْهِ اَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ اَبِيْ تُرَابٍ اِلَّا وَتَأْتُوْنِيْ بِمُنَاقِضٍ لَهٗ فِي الصَّحَابَةِ؛ فَاِنَّ هٰذَا اَحَبُّ اِلَيَّ، وَاَقَرُّ لِعَيْنِيْ، وَاَدْحَضُ لِحُجَّةِ اَبِيْ تُرَابٍ وَشِيْعَتِهٖ، وَاَشَدُّ عَلَيْهِمْ مِنْ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ وَفَضْلِهٖ۔ فَقُرِئَتْ كُتُبُهٗ عَلَى النَّاسِ، فَرُوِيَتْ اَخْبَارٌ كَثِيْرَةٌ۔ فِيْ مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ۔ مُفْتَعَلَةٌ لَا حَقِيْقَةَ لَهَا، وَجَدَ النَّاسُ فِيْ رِوَايَةِ مَا يَجْرِيْ هٰذَا الْمَجْرٰى، حَتّٰى اَشَادُوْا بِذِكْرِ ذٰلِكَ عَلَى الْمَنَابِرِ، وَاُلْقِيَ اِلٰى مُعَلِّمِي الْكَتَاتِيْبِ فَعَلَّمُوْا صِبْيَانَهُمْ وَغِلْمَانَهُمْ

مِنْ ذٰلِكَ الْكَثِيْرَ الْوَاسِعَ، حَتّٰى رَوَوْهُ وَتَعَلَّمُوْهُ كَمَا يَتَعَلَّمُوْنَ الْقُرْآنَ، وَحَتّٰى عَلَّمُوْهُ بِنَاتَهُمْ وَنِسَاءَهُمْ وَخَدَمَهُمْ وَحَشَمَهُمْ۔ فَلَبِثُوْا بِذٰلِكَ مَا شَاءَ اللّٰهُ۔ (۱)

ترجمہ: پھر معاویہ نے اپنے حکام کو خط لکھا کہ فضائلِ عثمان زیادہ ہوگئے ہیں اور ہر شہر میں مشہور ہوگئے ہیں اور جب میرا یہ خط پہنچے تو لوگوں کو دعوت دو کہ فضائلِ صحابہ کو روایت کریں اور پہلے دو خلیفہ ابوبکر و عمر کے فضائل کی روایت بنائیں اور ابوتراب علیؑ کی شان میں جو حدیث بھی بیان کریں تم اس کے مقابلہ میں جھوٹی حدیثِ فضیلت صحابہ میرے پاس پہنچاو۔ یہ چیز مجھے زیادہ پسند ہے اور اس میں میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے اور یہ چیز ابوترابؑ اور اس کے شیعوں کی دلیل کا بہترین توڑ ہے اور یہ بات ان کو فضائلِ عثمان سے بھی زیادہ ناگوار ہے۔ پس معاویہ کا یہ آرڈر لوگوں کو پڑھ کر سنایا گیا۔ پس صحابہ کے فضائل میں ایسی ایسی جھوٹی روایات گھڑی گئیں کہ جن کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ حتیٰ کہ یہ جھوٹے فضائل منبروں پر وعظ میں بیان ہونے لگے۔ مدرسوں کے استادوں کو یہ ہدایت کہ وہ ان جھوٹے فضائل کو پڑھائیں۔ پس مساجد اور مدرسوں میں ملاّؤں نے وہ جھوٹے فضائل بچوں اور غلاموں کو پڑھانا شروع کئے اور نادان بچوں نے ابوبکر و عمر کے یہ جھوٹے فضائل رٹے جیسے کہ قرآن مجید کو رٹتے تھے اور نیز یہ جھوٹے فضائل انہوں نے اپنی بیٹیوں، عورتوں، کنیزوں اور نوکروں کو سکھائے اور اسی غلط راہ پر بنوامیہ نے خلقِ خدا کو ایک مدت تک لگائے رکھا۔

## معاویہ کا شیعیانِ علیؑ سے ظالمانہ سلوک

### ثبوت ملاحظہ ہو

وَرَوَى اَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ سَيْفِ الْمَدَائِنِيُّ فِيْ كِتَابِ الْاَحْدَاثِ قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ نُسْخَةً وَاحِدَةً اِلٰى عُمَّالِهِ بَعْدَ عَامِ الْجَمَاعَةِ: اَنَّ بَرِئَتِ الذِّمَّةُ مِمَّنْ رَوَى شَيْئًا مِنْ فَضْلِ اَبِيْ تُرَابٍ وَاَهْلِ بَيْتِهِ۔ فَقَامَتِ الْخُطَبَاءُ فِيْ كُلِّ كُوْرَةٍ وَعَلٰى كُلِّ مِنْبَرٍ يَلْعَنُوْنَ عَلِيًّا،

(۱): شرح ابن ابی الحدید، ج۳، ص ۲۴، ذکر سبب اختلاف احادیث۔

وَيَبْرَؤُوْنَ مِنْهُ، وَيَقَعُوْنَ فِيْهِ وَفِيْ اَهْلِ بَيْتِهِ۔ وَكَانَ اَشَدَّ النَّاسِ بَلَاءً حِيْنَئِذٍ اَهْلُ الْكُوْفَةِ؛ لِكَثْرَةِ مِنْ بِهَا مِنْ شِيْعَةِ عَلِيٍّ، فَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ زِيَادَ بْنَ سُمَيَّةَ، وَضَمَّ اِلَيْهِ الْبَصْرَةَ، فَكَانَ يَتَتَبَّعُ الشِّيْعَةَ۔ وَهُوَ بِهِمْ عَارِفٌ؛ لِاَنَّهُ كَانَ مِنْهُمْ اَيَّامَ عَلِيٍّ۔ فَقَتَلَهُمْ تَحْتَ كُلِّ حَجَرٍ وَمَدَرٍ، وَاَخَافَهُمْ، وَقَطَعَ الْاَيْدِيَ وَالْاَرْجُلَ، وَسَمَلَ الْعُيُوْنَ، وَصَلَبَهُمْ عَلٰى جُذُوْعِ النَّخْلِ، وَطَرَدَهُمْ، وَشَرَّدَهُمْ عَنِ الْعِرَاقِ، فَلَمْ يَبْقَ بِهَا مَعْرُوْفٌ مِنْهُمْ۔ (۱)

**ترجمہ:** معاویہ نے اپنے گورنروں کو عام الجماعۃ کے بعد یہ آرڈر دیا کہ جس نے ابوترابؑ اور اس کے اہل بیتؑ کی فضیلت میں کوئی روایت بیان کی تو حکومت اس کی جان و مال سے بری الذمہ ہے۔ پس ہر طرف خطباء کھڑے ہوگئے اور ہر طرف سے ہر منبر پر معاذ اللہ حضرت علیؑ پر لعنت کرتے تھے، آنجنابؑ پر تبرا کرتے تھے اور آنجنابؑ کی اہل بیتؑ کی شان میں گستاخیاں کرتے تھے۔ سب سے زیادہ مصیبت میں اہل کوفہ تھے کیونکہ کوفہ میں حضرت علیؑ کے شیعوں کی کثرت تھی۔ معاویہ نے زیاد بن سمیہ کو کوفہ کا گورنر بنایا۔ پس وہ شیعوں کو ڈھونڈتا تھا اور جہاں بھی ملتے تھے انہیں قتل کرتا تھا، ان کے ہاتھ پاؤں کاٹتا تھا، لوہے کی سلاخیں گرم کرکے ان کی آنکھوں میں ڈالتا تھا، کھجوروں کے تنوں پر ان کو پھانسی دیتا تھا اور مار مار کر ان کو عراق سے بھگا دیا اور کوئی شیعہ نامور عراق میں باقی نہ رہا۔

**نوٹ**

اربابِ انصاف! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جناب معاویہ نے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کے غلط فضائل کتنی محنت سے بنوائے اور پھر ان جھوٹے فضائل کو مشہور کرنے کی خاطر کتنی دوڑ دھوپ کی اور شیعیانِ حیدر کرارؑ جو ان نقلی فضائل کا انکار کرتے تھے، ان کو کس طرح چن چن کر قتل کرایا اور تاریخ اسلام کو مسخ کرنے کی خاطر کتنا زور لگایا ہے کہ کمسن بچوں کو غلط باتیں قرآن کی طرح رٹائی گئیں اور جب یہ بچے بڑے ہوئے تو انہوں نے مشائخ الحدیث کے لقب پائے اور پھر انہوں نے جب ان جھوٹے فضائل کو بیان کرنا شروع کیا تو بعد والی

(۱): شرح ابن ابی الحدید، ج۳، ص ۲۴۔

نسل کو یقین ہوگیا کہ جو کچھ اعلیٰ حضرت فرمارہے ہیں، سچ ہے۔ لیکن جب ظلم بنوامیہ کا دور ختم ہوا اور لوگوں نے تحقیق شروع کی تو شیخین کے تمام فضائل کاغذی پھول ثابت ہوئے اور جناب عمر کے جو جھوٹے فضائل بنائے گئے تھے، ان میں سے ان کی دامادی کا ایک جھوٹا افسانہ ہے اور حضرت معاویہ کی آلِ رسولؐ کے خلاف ایک مضبوط سازش کا نتیجہ ہے۔

## معاویہ کے زمانے میں شیعیانِ حیدر کرارؑ کی گواہی نامنظور اور عثمانی گروہ پر انعامات کی بارش

**ثبوت ملاحظہ ہو**

وَکَتَبَ مُعَاوِیَةُ اِلٰی عُمَّالِهٖ فِیْ جَمِیْعِ الْآفَاقِ اَلَّا یُجِیْزُوْا لِاَحَدٍ مِنْ شِیْعَةِ عَلِیٍّ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ شَهَادَةً، وَکَتَبَ اِلَیْهِمْ: اَنِ انْظُرُوْا مَنْ قِبَلَکُمْ مِنْ شِیْعَةِ عُثْمَانَ وَمُحِبِّیْهِ وَاَهْلِ وَلَایَتِهٖ وَالَّذِیْنَ یَرْوُوْنَ فَضَائِلَهٗ وَمَنَاقِبَهٗ فَاَدْنُوْا مَجَالِسَهُمْ، وَقَرِّبُوْهُمْ، وَاَکْرِمُوْهُمْ، وَاکْتُبُوْا لِیْ بِکُلِّ مَا یَرْوِیْ کُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ، وَاسْمَهٗ، وَاسْمَ اَبِیْهِ وَعَشِیْرَتِهٖ۔ فَفَعَلُوْا ذٰلِكَ، حَتّٰی اَکْثَرُوْا فِیْ فَضَائِلِ عُثْمَانَ، وَمَنَاقِبِهٖ؛ لِمَا کَانَ یَبْعَثُهٗ اِلَیْهِمْ مُعَاوِیَةُ مِنَ الصِّلَاتِ وَالْکِسَاءِ وَالْحِبَاءِ وَالْقَطَائِعِ، وَیُفِیْضُهٗ فِی الْعَرَبِ مِنْهُمْ وَالْمَوَالِیْ، فَکَثُرَ ذٰلِكَ فِیْ کُلِّ مِصْرٍ، وَتَنَافَسُوْا فِی الْمَنَازِلِ وَالدُّنْیَا، فَلَیْسَ یَجِیْءُ اَحَدٌ مَرْدُوْدٌ مِنَ النَّاسِ عَامِلًا مِنْ عُمَّالِ مُعَاوِیَةَ فَیَرْوِیْ فِیْ عُثْمَانَ فَضِیْلَةً اَوْ مَنْقَبَةً اِلَّا کَتَبَ اسْمَهٗ، وَقَرَّبَهٗ، وَشَفَّعَهٗ۔ فَلَبِثُوْا بِذٰلِكَ حِیْنًا۔ (۱)

**ترجمہ:** معاویہ نے تمام اطراف میں اپنے گورنروں کو یہ آرڈر بھیجا کہ وہ حضرت علیؑ کے اہل بیتؑ اور ان کے شیعوں کی گواہی قبول نہ کریں اور یہ آرڈر بھی دیا کہ جو عثمان کے دوست ہیں اور جو اس کے فضائل بیان کرتے ہیں، ان کو قریب کرو، ان کی عزت کرو، ان کو چمچہ گیری کا موقع دو اور عثمان کی فضیلت میں وہ جو روایت بیان کریں، اس آدمی کا نام اور اس کے باپ اور خاندان کا نام میری طرف لکھو۔ پس گورنروں کی محنت سے عثمان کے فضائل زیادہ ہوگئے کیونکہ معاویہ اس کے صلہ

(۱): (شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۱، ص ۴۴، ناشر: مکتبہ آیت اللہ العظمی المرعشی النجفیؒ۔ سید مجبی)

میں ان کو انعامات، عطیے اور جاگیریں دیتا تھا۔ پس لوگوں نے دنیا کی رغبت کی اور لوگوں میں جو مردود بھی عاملِ معاویہ، عثمان کی فضیلت میں روایت بیان کرتا تھا، معاویہ اس کو اپنے قریب کرتا تھا اور اس کا نام اپنے پاس لکھ لیتا تھا۔ پس اسی (غلط) راہ پر مخلوقِ خدا ایک مدت تک لگی رہی۔

**نوٹ**

دولت ایسی چیز ہے کہ جس کے لالچ میں لوگوں نے اولیاء اللہ کو قتل کیا ہے اور ظلم وہ چیز ہے کہ جس کی وجہ سے لوگوں نے فرعون اور نمرود کو خدا مانا ہے اور جناب معاویہ نے اپنے اقتدار اور اپنی حکومت کو منوانے کے لئے اور آلِ رسولؐ کی عزت و احترام کو ختم کرنے کے لئے، یہ دونوں ہتھیار استعمال کئے تھے اور معاویہ ان دونوں ہتھیاروں کے استعمال کے باوجود شیعیانِ حیدر کرارؑ سے اپنی حکومت کا لوہا نہ منوا سکا اور شیعہ لوگ ہمیشہ حق پر قائم رہے اور ظلم کی چکی میں پستے رہے۔ البتہ کچھ معاویہ کی خفیہ پولیس کے آدمی اپنے آپ کو شیعہ ظاہر کرتے اور ابوبکر و عمر کے نقلی فضائل شیعوں میں پھیلانے کی کوشش کرتے تھے۔ پس جناب عمر کی دامادی والا افسانہ بھی جناب معاویہ کی خفیہ پولیس کا ناقابلِ فراموش کارنامہ ہے۔

## بنوامیہ کے زمانے میں علیؑ نام رکھنا جرم ہو گیا تھا

**ثبوت:۱**

فَصَاحَ بِهِ: اَيُّهَا الْاَمِيْرُ اِنَّ اَهْلِىْ عَقُّوْنِىْ فَسَمَّوْنِىْ عَلِيًّا، وَاِنِّىْ فَقِيْرٌ بَائِسٌ، وَاَنَا اِلٰى صِلَةِ الْاَمِيْرِ مُحْتَاجٌ۔ (۱)

**ترجمہ:** حجاج کے دربار میں ایک شخص آیا اور کہا: اے امیر! میرے خاندان نے مجھ پر ظلم کیا ہے میرا نام علی رکھ دیا ہے۔ میں محتاج ہوں آپ سے صلہ کی امید رکھتا ہوں۔ حجاج اس پر خوش ہوا اور اس کو ایک علاقے کا والی بنا دیا۔

(۱): شرح ابن ابی الحدید، ج۳، ص۲۵۔

## معاویہ کے زمانے میں جس پر علیؑ کی دوستی کا شبہ ہوتا اس کا گھر گرادیا جاتا تھا

### ثبوت ملاحظہ ہو

مَنِ اتَّهَمْتُمُوْهُ بِمُوَالَاةِ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ فَنَكِّلُوْا بِهٖ وَاهْدِمُوْا دَارَهٗ۔ (۱)

ترجمہ: معاویہ نے اپنے حکام کو آرڈر دیا کہ جس پر علیؑ اور اولادِ علیؑ کی محبت کا شبہ تمہیں ہو، اسے سخت سزا دو اور اس کا گھر گرادو۔

## عبدالملک بن مروان علیؑ کا نام سننا گوارہ نہ کرتا تھا

### ثبوت ملاحظہ ہو

اِنَّ عَلِيَّ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ لَمَّا قَدِمَ عَلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ قَالَ لَهٗ: غَيِّرِ اسْمَكَ اَوْ كُنْيَتَكَ فَلَا صَبْرَلِيْ عَلٰى اسْمِكَ وَهُوَ عَلِيٌّ وَكُنْيَتِكَ وَهُوَ اَبُو الْحَسَنِ۔ (۲)

ترجمہ: جب علی بن عبداللہ بن عباس، عبدالملک کے پاس آیا تو عبدالملک نے اس کو حکم دیا کہ اپنے نام یا اپنی کنیت کو تبدیل کردے۔ میں تیرے نام علی اور کنیت ابوالحسن کو برداشت نہیں کرسکتا۔

### نوٹ

بنوامیہ کو نبی کریمؐ کے خلیفہ بلافصل علی بن ابی طالبؑ سے اس قدر دشمنی تھی کہ آنجنابؑ کا نام رکھنا ان کے زمانہ میں جرم تھا اور اس نام سے عقیدت رکھنے والوں کو قتل کرنا اور ان کے گھر گرا کر اس کے نام و نشان مٹانا، بنوامیہ کے نزدیک بہترین عبادت تھی۔ پس شیعیانِ حیدر کرارؑ ایسے ظلم کے دور سے گزرے ہیں لیکن شیخین کی کسی فضیلت کا اقرار نہیں کیا اور اگر معاویہ کی خفیہ پولیس نے جناب عمر کی کسی فضیلت کو شیعوں میں بیان کیا ہے اور اشتباہ سے کسی شیعہ نے اس کا اقرار کرلیا یا اشتباہ سے وہ کسی کتاب میں تحریر ہوگئی ہے تو اس سے شیعوں کو الزام نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ شیعہ مذہب کی بنیاد دو چیزیں ہیں؛ جناب امیرؑ کی خلافتِ بلافصل اور ان کے دشمن سے بیزاری۔

---

(۱): شرح ابن ابی الحدید ج ۳، ص ۲۴۔

(۲): سیرت حلبیہ، ج ۱، ص ۱۰۸، باب ذکر مولد رسول اللہؐ۔

## معاویہ نے دولت کے زور سے حضرت علیؑ کی توہین کی خاطر صحابہ نبیؐ کی خدمات حاصل کیں

### ثبوت ملاحظہ ہو

خَطَبَهُ وَلَقَدْ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ نَقْتُلُ آبَاءَنَا۔ اِنَّ مُعَاوِيَةَ وَضَعَ قَوْمًا مِنَ الصَّحَابَةِ وَقَوْمًا مِنَ التَّابِعِيْنَ عَلٰى رِوَايَةِ اَخْبَارٍ قَبِيْحَةٍ فِيْ عَلِيٍّ، تَقْتَضِي الطَّعْنَ فِيْهِ، وَالْبَرَآءَةَ مِنْهُ، وَجَعَلَ لَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ جُعْلًا يُرْغَبُ فِيْ مِثْلِهِ، فَاخْتَلَقُوْا مَا اَرْضَاهُ؛ مِنْهُمْ: اَبُوْهُرَيْرَةَ، وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ، وَالْمُغَيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، وَمِنَ التَّابِعِيْنَ: عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ۔ (۱)

ترجمہ: معاویہ نے صحابہ اور تابعین سے ایک جماعت مقرر کی کہ وہ حضرت علیؑ کے بارے میں بری کہانیاں بنائیں کہ جس سے حضرت علیؑ کی ذات پر اعتراض ہوسکے اور لوگ ان سے بیزار ہو جائیں اور ان جھوٹے قصے بنانے پر معاویہ نے ایسے انعام مقرر کیے کہ جن میں لوگ رغبت کرتے تھے۔ پس معاویہ کو خوش کرنے کے لئے لوگوں نے جھوٹے افسانے بنائے اور ان میں سے چار آدمی یہ ہیں۔(۱)ابوہریرہ (۲) عمرو بن عاص (۳) مغیرہ بن شعبہ (۴) عروہ بن زبیر۔

## عروہ کی بدزبانی حضرت علیؑ کی شان میں

### ثبوت ملاحظہ ہو

رَوَى الزُّهْرِيُّ، اَنَّ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ، قَالَ: حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ، قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ اِذْ اَقْبَلَ الْعَبَّاسُ وَعَلِيٌّ، فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ! اِنَّ هٰذَيْنِ يَمُوْتَانِ عَلٰى غَيْرِ دِيْنِيْ۔ (۲)

ترجمہ: عروہ نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ میں ایک دن نبیؐ کے پاس تھی کہ جناب عباس اور علیؑ آئے، نبی کریمؐ نے فرمایا: اے عائشہ! یہ دونوں میرے دین پر نہ مریں گے۔

---

(۱): شرح ابن ابی الحدید، ج۱، ص۴۶۷۔

(۲): شرح ابن ابی الحدید، ج۱، ص۴۶۷۔

## عروہ کی دوسری بدزبانی حضرت علیؑ کی شان میں

**ثبوت ملاحظہ ہو**

اَنَّ عُرْوَۃَ زَعَمَ اَنَّ عَائِشَۃَ حَدَّثَتْہُ، قَالَتْ: کُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ اِذْ اَقْبَلَ الْعَبَّاسُ وَعَلِیٌّ، فَقَالَ: یَا عَائِشَۃُ! اِنْ سَرَّکِ اَنْ تَنْظُرِیْ اِلٰی رَجُلَیْنِ مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَانْظُرِی اِلٰی ھٰذَیْنِ قَدْ طَلَعَا، فَنَظَرْتُ فَاِذَا الْعَبَّاسُ وَعَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ۔ !!![1]

ترجمہ: عروہ نے عائشہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نبی کریمؐ کے پاس تھی، حضورؐ نے فرمایا: عائشہ اگر تجھے پسند ہے کہ تو دو دوزخی آدمی دیکھے تو ان دو کی طرف دیکھ جو آرہے ہیں۔ عائشہ نے دیکھا تو عباس اور علیؑ آرہے تھے۔

## عمروعاص مکّار کی حضرت علیؑ کی شان میں بدزبانی

**ثبوت ملاحظہ ہو**

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ: اِنَّ آلَ اَبِیْ طَالِبٍ لَیْسُوْا لِیْ بِاَوْلِیَآءَ، اِنَّمَا وَلِیِّیَ اللّٰہُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ!!!۔[2]

ترجمہ: عمرو بن عاص کہتا ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ آلِ ابی طالبؑ میرا دوست اور مددگار نہیں۔ میرا دوست اور مددگار، اللہ اور صالحون مؤمنین ہیں۔

## ابوہریرہ کی جناب علیؑ کی شان میں بدزبانی

**ثبوت ملاحظہ ہو**

---

(۱): شرح ابن ابی الحدید، ج۱، ص۴۶۷۔

(۲): شرح ابن ابی الحدید، ج۱، ص۴۶۷۔ [یہی روایت مشکاۃ المصابیح، باب البر و الصلۃ، الفصل الاول میں ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے؛ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ: اِنَّ آلَ فُلَانٍ لَیْسُوْا لِیْ بِاَوْلِیَآءَ، اِنَّمَا وَلِیِّیَ اللّٰہُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (سید مجبی)]

وَ اَمَّا اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَرَوِیَ عَنْهُ الْحَدِيْثُ الَّذِیْ مَعْنَاهُ اَنَّ عَلِيًّا خَطَبَ اِبْنَةَ اَبِیْ جَهْلٍ فِیْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللهِ فَاَسْخَطَهُ۔ (۱)

**ترجمہ:** ابوہریرہ نے یہ حدیث بیان کی کہ جناب امیرؑ نے ابوجہل کی بیٹی کا رشتہ نبی کریمؐ کی زندگی میں مانگا اور نبی کریمؐ کو ناراض کیا۔

**نوٹ**

ہمارے نزدیک یہ چاروں جھوٹے اور کذّاب ہیں۔ حضرت علیؑ خود کُلِ ایمان ہیں اور جنابؑ کی صحبت ہی سے جنت ملے گی اور صالح المؤمنین بھی حضرت امیرؑ ہیں۔ ابوجہل کی بیٹی والا کیس اگر مفصل دیکھنا ہے تو ہماری کتاب جاگیر فدک ملاحظہ فرمائیں۔

## سمرہ بن جندب معاویہ کا چمچہ حضرت علیؑ کی شان میں گستاخی کرتا تھا

**ثبوت ملاحظہ ہو**

وَ قَدْ رُوِیَ اَنَّ مُعَاوِيَةَ بَذَلَ لِسَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ مِائَةَ اَلْفِ دِرْهَمٍ حَتّٰى يَرْوِیَ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِیْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ: ﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِی الْحَيَاةِ۔۔۔ الخ﴾ وَ اَنَّ الْاٰيَةَ الثَّانِيَةَ فِی ابْنِ مُلْجِمٍ وَ هِیَ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللهِ﴾ فَلَمْ يَقْبَلْ، فَبَذَلَ لَهُ مِائَتَیْ اَلْفِ دِرْهَمٍ فَلَمْ يَقْبَلْ، فَبَذَلَ لَهُ ثَلَاثَمِائَةِ اَلْفِ فَلَمْ يَقْبَلْ، فَبَذَلَ لَهُ اَرْبَعَمِائَةِ اَلْفِ فَقَبِلَ۔ (۲)

**ترجمہ:** معاویہ نے سمرہ بن جندب کو ایک لاکھ درہم کی پیشکش کی کہ وہ روایت کرے کہ یہ مذمت والی آیت حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور یہ دوسری آیت اَوَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِیْ اِ ابن ملجم کی شان میں نازل ہوئی ہے، سمرہ نے قبول نہ کیا۔ معاویہ نے دو لاکھ کی پیشکش کی، سمرہ نے قبول نہ کیا۔ پھر معاویہ نے چار لاکھ کی پیشکش کی پس اس نے قبول کر لیا۔

(۱): شرح ابن ابی الحدید، ج۱، ص۴۶۷۔

(۲): شرح ابن ابی الحدید، ج۱، ص۴۷۱۔

**نوٹ**

ہمارے نزدیک یہ سمرہ سگِ دنیا ہے جس نے چار روزہ زندگی کی خاطر آخرت کو دنیا کے عوض بیچ دیا۔

## معاویہ کے زمانے میں حضرت علیؑ کی توہین میں ہر دیہات اور گاؤں میں منادی

**ثبوت ملاحظہ ہو**

وَ كَانَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ عُثْمَانِيًا شَدِيْدًا فِيْ ذٰلِكَ وَ كَانَ عُمْرُو بْنُ ثَابِتٍ عُثْمَانِيًا مِنْ اَعْدَاءِ عَلِيٍّ وَ مُبْغِضِيْهِ۔ رُوِيَ عَنْ عَمْرٍو اَنَّهُ كَانَ يَرْكَبُ وَ يَدُوْرُ الْقُرٰى بِالشَّامِ وَ يَجْمَعُ اَهْلَهَا وَ يَقُوْلُ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ عَلِيًّا كَانَ رَجُلًا مُنَافِقًا اَرَادَ اَنْ يَنْخَسَ بِرَسُوْلِ اللهِ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ فَالْعَنُوْهُ فَيَلْعَنُهُ اَهْلُ تِلْكَ الْقَرْيَةِ ثُمَّ يَسِيْرُ اِلَى الْقَرْيَةِ الْاُخْرٰى فَيَاْمُرُهُمْ بِمِثْلِ ذٰلِكَ وَ كَانَ فِيْ اَيَّامِ مُعَاوِيَةَ۔ (۱)

**ترجمہ:** زید بن ثابت سخت عثمانی تھا اور اس کا بیٹا عمرو بن ثابت بھی عثمانی تھا بلکہ حضرت علیؑ کے دشمنوں میں سے تھا اور روایت میں ہے کہ یہ سوار ہوتا تھا اور شام کے شہروں میں چکر لگاتا تھا اور شہریوں کو جمع کر کے (بکواس بکتا تھا) کہ معاذ اللہ حضرت علیؑ ایک منافق تھے اور لیلۃ العقبہ میں نبی کریمؐ کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا تھا۔ پس تم اس پر لعنت کرو پس اس شہر والے آنجنابؑ پر (نعوذ باللہ) لعنت کرتے تھے۔ پھر یہ کذّاب دوسرے شہر میں جاتا تھا اور یہی بات کہتا تھا اور اس کا یہ کاروبار معاویہ کے سامنے تھا۔

**نوٹ**

ہمارے نزدیک یہ عمرو بن ثابت خود بھی منافق تھا اور اس کا باپ بھی منافق تھا اور وہ حکمران جس کے اشارے سے یہ بیہودہ بکتا تھا، وہ رئیس المنافقین تھا۔

(۱): شرح ابن ابی الحدید، ج۱، ص۴۸۵۔

## ابوبردہ بن ابوموسیٰ اشعری دشمن علیؑ تھا

قَالَ نَاوِلْنِیْ یَدَكَ فَقَبَّلَهَا وَ قَالَ لَا تَمَسُّكَ النَّارُ اَبَدًا۔ (۱)

ترجمہ: ابوبردہ نے ابی العادیہ الجہنی سے کہا: تو قاتلِ عمار ہے؟ اس نے کہا: ہاں! کہا کہ مجھے ذرا اپنا ہاتھ دے۔ پس اس کا ہاتھ چوما اور کہا: تجھے آگ مس نہیں کرے گی۔

## دشمنانِ علیؑ حضرت معاویہ کے خاص چمچے

۱: ابوہریرہ۔ ۲: مغیرہ بن شعبہ۔ ۳: عروہ بن زبیر۔ ۴: حریز بن عثمان۔ ۵: مروان بن حکم۔ ۶: عمرو بن سعید بن عاص۔ ۷: سمرہ بن جندب۔ ۸: انس بن مالک۔ ۹: اشعث بن قیس۔ ۱۰: جریر بن عبداللہ بجلی۔ ۱۱: ابومسعود انصاری۔ ۱۲: کعب الاحبار۔ ۱۳: عمران بن الحُصَیْن۔ ۱۴: عبداللہ بن زبیر۔ ۱۵: عبداللہ بن عمر۔ ۱۶: ابوموسیٰ اشعری۔ ۱۷: ضحاک بن قیس۔ ۱۸: ولید بن عقبہ بن ابی معیط۔ ۱۹: حنظلہ کاتب۔ ۲۰: وائل بن حجر۔ ۲۱: مطرف بن عبداللہ۔ ۲۲: علاء بن زیاد۔ ۲۳: عبداللہ بن شقیق۔ ۲۴: مرّۃ ہمدانی۔ ۲۵: اسود بن یزید۔ ۲۶: مسروق بن اجرع۔ ۲۷: شریح قاضی۔ ۲۸: شعبی محدث۔ ۲۹: ابووائل شقیق بن سلمہ۔ ۳۰: ابو عبدالرحمن قاری۔ ۳۱: عبداللہ بن عکیم۔ ۳۲: سہم بن طریف۔ ۳۳: قیس بن ابی حازم۔ ۳۴: سعید بن مسیب۔ ۳۵: امام زہری۔ ۳۶: زید بن ثابت۔ ۳۷: مکحول شامی۔ (۲)

وَكَانَ جُمْهُوْرُ الْخَلْقِ مَعَ بَنِیْ اُمَیَّةَ۔

ترجمہ: اکثریت لوگوں کی مالِ دنیا کی خاطر بنوامیہ کے ساتھ تھے۔

اہل بصرہ کے دل میں روزِ جمل کا کینہ تھا، وہ بھی دشمنِ علیؑ تھے، اہل مکہ اور اہل مدینہ میں اکثر دشمن اہل بیتؑ تھے۔

---

(۱): شرح ابن ابی الحدید، ج۱، ص۴۸۴۔

(۲): شرح ابن ابی الحدید، ج۱، ص ۴۶۳ تا ۴۷۷، خَطَبَهُ اَمَا اِنَّهُ سَيَظْهَرُ عَلَيْكُمْ بَعْدِیْ رَجُلٌ رَحْبُ الْبُلْعُوْمِ۔

## خلفائے بنوامیہ روزِ جمعہ ممبروں پر حضرت علیؑ پر لعن کرتے اور گالیاں دیتے تھے (نعوذ باللہ)

ثبوت ملاحظہ ہو

تاریخ خمیس کی عبارت ملاحظہ ہو

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ لَمَّا وَلِیَهَا اَبْطَلَ سَبَّ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَ جَعَلَ مَکَانَ ذٰلِكَ ﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ﴾ اَلْآیَةَ وَ کَانَ ذٰلِكَ اللَّعْنُ مُسْتَمِرًّا مُنْذُ سِتٍّ وَ سَبْعِیْنَ سَنَةً۔ (۱)

ترجمہ: جب عمر بن عبد العزیز بادشاہ بنا تو اس نے حضرت علیؑ پر جو سَبّ کی جاتی تھی اس کو روکا اور اس کی جگہ مذکورہ آیت کو رکھا اور یہ سبّ چھہتر برس سے جاری تھا۔

تاریخ الخلفاء کی عبارت ملاحظہ ہو

کَانَ بَنُوْ اُمَیَّةَ یَسُبُّوْنَ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ فِی الْخُطْبَةِ فَلَمَّا وَلِیَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ اَبْطَلَهٗ۔ (۲)

تاریخ ابو الفدا کی عبارت ملاحظہ ہو

کَانَ خُلَفَاءُ بَنِیْ اُمَیَّةَ یَسُبُّوْنَ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ۔۔۔ فَلَمَّا وَلِیَ عُمَرُ، اَبْطَلَ ذٰلِكَ، وَکَتَبَ اِلٰی نَوَابِهٖ: بِاِبْطَالِهٖ، وَلَمَّا خَطَبَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ، اَبْدَلَ السَّبَّ فِیْ آخِرِ الْخُطْبَةِ بِقِرَاءَةِ قَوْلِهٖ تَعَالٰی: ﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ﴾ الآیَةِ۔ (۳)

دونوں عبارتوں کا ترجمہ: خلفائے بنوامیہ، حضرت علیؑ کو جمعہ کے خطبہ میں گالیاں دیتے تھے۔ جب عمر بن عبد العزیز بادشاہ بنا تو اس نے اس چیز کو روکا اور اپنے گورنروں کو بھی اس چیز کے روکنے کا آرڈر دیا اور خود گالیوں کی جگہ آخرِ خطبہ میں اس آیت کو پڑھا ﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ۔۔۔ الخ﴾ اور یہی طریقہ اب تک جاری ہے۔

تاریخ کامل کی عبارت ملاحظہ ہو

---

(۱): تاریخ خمیس، ج۲، ص۳۱۷۔

(۲): تاریخ الخلفاء، ص۲۴۳، ذکر عمر بن عبد العزیز۔

(۳): تاریخ ابو الفدا، ج۱، ص۱۸۶، ذکر معاویہ نیز ص۲۰۱۔

كَانَ بَنُوْ اُمَيَّةَ يَسُبُّوْنَ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، اِلٰى اَنْ وَلِيَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الْخِلَافَةَ، فَتَرَكَ ذٰلِكَ وَكَتَبَ اِلَى الْعُمَّالِ فِي الْآفَاقِ بِتَرْكِهِ۔ (۱)

**ترجمہ:** بنوامیہ جناب امیرؑ کو گالیاں دیتے تھے (جمعہ کے خطبہ میں) جب عمر بن عبد العزیز بادشاہ بنا تو اس چیز سے رُک گیا اور اپنے گورنروں کو بھی اس چیز سے رُکنے کا آرڈر جاری کیا۔

**نوٹ:۱**

رُکنے کی وجہ جیسا کہ "تاریخ کامل، ج۵، ص۲۰" پر تحریر ہے، یہ ہے کہ عمر خود بیان کرتا ہے کہ میرا باپ جمعہ کے خطبہ میں جناب امیرؑ کو گالیاں دیتا تھا تو اس کی زبان میں لکنت پیدا ہو جاتی تھی۔ میں نے ایک روز وجہ پوچھی تو باپ نے بتایا کہ علیؑ کی جو فضیلت ہم جانتے ہیں اگر یہ مسجد میں بیٹھنے والے منبر کے پاس جان لیں تو ہمیں چھوڑ کر اولادِ علیؑ کا دامن تھام لیں۔ عمر کہتا ہے کہ میں نے دل میں ٹھان لی کہ اگر بادشاہی مجھ کو ملے گی تو میں جناب امیرؑ پر گالیوں والا سلسلہ روک دوں گا۔

**نوٹ:۲**

جیسا کہ "تاریخ خمیس ج۲، ص۳۱۷" میں مذکور ہے کہ عمر نے گالیوں کا سلسلہ یوں روکا کہ عمر بن عبد العزیز نے ایک یہودی کو سکھایا کہ بھرے دربار میں مجھ سے بیٹی کا رشتہ مانگنا، یہودی نے ایسا ہی کیا تو عمر بن عبد العزیز چلّایا کہ میں خلیفہ اسلام ہوں اور تو یہودی ہے، آپ کو کیسے رشتہ دوں؟ یہودی نے کہا: آپ کے پیغمبرؐ نے علی بن ابی طالبؑ کو کیوں رشتہ دیا تھا؟ عمر نے کہا: علی بن ابی طالبؑ تو بزرگانِ دین سے ہے۔ یہودی نے کہا: پھر آپ ان پر منبروں پر کھڑے ہو کر لعنت کیوں کرتے ہیں؟ عمر مجمع کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ اسے جواب دو۔ لوگ جواب دینے سے عاجز ہو گئے، پس عمر نے جناب امیرؑ کو گالیاں دینے کے سلسلہ کو بند کرنے کا آرڈر جاری کر دیا۔

---

(۱): تاریخ کامل ابن اثیر، ج۵، ص۲۰، ذکر عمر بن عبد العزیز۔ رک: عقد الفرید، ج۲، ص۲۴۶، ذکر معاویہ، مروج الذہب، ج۳، ص۱۹۳، ذکر عمر بن عبد العزیز، تاریخ یعقوبی، ج۳، ص۴۸، ذکر عمر بن عبد العزیز، شرح ابن ابی الحدید، ج۱، ص۴۶۴، مطبوعہ بیروت۔

## بنوامیہ کے زمانے میں قتلِ حسینؑ کی خوشی میں دس اونٹنیوں کے نحر کرنے کی منت

اختصار کی خاطر صرف ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

**ترجمہ:** حجاج بن یوسف نے اپنے ایک چچے، عبداللہ بن ہانی کی عرب کے دو سرداروں کی بیٹیوں سے شادی کی اور پھر اس سے کہا کہ ہم نے تمہاری عزت بنادی۔ تو عبداللہ بن ہانی نے کہا کہ امیر ہماری قوم کے بڑے فضائل ہیں؛

۱. ہماری کسی بزم میں عبدالملک کو برا بھلا نہیں کہا گیا۔

۲. جنگِ صفین میں امیر معاویہ کے ساتھ ہماری قوم کا ستر آدمی تھا اور ابوترابؑ کے ساتھ صرف ایک آدمی تھا۔

۳. جنگِ کربلا کے موقعہ پر ہماری ہر عورت نے منت مانی تھی کہ اگر حسین بن علیؑ قتل ہوگئے تو ہم دس اونٹنیوں کی قربانی دیں گی اور انہوں نے دی بھی ہے۔

۴. ہماری قوم کے جس مرد کو یہ کہا گیا ہے کہ ابوترابؑ کو گالیاں دو اور لعنت کرو تو اس نے حسنؑ وحسینؑ اور ان کے ساتھ ان کی ماؤوں کو بھی گالیاں دی ہیں۔

حجاج نے کہا: بخدا یہ فضائل ہیں۔ پھر عبداللہ نے کہا کہ جو حُسن وجمال ہماری قوم میں ہے وہ کسی میں نہیں۔ حجاج ہنس پڑا، عبداللہ نے کہا: یہ بھی ہماری فضیلت ہے۔ حجاج نے کہا: بھائی اسے رہنے دو کیونکہ عبداللہ بن ہانی انتہائی درجے کا بدشکل تھا۔ اس کے منہ پر چیچک کے داغ تھے، اس کی باچھ ٹیڑھی تھی، ایک آنکھ سے بھینگا تھا اور سر میں بڑی بڑی رسولیاں تھیں۔ (۱)

## سُنی بننے کے لئے جناب علیؑ سے دل میں دشمنی رکھنا ضروری ہے

**ثبوت ملاحظہ ہو**

اہل سنت کی معتبر اور مایہ ناز کتاب ”تاریخ ابن خلکان“ میں لکھا ہے؛

---

(۱): شرح ابن ابی الحدید، ج۱، ص۴۶۶۔ مروج الذہب، ج۳، ص۱۵۲، ذکر اخبار الحجاج، طبع بیروت۔

وَلَهُ اِخْتِصَاصٌ بِجَعْفَرِ الْمُتَوَكِّلِ، وَكَانَ مُتَدَيِّنًا فَاضِلًا۔ وَكَانَ ۔ مَعَ انْحِرَافِهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَاِظْهَارِهِ التَّسَنُّنَ ۔ مَطْبُوْعًا مُقْتَدِرًا عَلَى الشِّعْرِ۔ (۱)

**ترجمہ:**(صاحب کتاب نے اس شاعر کے حالات میں لکھا ہے) اس کو جعفر متوکل کے ساتھ اختصاص تھا اور یہ فاضل اور دیانتدار تھا اور یہ علی بن ابی طالبؑ سے روگردان تھا اور اپنے آپ کو سنی ظاہر کرتا تھا اور اشعار کہنے پر قادر الکلام تھا۔

**نوٹ**

مذکورہ عبارت سے دو نکتے حل ہو گئے:

۱۔ حضرت علیؑ کی دشمنی اور انحراف اہل سنت کے نزدیک دیانتداری سے نہیں روکتی۔

۲۔ سنیت تب ظاہر ہوتی ہے جب حضرت علیؑ سے دشمنی رکھی جائے، انحراف کیا جائے کیونکہ "اِظْهَارِهِ التَّسَنُّنَ" یہ عطفِ تفسیر ہے "مَعَ انْحِرَافِهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ" پر۔

## دمشق کے بنو امیہ مانند سگِ دیوانہ تھے حضرت علیؑ کی دشمنی میں

شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ جب احمد بن شعیب امام نسائی نے رسالہ "الخصائص للامام علی بن ابی طالبؑ" تالیف کیا تو اہل دمشق نے اسے قتل کر ڈالا۔ (۲)

**نوٹ:۱**

ہم کہتے ہیں کہ یہ خاصیت سگِ دیوانہ میں پائی جاتی ہے۔ کتا اگر پالتو بھی ہو جب دیوانہ ہو جائے تو اسے اپنے مالک کی تمیز نہیں رہتی۔ بنو امیہ دمشق میں حضرت علیؑ کی دشمنی میں دیوانے تھے اور احمد بن شعیب کو اس جرم میں قتل کر ڈالا کہ اس نے حضرت علیؑ کی مدح میں رسالہ کیوں لکھا ہے حالانکہ ان کم بختوں کا امام نسائی اپنا امام تھا۔

---

(۱): وفیات الاعیان الشہیر بتاریخ ابن خلکان، ج۱، ص۳۴۱، ذکر علی بن الجہم۔

(۲): تحفہ اثنا عشریہ، ص۶۳، کید ۲۰۔

**نوٹ:۲**

بنو امیہ نے عظمتِ آل رسولؐ اور عترتِ نبیؐ کی پاکیزگی کو مجروح کرنے کی خاطر بڑے بڑے ظلم کئے ہیں۔ بد دیانت راویوں کو عترتِ رسولؐ کی توہین کرنے کی خاطر بہت بھاری رقمیں دیں۔ جناب امیرؑ کی ہتک کرنے کی خاطر ہر ہر دیہات میں منادی کرائی، عترتِ رسولؐ کے قتل کی خاطر منّتیں مانیں، تقریباً ستر سال تک جناب امیرؑ کو منبروں پر گالیاں دیں اور اگر اہل سنت کے کسی محدث نے علیؑ کی شان میں کچھ حدیثیں لکھ دیں تو اس کو قتل کر ڈالا اور انہی دشمنوں نے جناب عمر کی دامادی والا ایک جھوٹا افسانہ بنایا ہے۔

## معاویہ کے ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کی خدمات نمازِ جمعہ، بدھ کے دن پڑھائی

**ثبوت ملاحظہ ہو**

اَنَّهُ صَلَّى بِهِمْ عِنْدَ مَسِيْرِهِمْ اِلٰى صِفِّيْنَ الْجُمُعَةَ فِيْ يَوْمِ الْاَرْبَعَاءِ۔ [1]

ترجمہ: جنگِ صفین کی خاطر جاتے وقت معاویہ نے نمازِ جمعہ بدھ کے دن پڑھائی۔

**نوٹ:۱**

اور اس کا تمام لشکر کرنل، بریگیڈیئر، جرنیل ایسے بدھو تھے کہ کسی نے بھی اعتراض نہ کیا۔

**نوٹ:۲**

بقیہ تمام حوالہ جات اسی کتاب (مروج الذہب) سے "ص ۴۳، ۴۲" سے منقول ہیں۔

## دمشق کے علامہ اونٹ اور اونٹنی میں تمیز نہیں کرتے تھے

**ثبوت ملاحظہ ہو**

وَقَالَ لَهُ اَبْلِغْ عَلِيًّا اَنِّيْ اُقَاتِلُهُ بِمِائَةِ اَلْفٍ مَا فِيْهِمْ مَنْ يُفَرِّقُ بَيْنَ النَّاقَةِ وَالْجَمَلِ۔ [2]

---

(۱): مروج الذہب، ج۳، ص۴۱، ذکر عادات معاویہ۔

(۲): مروج الذہب، ج۳، ص۴۱۔

**ترجمہ:** ایک کوفی دمشق میں اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور دمشقی نے وہ اونٹ پکڑ کر معاویہ کی عدالت میں یوں کیس کر دیا کہ یہ اونٹنی میری ہے اور پچاس گواہ بھی پیش کر دیے۔ معاویہ نے دمشقی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ کوفی چلایا اور چیف جسٹس سے کہا: "اِنَّهُ جَمَلٌ، لَيْسَ بِنَاقَةٍ" کہ جناب وہ اونٹ ہے اونٹنی نہیں۔ عدلِ فاروقی کے محافظ نے فرمایا کہ اب تو فیصلہ ہو گیا ہے۔ جب دمشقی چلے گئے تو کوفی کو اونٹ کی قیمت دے کر یہ پیغام دیا کہ جا کر علی بن ابی طالبؑ سے کہنا کہ میں آپ کے خلاف ایک لاکھ ایسے فوجی لے کر لڑتا ہوں جن کو اونٹ اور اونٹنی میں تمیز نہیں۔

**نوٹ**

کیا خدمتِ اسلام ہے!!! ایسی فوج ترتیب دی جن کو سچ اور جھوٹ، حق اور باطل میں تمیز ہی نہ تھی۔ حضرت معاویہ کی وہ مایہ ناز فوج تھی کہ اگر ان کو آرڈر ملتا کہ تم نے حضرت محمد رسول اللہؐ سے لڑنا ہے تو وہ بدھو لڑنے سے دریغ نہ کرتے اور معاویہ کی مایہ ناز سیاست ہے کہ لوگوں کو جاہل رکھا گیا۔

## ایک شامی اسلام کا مایہ ناز مؤرخ

اَنَّهُ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ مِنْ زُعَمَائِهِمْ: مَنْ اَبُوْتُرَابٍ هٰذَا الَّذِیْ يَلْعَنُهُ الْاِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ؟ قَالَ: اَرَاهُ لِصًّا مِنْ لُصُوْصِ الْفِتَنِ۔ (۱)

**ترجمہ:** ایک شامی سردار سے پوچھا گیا کہ ابو ترابؑ کون ہے؟ جس کو ہمارا امام معاویہ منبر پر لعنت کرتا ہے۔ اس نے کہا: یہ ایک ڈاکو تھا۔

**نوٹ**

معاویہ کی خدماتِ اسلام کا یہ اثر تھا کہ جو خود ڈاکو تھا، وہ خلیفہ اور امام بن گیا اور جو ہارون نبیؑ کی مثل تھا وہ ڈاکو بن گیا۔

(۱): مروج الذہب، ج۳، ص۴۲۔

## ایک شامی علم النسب کا ماہر

قَالَ اِنَّہٗ یُبْغِضُ مُعَاوِیَۃَ بْنَ الْخَطَّابِ الَّذِی قَتَلَ عَلِیَّ بْنَ الْعَاصِ۔ (۱)

ایک سنی کو بغداد کے قاضی کی عدالت میں پیش کیا گیا، اس پر یہ الزام تھا کہ وہ مرجعی، قدری، ناصبی، رافضی ہے۔ قاضی نے بیان لیا تو اس نے کہا کہ وہ سخت دشمن ہے حضرت معاویہ بن خطاب کا جو قاتل ہے علی بن عاص کا۔ قاضی نے کہا: آپ کے علم بالمقالات پر رشک کیا جائے یا علم الانساب میں مہارت پر رشک کیا جائے؟

**نوٹ**

ایسے علامے حضرت معاویہ نے کئی تیار کئے تھے اور ان خدمات کا صلہ معاویہ کو اہل حدیث وہابی ہی دے سکتے ہیں۔

## معاویہ کے ادارۂ تحقیقات کا ایک اور فارغ التحصیل علامہ

وَ کَانَ مِنْ اَعْقَلِهِمْ وَ اَکْبَرِهِمْ لِحْیَۃً۔ کَمْ تُطْنِبُوْنَ فِیْ عَلِیٍّ وَ مُعَاوِیَۃَ وَ فُلَانٍ وَ فُلَانٍ۔ (۲)

ترجمہ: مسعودی نے فرمایا کہ میرے ایک دوست نے بتایا کہ ہم ابوبکر، عمر، علیؑ و معاویہ کے متعلق بحث کرتے تھے اور اہل سنت آ کر سنتے تھے۔ ایک دن ان میں سے ایک زیادہ عقل مند، ایک لمبی داڑھی والے نے فرمایا کہ ابوبکر، عمر، علیؑ اور معاویہ کے متعلق یہ بحث کب تک جاری رہے گی؟ میں نے عرض کی: حضور آپ کا ان کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ اس نے کہا: کس کے بارے میں؟ میں نے کہا: علیؑ کی بابت۔ اس نے کہا: کیا وہ فاطمہؑ کا باپ نہیں؟ میں نے کہا: فاطمہؑ کون؟ اس نے کہا: نبیؐ کی زوجہ عائشہ کی بیٹی، معاویہ کی بہن ہے فاطمہؑ۔ میں نے کہا: پھر علیؑ کا قصہ کیا ہوا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ وہ جنگِ حنین میں مارا گیا تھا۔

---

(۱): مروج الذہب، ج۳، ص۴۲۔

(۲): (مروج الذہب، ج۳، ص۴۲۔ سید مجبی)

**نوٹ**

دمشق کی تعلیمی یونیورسٹی سے فارغ التحصیل، جن کی دستار بندی بھی کی جاتی تھی اور ان کے جلسہ تقسیمِ اسناد میں بڑے بڑے شیخ الحدیث بلائے جاتے تھے، ایسے کئی علامہ نکلے ہیں۔

## نبیؐ کے رشتہ داری کے ڈپو پر معاویہ کا مکمل کنٹرول

فَحَلَفُوْا لِاَبِي الْعَبَّاسِ السَّفَّاحِ اِنَّهُمْ مَا عَلِمُوْا لِرَسُوْلِ اللهِ قِرَابَةً وَلَا اَهْلِ بَيْتٍ يَرِثُوْنَهُ غَيْرَ بَنِيْ اُمَيَّةَ۔(۱)

ترجمہ: عباسیوں کے پہلے بادشاہ کے دربار میں جب بنوامیہ کی فوج کے افسر اور صوبہ شام کے جاگیردار قید ہو کر آئے تو انہوں نے حلفیہ بیان دیا کہ ہمیں وارثِ نبیؐ، خلافت کے حقدار، نبیؐ کے رشتہ دار، بنی امیہ کے علاوہ اور کوئی معلوم نہیں تھے۔

**نوٹ**

یہ معاویہ کے ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کی خدمات تھیں جو اس نے نہایت دیانتداری سے سرانجام دی ہیں۔

## اذان میں اشھد ان محمدا رسول اللہؐ معاویہ کے دل میں سنگین کی نوک کی طرح چبھتا تھا

ثبوت ملاحظہ ہو:

اہل سنت کی معتبر کتاب "مروج الذہب" میں لکھا ہے:

وَاِنَّ اَخَا هَاشِمٍ يُصْرَخُ بِهِ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ فَاَيُّ عَمَلٍ يَبْقٰى مَعَ هٰذَا لَا اُمَّ لَكَ۔(۲)

---

(۱): (مروج الذھب، ج۳، ص ۴۳۔ سید مجبی)

(۲): مروج الذہب، ج۴، ص۴۱، ذکر المامون۔ [اہل سنت عالم زبیر بن بکار قریشی مکی نے الاخبار الموفقیات، صفحہ ۲۱۹، طبع بیروت، طبع ثانی ۱۹۹۶ء میں لکھا ہے کہ معاویہ نے یہاں تک کہا کہ اللہ کی قسم جب تک میں نام محمد رسول اللہؐ کو زمین میں دفن نہ کر دوں، سکون سے نہیں بیٹھوں گا۔ وَاِنَّ ابْنَ اَبِيْ كَبْشَةَ لَيُصَاحُ بِهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ فَاَيُّ عَمَلٍ يَبْقٰى؟ وَاَيُّ ذِكْرٍ يَدُوْمُ بَعْدَ هٰذَا لَا اَبَا لَكَ؟ لَا وَاللهِ اِلَّا دَفْنًا دَفْنًا۔ (سید مجبی)]

ترجمہ: مطرف بن مغیرہ بن شعبہ بیان کرتا ہے کہ میرا باپ معاویہ کا خاص چمچہ اور مداح تھا۔ ایک دن اس کے دربار سے آزردہ ہو کر آیا اور کھانا بھی نہیں کھایا۔ میں نے وجہ پوچھی، فرمایا: ''یا بُنَیَّ اِنِّیْ جِئْتُ مِنْ عِنْدِ اَخْبَثِ النَّاسِ'' کہ میں ایک خبیث آدمی کی طرف سے آرہا ہوں۔ پھر صورتِ حال بتائی کہ میں نے آج خلوت میں معاویہ سے کہا تھا کہ اب تو بڈھا ہو گیا ہے اور بنوہاشم کے پاس کوئی چیز نہیں جس سے تجھے ڈر ہو اور وہ اس قدر مظلوم ہیں کہ اب ان کی حالت قابلِ رحم ہے۔ معاویہ نے مجھے جواب دیا: ابوبکر، عمر، عثمان حکومتیں کر گئے اور ہلاک ہو گئے اور ان کا ذکر بھی فنا ہو گیا اور تو دیکھتا نہیں کہ اس ہاشمی کے نام کی پانچ مرتبہ آذان میں ہر روز منادی ہوتی ہے۔ تیری ماں مرجائے، کون سا عمل ہے ہمارا جو اس طرح باقی رہے گا؟ یہ واقعہ جب مامون کو سنایا گیا تو اس نے آرڈر جاری کیا کہ منبروں پر معاویہ کو لعنت کی جائے۔

**نوٹ:۱**

اربابِ انصاف! شیعیانِ علیؑ پر معاویہ کے مظالم کی پردرد داستان ہم نے تاریخِ اسلامی سے آپ کے سامنے پیش کر دی ہے۔ آپ خود ہی انصاف کریں کہ جس قوم کو تباہ کرنے کی خاطر بنوامیہ کی نام نہاد اسلامی حکومت نے تین طاقتیں استعمال کی ہیں؛ تلوار کی طاقت، دولت کی طاقت، نشر و اشاعت کی طاقت اور پھر بھی وہ قوم دنیا میں زندہ ہے۔ یہ چیز جناب امیرؑ کا معجزہ ہے۔

**نوٹ:۲**

جس قوم کے امام علی بن ابی طالبؑ کی توہین کی خاطر ہر گاؤں اور دیہات میں منادی کی گئی اور صحابہ کو تنخواہیں اور انعام ملے، ٹکے ٹکے کے لوگ فضیلتِ شیخین کا اقرار کر کے معاویہ اینڈ سنز کو خوش کرنے کی خاطر علیؑ اور اولادِ علیؑ پر جھوٹ بول کر جاگیروں کے مالک بن گئے۔ اولادِ رسولؐ کی محبت کا دم بھرنے والے ظلم کی مشینوں میں پس رہے تھے اور ان غریبوں کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ ابوبکر، عمر اور عثمان کے جھوٹے فضائل کا اقرار نہیں کرتے تھے۔

**نوٹ:۳**

جناب امیرؑ کے شیعوں کو جب بنو امیہ کے ظلم کی چکی پیس رہی تھی، کتنے لوگ پس گئے اور جو باقی بچے ان کو اپنی حفاظت کی خاطر بنو امیہ کے گورنروں کی ہاں میں ہاں ملانا پڑی۔ پس اسی مجبوری کی وجہ سے کچھ ایسے اعتقادات جو شیعوں کے نہیں، شیعوں کی طرف منسوب ہوئے۔ تو اس فرد خاص کی مجبوری کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور اس جبری اقرار سے مذہبِ شیعہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

**نوٹ:۴**

عقد ام کلثوم کا مفروضہ افسانہ معاویہ کے ادارہ تحقیقاتِ اسلامی میں پروان چڑھا ہے اور جناب عمر کی اس جھوٹی فضیلت کو ثابت کرنے کے لئے بنی امیہ کے گورنروں نے بینکِ اسلامی کو اپنے باپ کی جاگیر سمجھ کر دولت پانی کی طرح بہائی ہے۔ کمسن بچوں کو مدرسوں میں استاد اسی جھوٹی فضیلت کی تعلیم دیتے تھے۔ نادان بچے استاد کا فرمان سمجھ کر اس جھوٹی فضیلت کو دل و دماغ میں جگہ دیتے تھے پھر یہی بچے بڑے علماء اور صلحاء بنے، بڑی بڑی داڑھیاں رکھیں، امام الاحادیث، شیخ الاحادیث، مدرسوں کے مہتمم بنے۔ ان خضر صورت بزرگوں کے بچپن میں جوبات ان کو قرآن کی طرح رٹائی گئی تھی اور پھر ماحول بھی سازگار نہ ہوا کہ ان کی تحقیق کرتے، اگر کسی نے تحقیق کی خاطر قدم اٹھایا تو اسے قبر میں زندہ دفن کر دیا گیا۔ پس ان بزرگوں نے جناب عمر کی وہ جھوٹی فضیلت روزِ جمعہ لوگوں کے سامنے مسجدوں میں منبر پر بیٹھ کر بیان کی اور لوگوں نے یقین کر لیا کہ یہ سچ ہے۔

## اولادِ علیؑ کے خلاف علمائے اہل سنت کا زہریلا پروپیگنڈا

استیعاب، الاصابہ اور اسد الغابہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

خَطَبَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ، فَقَالَ لَهُ: اِنَّهَا صَغِيْرَةٌ۔ فَقَالَ عُمَرُ: زَوِّجْنِيْهَا يَا اَبَا الْحَسَنِ۔۔۔ فَقَالَ لَهُ عَلِیٌّ: اَنَا اَبْعَثُهَا اِلَيْكَ، فَاِنْ رَضِيْتَهَا فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا، فَبَعَثَهَا اِلَيْهِ بِبُرْدٍ، وَقَالَ لَهَا: قُوْلِیْ لَهُ: هٰذَا الْبُرْدُ الَّذِیْ قُلْتُ لَكَ۔ فَقَالَتْ ذٰلِكَ لِعُمَرَ، فَقَالَ: قُوْلِیْ لَهُ: قَدْ رَضِيْتُ عَنْكَ۔ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰی سَاقِهَا فَكَشَفَهَا، فَقَالَتْ: اَتَفْعَلُ هٰذَا؟! لَوْلَا اَنَّكَ

اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ لَکَسَرْتُ اَنْفَکَ۔ ثُمَّ جَآءَتْ اَبَاھَا، فَاَخْبَرَتْهُ الْخَبَرَ، وَقَالَتْ لَهُ: بَعَثْتَنِیْ اِلٰی شَیْخٍ سُوْءٍ۔ قَالَ: یَا بُنَیَّةَ، اِنَّهُ زَوْجُكِ۔ (۱)

ترجمہ: عمر نے جناب امیرؑ سے رشتہ مانگا۔ جنابؑ نے فرمایا کہ وہ کمسن ہے۔ عمر سے کہا گیا کہ علیؑ نے آپ کو ٹھکرا دیا ہے۔ عمر نے دوبارہ اصرار کیا، حضورؑ نے فرمایا: میں اس کو آپ کی طرف بھیجتا ہوں اگر آپ نے اسے پسند کیا تو تزویج کر دوں گا۔ جنابؑ نے چادر دے کر بچی کو بھیجا اور کہا: عمر سے یہ کہنا یہ وہ چادر ہے جو میں نے آپ سے کہی تھی۔ ام کلثوم نے عمر سے یہی کہا، عمر نے کہا: باپ سے کہنا کہ میں راضی ہوں۔ عمر نے بچی کی پنڈلی پر ہاتھ رکھا، پنڈلی کو کھولا۔ بچی نے کہا: تو یہ حرکت کرتا ہے اگر تو مسلمانوں کا حاکم نہ ہوتا تو میں تیری ناک توڑ دیتی (اور کتاب اصابہ میں یوں لکھا ہے) کہ میں تیرے منہ پر طمانچہ مارتی پھر چلی آئی اور باپ کے پاس پہنچی اور پورا قصہ سنایا اور کہا کہ آپ نے مجھے ایک بُرے بڈھے کی طرف بھیجا۔ جناب نے فرمایا: وہ تیرا شوہر ہے۔

**نوٹ: ۱**

ہمارے مخاطب یہودیوں اور سبائیوں کے ستائے ہوئے مولوی محمد صدیق اپنے کتابچہ "ص ۲۳" میں یوں رقم طراز ہیں کہ قاضی نور اللہ شوستری اس شیعی مجتہد نے کتنے زہریلے الفاظ میں اس نکاح کا ذکر کیا ہے۔ حضرت علیؑ کی رضامندی کو کتنی چالاکی سے مضمحل کرنے کی کوشش کی ہے۔ عمر فاروق پر بڑا ناروا حملہ کیا اور ان پر منافقت کا فتویٰ دیا۔ فتنہ سبائیت کو مزّین کیا فاروق سے نفرت دلائی۔

## جواب

ہم اہل حدیث کے اس مروان سے عرض کرتے ہیں مذکورہ تین کتابیں اہل سنت کی مایہ ناز ہیں اور نبیؐ کی نواسی کے بارے میں جو زہریلے الفاظ ان میں تحریر ہیں، وہ اربابِ انصاف کے سامنے ہیں۔ کیا ابوبکر

(۱): الاستیعاب فی اسماء الاصحاب، ج۴، ص۴۶۸، (کتاب کنی النساء) حرف الکاف، (الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج۸، ص۴۶۵، حرف الکاف)، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج۷، ص۳۶۷، حرف الکاف۔

وعمر وعثمان کی بیٹیوں کی شادیاں اسی طرح ہوتی تھیں؟!!! کیا مولوی صدیق کے خاندان کی عورتیں اسی طرح بیاہی جاتی ہیں؟ جو زہریلے ٹیکے اربابِ سقیفہ اور بنی امیہ نے امتِ مسلمہ کو لگائے تھے، مذکورہ زہریلے الفاظ ان کا اثر ہیں۔ اگر مولوی صدیق انصاف پسند ہوتا تو عقد ام کلثوم کے مسئلہ پر کتابچہ لکھ کر شیعوں کی غیرتِ مذہبی کو نہ للکارتا اور نہ ہی ہم مجبور ہوتے کہ تاریخ کے قبرستان سے وہ باتیں نکال کر مسلمانوں کے سامنے پیش کریں جس سے اولادِ فاطمہؑ کا وقار مجروح ہوتا ہے اور مولوی صدیق کے بزرگوں کی بے حیائی اور بے شرمی ثابت ہوتی ہے۔

**نوٹ:۲**

ہمارے مخاطب اہل حدیث کے مناظرِ اعظم مولوی محمد صدیق نے اپنے کتابچہ، "ص۳۱ تا ص۳۷" چھ صفحات اپنے نامہ اعمال کی طرح سیاہ کئے ہیں اور مولوی غلام رسول نارووالی نے بھی اپنے کتابچے کے "ص۲۰" کو اپنی روسیاہی کا ذریعہ بنایا ہے اور دونوں نے اپنی اور اپنے خلیفہ کی رسوائی کی خاطر اس بات کو ثابت کرنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے کہ ام کلثوم کا سن ۱۷ ہجری میں گیارہ، بارہ سال کا تھا۔ پس وہ چونکہ شادی کے قابل تھی پس عمر سے شادی ہوگئی۔

**جواب:۱**

ان دونوں بزرگوں کی مثال یوں ہے کہ

ذَهَبَ الْحِمَارُ لِيَسْتَفِيْدَ لِنَفْسِهِ

قَرْنَا فَآبَ وَمَا لَهُ اُذُنَانِ

گدھا اپنے لئے سینگ لینے گیا تھا جب واپس آیا تو کان بھی گم کر آیا۔

یہ دونوں بیچارے اس کوشش میں تھے کہ جناب عمر کی فضیلت بیان کریں مگر خلیفہ کو اس رسوائی اور بے حیائی کے دلدل میں پھنسایا جس سے روحِ یزید پلید بھی شرمار ہی ہے۔ اگر ام کلثوم بارہ سال کی تھی تو اہل سنت کے علماء نے جس طرح شادی کا جھوٹا افسانہ بیان کیا ہے، کیا اس سے پیغمبرِ اسلامؐ کی توہین نہیں ہے؟

اور معصومہ بی بیؑ کی قدوسیت مجروح نہیں ہوتی ؟ کیا مولوی صدیق اور مولی نارو والی نے اپنی بیٹی کا نکاح سے پہلے ہونے والے بہنوئی یا داماد کی خدمت میں پسند کی خاطر پیش کیا تھا؟ کیا ان کی بہنوں اور بیٹیوں کی شادی سے پہلے پنڈلیاں ٹٹولی گئی تھیں ؟ کیا کوئی غیرت مند بارہ سال کی جواں بیٹی کو نکاح سے پہلے داماد کی خدمت میں پسندی کی خاطر پیش کرتا ہے ؟

**۲۔ اربابِ انصاف!** عقدِ ام کلثوم کا جھوٹا افسانہ بامر مجبوری تین عدد کتبِ اہل سنت سے ہم نے روحِ زہراؑ سے معافی مانگ کر پیش کیا ہے۔ مسلمان بھائیو! یہ جھوٹا افسانہ معاویہ کی عیاری ہے اور پھر یزیدی ٹولہ نے اس ڈھولک کو نہیں چھوڑا۔

ناممکن ہے، محال ہے کہ جناب امیرؑ کہ جس کی بیٹیوں نے دنیا کی مستورات کو شرم و حیا کا درس دیا ہے وہ عمر کے پاس گئی ہوں۔ جو کچھ کتابوں میں لکھا ہے، یہ یزیدی ملوانوں کی ہرزہ سرائی ہے اور جو کچھ ہم لکھ رہے ہیں اس سے کسی کی دل آزاری مقصود نہیں ہے بلکہ ناموسِ فاطمہؑ سے مخالفین کے حملوں کا دفاع مقصود ہے۔

اِنْ عَادَتِ الْعَقْرَبُ عُدْنَا لَهَا

وَكَانَتِ النَّعْلُ لَهَا حَاضِرَةً

اگر بچھو دوبارہ پلٹا تو ہم بھی لوٹیں گے اور اس کی خدمت کے لئے جوتا حاضر ہے۔

## مولوی نافع جھنگوی کی جناب عمر کی صفائی کی خاطر بلا اجرت وکالت

### فاروقی وکیل کا پہلا عذر

موصوف نے اپنی کتاب ”رحما بینھم، ج ۲، ص ۲۲۲“ پر ایک روایت تحریر کی ہے کہ جناب امیرؑ کنیز خرید کرتے تھے تو اس کی پنڈلی کھول کر دیکھتے تھے۔ اگر عمر نے ایسا کیا ہے تو کیا ہے ؟؟

### جواب

مذکورہ روایت قابلِ تسلیم نہیں ہے کیونکہ اس کی کسی محدث نے تصدیق نہیں فرمائی۔

### نوٹ

مولانا موصوف تُف ہے آپ کے انصاف پر! کُجا ایک کنیز جس کے ماں باپ کافر، کسی جنگ میں قید ہو کر آئی اور نامعلوم کتنی جگہ فروخت ہوئی اور کُجا ہمارے رسولؐ کی نواسی، جس کے ماں باپ کی شان میں آیتِ تطہیر اتری، آپ کو خود بخود مذکورہ عذر پیش کرنے سے شرم کرنا چاہیے تھی۔ کنیز کے احکامِ شرعیہ خواہ فروخت کے یا شادی کے وہ اور ہیں اور حرّہ (آزاد) کے احکام اور ہیں۔ اور آپ نے علمِ فقہ کی کتابوں میں پڑھے بھی ہونگے مگر آدمی جب [ذَھَبَ اللّٰہُ بِنُوْرِہٖ] ہو جائے تو پھر وہ۔۔۔[ھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ] کے زمرہ میں داخل ہے۔

## فاروقی وکیل کا دوسرا عذر

مذکورہ قسم کی روایات سے حضرت فاروق اعظم پر طعن کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی حضرت علیؑ اور معصومہؑ کا وقار مجروح ہو جاتا ہے۔ لوگ باطنی بغض و کینہ کا اظہار کرتے ہوئے، قبیح عبارات کی شکل میں اس کو پھیلاتے ہیں۔

### جواب

مولانا موصوف آپ نے قرآن میں پڑھا ہے:

﴿وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾[1]

**ترجمہ:** حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور حق کو مت چھپاؤ حالانکہ تم جانتے بھی ہو۔

جنہوں نے قبیح عبارات ذکر کی ہیں، ان خبیثوں کی نشاندہی آپ کیوں نہیں کرتے؟ ان کے اظہار سے آپ یوں شرم کر رہے ہیں؟

كَـــبِكْرٍ تَشَـــهّٰى لَذِيْـــذَ النِّكَـــاحِ
وَتَفْـــزَعُ مِـــنْ صَـــوْلَةِ النَّـــاكِحِ

(۱): (پارہ ا، سورۂ بقرہ، آیت ۴۲۔ سید مجبی)

کنواری نکاح کا مزہ لینا چاہتی ہے، مگر نکاح کے انجام سے ڈرتی ہے۔

فاروق اعظم پر طعن کرنے والے اور حضرت علیؑ کے وقار کو مجروح کرنے والے، آپ کے مایہ ناز مؤرخ ہیں جنہوں نے بلا چوں و چرا یہ بات اپنی کتابوں میں درج کی ہیں۔ دوسرے نمبر پر آپ کے وہ اموی رہنما ہیں جنہوں نے دولت کے زور سے یہ جھوٹی روایات بنوائی ہیں۔ تیسرے نمبر پر آپ کے مذہب کے وہ غیر متدین راوی ہیں جنہوں نے جھوٹی روایتیں بیان کی ہیں۔ اگر تسلی نہیں ہوئی تو مزید عرض کرتے ہیں کہ معصومہؑ کے وقار کو مجروح کرنے کی روایات کے جو بھی ذمہ دار ہیں ہم بھی ان پر لعنت کرتے ہیں اور تم بھی لعنت کرو۔

## فاروقی وکیل کا تیسرا عذر

یہ ادراج فی الروایۃ ہے، پس راویوں کا قصور ہے۔

## جواب

مولانا موصوف آپ کا عذر گناہ بدتر از گناہ ہے کیونکہ ادراج ایسا ہے کہ جس کی وجہ سے راوی کی منافقت اور خارجیت اور یزیدیت ظاہر ہوتی ہے اور وہ ثقہ نہیں رہتا۔ آپ نے اپنی کتاب کے "ج۲، ص۲۱۹" پر جو روایت صحیح سمجھ کر درج کی ہے، وہ بھی آپ کی منافقت اور خارجیت پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ اس میں بھی یہی لکھا ہے کہ جناب امیرؑ نے اپنی بیٹی عمر کے پاس بھیجی تھی تاکہ عمر اسے پسند کرے۔ پس تو اے نافع! اگر انصاف پسند ہوتا تو اس روایت کو لکھنے سے شرم کرتا۔ کیا تیری ماں یا بہن یا بیٹی کی شادی اسی طرح ہوئی جس طرح تو رسولؐ کی نواسی کی شادی بیان کرتا ہے؟

## فاروقی وکیل کا چوتھا عذر

مذکورہ روایات امام محمد باقرؑ کی طرف منسوب ہیں اور سنداً منقطع اور متناً شاذ ہیں۔

## جواب

امام محمد باقرؑ پر آپ کے مذہب کے راویوں اور علماء نے جھوٹ کیوں بولا ہے؟ تمہاری "صحاح ستہ" گواہ ہیں کہ تمہارے راوی امام محمد باقرؑ سے روایت نہیں کرتے۔ پس مسئلہ مذکورہ میں تمہارے روات کی بے شرمی ہے کہ اولادِ علیؑ کے وقار کو مجروح کرنے کی خاطر جب جھوٹ بولتے ہیں تو اس کی نسبت بھی اولادِ علیؑ کی طرف دیتے ہیں۔

## فاروقی وکیل کا پانچواں عذر

ہم نے کچھ روایات امام محمد باقرؑ سے نقل کی ہیں اور ان میں بے ادبی کے الفاظ نہیں ہیں اور امامؑ کا کلام اختلافِ روایت کی صورت میں جو کلامِ دیانت کے موافق ہوگا، لیا جائے گا۔

## جواب:۱

امام محمد باقرؑ کی طرف منسوب روایت تم نے اہل سنت کی کتاب سے درج کی ہے اگر اس سے اہل تشیع کو الزام دینا مقصود ہے تو پھر تم فنِ مناظرہ سے ناواقف ہو۔ مخاطب کو اس کے مذہب کی کتاب سے الزام دیا جاتا ہے۔

## جواب:۲

نیز علمِ اصول سے بھی آپ ناواقف ہیں کیونکہ روایات کی قسمِ اول کو آپ خود تسلیم کر چکے ہیں کہ وہ سنداً منطقع اور متناً شاذ ہیں۔ پس وہ حجیت سے گر گئیں اور تعادل و تراجیح کے قانون جاری کرنے کی یہاں ضرورت ہی نہ رہی۔ مذکورہ قانون کی ضرورت تو تب پڑتی ہے جب متعارض اخبار ہم پایہ ہوں۔

## تاریخ خمیس اور ذخائر العقبیٰ کی عبارت ملاحظہ ہو

عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، قَالَ: خَطَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ابْنَتَهُ اُمَّ كُلْثُوْمٍ فَاَقْبَلَ عَلِیٌّ عَلَيْهِ وَقَالَ: اِنَّهَا صَغِيْرَةٌ۔ فَقَالَ عُمَرُ: لَا وَاللهِ مَا ذٰلِكَ بِكَ لٰكِنْ اَرَدْتَ

مَنْعِی فَاِنْ کَانَتْ کَمَا تَقُوْلُ فَابْعَثْهَا اِلَیَّ فَرَجَعَ عَلِیٌّ فَدَعَاهَا فَاَعْطَاهَا حُلَّةً وَقَالَ: انْطَلِقِیْ بِهٰذِهٖ اِلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ فَقُوْلِیْ: یَقُوْلُ لَکَ اَبِیْ: کَیْفَ تَرٰی هٰذِهِ الْحُلَّةَ؟ فَاَتَتْهُ بِهَا وَقَالَتْ لَهٗ ذٰلِکَ۔ فَاَخَذَ عُمَرُ بِذِرَاعِهَا فَاجْتَذَبَتْهَا مِنْهُ فَقَالَتْ: اَرْسِلْ، فَاَرْسَلَهَا وَقَالَ: حَصَانٌ کَرِیْمٌ، انْطَلِقِیْ فَقُوْلِیْ لَهٗ: مَا اَحْسَنَهَا وَاللهِ وَاَجْمَلَهَا لَیْسَتْ وَاللهِ کَمَا قُلْتَ: فَزَوَّجَهَا اِیَّاهُ۔ (۱)

**ترجمہ:** عمر نے جناب امیرؑ سے ام کلثوم کا رشتہ مانگا۔ آنجنابؑ نے فرمایا کہ وہ کمسن ہے۔ عمر نے کہا: بخدا یہ بات نہیں ہے، آپ میرے ٹھکرانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اگر وہ کمسن ہے تو آپؑ اس کو میری طرف بھیجیں۔ آنجنابؑ نے بچی کو بلا کر ایک حلہ دیا اور فرمایا: اسے عمر کے پاس لے جاؤ اور کہنا کہ میرا باپ کہتا ہے کہ یہ چادر کیسی ہے؟ بچی اسے لے کر عمر کے پاس آئی اور پیغام دیا۔ عمر نے بچی کو بازو سے پکڑا، بچی نے بازو کھینچا اور کہا: چھوڑ دے۔ عمر نے چھوڑ دیا اور کہا کہ نیک عورت ہے۔ باپ سے کہنا کہ چادر بہت اچھی ہے، جیسے آپ نے فرمایا تھا ویسے نہیں۔ پس جنابؑ نے عمر کو شادی کر کے دے دی۔

نیز ان دونوں کتابوں میں یہ عبارت بھی ہے۔

فَوَضَعَ یَدَهٗ عَلٰی سَاقِهَا فَکَشَفَهَا، فَقَالَتْ: اَتَفْعَلُ هٰذَا؟! لَوْلَا اَنَّکَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ لَکَسَرْتُ اَنْفَکَ وَلَطَمْتُ عَیْنَیْکَ ثُمَّ خَرَجَتْ حَتّٰی اَتَتْ اَبَاهَا، فَاَخْبَرَتْهُ الْخَبَرَ، وَقَالَتْ لَهٗ: اَتَبْعَثُنِیْ اِلٰی شَیْخٍ سُوْءٍ۔ قَالَ: یَا بُنَیَّةَ، فَاِنَّهٗ زَوْجُکِ۔ (۲)

**ترجمہ:** عمر نے بچی کی پنڈلیوں پر ہاتھ رکھا اور ان کو برہنہ کیا۔ بچی نے کہا: تو یہ (بدمعاشی) کرتا ہے؟ اگر تو مسلمانوں کا حاکم نہ ہوتا تو میں تیرا ناک توڑ دیتی اور تیرے منہ پر طمانچہ مارتی۔

**نوٹ:۱**

مذکورہ کتب سے جو عبارت ہم نے مع الترجمہ تحریر کی ہے، روحِ پیغمبرؐ سے معافی مانگ کر لکھی ہے جو سادات کرام اہل سنت والجماعت ہیں اور یہ کتابیں پڑھنا عبادت سمجھتے ہیں اور عمر صاحب کو خلیفہ مانتے ہیں،

(۱): تاریخ خمیس، ج۲، ص ۲۸۴، ذکر اولاد علیؑ، ذخائر العقبیٰ، ص۱۶۸، باب الاول، ذکر اولاد رسول اللہؐ فصل ۸۔

(۲): تاریخ خمیس، ج۲، ص ۲۸۴، ذکر اولاد علیؑ، ذخائر العقبیٰ، ص۱۶۸، باب الاول، ذکر اولاد رسول اللہؐ فصل ۸۔

ان کی گمراہی کی انتہا ہے۔ مذکورہ عبارتیں پڑھ کر خلیفہ عمر کے خلاف آواز نہ اٹھانا بلکہ اس کو اپنا محبوب پیشوا ماننا، یہ ان کی بے حسی کی انتہا ہے۔ سنی سادات تمہاری غیرت کہاں گئی؟ جو شخص اولادِ رسولؐ کی ہتک کرتا ہے، اس کو پیشوا ماننے میں کیا مجبوری ہے؟!! کیا تمہارا دادا علیؑ اپنی بچیوں کی شادی اسی طرح کرتا تھا؟!! سادات کرام جاگو حق و باطل میں، سچ و جھوٹ میں، شریف اور بدمعاش میں تمیز کرو۔ یہ عمر صاحب آپ کی دادی زہراؑ کا گھر جلانے کے لئے دروازہ پر آگ اور لکڑیاں لایا تھا۔ یہ عمر صاحب وہ ہے جس نے تمہارے نانا پر مرض الموت میں ہذیان کا الزام لگایا تھا۔ یہ عمر صاحب وہی ہیں جن کے متعلق اہل سنت ملوانے یہ بکواس لکھ گئے ہیں کہ وہ تمہاری دادی زہراؑ کی بیٹی ام کلثوم کی پنڈلی برہنہ کر کے دیکھتا تھا۔ سادات کرام آپ ہی انصاف کریں کہ یہ خلیفہ تھا یا۔۔۔

**نوٹ:۲**

ہمارے مخاطب سبائیوں اور یہودیوں کے ستائے ہوئے، اہل حدیث کے مناظرِ اعظم مولانا محمد صدیق اس بات پر مصر ہیں۔ اپنے کتابچہ "ص ۳۶" میں کہ ۱۷ ہجری میں ام کلثوم کی عمر بارہ برس کی ہوگی اور اس عمر میں لڑکی عرب میں قابلِ تزویج ہوتی ہے۔ ہم موصوف کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ نامعلوم کتنی بوتلوں کے نشہ میں آپ ہرزہ سرائی کرتے ہیں کیا "وَضَعَ يَدَهُ عَلٰى سَاقِهَا فَكَشَفَهَا" نیز "فَاَخَذَ عُمَرُ بِذِرَاعِهَا" یہ جملے آپ کی نظر سے نہیں گزرے؟ کیا کوئی غیرت مند نکاح سے پہلے یہ گوارہ کرتا ہے کہ اس کا ہونے والا داماد اس کی لڑکی کو پسندی کی خاطر گھر بلائے اور اس کے بازو سے پکڑے، اس کی پنڈلی برہنہ کر کے اور اس کے ساتھ یہ ہاتھاپائی اور بدتمیزی کرے جو آپ کے عمر صاحب نے رسولؐ کی نواسی سے کی ہے؟!!!

"ذخائر العقبیٰ" اور "تاریخ خمیس" سبائی ہاتھوں نے مزین نہیں کی بلکہ دیار بکری اور محب طبری نے لکھی ہے۔ بتاؤ! آپ کے یہ دونوں بزرگ کس سبائی کا نطفہ تھے؟ یہ دونوں اہل سنت والجماعت تھے اور آپ کا دعویٰ ہے کہ ہم آل اور اصحاب دونوں کے عقیدت مند ہیں مگر تمہاری کتابیں تمہاری تکذیب کرتی ہیں۔ تمہاری مثال سگِ دیوانہ کی ہے، جسے نہ اپنے مالک کی تمیز ہوتی ہے اور نہ کسی غیر کی۔ تم اصحاب کی شان میں

بھی عوعو کرتے ہو اور اہل بیتؑ کی شان میں بھی عوعو کرتے ہو اور ڈھیٹ اتنے ہو کہ پھر اپنے آپ کو اسلام کا ٹھیکیدار بھی سمجھتے ہو۔

**نوٹ:۳**

اربابِ انصاف! عقدِ ام کلثوم والا مفروضہ افسانہ جھوٹا ہے۔ جسے دشمنانِ علیؑ نے آنجنابؑ کے وقار کو مجروح کرنے کی خاطر یہ ڈفلی بجائی ہے اور پھر مولوی محمد صدیق جیسے بے انصاف نے اس ڈھولک کو بجایا ہے۔

## صواعق محرقہ اور اسعاف الراغبین کی عبارت ملاحظہ ہو

اَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ لِنَفْسِهٖ اُمَّ کُلْثُوْمٍ مِنْ اَبِیْهَا عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ، فَاعْتَلَّ بِصِغْرِهَا۔ ۔ ۔ ، فَاَلَحَّ عَلَیْهِ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَقَالَ: اَیُّهَا النَّاسُ وَ اللهِ مَا حَمَلَنِیْ عَلَی الْاِلْحَاحِ عَلٰی عَلِیٍّ فِی ابْنَتِهٖ اِلَّا اَنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ یَقُوْلُ: کُلُّ سَبَبٍ وَ نَسَبٍ وَ صِهْرٍ یَنْقَطِعُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلَّا سَبَبِیْ وَ نَسَبِیْ وَ صِهْرِیْ۔ فَاَمَرَبِهَا عَلِیٌّ فَزُیِّنَتْ وَ بَعَثَ بِهَا اِلَیْهِ، فَلَمَّا رَآهَا قَامَ وَ اَجْلَسَهَا فِیْ حِجْرِهٖ فَقَبَّلَهَا وَ دَعَا لَهَا، فَلَمَّا قَامَتْ اَخَذَ بِسَاقِهَا وَ قَالَ لَهَا: قُوْلِیْ لِاَبِیْكِ قَدْ رَضِیْتُ۔ فَلَمَّا جَاءَتْ قَالَ لَهَا: مَا قَالَ لَكِ؟ فَذَکَرَتْ لَهٗ جَمِیْعَ مَا فَعَلَهٗ وَ قَالَ: فَاَنْکَحَهَا اِیَّاهَا۔ (۱)

**ترجمہ:** عمر بن خطاب نے ام کلثوم کا ان کے باپ سے رشتہ مانگا، آنجنابؑ نے کمسنی کا بہانہ کیا۔ عمر نے زیادہ اصرار کیا اور منبر پر عمر نے یہ خطبہ دیا کہ اس رشتہ کے بارے میں میری علیؑ کو مجبور کرنے کی وجہ یہ ہے کہ میں نے نبیؐ سے سنا تھا کہ قیامت کے دن ہر رشتہ ٹوٹ جائے گا سوائے میرے رشتے کے۔ پس حضرت علیؑ نے حکم دیا اور ام کلثوم کو ہار سنگھار کیا گیا اور عمر کے پاس بھیجا گیا۔ جب عمر نے اسے دیکھا تو کھڑا ہو گیا اور اسے اپنی گود میں بٹھایا اور چوما اور دعا دی۔ پس جب بچی نے واپسی کا ارادہ کیا تو عمر نے اسے پنڈلی سے پکڑا اور کہا کہ باپ کو یہ پیغام دینا کہ میں راضی ہوں۔ بچی آئی اور سارا قصہ باپ کو سنایا۔ پس جناب امیرؑ نے شادی کر دی۔

(۱): الصواعق المحرقہ، ص۹۴، الآیۃ التاسعۃ، آیہ مباہلہ (الفصل الاول فی الآیات الواردۃ فیھم)۔ اسعاف الراغبین، ص۱۲۶، باب ثانی فی فضل اہل بیتؑ۔

**نوٹ:۱**

مذکورہ دونوں کتب اہل سنت کی عبارت مع الترجمہ ہم نے روحِ نبیؐ سے معافی مانگ کر تحریر کی ہے۔

نقلِ کفر، کفر نباشد

اگر ملّوانے عقدِ ام کلثوم کے جھوٹے افسانے کا طعنہ دے کر ہمارا جگر چھلنی نہ کرتے اور یہ لمبی داڑھی والے جن کے من میں شیخ فرید اور بغل میں انیٹیں ہیں، شیعوں کی مذہبی غیرت کو نہ للکارتے تو ہم بھی تاریخ کے قبرستان سے ایسی باتیں نکال کر جن سے اہل سنت کے خلفاء کی رسوائی ہے، مسلمانوں کے سامنے پیش کرنے کی جسارت نہ کرتے۔ ہمارے مخاطب نے اپنا کتابچہ لکھ کر اپنے منہ میاں مٹھو یہ سمجھا کہ ہم نے فاروق اعظم کی فضیلت کا منارہ کھڑا کر دیا ہے۔ مگر وہ یہ نہ سمجھے کہ

عَدُوٌّ عَاقِلٌ خَيْرٌ مِنْ صَدِيْقٍ جَاهِلٍ

انہوں نے ایسا بدترین کام کیا ہے کہ فضیلت عمر تو کجا فاروق اعظم کی شرافت اور انسانیت کو بھی بدنما داغ آ گیا ہے۔ مذکورہ کتبِ اہل سنت گواہ ہیں کہ نواسی رسولؐ کے ساتھ عمر نے جو برتاؤ کیا ہے، یہ کسی شریف انسان کا کام نہیں ہے۔ ہمارے مخاطب کا نام مولوی صدیق ہے، مگر بات وہی ہے؛

اکھوں انّہہ ناں چراغ شاہ

چه داند بوزینه (بندر) لذّت ادرک

**نوٹ:۲**

مسئلہ عقدِ ام کلثوم کو ان ملوانوں نے جن کے منہ میں رام رام اور بغل میں چھری، شیعوں کے وقار کا مسئلہ بنایا ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ شیعہ اس مسئلہ میں خوب زچ ہوتے ہیں۔ میرے مسلمان بھائیو! بے شک شیعہ اہل بیت رسولؐ کے جوتوں کی خاک کے برابر بھی عمر فاروق کو نہیں جانتے اور اہل سنت بھی رسول اللہؐ کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ پس ہر کلمہ گو کا فرض ہے کہ ناموسِ رسولؐ کا پاس کرے۔ اگر اولادِ رسولؐ کی خلافت کا اقرار اہل سنت نہیں کرتے تاہم آلِ رسولؐ کی تعظیم اور احترام تو ان پر ضروری ہے۔ علیؑ اور اولادِ علیؑ کو اگر اہل سنت خلیفہ نہ مانیں تو آلِ نبیؐ کی شان میں کوئی فرق نہیں آتا۔

نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی

اہل بیت رسولؐ مصحفِ ناطق ہیں اور

قرآن را از لوحِ زر چه زیب

**نوٹ:۳**

اہل سنت ساداتِ کرام! آپ ان جھوٹے ملوانوں کے شکنجے میں پھنسے ہوئے ہیں۔

نیم ملاں خطرہ ایمان

یہ لوگ آپ کے دادا حضرت علیؑ کی شان میں ہرزہ سرائی کرتے ہیں۔ کتبِ اہل سنت گواہ ہیں کہ ناموسِ رسولؐ کے متعلق ایسی بیہودہ باتیں لکھتے ہیں کہ جن کو یہود و نصاریٰ بھی پڑھ کر شرم سے پانی پانی ہوجاتے ہیں۔ کیا کسی عیسائی یا یہودی نے جناب مریمؑ یا مادر موسیٰؑ کے متعلق ایسی بیہودہ باتیں تحریر کی ہیں، جو باتیں ناموسِ رسولؐ کے متعلق یہ اسلام کے ٹھیکیدار تحریر کرتے ہیں؟ یہ ملوانے جو اپنے منہ شریعت کے پاسبان بنے ہوئے ہیں، ان کی حیثیت صرف اتنی ہے کہ:

اجڑے پنڈ بھڑولہ محل، اجڑی مسیت گاہلڑ امام

**نوٹ:۴**

ایک کتابچہ "بنامِ داماد علیؑ، مرتبہ منیجر جمعیت محبینِ صحابہ، حسین آگاہی ملتان" نظر سے گزرا ہے۔ اس میں "ص ۱۲" میں "فروع کافی" کی ایک روایت پر جرح کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ ایسی لُچر اور واہیات باتیں تو کوئی کنجر اور بھڑوا بھی اپنی بیٹی کے بارے میں استعمال کرنے کے لئے تیار نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ کوئی بدفطرت، دین دشمن، سبائی خاندانِ نبوتؐ کے بارے میں استعمال کرے۔

**جواب:۱**

جس طرح ہانڈی ابل کر اپنے کندھے جلاتی ہے اسی طرح مذکورہ منیجر نے شیعوں کو گالیاں دے کر اپنا منہ پلید کیا ہے۔ ارکانِ جمعیت کو جواب میں منّوں بلکہ ٹنّوں کے حساب سے گالیاں دی جاسکتی ہیں مگر ارکانِ جمعیت کی خدمت میں ہم بصدِ ادب اتنا عرض کریں گے کہ جب کوئی لمبی داڑھی والا خبیث، کوئی

پمفلٹ لکھ کر تمہیں دے دیتا ہے تو بغیر کسی پڑھے لکھے ملوانے کو دکھائے ہوئے تم اسے شائع کر دیتے ہو اور اس میں خود تمہارے بزرگوں کی رسوائی ہے۔

**جواب:۲**

ارکانِ جمعیت، محبینِ صحابہ مذکورہ سات عدد کتبِ اہل سنت گواہ ہیں اور ان کے مؤلفین نہ تو کسی یہودی اور نہ ہی کسی سبائی کے نطفے تھے بلکہ وہ پکے اہل سنت والجماعت ہیں اور یہ جملے بھی ان کتابوں میں موجود ہیں۔

فَاَمَرَبِهَا عَلِيٌّ فَزُيِّنَتْ وَاَجْلَسَهَا فِيْ حِجْرِهَا وَقَبَّلَهَا۔

کہ جناب امیرؑ کے حکم سے بچی کو زینت دی گئی اور اس بارہ سال کی بچی کو عمر نے گود میں بٹھا کر چوما۔

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

ارکانِ جمعیت! آپ کی مرضی آپ ان کو کنجر اور بھڑوے کا خطاب عطا کریں یا بدفطرت دشمن، سبائی ہونے کا تمغہ عطا کریں۔

**نوٹ:۵**

ہمارے مخاطب سبائی ہاتھوں کے ستائے ہوئے، مولوی صدیق اور غلام رسول نارووالی دونوں اس بات پر مصر ہیں کہ وقتِ عقد ۱۷ہجری میں ام کلثوم بنت علیؑ بارہ برس کی تھی۔ یہ دونوں بے غیرت ہمیں جواب دیں کہ کیا بارہ برس کی بالغ لڑکی کو بغیر نکاح کے گود میں بٹھانا اور چومنا شریعت میں جائز ہے؟ ہرگز نہیں! اجنبی عورت کے بدن کو مس کرنا حرام ہے۔ پس تمہارے علماء نے اولادِ رسولؐ کی توہین کی خاطر مذکورہ جھوٹا افسانہ کیوں بنایا ہے؟؟ اور فاروق اعظم کو بدنام کرنے کی خاطر نمک حرامی کیوں کی ہے؟ جبکہ تمہارے ملوانے نہ تو تقیہ باز تھے، نہ ہی تبرّا باز تھے۔ بات دراصل یہ ہے کہ تم سب اس بزرگ کی اولاد ہو جس نے اپنے پہلے خطبے میں فرمایا تھا "اِنَّ لِیْ شَيْطَانًا يَعْتَرِيْنِ" اور آپ کو یہ شیطنت ورثہ میں ملی ہے۔ جس طرح تمہارے روحانی باپ کے ظلم سے نبیؐ کی بیٹی فاطمہ زہراؑ دنیا سے روتی ہوئی گئی ہے، اسی طرح تمہاری شیطنت اور کذب بیانی سے اولادِ رسولؐ کو قبروں میں بھی چین نہیں ہے۔ وہ جھوٹا افسانہ جو تمہارے بزرگوں نے بنایا ہے، کیا ضرورت تھی کہ آپ اس پر قلم اٹھاتے؟ کیا خدمتِ اسلام کا کوئی اور موقعہ نہ تھا؟

خدا گنجے کو ناخن نہ دے۔

آپ بھی ڈائن کی طرح اڑھائی حرف پڑھ گئے اور نبیؐ کی نواسیوں کی توہین کی خاطر کمر کس لی۔ لیکن یاد رہے کہ تم اپنے جھوٹے کتابچوں کے ذریعے شیعوں کو ان کے عقائدِ حقہ سے نہیں ہٹا سکتے۔

﴿لَنْ يَّجْعَلَ اللهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا﴾ (۱)

## تاریخ بغداد کی عبارت ملاحظہ ہو

فَقَامَ عَلِيٌّ فَاَمَرَ بِابْنَتِهِ مِنْ فَاطِمَةَ فَزُيِّنَتْ، ثُمَّ بَعَثَ بِهَا اِلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ، فَلَمَّا رَآهَا قَامَ اِلَيْهَا فَاَخَذَ بِسَاقِهَا، وَقَالَ: قُوْلِيْ لِاَبِيْكِ قَدْ رَضِيْتُ، قَدْ رَضِيْتُ، قَدْ رَضِيْتُ، فَلَمَّا جَآءَتِ الْجَارِيَةُ اِلٰى اَبِيْهَا، قَالَ لَهَا: مَا قَالَ لَكِ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ قَالَتْ: دَعَانِيْ وَقَبَّلَنِيْ، فَلَمَّا قُمْتُ اَخَذَ بِسَاقِيْ، وَقَالَ: قُوْلِيْ لِاَبِيْكِ قَدْ رَضِيْتُ۔ (۲)

**ترجمہ:** عمر نے جناب امیرؑ سے رشتہ مانگا تو جناب امیرؑ نے لڑکی کو مزین کرنے کا حکم دیا پھر اس کو عمر کے پاس بھیجا۔ پس جب لڑکی عمر کے پاس آئی تو عمر کھڑا ہوا اور اس لڑکی کی پنڈلی کو پکڑا اور کہا کہ باپ سے جا کر کہنا میں راضی ہوں۔ جب لڑکی باپ کے پاس آئی اور باپ نے پوچھا تو لڑکی نے بتایا کہ اس نے مجھے چوما اور میری پنڈلی کو پکڑا اور کہا کہ باپ سے کہنا کہ میں راضی ہوں۔

### نوٹ

ہماری مجبوری کو خدا بہتر جانتا ہے کہ جس کی وجہ سے ہم نے خدا اور رسولؐ سے معافی مانگ کر ان جگر سوز روایات کو پیش کرنے کی جسارت کی ہے اور نیز ہمارے مخاطب کو بھی معلوم ہو جائے:

"یکسو النّاس واستہٗ عاریۃ"

انہی کی شان ہے۔ ہمارے مخاطب نے شیعوں کو توہینِ اہل بیتؑ کا الزام دیا ہے اور یہ نہیں سوچا کہ

چھاج کو چھلنی کیا طعنہ دے گی

(۱): (پارہ۵، سورہ نساء، آیت ۱۴۱۔ سید مجبی)

(۲): تاریخ بغداد، ج۶، ص۱۸۲، ذکر ابراہیم بن مہران المروزی۔

جبکہ خود اس میں سینکڑوں چھید ہیں۔ ہمارے مخاطب نے شیعوں کو یہودی اور سبائی ہونے کا الزام دیا ہے اور ہم اتنا عرض کریں گے کہ:

"اَلْمَرْءُ یُقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ"

مولوی صدیق کسی سبائی اور یہودی کا نطفہ ہے۔ پس اس کو تمام دنیا سبائی نظر آتی ہے۔ موصوف ذرا اپنے مذہب کی "تاریخ بغداد" ملاحظہ کرتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ توہینِ آلِ رسولؐ سنی کرتے ہیں نہ کہ شیعہ مگر سچ ہے کہ:

کسی نگوید دوغ من ترش است

اپنی لسی کو کون کھٹا کہتا ہے؟

## الطبقات الکبریٰ کی عبارت ملاحظہ ہو

لَمَّا خَطَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِلٰی عَلِیٍّ ابْنَتَهٗ اُمَّ کُلْثُوْمٍ قَالَ: یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّهَا صَبِیَّةٌ۔ فَقَالَ: اِنَّكَ وَاللّٰهِ مَا بِكَ ذٰلِكَ وَلٰكِنْ قَدْ عَلِمْنَا مَا بِكَ۔ فَاَمَرَ عَلِیٌّ بِهَا فَصُنِعَتْ ثُمَّ اَمَرَ بِبُرْدٍ فَطَوَاهُ وَقَالَ: انْطَلِقِیْ بِهٰذَا اِلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ فَقُوْلِیْ اَرْسَلَنِیْ اَبِیْ یُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ: اِنْ رَضِیْتَ الْبُرْدَ فَاَمْسِکْهُ وَاِنْ سَخِطْتَهٗ فَرُدَّهٗ۔ فَلَمَّا اَتَتْ عُمَرَ قَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ فِیْكِ وَفِیْ اَبِیْكِ قَدْ رَضِیْنَا۔ قَالَ: فَرَجَعَتْ اِلٰی اَبِیْهَا فَقَالَتْ: مَا نَشَرَ الْبُرْدَ وَلَا نَظَرَ اِلَّا اِلَیَّ۔ (۱)

**ترجمہ ملخص:** عمر نے جب جناب امیرؑ سے رشتہ مانگا آنجنابؑ نے فرمایا: وہ بچی ہے۔ عمر نے کہا: خدا کی قسم وہ کمسن نہیں آپ مجھے ٹال رہے ہیں۔ جناب امیرؑ نے بچی کو مزین کرنے کا حکم دیا اور پھر ایک چادر لپیٹ کر بچی کو عمر کی طرف روانہ کیا۔

**نوٹ:۱**

ایک توے کی روٹی خواہ بڑی خواہ چھوٹی

---

(۱): الطبقات الکبریٰ، ج۸، ص۴۶۳، ذکر ام کلثوم۔

یہ ملوانے ایک ہی مذہب کے پیروکار ہیں اور فاروق اعظم کی طرف داری کے ٹھیکیدار ہیں۔ ابن سعد نے بھی "طبقات" میں وہی ڈفلی بجائی ہے جو سب بجاتے ہیں اور مذکورہ عبارت میں بھی آلِ نبیؐ کی توہین ہے کیونکہ جوان بچیوں کی شادی اس طرح نہیں کی جاتی۔

**نوٹ:۲**

## احتشام الدین مرادآبادی کی ہرزہ سرائی

ملاں موصوف نے اپنی کتاب "نصیحۃ الشیعہ" کی فہرست میں لکھا ہے کہ جناب امیرؑ نے خوشامد میں اپنی لڑکی پیش کی۔

**جواب:۱**

اجلِ سگ که آید به مسجد خواب کند

کتے کی موت آئے تو مسجد میں سوتا ہے۔ ملاں کے دین اور ایمان کی موت آئے تو آلِ رسولؐ کی شان میں بکواس کرتا ہے۔ اگر "تاریخ بغداد" والا سنی حافظ ابوبکر اپنی تاریخ میں یہ نہ لکھتا اور نیز "طبقات الکبریٰ" والا بھی یہ نہ لکھتا کہ جناب امیرؑ نے بچی کو مزین کروا کے عمر صاحب کے پاس بھیجا تو ملاں مرادآبادی کو جناب امیرؑ کی شان میں گستاخی کا موقع نہ ملتا۔

**جواب:۲**

البتہ اہل سنت کی "بخاری شریف، کتاب النکاح" میں لکھا ہے کہ جناب عمر نے اپنی بیٹی حفصہ کو جب وہ بیوہ ہوئی تھی تو ابوبکر اور عثمان کو خوشامد کے طور پر پیش کی تھی اور محترمہ کے خلقِ عظیم کی وجہ سے دونوں صاحب انکاری ہوگئے تھے اور اہل حدیث کے مذہب میں یہ سنتِ عمر آج تک قائم ہے۔ "بخاری شریف" میں پورا ایک باب ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ اہل خیر کی خدمت میں اپنی بیٹی خود بخود پیش کرے اور ثبوت میں فعلِ عمر مذکور ہے۔

## تذکرۃ خواص الامۃ کی عبارت ملاحظہ ہو

ذَکَرَ جَدِّیْ فِیْ کِتَابِ الْمُنْتَظِمِ اَنَّ عَلِیًّا بَعَثَهَا اِلٰی عُمَرَ لِیَنْظُرَهَا، وَاَنَّ عُمَرَ کَشَفَ سَاقَهَا وَلَمَسَهَا بِیَدِهٖ. قُلْتُ: وَهٰذَا قَبِیْحٌ وَاللهِ لَوْ کَانَتْ اَمَةً لَمَا فَعَلَ بِهَا هٰذَا، ثُمَّ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِیْنَ لَا یَجُوْزُ لَمَسَ الْاَجْنَبِیَّةِ فَکَیْفَ یَنْسَبُ عُمَرُ اِلٰی هٰذَا وَالَّذِیْ رُوِیَ لَنَا اِنَّ عَلِیًّا لَمَّا قَالَ لِعُمَرَ اِنَّهَا صَغِیْرَةٌ قَالَ: اِبْعَثْ بِهَا... اِلَی الْآخِرِ۔ (۱)

**ترجمہ:** سبط ابن جوزی لکھتا ہے کہ میرے دادا نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ جناب امیرؑ نے عمر کی طرف اپنی لڑکی بھیجی تھی اور عمر نے اس کی پنڈلی برہنہ کرکے ٹٹولی تھی۔ ابن جوزی کہتا ہے کہ یہ بات خدا کی قسم قبیح ہے اگر وہ کنیز بھی ہوتی تو عمر ایسا نہ کرتا۔ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اجنبی عورت کے بدن کو چھونا حرام ہے۔ پس اس حرام فعل کی نسبت عمر کی طرف کس طرح جائز ہے؟ اور جو ہم تک راویت پہنچی ہے وہ یہ ہے کہ جناب امیرؑ نے جب بچی کی کمسنی کا عذر پیش کیا تو عمر نے کہا کہ اس کو میرے پاس بھیجو۔ جناب امیرؑ نے بچی کو کپڑا دے کر بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ میرا باپ کہتا ہے کہ یہ کپڑا تجھے پسند ہے؟ جب بچی آئی تو عمر گھور گھور کر دیکھتا رہا اور یہ پیغام دے کر لڑکی کو کہا کہ میں راضی ہوں۔ جب بچی واپس آئی تو باپ سے کہا: ''یَا اَبَةَ لَقَدْ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی شَیْخٍ سُوْءٍ لَقَدْ صَوَّبَ النَّظَرَفِیَّ حَتّٰی کِدْتُ اَضْرِبُ بِالثَّوْبِ اَنْفَهٗ'' کہ بابا جان آپ نے مجھ کو ایک خبیث بڈھے کے پاس بھیجا جو مجھے گھورتا رہا اور قریب تھا کہ میں اس کا ناک توڑ دیتی۔

### نوٹ

بکری نے دودھ دیا مینگیاں ڈال کر

علامہ سبط ابن جوزی نے اپنے خلیفہ کی بے شرمی سے خبر دار ہوکر تھوڑا عذر تو پیش کیا مگر:

عذرِ گناہ بدتر از گناہ

(۱): تذکرۃ الخواص الامہ، باب ۱۱، (فی ذکر خدیجہ وفاطمہ، ص ۲۷۱)، مؤلف سبط ابن الجوزی۔

علامہ موصوف "فَرَّ مِنَ الْمَطَرِ وَقَامَ تَحْتَ الْمِيْزَابِ" کے مصداق آگے جو رام کہانی لکھتے ہیں یہ ساری داستان جھوٹی ہے کیونکہ کوئی غیرت مند آدمی اپنی بارہ سالہ لڑکی کو اس طرح نہیں بھیجتا۔ پس جناب امیرؑ سے دشمنی کی وجہ سے مذکورہ جھوٹا افسانہ تیار کیا گیا ہے اور ان کذابوں سے خدا ہی بدلہ لے گا۔

## عباسہ کا معاشقہ اور ابن خلدون کی قلابازیاں

ہارون عباسی اپنے وزیر جعفر بن یحیی اور اپنی بہن عباسہ سے بہت محبت کرتا تھا چونکہ پردہ داری ان کے اجتماع میں رکاوٹ تھی۔ پس ان دونوں کو محفل میں جمع کرنے کی خاطر ہارون نے اپنی بہن عباسہ کا نکاح اپنے وزیر جعفر سے کر دیا اور یہ شرط سختی سے لگائی کہ جعفر عباسہ کے ساتھ ہمبستری نہ کرے، صرف یہ دونوں میری محفلِ خصوصی میں اکٹھے ہوں۔ عباسہ نے جب جعفر کو دیکھا تو اس پر عاشق ہو گئی اور اس کو اپنے خزانۂ حسن کی جندری توڑنے کی دعوت دی۔ مگر جعفر نے ہارون کے خوف سے انکار کر دیا۔ پھر عباسہ نے جعفر کی ماں کو زنانہ مکاری سے اپنا ہم خیال بنایا اور جعفر کی ماں نے انجام سے غافل ہو کر ایک مکاری کے ذریعے عباسہ اور جعفر کو ایک رات اکٹھا کر دیا۔ جعفر شراب کے نشہ میں تھا، حقیقتِ حال سے غافل ہو کر علاقہ ممنوعہ میں داخل ہو گیا۔ جب عباسہ کی آرزو پوری ہو گئی تو جعفر کو بتایا کہ "كَيْفَ رَأَيْتَ حِيَلَ بَنَاتِ الْمُلُوْكِ" کہ بادشاہوں کی لڑکیوں کے حیلوں کو تو نے کیسے دیکھا؟ وزیر صاحب کو بات سمجھ آتے ہی نشہ ہرن ہو گیا اور ماں سے کہا کہ آپ نے مجھے سستے داموں میں بیچا ہے۔ پھر عباسہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا اور ہارون کے خوف سے اس بچے کو پرورش کی خاطر مکہ بھیج دیا گیا۔ پھر زبیدہ (زوجہ ہارون) کی شکایت سے راز کھل گیا اور خاندانِ برامکہ کی تباہی کا حسبِ ظاہر مذکورہ واقعہ سبب بنا۔ [1]

**نوٹ:۱**

جیسا کہ "کنز مکتوم" میں ہے کہ ابن خلدون اس حکایت کے بعد لکھتا ہے "هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ" عباسہ بیٹی ہے چار پشتوں کے بعد عبداللہ بن عباس کی اور نیز ایک خلیفہ کی بیٹی ہے اور ایک خلیفہ کی بہن ہے اور رسولؐ

(۱): مروج الذہب، ج۳، ص۳۸۴، ذکر ایام ہارون الرشید۔

کے چچا کی پوتی ہے، اس کی شان سے بعید ہے کہ وہ جعفر کے عشق میں مبتلا ہو کر مکاری سے اس کے وصال کا جام پیے کیونکہ عباسہ کے گھر اگر عفت و عصمت نہ ملے تو پھر طہارت کا ٹھکانہ کہیں نہ ملے گا اور نیز ہارون کی شان سے دور ہے کہ اپنے خاندان کے آزاد کردہ غلام اور وہ بھی عجمی، اس کے بیٹے سے اپنی بہن کا نکاح کرے۔ پس قصۂ نکاح اور داستانِ معاشقہ غلط ہے۔

**نوٹ:۲**

ہم نے مذکورہ قصہ اہل سنت کی کتاب سے پیش کیا ہے اور کتاب یا اس کی سند پر جرح کئے بغیر ابن خلدون نے صرف اس لئے ٹھکرایا ہے کہ اس درباری مؤلف کے محبوب خلفاء کا وقار مجروح ہوتا تھا۔

**نوٹ:۳**

وَا مُصِیْبَتَاهُ عَلَی الْاِسْلَامِ۔

اربابِ انصاف! ایک ظالم شرابی خلیفہ کی بہن کی خاطر تو ایک سنی مؤرخ کی رگِ غیرت تڑپی ہے اور بغیر کسی ثبوت کے ایک تاریخی واقعہ کو ٹھکرا دیا حالانکہ خلفائے بنو عباس، خلفائے حق نہیں تھے اور ان سے عقیدت و محبت رکھنا شرعاً واجب نہیں ہے اور واقعہ مذکورہ کو تسلیم کرنے میں شرعاً بھی کوئی قباحت نہیں ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس! سنی مسلمانو اور ملوانو! تمہارے مذہب کی دس عدد کتب کی عبارت ہم نے پیش کی ہے، جس میں ہمارے رسولؐ کی اس نواسی کی توہین ہے جو صرف ایک پشت کے بعد رسول اللہؐ کی بیٹی ہے اور

حُبُّ الشَّیْءِ یُعْمِی وَیُصِمُّ

علمائے اہل سنت، فاروق اعظم کی محبت میں ایسے اندھے ہیں کہ ان کو ناموسِ رسولؐ کا پاس بھی نہیں ہے۔ ورنہ جس طرح ابن خلدون نے بنو عباس کی طرف داری کرتے ہوئے واقعۂ عباسہ کی تردید کی ہے، اسی طرح اگر ان اہل سنت ملوانوں کے دل میں آلِ رسولؐ کی ذرا بھر بھی عقیدت ہوتی تو روایاتِ مذکورہ کی تردید کرتے کیونکہ بنو علیؑ اور بنو فاطمہؑ جیسا کہ "شرح فقہ اکبر، ص ۱۳" پر مذکور ہے، بنو عباس اور دیگر اصحاب کی اولاد سے افضل ہے۔ عباسہ چار پشتوں کے بعد ایک صحابی کی بیٹی ہے اور ام کلثوم صرف ایک پشت کے بعد رسولؐ کی بیٹی ہے۔ پس عباسہ کی خاطر ابن خلدون کے پیٹ میں مروڑ اٹھنا اور رسولؐ کی بیٹی کی خاطر دس علمائے اہل سنت کے کانوں پر جوں تک نہ رینگنا، اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ لمبے داڑھے والے ملوانے پکے دشمنِ اہل بیتؑ ہیں۔

اہل سنت سادات! خدارا! کچھ تو انصاف کرو۔ اگر ناموسِ نبیؐ کی خاطر تمہارے ملوانے آواز نہیں اٹھاتے تو تمہارا فرض ہے کہ باپ دادا کی عزت کی خاطر فاروق اعظم اور اس کے چمچوں کے خلاف آواز اٹھاؤ اور اگر ملوانوں کی رائے سے آپ کو مکمل اتفاق ہے تو پھر آپ اپنے نسبوں کی دوبارہ تحقیق کریں کیونکہ جسے ماں بہن کی عزت کا احساس نہ ہو وہ اس خاندان سے نہیں ہو سکتا۔

ہم شیعوں کا عقیدہ یہ ہے کہ عقدِ امِ کلثوم والا مفروضہ افسانہ بالکل غلط ہے۔ نہ ہی نکاح ہوا اور نہ ہی ملوانوں کی دوسری بکواس صحیح ہے۔ خاندانِ رسالتؐ کی غیرت ہرگز یہ باور نہیں کرتی کہ ان کے گھر کی کوئی شہزادی کسی شیخِ سوء، بڈھے خبیث کے پاس گئی ہو تاکہ وہ اسے شادی کی خاطر پسند کرے اور وہ خبیث بڈھا اس کے ساتھ بیہودگی سے پیش آتا رہا ہو اور اگر تسلی نہیں ہوئی تو آیئے مباہلہ کرتے ہیں۔ اَلَعْنَتَ اللہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ[1]

## نکاحِ ام کلثوم کی مفروضہ داستان شیعوں کے نزدیک غلط ہے

بیانہ

شاہ عبد العزیز سنی نے اپنی کتاب "تحفہ باب چھ، ص ۱۶۲، لاہور، نیز تحفہ، کیدے ۳" میں لکھا ہے: اگر روایت کے الفاظ رکیک ہوں تو یہ اس کے جھوٹا ہونے کا ثبوت ہے۔ مذکورہ دس عدد کتبِ اہل سنت کی روایات کے الفاظ چونکہ رکیک ہیں اور ناموسِ رسولؐ کی توہین پر مشتمل ہیں پس وہ جھوٹی ہیں۔

## فاروقی وکلاء ابن حجر مکی اور شیخ صبّان کا ایک بیمار عذر

صواعق محرقہ اور اسعاف کی عبارت ملاحظہ ہو

وَتَقْبِيْلُهُ وَضَمَّهُ لَهَا عَلٰى جِهَةِ الْاِكْرَامِ لِاَنَّهَا لِصِغْرِهَا لَمْ تَبْلُغْ حَدًّا تَشْتَهِيْ حَتّٰى يَحْرُمَ ذٰلِكَ وَلَوْلَا صِغْرُهَا لَمَا بَعَثَ بِهَا اَبُوْهَا۔ [2]

(۱): (پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۶۱۔ سید مجبی)

(۲): صواعق محرقہ، آیت تاسعہ، آیت مباہلہ، ص ۹۴، اسعاف الراغبین، باب ۲، ص ۱۲۶۔

ترجمہ: جناب عمر کا ام کلثوم کو چومنا اور چھاتی سے لگانا عزت کی رو سے تھا کیونکہ وہ اپنی کمسنی کی وجہ سے اس حد کو نہیں پہنچی تھی کہ جس کے بعد مذکورہ باتیں بغیر نکاح کے عورت کے ساتھ حرام ہوتی ہیں۔

**نوٹ**

مذکورہ عذر جتنا خوش نما ہے اتنا ہی اہل سنت کے لئے نقصان دہ بھی ہے اور سب سے زیادہ نقصان اس کا اہل سنت کے مروان مولوی محمد صدیق کو ہے کیونکہ علامہ موصوف اس بات پر مصر ہیں کہ ام کلثوم بنت علیؑ سترہ ہجری میں بارہ سال کی تھی اور یہ دونوں ابن حجر مکی اور شیخ صبان کہتے ہیں کہ وہ کمسن تھی، شادی کے قابل نہ تھی۔

اربابِ انصاف! خود ہی فیصلہ کریں کہ ان تینوں میں سے کون جھوٹا ہے؟ نیز مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ وہ ام کلثوم جو کمسن تھی عمر نے اس کو گود میں بٹھایا، وہ ام کلثوم بنت ابی بکر ہو سکتی ہے کیونکہ وہ (بقول اہل سنت) سترہ ہجری میں پانچ سال کی تھی۔

اَلْخَبَرُ مَتٰی وُجِدَلَهُ مَحْمِلٌ صَحِیْحٌ لَایُرَدُّ

جب کسی روایت کا مصداقِ صحیح موجود ہو تو خبر کو نہ ٹھکرایا جائے۔

## اہل سنت کے مروان مولوی محمد صدیق کی ایک اور غلط تحقیق

اعلیٰ حضرت اپنے کتابچہ "ص ۳۵" میں فرماتے ہیں؛ نبی کریمؐ نے جب بی بی عائشہ سے نکاح کیا تو ان کی عمر سات سال کی تھی اور جب آپؐ ان کو گھر لائے تو ان کی عمر ۹ سال تھی۔ ہمارے نزدیک مذکورہ تحقیق جھوٹ کا پلندہ ہے اور ہم اس کا بیان آنے والی سطور میں کرتے ہیں۔

## بی بی عائشہ کی عمر وقتِ ہجرت اور شادی سترہ سال تھی

بیانہ

اسماء بنت ابی بکر وقتِ ہجرت ۲۷ برس کی تھی۔

ثبوت ملاحظہ ہو

اصابہ اور اسد الغابہ کی عبارت ملاحظہ ہو

قَالَ اَبُوْ نُعَيْمٍ الْاَصْبَهَانِیُّ: وُلِدَتْ قَبْلَ الْهِجْرَةِ بِسَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ سَنَةً۔(۱)

**ترجمہ:** اسماء بنت ابی بکر ہجرت سے ۲۷ سال پہلے پیدا ہوئی ہے۔

نیز "اصابہ" میں لکھا ہے کہ یہ لمبے قد کی تھی، سو برس کی عمر پائی ہے اور آخر عمر تک اس کے دانت نہیں گرے تھے، البتہ اندھی ہوگئی تھی۔ (۲)

اور نیز "اسد الغابہ" میں لکھا ہے کہ اس نے سو سال کی عمر پائی ہے اور یہ زوجہ تھی زبیر ابن عوام کی۔ ایک مرتبہ زبیر کو ان کے بیٹے عبداللہ نے کہا کہ میرے جیسے بہادر کو یہ گوارا نہیں کہ اس کی ماں سے ہمبستری کی جائے۔ پس زبیر نے اس کی ماں اسماء کو طلاق دے دی۔ (۳)

اور "الاستیعاب" میں لکھا ہے کہ جمادی الاول ۷۳ ہجری میں اسماء نے وفات پائی ہے۔ (۴)

**نوٹ:**

دو باتیں ملحوظ رکھیں؛

۱۔ اسماء وقتِ ہجرت ۲۷ برس کی تھی اور سو برس کی عمر میں ۷۳ ہجری میں وفات پائی ہے۔

۲۔ عبداللہ بن زبیر، ابوبکر کا نواسہ کاش یہ مذکورہ غیرت اپنی خالہ عائشہ کے بارے میں بھی کرتا اور محترمہ کو نبی کریمؐ سے طلاق دلواتا تاکہ اسلام میں زیادہ اختلافات پیدا نہ ہوتے۔

## اسماء بنت ابی بکر بی بی عائشہ سے ۱۰ برس بڑی تھی

وَهِیَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا عَائِشَةَ بِعَشْرِ سِنِيْنَ، وَمَاتَتْ بَعْدَ قَتْلِ ابْنِهَا بِعَشَرَةِ اَيَّامٍ، ...وَلَهَا مِائَةُ سَنَةٍ، ...وَذٰلِكَ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ بِمَكَّةَ۔(۵)

---

(۱): الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج۴، ص۲۲۵، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج۷، ص۹، ذکر اسما بنت ابی بکر۔

(۲): الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج۴، ص۲۲۵۔

(۳): اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج۷، ص۱۰، ذکر اسما بنت ابی بکر۔

(۴): الاستیعاب فی اسماء الاصحاب، ج۲، ص۲۲۸۔

(۵): الاکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ ولی الدین، حرف الف، ص۱۳۱۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب اثبات عذاب القبر، ج۱، ص۲۱۸، ناشر: دار الفکر بیروت۔)

ترجمہ: اسماء ابوبکر کی بیٹی اپنی بہن عائشہ سے دس سال بڑی تھی اور اپنے بیٹے (عبداللہ) کے قتل کے دس دن بعد سو سال کی عمر میں وفات پائی تھی اور انکی وفات مکہ میں ۷۳ ہجری میں ہوئی ہے۔

**نوٹ**

اگر ۷۳ ہجری میں اسماء سو سال کی تھی تو وقتِ ہجرت وہ یقیناً ۲۷ سال کی تھی اور اسماء دس برس عائشہ سے بڑی ہے۔ پس وقتِ ہجرت عائشہ ۱۷ سال کی تھی۔

## بی بی عائشہ نبی اکرمؐ سے شادی کے وقت مطلقہ تھی

قَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللهِ عَائِشَةَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّیْ کُنْتُ اَعْطَیْتُهَا مُطْعِمًا لِابْنِهٖ جُبَیْرٍ فَدَعْنِیْ حَتّٰی اَسُلَّهَا مِنْهُمْ. فَاسْتَسَلَّهَا مِنْهُمْ فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللهِ۔ (۱)

ترجمہ: نبی کریمؐ نے ابوبکر سے عائشہ کا رشتہ مانگا۔ ابوبکر نے عرض کی کہ میں یہ رشتہ مطعم کو اس کے بیٹے جبیر کی خاطر دے چکا ہوں۔ پس آپ مجھے مہلت دیں تا کہ میں اسے ان سے واپس لوں۔ پس ابوبکر نے مذکورہ رشتہ واپس لیا اور انہوں نے بی بی عائشہ کو طلاق دے دی اور پھر نبی کریمؐ نے اس سے شادی کی۔

**نوٹ**

ہمارے مذکورہ حوالہ جات سے ہمارے مخاطب سبائیوں کے ہاتھ کے ستائے ہوئے، مولوی محمد صدیق کی ساری تحقیق باطل ہوگئی کہ کمسن لڑکی سے اگر نبیؐ کا رشتہ ہوسکتا ہے تو عمر فاروق کا رشتہ بھی کمسن لڑکی سے ہوسکتا ہے اور اہل حدیث کا یہ محقق شیعوں کو یہودی اور سبائی لکھتا ہے اور ہم اس مناظرِ اعظم کی خدمت میں یہ عرض کرتے ہیں کہ آپ اہل حدیث میں اسی طرح کے محقق ہیں جیسے؛

خرس (ریچھ) در کوہ بوعلی سینا۔

(۱): الطبقات الکبریٰ، ج ۸، ص ۵۹، ط بیروت۔

## تنبیہ

اگر اہل سنت یہ عقیدہ رکھیں کہ نبیؐ کی نواسی ام کلثوم، عمر فاروق کے نکاح میں آئی تھی تو ان پر ۱۶ عدد اعتراض وارد ہوتے ہیں کیونکہ مذکورہ نکاح جن روایات کے ذریعہ اہل سنت نے بیان کیا ہے ان سے توہین اہل بیتؑ، ہتک ناموسِ رسولؐ، شریعت کی مخالفت ثابت ہوتی ہے۔ ہم ان ۱۶ خرابیوں اور اعتراضات کو ایک ایک کر کے بیان کرتے ہیں اور جملہ اہلِ اسلام کو دعوتِ انصاف دیتے ہیں۔

## پہلا اعتراض: ام کلثوم کے خانوادہ کا شرف اور قیامت میں عظمتِ زہراؑ

اُسد الغابہ کی عبارت ملاحظہ ہو

اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ نَادَى مُنَادٍ مِنْ وَرَآءِ الْحِجَابِ: يَا اَهْلَ الْجَمْعِ غُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ حَتّٰى تَمُرَّ۔ (۱)

**ترجمہ:** جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی غیب سے آواز دے گا کہ اے اہل محشر! آنکھیں بند کرو تاکہ فاطمہؑ بنت محمدؐ گزر جائے۔

### نوٹ

یہ حدیث سیدہ زہراؑ کے شرف کا بہت بڑا ثبوت ہے اور نیز

﴿مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا﴾ (۲)

کہ اے مریمؑ! تیرے ماں باپ برے نہ تھے۔

(۱): اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج۷، ص۲۲۵، ط بیروت، ذکر فاطمہؑ بنت رسولؐ۔ مزید رک: المستدرک للحاکم، ج۳، ص۱۵۳، باب مناقب، طبع حیدر آباد، تاریخ بغداد، ج۸، ص۱۴۱، بیروت، صواعق محرقہ، ص۱۱۳، المقصد الخامس الفصل الثالث، اسعاف الراغبین، ص۱۷۱، باب مناقب فاطمہؑ، نورالابصار، ص۴۵، ذکر اولاد نبیؐ، ذخائر العقبیٰ، ص۴۸، باب مناقب فاطمہؑ بنت رسولؐ، ینابیع المودۃ، ص۱۹۹، باب ۵۶۔

(۲): (پارہ ۱۶، سورہ مریم، آیت ۲۸۔ سید مجبی)

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ باپ کا خون اور ماں کا دودھ اور ان کی تربیت، اولاد میں مؤثر ہے۔ پس ام کلثوم بنت علیؑ جن کے خون میں جناب علیؑ و زہراؑ کے خون کی تاثیر تھی ناممکن ہے کہ ۱۲ سال کے سن میں بغیر نکاح کے عمر کے پاس گئی ہوں۔ وہ ام کلثوم بنت ابی بکر ہی ہوسکتی ہے کیونکہ اس خاندان کی عورتیں جیسا کہ "مشکوٰۃ شریف" میں لکھا ہے نبیوں کے ساتھ دوڑ میں مقابلہ کرتی تھیں۔ (۱)

اور "بخاری شریف" گواہ ہے کہ اپنے شوہر سے مل کر حبشیوں کا ناچ دیکھتی تھیں۔ (۲)

پس جو ام کلثوم عمر کے پاس گئی تھی اور عمر اسے گھورتا رہا اور گود میں بٹھایا، بوسہ لیا وہ بنت ابی بکر ہے کیونکہ

اَلْخَبَرُ مَتٰی وُجِدَلَہُ مَحْمِلٌ صَحِیْحٌ لَایُرَدُّ۔

کہ جب روایت کا صحیح فرد مل جائے تو اس روایت کو رد نہ کیا جائے۔

مذکورہ امور کی نواسی نبیؐ کی طرف نسبت دینا بے شرمی ہے اور کوئی باغیرت انسان مذکورہ باتیں جس طرح اپنی بیٹی کے لئے گوارہ نہیں کرتا اسی طرح ان باتوں کو خاندانِ رسالتؐ کی ان شہزادیوں کے لئے گوارہ نہ کرے گا جنہوں نے دنیا کی عورتوں کو پردہ داری کے درس دیئے ہیں۔ پس ناممکن ہے کہ فاطمہ زہراؑ کا دودھ پینے والی بچی، بارہ سال کی عمر میں، بغیر نکاح کے عمر کے پاس گئی ہو۔ اہل سنت دوستوں پر ہمارا یہ اعتراض ہے کہ آلِ رسولؐ کا کوئی جرم تو بتاؤ کہ جس کے بدلے میں آپ ان کی مستورات کی طرف ایسی باتوں کی نسبت دیتے ہیں کہ جنہیں غیر مسلم پڑھ کر اگر اعتراض کریں تو مسلمان شرم سے زمین میں گڑ جائیں۔ مولانا صدیق نے شیعوں کو سبائی ہونے کا الزام دیا ہے حالانکہ ان کے مذہب کی دس عدد کتب گواہ ہیں کہ اعلیٰ حضرت خود یہودیوں سے بھی بدتر ہیں کیونکہ یہودیوں نے جناب عیسیٰؑ کا کلمہ نہیں پڑھا اور ان کی والدہ ماجدہ جناب مریمؑ کی توہین کرتے ہیں اور مولوی صدیق جناب محمد مصطفیٰؐ کا کلمہ پڑھتے ہوئے ان کی نواسی کی توہین کرتا ہے۔

---

(۱): [مذکورہ روایت بندہ حقیر کو مشکوۃ شریف میں نہیں ملی اس کے علاوہ اہل سنت کی معتبر کتابوں میں موجود ہے جیسا کہ مسند امام احمد، ج ۴۳، ص ۳۱۳۔ ناشر: مؤسسہ رسالہ، سنن کبری للامام نسائی، ج ۸، ص ۱۷۸۔ ناشر: مؤسسہ رسالہ۔ سید مجبی]

(۲): (بخاری شریف، ج ۱، ص ۹۸، ج ۲، ص ۲۴، ج ۴، ص ۱۸۵، ج ۷، ص ۳۸۔ مسلم شریف، ج ۲، ص ۶۰۹۔ سید مجبی)

## نتیجہ بحث

مذکورہ دس عدد کتبِ اہل سنت کا انداز بتلا رہا ہے کہ جناب عمر کا رشتہ، ام کلثوم بنت ابی بکر سے ہوا تھا اور اگر اہل سنت بھائی اس سے بنت علیؑ مراد لیں تو ان کا ایمان خطرے میں ہے اگر ایمان بچانا ہے تو یارِ غار ابوبکر کی بیٹی مراد لیں۔

## دوسرا اعتراض: علمائے اہل سنت نے روح زہراؑ کو اذیت پہنچائی ہے

بخاری اور مسلم کی عبارت ملاحظہ ہو

فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي، فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِيْ۔ (۱)

اِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي، يُؤْذِيْنِيْ مَا آذَاهَا۔ (۲)

ترجمہ: فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے۔ جس نے اسے غضب ناک کیا اس نے مجھے غضب ناک کیا۔ جو چیز فاطمہؑ کو اذیت دیتی ہے وہ چیز مجھے بھی اذیت دیتی ہے۔

### نوٹ

جناب ابوبکر، عمر، عثمان کی بیٹیوں کے بارے میں ملوانے بڑے غیرت مند ہیں بلکہ تمام اصحاب جن میں کچھ تو یقیناً غیر مؤمن تھے اور تمام بنوامیہ اور بنوعباس جن میں زیادہ تر بدکردار تھے، اہل حدیث دوستوں نے ان کی تحفظِ ناموس کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے اور ان کے دلوں میں آلِ رسولؐ کی دشمنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ ہم ان سے بصد ادب عرض کرتے ہیں کہ ان کی مایہ ناز "بخاری شریف" میں لکھا ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا: فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے۔ اسے اذیت دینا مجھے اذیت دینا ہے۔ پس نبیؐ کی نواسی کی طرف یہ نسبت دینا کہ وہ بارہ سال کی عمر میں، بغیر نکاح کے، عمر کے پاس گئی۔ یہ انتہا درجہ کی بے حیائی ہے اور جس غیرت مند ماں کی بیٹی کی طرف سے یہ چیز منسوب ہوگی یقیناً اس ماں کو اذیت ہوگی۔ پس مولوی صدیق نے جناب زہراؑ اور

---

(۱): صحیح بخاری، ج۵، ص۲۱، ص۲۹، باب مناقب فاطمہؑ۔

(۲): صحیح مسلم، ج۲، ص۳۳۹، باب فضائل فاطمہؑ۔ (صحیح مسلم ج۷، ص۱۴۱، طبع دار الطباعۃ العامرۃ ترکی۔ سید مجبی) مزید رک: الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ج۴، ص۳۶۶، ذکر بنت رسولؐ۔

رسول اللہؐ کو اذیت پہنچائی ہے۔ کیا مولوی صدیق یا احسان الٰہی ظہیر یا غلام رسول یا کرم دین یا محمد نافع یا عبد الستار یا عبد العزیز کی ماں، بہن اور بیٹی کی شادی اسی طرح ہوئی تھی؟ کیا ہونے والے داماد کے گھر، بغیر نکاح کے پسندی کی خاطر ان کی بیٹیاں جاتی ہیں؟ جو بات ہم اپنے لئے پسند نہیں کرتے اس خاندانِ رسالتؐ کی ان بیبوں کی طرف نسبت دینا جنہوں نے دنیا کی عورتوں کو شرم و حیا کا طریقہ تعلیم کیا، یقیناً بے انصافی ہے۔ مولوی صدیق نے شیعوں کو الزام دیا ہے کہ وہ سبائی ہیں اور خود اعلیٰ حضرت ایسے ہیں کہ اسرائیل کے یہودیوں میں بھی ان کی مثال نہیں مل سکتی۔

## نتیجہ بحث

مذکورہ کتبِ اہل سنت کا اندازِ تحریر بتا رہا ہے کہ وہ ام کلثوم یارِ غار کی بیٹی تھی کیونکہ جناب ابو بکر کے خانوادہ کی عورتوں کا جناب عمر کے گھر میں آنا جانا تھا۔ جناب فاطمہؑ پر تو جناب عمر نے ظلم کیا تھا، ان کا بچہ شہید کیا تھا، ان کا باغ فدک غصب کیا گیا اور آگ لا کر ان کا گھر جلانے کی کوشش کی۔ انہی حالات کی وجہ سے فاطمہ زہراؑ ہر نماز کے بعد جناب عمر کو بددعا کرتی تھیں۔ پس ناممکن ہے، محال ہے کہ جناب فاطمہؑ کی کسی بیٹی کا رشتہ جناب عمر سے ہوا ہو۔ یہ بات فطرت کے خلاف ہے کہ کوئی شخص اپنے دشمن کو اپنی بیٹی کا رشتہ دے۔

## تیسرا اعتراض: جناب عمر نے اذیت و حق تلفی رسولؐ کا ارادہ کیا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

لَكِنَّهَا حَدَثَةٌ نَشَأَتْ... فِيْ لِيْنٍ وَرِفْقٍ، وَفِيْكَ غِلْظَةٌ، وَنَحْنُ نَهَابُكَ...، فَكَيْفَ بِهَا اِنْ خَالَفَتْكَ فِيْ شَيْءٍ فَسَطَوْتَ بِهَا كُنْتَ قَدْ خَلَفْتَ اَبَا بَكْرٍ فِيْ وَلَدِهٖ بِغَيْرِ مَا يَحِقُّ عَلَيْكَ۔ (۱)

ترجمہ: (عمرو بن عاص نے جناب عمر سے کہا) کہ ام کلثوم بنت ابی بکر کمسن ہے اور ناز و نعم میں پلی ہے اور تجھ میں بد خلقی ہے، ہم بھی تجھ سے ڈرتے ہیں، پس اگر بچی نے تیری مخالفت کی کسی بات میں اور تو اس پر ناراض ہوا تو تو نے ابو بکر کی اولاد کے بارے میں ابو بکر کی حق تلفی کی۔

---

(۱): تاریخ کامل ابن اثیر، ج ۳، ص ۲۷، ذکر ازواج عمر۔

**نوٹ**

عمرو بن عاص نے ابوبکر کی ہمدردی کی اور جناب عمر کو ان کی بدخلقی کے باعث مذکورہ رشتے سے روکا تاکہ روحِ ابوبکر کو اذیت نہ پہنچے اور فاروق اعظم بھی اپنی بدمزاجی کو تسلیم کرتے ہوئے، ابوبکر کی بیٹی لینے سے باز آگئے۔ اگر عمرو بن عاص کے دل میں عظمتِ رسول اللہؐ کا ذرّہ بھر بھی خیال ہوتا تو اس پر فرض تھا کہ فاروق اعظم کو نواسی رسولؐ کا رشتہ لینے سے بھی منع کرتے۔ مگر "تاریخ کامل" گواہ ہے کہ اس مکار نے فاروق اعظم کو بہکایا اور اکسایا اور جناب عمر نے بھی اس چیز کا خیال نہ کیا کہ جب میں حقوقِ ابوبکر کی حفاظت نہیں کر سکتا تو حقوقِ رسول اللہؐ کی حفاظت کیسے کروں گا؟ ابوبکر کی خاطر تاکہ اس کو اذیت نہ ہو یارِ غار کی لڑکی سے بقول اہل سنت منگنی توڑ دینا اور نواسی رسولؐ کی خاطر بقول اہل سنت ان کے باپ کو مجبور کرنا اور جناب امیرؑ کے کسی عذر کو قبول نہ کرنا اور اس بات پر اصرار کہ لڑکی میرے گھر میں بھیجیں تاکہ میں پسند کروں۔ یہ سب باتیں روشن ثبوت ہیں کہ اس بات کا عزت مآب، فاروق اعظم نے جان بوجھ کر اذیتِ رسول اللہؐ کا ارادہ کیا ہے اور پاک پیغمبرؐ کے حقوق کو پامال کرنے کا قصد کیا ہے۔

**نوٹ**

مذکورہ جرح اہل سنت کی کتاب "کامل ابن اثیر" کی عبارت پر ہے کہ جناب عمر کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے جو پھنڈ اہل سنت دوستوں نے بنایا ہے، وہ فضیلت خود اہل سنت کے الفاظ میں جناب عمر کے لئے مذمت بن جاتی ہے اور ہم شیعوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ خاندانِ رسالتؐ کی کسی بھی بی بی سے جناب عمر کی دامادی کا افسانہ بالکل جھوٹا ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ یارِ غار ابوبکر کی ایک بیٹی ام کلثوم نامی تھی اور جناب عمر نے اسے بغیر نکاح کے گھر بلایا، گود میں بٹھایا، بوسے لئے، پیار دیا اور تحفظِ ناموسِ صحابہ کے ٹھیکیدار مولوی صدیق نے مذکورہ گندگی کی نسبت ایک پاک بی بی ام کلثوم بنت علیؑ کی طرف دے دی اور پھر ہم شیعوں کو چیلنج کر دیا کہ میرے رسالہ "عقد ام کلثوم" کا جواب تمہارے سر ایک واجب الادا قرض ہے۔ ہم نے سوچا کہ یہ مولوی محمد صدیق:

جیدی کچھ وچہ چھری تے ناں غریب داس ہے

ہم شیعوں کی خاموشی کو ہماری کمزوری سمجھ رہا ہے، پس ہم مجبور ہوگئے ناموسِ رسولؐ سے اس اہل حدیث مولانا کے اعتراضات کا دفاع کریں۔

## چوتھا اعتراض: اہل سنت کے عقیدہ میں نبیؐ کی بیٹی کو سوکن کے ساتھ جمع کرنے میں نبیؐ ناراض ہوتے ہیں

ملخص عبارت:

فَقَالَتْ: یَزْعُمُ قَوْمُكَ اَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ، وَهٰذَا عَلِیٌّ نَاكِحٌ۔ [1] فَلَا آذَنُ، ثُمَّ لَا آذَنُ،

…، اِلَّا… اَنْ یُطَلِّقَ ابْنَتِیْ۔ [2] اِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّیْ، وَاَنَا اَتَخَوَّفُ اَنْ تُفْتَنَ فِیْ دِیْنِهَا۔ [3]

## حاصل مراد

دشمنانِ جناب امیرؑ نے آنجنابؑ کے عزت و وقار کو مجروح کرنے کی خاطر کچھ جھوٹے افسانے بنائے ہیں۔

۱. جناب امیرؑ کی لڑکی کا عمر سے نکاح ہوا تھا۔

۲. جناب امیرؑ نے ابوجہل کی لڑکی سے نکاح کا ارادہ کیا تھا۔

چونکہ آنجنابؑ رسول اللہؐ کے داماد تھے۔ پس نبیؐ کی بیٹی نے بابا سے شکایت کی کہ قوم کا خیال ہے کہ آپ اپنی بیٹی کی دھڑے بازی نہیں کرتے۔ پس نبیؐ کھڑے ہوگئے، خطبہ دیا کہ میں علیؑ کو دوسری شادی کی اجازت ہرگز نہیں دوں گا تاوقتیکہ وہ میری بیٹی کو طلاق نہ دے۔ فاطمہؑ مجھ سے ہے اور مجھے ڈر ہے کہ وہ اپنے دین کے بارے میں کسی آزمائش میں نہ پڑجائے۔

---

(۱): صحیح بخاری، ج۵، ص۲۲، کتاب فضائل الصحابہ، باب ذکر اصھار النبیؐ۔

(۲): صحیح بخاری، ج۷، ص۷۳، کتاب النکاح، باب ذبّ الرجل عن ابنتہ۔

(۳): صحیح بخاری، ج۴، ص۸۳، کتاب الخمس، باب ذکر من درع النبیؐ۔

**نوٹ**

ہم نے اس دوسری جھوٹی کہانی پر اپنی کتاب "جاگیر فدک" میں مفصل بحث کی ہے، وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

اور یہاں اتنی گذارش کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے جب نبیؐ کی بیٹی فاطمہؑ کے ساتھ ایک سوکن کو جمع کرنا چاہا تو نبی کریمؐ بقول اہل سنت ناراض ہوئے اور طلاق کا مطالبہ کیا۔ اگر یہ کہانی اہل سنت عقیدہ سے صحیح ہے تو جناب امیرؑ کی لڑکی کا نکاح، جناب عمر سے ہونا بالکل جھوٹ ہے کیونکہ فاروق اعظم کی ایک بیوی عاتکہ بنت عمرو بن نفیل سترہ ہجری میں موجود تھی۔ [1]

اور ام کلثوم بنت فاطمہؑ بھی نبیؐ کی بیٹی ہے اور نبیؐ کی بیٹی کو سوکن کے ساتھ جمع کرنے سے بقول اہل سنت "بخاری" گواہ ہے کہ نبی کریمؐ ناراض ہوتے ہیں اور اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ فاروق اعظم نے نبیؐ کو ناراض نہیں کیا اور اگر مذکورہ قصہ کو بنت فاطمہؑ سے عمر کا نکاح ہوا ہے، صحیح ہے تو عمر فاروق نے بنت فاطمہؑ کو سوکن کے ساتھ جمع کر کے نبی کریمؐ کو ناراض کیا ہے۔ پس جس فعل سے نبیؐ ناراض ہو، وہ فعل فاروق اعظم کے لئے باعثِ مذمت ہے نہ کہ باعثِ فضیلت ہے۔

ہماری مذکورہ جرح اعتراضِ چہارم کے ذیل میں "بخاری شریف" کی حدیثوں پر ہے کہ جناب عمر کی فضیلت "بخاری شریف" کی روشنی میں بجائے فضیلت کے مذمت ہے۔ اور نیز قانونِ عدل کو کند چھری سے ذبح کرنا ہے کیونکہ یہ کیا عدل ہوا کہ جناب امیرؑ اگر نبیؐ کی بیٹی پر سوکن لائیں تو نبیؐ ناراض ہوں اور اگر یہ فعل جناب عمر کریں تو نبیؐ ناراض نہ ہوں۔!! وہی بات ہوئی کہ

چوراں دے کپڑے تے ڈانگاں دے گز

شریعت نہ رہی موم کی ناک ہوگئی، جس کا جدھر دل آیا پھیر لی۔ مولانا صدیق کی تحقیق کو جو سرمایہ ہدایت سمجھے گا اس کا وہی حشر ہوگا کہ

مَنْ كَانَ دَلِيْلَهُ الْغُرَابُ رَضِيَ بِالْمَنْزِلِ الْخَرَابِ

(۱): اسعاف الراغبین، ص ۱۱۷۔

## نتیجہ

دس عدد کتب گواہ ہیں کہ جو ڈھکوسلا نکاحِ عمر والا، اہل سنت نے تیار کیا ہے، بالکل غلط ہے۔ کیونکہ خاندانِ رسالتؐ کی معظمہ بی بی فاطمہ زہراؑ سے جو سلوک جناب عمر نے کیا تھا اس کی وجہ سے خاندانِ نبوتؐ کا کوئی فرد، جناب عمر کا منہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا تھا۔ البتہ جناب ابوبکر کی ایک بیٹی ام کلثوم نامی تھی اور جناب عمر نے بی بی عائشہ کو سالی اور جناب ابوبکر کو سوہرے بنانے کی خاطر اس ام کلثوم (بنت ابی بکر) سے شادی کی خاطر ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا اور کامیاب بھی ہو گئے تھے۔

## پانچواں اعتراض: اہل سنت کے عقیدہ میں جناب عمر بنت فاطمہؑ کا کفو نہیں ہے

صواعق محرقہ کی عبارت ملاحظہ ہو

مِنْ خُصُوْصِيَّاتِهِ اَنَّهُ يُطْلَقُ عَلَيْهِ اَنَّهُ اَبٌ لَهُمْ وَاَنَّهُمْ بَنُوْهُ حَتّٰى يُعْتَبَرُ ذٰلِكَ فِي الْكَفَاءَةِ فَلَا يُكَافِئُ شَرِيْفَةً هَاشِمِيَّةً غَيْرُشَرِيْفٍ۔ (۱)

ترجمہ: نبی کریمؐ کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ اولادِ فاطمہؑ کے باپ ہیں اور اولادِ فاطمہؑ ان کی اولاد ہیں اور زن و مرد میں نکاح کے لئے از روئے کفو کے بنی فاطمہؑ ہونا ضروری ہے۔ پس شریفہ ہاشمیہ کا کفو غیر ہاشمی نہیں ہو سکتا۔

## شریفہ سے کیا مراد ہے؟

وَ مِنْهَا الْاِصْطِلَاحُ عَلٰى اِطْلَاقِ الْاَشْرَافِ عَلَيْهِمْ دُوْنَ غَيْرِهِمْ۔ قَالَ الْجَلَالُ السُّيُوْطِيُّ فِيْ رِسَالَتِهِ الزَّيْنَبِيَّةِ: اِسْمُ الشَّرِيْفِ يُطْلَقُ فِي الصَّدْرِ الْاَوَّلِ عَلٰى كُلِّ مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ سَوَاءٌ كَانَ حَسَنِيًّا اَوْ حُسَيْنِيًّا۔ (۲)

---

(۱): صواعق محرقہ، آیۃ التاسعہ، ص ۹۵، نیز ص ۱۴۱، باب خصوصیاتھم؛ مزید رک: نور الابصار، ص ۲۳، النوع الثامن نیز ص ۱۱۸۔

(۲): اسعاف الراغبین بر حاشیہ نور الابصار، ص ۱۲۱، فصل مزایا اولاد فاطمہؑ۔

**ترجمہ:** یہ اصطلاح خاص ہے کہ اشراف، اولادِ فاطمہؑ کو ہی کہاجاتا ہے۔ سیوطی نے ”رسالہ زینبیہ“ میں لکھاہے کہ اسمِ شریف پہلے زمانے میں ہر اس شخص پر بولا جاتا تھا جو اولادِ فاطمہؑ سے ہوتا تھا (یعنی اہل بیتؑ سے) برابر ہے کہ وہ حسنی ہو یا حسینی ہو۔

**نوٹ**

یہ جرح اہل سنت کی کتاب ”صواعق محرقہ“ پر ہے کہ علمائے اہل سنت تسلیم کرتے ہیں کہ جو عورت اولادِ فاطمہؑ سے ہو اس کا نکاح بھی اسی مرد سے ہوگا جو اولادِ فاطمہؑ سے ہو۔

پس ہمارا اعتراض یہ ہے کہ جناب عمر، اہل بیتؑ سے نہیں تھے۔ پس سیدہ زہراؑ کی بیٹی سے ان کا نکاح ہونا ناممکن ہے۔ لہذا نکاح فاروق والا افسانہ بالکل جھوٹ ہے کیونکہ خود علمائے اہل سنت اسے غلط سمجھتے ہیں اور ہمارے مخاطب اہل حدیث کے مروان کو اپنے بزرگوں کی سرگردانیاں بھی ملاحظہ کرنا چاہئیں، خصوصاً ابن حجر مکی کی عیاری۔ کبھی لکھتا ہے کہ ام کلثوم بنت فاطمہؑ سے نکاح ہوا ہے اور کبھی لکھتا ہے کہ عمر بنت فاطمہؑ کا کفو نہیں تھا۔

﴿مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ﴾ (۱)

**نوٹ**

اہل تشیع کا عقیدہ یہ ہے کہ جناب عمر کا ہاشمی ہونا تو کجا وہ حضرت علیؑ کے غلام قنبر جیسے بھی نہ تھے۔ پس بنت فاطمہؑ سے ان کا نکاح ہونا ناممکن تھا۔ البتہ ام کلثوم بنت ابی بکر سے جناب عمر نے نکاح کر کے ان کو ملکہ عرب بنایا تھا اور پھر جناب معاویہ کے ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی میں یہ کام ہوا کہ بنت ابی بکر کو بنت علیؑ دکھلایا گیا اور اس فریب کا بدلہ عادلِ حقیقی ان سے قیامت کے دن ضرور لے گا۔ پس مولانا صدیق کو بھی کچھ ہوش اور خوفِ خدا کرنا چاہیے۔

اکاں نال امب نیں لگدے

(۱): سورہ نساء، آیت ۱۴۳۔

## چھٹا اعتراض: سید زادی کے قدموں کو دیکھنا بھی جائز نہیں ہے

وَ لَا یَنْظُرُ اِلَیْھَا اِذَا کَانَتْ اَجْنَبِیَّۃً وَ ھِیَ فِی الْاَزَارِ وَ لَا یَنْظُرُ لِوَجْھِھَا اِذَا ابْتَاعَتْ مِنْہُ شَیْئًا وَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی رِجْلِھَا اِذَا کَانَ بَائِعَ الْخِفَافِ.... وَ لَا یَمُرُّ عَلَیْھَا وَ ھِیَ جَالِسَۃٌ عَلَی الطُّرُقَاتِ تَسْاَلُ شَیْئًا یَقْدِرُ عَلَیْہِ فَلَا یُعْطِیْھَا۔ (۱)

**ترجمہ:** (سنی عالم سید علی خواص کہتا ہے) سید زادی اگر اجنبیہ ہو اور اگرچہ وہ چادر پوش بھی ہو تو اسے نہ دیکھا جائے۔ نیز اگر سید زادی سے کوئی چیز خرید کرے تو اس کے چہرے کو نہ دیکھے۔ نیز اگر کوئی جوتے بیچتا ہے اور سید زادی اس سے جوتا خرید کرے تو اس کے پاؤں کی طرف نہ دیکھے۔ نیز اس راہ سے نہ گذرے جس میں کوئی سید زادی بیٹھی ہے اور مانگ رہی ہو اور یہ کچھ دے سکتا ہے اور دینے کا ارادہ نہیں رکھتا۔

**نوٹ**

"نور الابصار" مذکورہ کتاب اہل سنت کی ہے اور مذکورہ احترام سید زادی کا جب اہل سنت میں ہے تو ہمارا اعتراض یہ ہے کہ ناممکن ہے کہ کسی بنت فاطمہؑ کو جناب عمر نے گھر بلایا ہو کیونکہ جس ام کلثوم کو انہوں نے گھر بلا کر اس کی پنڈلیاں ٹٹولیں اور گود میں بٹھایا۔ بفرض اگر وہ بنت فاطمہؑ تھیں تو جناب عمر کا دین ایمان خطرے میں ہے۔

پس اگر اہل سنت نے جناب عمر کا ایمان بچانا ہے تو ان کو ماننا پڑے گا کہ وہ ام کلثوم بنت ابی بکر تھی اور ہمارے مخاطب اہل حدیث کے مروان

مردے کی طرح بولے ہیں تو کفن پھاڑا ہے۔

خدمتِ دین سمجھ کر کتاب لکھی ہے تو وہ بھی توہینِ اہل بیتؑ میں اور جس کو وہ اپنی مایہ ناز تحقیق سمجھتے ہیں، وہ اربابِ انصاف کے سامنے یوں ہے جیسے:

ککڑ کھیہ اڈائے تے سروچ پائے

(۱): نور الابصار، باب الثانی، ص ۱۸۱۔

## ساتواں اعتراض: جناب عمر نے معاذاللہ جناب امیرؑ کی تکذیب کی ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

اُسد الغابہ کی عبارت

خَطَبَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى أَبِيهَا عَلِيٍّ، فَقَالَ: إِنَّهَا صَغِيرَةٌ۔ (۱)

## تاریخ خمیس کی عبارت

وَقَالَ: هِيَ صَغِيرَةٌ فَقَالَ عُمَرُ: لَا وَاللهِ مَا ذٰلِكَ بِكَ وَلٰكِنْ أَرَدْتَ مَنْعِي۔ (۲)

(بقول اہل سنت) جب عمر نے رشتہ مانگا تھا تو جناب امیرؑ نے فرمایا کہ بچی کمسن ہے۔ عمر نے کہا: خدا کی قسم! یہ بات نہیں۔ آپ مجھ کو رشتہ دینے سے انکار فرما رہے ہیں۔

**نوٹ**

ہمارے دوست اہل سنت ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ کمسنی کا عذر اہل شیعہ جناب امیرؑ کی زبانی بیان کرتے ہیں اور یہ سبائی بہانے ہیں اور ہمارا اعتراض، اپنے دوستوں پر یہ ہے کہ مذکورہ پانچ عدد کتب اہل سنت کی ہیں اور ان کے مؤلفین کسی سبائی کی تخم ریزی کا نتیجہ نہیں ہیں۔ پس رشتہ دینے سے انکار اور عذرِ کم سنی کو علمائے اہل سنت نے کیوں نقل کیا ہے؟

اور دوسرا اعتراض یہ ہے کہ جناب علی مرتضیٰؑ کی صداقت و سچائی پر اہل سنت کا اجماع ہے۔ (۳)

پس ہم شیعہ کہتے ہیں کہ بقول اہل سنت جناب امیرؑ نے جب ام کلثوم کی کمسنی کا عذر فرمایا تو جناب عمر نے قبول کیوں نہ کیا؟ پس یا تو عبدالعزیز دعویٰ اجماع میں جھوٹا ہے یا جناب عمر پر الزام آتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ بات یہ ہے کہ فاروق اعظم کو آلِ نبیؐ کی صداقت کا یقین نہ تھا اور

---

(۱): اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج۷، ص۳۸۷، ذکر ام کلثوم۔

(۲): تاریخ خمیس، ج۲، ص۲۸۴، ذکر اولاد علیؑ۔ مزید رک: ذخائر العقبیٰ، ص۱۶۹، باب اول (القسم الثانی فی ذکر مناقب القرابۃ، الفصل الثامن۔ سید مجبی)، الاستیعاب فی اسماء الاصحاب، ذکر ام کلثوم (ج۴، ص۱۹۵۴، کتاب کنی النساء، باب الکاف، ناشر دار الجیل بیروت۔ سید مجبی)، الطبقات الکبریٰ، ج۸، ص۴۶۳، ذکر ام کلثوم۔

(۳): تحفہ اثنا عشریہ، مطاعن ابی بکر، طعن ۱۲، ص۲۷۴۔

آنچه در دیگ است بچمچه می آید

چونکہ فاروق اعظم آلِ رسولؐ کو سچا نہیں سمجھتے تھے۔ پس مولوی صدیق کا بھی یہی مذہب ہے۔

"اَلْوَلَدُ سِرٌّ اَبِیْہِ۔"

## آٹھواں اعتراض: جناب عمر کو اصحاب نبیؐ نے بہکایا تھا

اصابہ اور استیعاب کی عبارت ملاحظہ ہو

اَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ اِلٰی عَلِیٍّ ابْنَتَہٗ اُمَّ کُلْثُوْمٍ، فَذَ کَرَ لَہٗ صِغَرَھَا، فَقِیْلَ لَہٗ: اِنَّہٗ رَدَّكَ، فَعَاوِدْہٗ۔ (۱)

ترجمہ: جناب عمر نے جناب امیرؑ سے رشتہ مانگا تھا۔ آنجنابؑ نے فرمایا کہ بچی کمسن ہے۔ جناب عمر سے لوگوں نے کہا کہ جناب امیرؑ نے تجھ کو ٹھکرا دیا ہے۔ پس جناب عمر نے دوبارہ اصرار کیا۔

### نوٹ

ہمارے دوست اہل سنت بیچارے شیعوں کو یوں بھی کوستے ہیں کہ شیعہ لوگ جناب امیرؑ کی زبانی کبھی عذرِ کمسنی اور کبھی رشتہ دینے سے انکار بیان کرتے ہیں اور یہ سب عبداللہ بن سبا کی مکاریں ہیں۔ پس ہم اپنے سنی دوستوں سے یہ عرض کرتے ہیں کہ مذکورہ دونوں کتابیں اہل سنت کی ہیں اور نیز کمسنی کا عذر اور رشتہ دینے سے انکار بھی ان میں لکھا ہے۔ اگر یہ دونوں باتیں سبائی ہاتھوں کی کارگذاری ہے تو سنی بھائیوں پر ہمارا اعتراض ہے کہ ابن سبا کی سازش آپ کی کتابوں میں کس طرح گھس گئی؟؟!!!! اور چونکہ عبدالعزیز سنی نے جناب امیرؑ کی سچائی پر دعویٰ اجماع کیا ہے پس دوسرا اعتراض ہمارا یہ ہے کہ اگر جناب امیرؑ کی سچائی پر اہل سنت کا اجماع ہے تو فاروق اعظم اور دوسرے اصحاب نے جناب امیرؑ کو عذرِ کمسنی میں سچا کیوں نہیں سمجھا؟!! اور اصحابِ نبیؐ نے جناب عمر کو یوں بہکایا کہ علیؑ نے تجھے ٹھکرا دیا ہے اور جناب عمر بھی بہک گئے اور دوبارہ اصرار کیا۔ معلوم ہوا کہ جناب عمر کو اصحاب نے خوب بہکایا تھا اور ان سب نے فرمانِ نبیؐ کو کیوں فراموش کیا تھا کہ

"عَلِیٌّ مَعَ الْحَقِّ وَالْحَقُّ مَعَ عَلِیٍّ۔"

---

(۱): الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج۸، ص۴۶۵، ذکر ام کلثوم، الاستیعاب فی اسماء الاصحاب، (ج۴، ص۱۹۵۴، کتاب کنی النساء، باب الکاف، ناشر دار الجیل بیروت۔ سید مجبی)

## نتیجہ بحث

۱۔ مذکورہ جرح سنی کتب کی عبارت پر ہے اور شیعوں کے عقیدہ میں عمر کا دامادِ علیؑ ہونا بالکل سفید جھوٹ ہے۔ البتہ جناب عمر کو پچپن برس کی عمر میں جناب ابوبکر کی ایک ام کلثوم نامی لڑکی سے شادی کرنے کا شوق پیدا ہوا تھا اور اس شادی پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

چشم ماروشن ودل ماشاد

## نواں اعتراض: جناب عمر نے جناب امیرؑ کو مجبور کرکے اذیت دی ہے

اسعاف اور صواعق کی عبارت ملاحظہ ہو

اَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ لِنَفْسِهٖ اُمَّ کُلْثُوْمٍ... مِنْ اَبِیْهَا...، فَاعْتَلَّ بِصِغَرِهَا، ... فَاَلَحَّ عَلَیْهِ عُمَرُثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَفَقَالَ اَیُّهَا النَّاسُ وَ اللهِ مَا حَمَلَنِیْ عَلَی الْاِلْحَاحِ عَلٰی عَلِیٍّ فِی ابْنَتِهٖ اِلَّا اِنِّیْ سَمِعْتُ...الخ۔ [1]

ترجمہ: جناب عمر نے جناب امیرؑ سے رشتہ مانگا تھا۔ آنجنابؑ نے کمسنی کا عذر کیا۔ پس عمر نے حضور کو مجبور کیا اور پھر عمر منبر پر گیا اور کہا کہ خدا کی قسم! میں نے جناب امیرؑ کو اس لئے مجبور کیا ہے کہ میں نے ایک حدیث سنی ہے۔

### نوٹ

مولوی غلام رسول نارووالی نے ایک کتابچہ "عقد ام کلثوم" کے موضوع پر لکھا ہے۔ سبحان اللہ!!!

مے ٹڈیاں نوں وی لگ گئے نے

موصوف بھی محققین میں شامل ہوگئے۔ غلام رسول اور ان کے مرشد مولوی عبد الرشید جھنگوی دونوں کو اس بات کا بڑا دکھ ہے کہ شیعہ صاحبان نکاحِ فاروق کو نہیں مانتے اور بعض شیعوں نے یہ عذر پیش کیا ہے کہ نکاح ہوا ہی نہیں اور بالفرض اگر نکاح ہوا بھی ہے تو بامرِ مجبوری ہوا ہے۔ پس اس لفظ "مجبوری" سے

---

(۱): اسعاف الراغبین بر حاشیہ نور الابصار، ص ۱۲۴، صواعق محرقہ، ص ۹۴، مطبوعہ مصر آیت، مباہلہ۔ مزید رک: تاریخ بغداد، ج ۶، ص ۱۸۲، ذکر ابراہیم بن مہران المروزی۔

ان دونوں کا کلیجہ شق ہو گیا ہے اور ہم ان دونوں بزرگوں سے عرض کرتے ہیں کہ مذکورہ تین عدد کتابیں اہل سنت کے مذہب کی ہیں اور ان میں لکھا ہے کہ آپ کے فاروق اعظم نے منبر پر قسم کھا کر کہا تھا کہ میں نے مذکورہ رشتہ کی بابت علیؑ کو مجبور کیا ہے۔ پس اگر لفظِ مجبوری ہی آپ کے لئے ناقابلِ برداشت ہے تو معلوم ہوا کہ جناب عمر نے مسجدِ رسولؐ میں منبرِ نبیؐ پر کھڑے ہو کر، اللہ کی جھوٹی قسم کھا کر کہا کہ میں نے علیؑ کو مجبور کیا ہے اور اگر سچی قسم کھائی ہے تو معلوم ہوا کہ انہوں نے جناب امیرؑ کو مجبور کیا تھا۔

پس جناب امیرؑ اہل سنت کے بھی چوتھے خلیفہ ہیں اور آنجنابؑ کی مجبوری کے بارے میں جو عذر اہل سنت پیش کریں گے وہی عذر ہی ہمارے لئے کافی سمجھ لیں اور نیز "بخاری شریف، کتاب المناقب باب مناقب علیؑ" میں لکھا ہے کہ رسولؐ نے فرمایا:

عَلِیٌّ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْہُ۔

کہ علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں۔ (۱)

اور "ریاض النضرۃ" میں لکھا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا:

مَنْ آذٰی عَلِیًّا فَقَدْ آذَانِیْ۔

کہ جس نے علیؑ کو اذیت پہنچائی اس نے مجھ کو اذیت دی ہے۔ (۲)

پس اہل سنت بھائیوں پر ہمارا یہ اعتراض ہے کہ جناب امیرؑ کو مجبور کر کے جناب عمر نے نبی پاکؐ کو اذیت دی ہے۔

## دسواں اعتراض: جناب عمر نے شریعتِ محمدیؐ کی مخالفت کی ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

---

(۱): (بخاری شریف میں مذکورہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ وارد ہوئی ہے: وَقَالَ النَّبِیُّ لِعَلِیٍّ: اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ۔ بخاری شریف، کتاب المناقب، باب مناقب علیؑ، ج۵، ص۱۸۔ سید مجبی)

(۲): ریاض النضرۃ، ج۳، ص۱۵۶، فصل ششم۔

اَنَّ عُمَرَ خَطَبَ اُمَّ کُلْثُوْمٍ، فَقَالَ عَلِیٌّ: اِنَّمَا حَبَسْتُ بَنَاتِی عَلَی بَنِیْ جَعْفَرٍ۔ (۱)

**ترجمہ:** عمر نے جناب امیرؑ سے رشتہ مانگا تو آنجنابؑ نے فرمایا کہ میں نے اپنی بیٹیوں کے رشتے کو اپنے بھائی جعفر کے لڑکوں سے منسوب کیا ہوا ہے۔

**نوٹ**

"بخاری شریف، کتاب النکاح" میں لکھا ہے؛

لَا یَخْطُبُ عَلٰی خِطْبَةِ اَخِیْهِ۔ (۲)

کہ ایک برادر مؤمن جب کسی رشتے کا امیدوار ہو تو دوسرا وہاں پیغام نہ دے۔

پس جناب امیرؑ کی لڑکیاں آنجنابؑ کے بھتیجوں سے منسوب تھیں۔ پھر جناب عمر کا رشتہ طلب کرنا شریعت پاک کی مخالفت ہے۔

## گیارہواں اعتراض: جناب عمر نے مذکورہ رشتہ طلب کرنے کی خاطر آلِ رسولؐ کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کئے

فَامْتَنَعَ عَلِیٌّ مِنْ تَزْوِیْجِهَا مِنْهُ، وَ قَالَ هِیَ صَغِیْرَةٌ وَ اِنِّیْ اَرْصُدُهَا لِابْنِ اَخِیْ جَعْفَرٍ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلٰی عُمَرَ، فَقَالَ الْعَبَّاسُ زَوِّجْهَا مِنْهُ فَقَدْ بَلَغَنِیْ عَنْهُ کَلَامٌ۔ (۳)

**ترجمہ:** جناب امیرؑ نے عمر کو رشتہ دینے سے انکار کیا تھا اور فرمایا کہ بچی کمسن ہے اور میں نے اس کو بھتیجے سے منسوب کیا ہے، یہ بات جناب عمر کو ناگوار گزری۔ پس جناب عباس نے حضرت امیرؑ سے کہا کہ رشتہ دے دو، مجھے عمر کی طرف سے ناگوار کلام پہنچا ہے۔

(۱): الطبقات الکبریٰ، ج۸، ص۴۶۳، ذکرام کلثوم، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج۸، ص۴۶۶، ذکرام کلثوم، ذخائرالعقبیٰ، ص۱۶۸، فصل ہشتم۔

(۲): بخاری شریف، کتاب النکاح، ج۷، ص۱۹، مطبوعہ مصر۔ (بخاری شریف کتاب النکاح میں باب کا نام ہی یہ ہے کہ جہاں برادر مؤمن کا رشتہ ہوا ہو وہاں رشتہ نہ مانگو۔ مذکورہ باب میں اس موضوع کی دو (۲) حدیثیں ہیں۔ سید مجبی)

(۳): تذکرۃ خواص الامہ، ص۱۸۱، باب۱۱، ذکراولاد فاطمہؑ۔

**نوٹ:۱**

آلِ رسولؐ، قطب الاولیاء ہیں۔ آیتِ مودت کی رو سے ان کی اطاعت اور تعظیم فرض ہے۔ پس عمر نے ان کی شان میں نازیباالفاظ استعمال کر کے قرآن کی مخالفت کی ہے اور عذرِ کمسنی کو ٹھکرا کر حضرت علیؑ کی تکذیب کی ہے اور منسوبہ غیر پر خطبہ کر کے شریعت کی مخالفت کی ہے۔

**نوٹ:۲**

پس اہل سنت دوستوں پر ہمارا پہلا اعتراض تو یہ ہے کہ کوئی غیور شخص یہ گوارا نہیں کرتا کہ بیٹی کی نسبت ایک جگہ سے توڑ کر دوسری جگہ کر دے کیونکہ یہ بات شرعاً، عقلاً اور عادتاً مذموم ہے۔ پس جناب امیرؑ کو اہل سنت بھی چوتھا خلیفہ رسولؐ مانتے ہیں اور اہل سنت کی تین عدد کتب بھی گواہ ہے کہ جناب امیرؑ نے یہ عذر پیش کیا تھا کہ میری بچیاں میرے بھتیجوں سے منسوب ہیں۔ پس جناب امیرؑ نے یہ کس طرح گوارا کیا کہ اپنے قریب ترین عزیزوں سے نسبت توڑ کر ایک اجنبی سے رشتہ کر دیا۔ پس معلوم ہوا کہ اہل سنت بھائی جناب امیرؑ کو ایک بے اصول شخص ثابت کرنا چاہتے ہیں اور اس بری نیت کا عادلِ حقیقی روزِ قیامت ان سے انتقام ضرور لے گا۔

اور دوسرا اعتراض اہل سنت دوستوں پر یہ وارد ہوتا ہے کہ "بخاری شریف" گواہ ہے کہ جب ایک رشتہ ہو چکا ہے یا ہونے والا ہے تو دوسرے شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ وہی رشتہ مانگے۔ اگر بالفرض جناب عمر کو یہ معلوم نہ تھا کہ جناب امیرؑ کی لڑکیوں کا رشتہ ان کے بھتیجوں سے ہو چکا ہے لیکن جب جناب امیرؑ نے حضرت عمر کو آگاہ کر دیا تو جناب عمر پر فرض تھا کہ خاموش ہو جائے لیکن بجائے خاموشی کے جناب امیرؑ کو مجبور کیا۔ پس مذکورہ نکاح بجائے فضیلت کے جناب عمر کے لئے باعثِ مذمت ہے۔

## نتیجہ بحث

مذکورہ جرح کتاب اہل سنت کے الفاظ پر ہے اور شیعوں کے نزدیک تو نکاحِ فاروق محض ایک افسانہ ہے۔ البتہ ابوبکر کی ام کلثوم نامی بیٹی تھی اور وہ جناب عمر کی زوجہ تھی اور یہ نام کی شراکت مذکورہ جھوٹا افسانہ تیار کرنے میں مددگار ثابت ہوئی ہے۔

## بارہواں اعتراض: اہل سنت کے عقیدہ میں جناب عمر نے فعلِ حرام کیا ہے

ذَکَرَ الشَّیْخُ اَبُوْعَلِیِّ السِّنْجِیُّ فِیْ شَرْحِ التَّلْخِیْصِ اَنَّہٗ یَحْرُمُ التَّزْوِیْجُ عَلٰی بَنَاتِ فَاطِمَۃَ۔ (۱)

ترجمہ: شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ فاطمہؑ کی بیٹیوں کو سوکن کے ساتھ جمع کرنا حرام ہے۔

**نوٹ:۱**

مذکورہ عبارت اس قصہ کے بعد لکھی ہے کہ حسن بن حسن نے مسور بن مخرمہ سے رشتہ مانگا تو اس نے کہا کہ آپ کو رشتہ دینا میرے لئے شرف ہے مگر نبیؐ کا فرمان ہے کہ میری بیٹی فاطمہ میرا ٹکڑا ہے اور جو چیز فاطمہؑ کو اذیت دے وہ مجھے بھی اذیت دیتی ہے اور مسور نے کہا کہ آپ کے گھر میں فاطمہؑ کی بیٹی ہے۔ پس اگر میں نے یہ رشتہ دیا تو بی بی فاطمہؑ ناراض ہوگی اور محب طبری کہتا ہے کہ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جو احترام کسی کا اس کی زندگی میں ہے، وہی احترام اس کی موت کے بعد بھی واجب ہے۔

**نوٹ:۲**

اربابِ انصاف! جناب عمر کی ایک بیوی پہلے موجود تھی پھر بنت فاطمہؑ کو سوکن کے ساتھ جمع کرنا بقول اہل سنت حرام ہے۔ پس جناب عمر نے فعلِ حرام کا قصد کیا اور فعلِ حرام قیامت کے دن بجائے فائدہ کے نقصان دے گا اور فعلِ حرام میں خلیفہ کے لئے رسوائی ہے، نہ کہ فضیلت۔

## تیرہواں اعتراض: جناب عمر کا یہ عذر کہ قیامت کے دن مذکورہ رشتہ فائدہ دے گا، مریض ہے

ثبوت ملاحظہ ہو:

اہل سنت کے عقیدہ میں نبیؐ کے والدین معاذاللہ دوزخی اور جہنمی ہیں۔

اہل حدیث کے عقیدہ میں نبی کریمؐ کی ماں (معاذاللہ) دوزخی ہے۔

---

(۱): ذخائز العقبیٰ، ذکر غیرت فاطمہؑ۔ (کتاب کی مذکورہ عبارت میں بنات فاطمہؑ کی بجائے بنات النبیؐ ہے اور باب ذکر غیرت فاطمہؑ کی بجائے ذکر غیرتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ بعید نہیں علامہ شہید نے جس نسخہ سے عبارت لی ہو اس میں مذکورہ الفاظ ہی ہوں اور بعد میں بدل دیے گئے ہوں۔ سید مجتبیٰ)

صحیح مسلم کی عبارت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ؛ قَالَ: زَارَ النَّبِیُّ قَبْرَ اُمِّهٖ۔ فَبَکٰی وَاَبْکٰی مَنْ حَوْلَهٗ۔ فَقَالَ: اسْتَاْذَنْتُ رَبِّیْ فِیْ اَنْ اَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ یُؤْذَنْ لِیْ۔ (۱)

ترجمہ:(اہل حدیث کے مایہ ناز راوی) ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی اور اتنا روئے کہ پاس بیٹھنے والوں کو بھی رلا دیا اور فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ سے اجازت مانگی کہ اپنی ماں کی خاطر طلبِ مغفرت کروں پس مجھ کو اجازت نہیں ملی۔

نوٹ

"نووی، شرح مسلم" میں لکھا ہے کہ "فَهُوَ حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ بِلَا شَكٍّ" کہ مذکورہ حدیث بغیر کسی شک و شبہ کے صحیح ہے۔ (۲)

مسند احمد حنبل کی عبارت

قَالَ: اُمُّکُمَا فِی النَّارِ، فَاَدْبَرَا، وَالشَّرُّ یُرٰی فِیْ وُجُوْهِهِمَا، فَاَمَرَ بِهِمَا، فَرُدَّا، ...، ...، فَقَالَ: اُمِّیْ مَعَ اُمِّکُمَا۔ (۳)

ترجمہ: (حضورؐ کے پاس دو مرد ابنائے ملیکہ آئے اور پوچھا کہ ہماری ماں نیک خصال تھی اور مر گئی ہے، اب کہاں ہوگی؟) حضورؐ نے فرمایا کہ تمہاری ماں دوزخ میں ہوگی۔ وہ دونوں واپس لوٹے اور ان کے چہروں سے شر ظاہر تھا۔ پس حضورؐ نے ان کو واپس بلایا اور فرمایا کہ میری ماں بھی آپ

(۱): صحیح مسلم، ج۱، ص۳۶۰، کتاب الجنائز، باب استئذن النبیؐ ربہ فی زیارۃ قبر امہ، ط مصر۔

(۲): نووی شرح مسلم، ج۱، ص۳۱۴۔

(۳): مسند امام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن مسعود، ج۵، ص۲۹۷۔ (روایت کا مکمل عربی متن: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: جَاءَ ابْنَا مُلَیْکَةَ اِلَی النَّبِیِّ، فَقَالَا: اِنَّ اُمَّنَا کَانَتْ تُکْرِمُ الزَّوْجَ، وَتَعْطِفُ عَلَی الْوَلَدِ، قَالَ: وَذَکَرَ الضَّیْفَ۔ غَیْرَ اَنَّهَا کَانَتْ وَاَدَتْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ. قَالَ: اُمُّکُمَا فِی النَّارِ، فَاَدْبَرَا، وَالشَّرُّ یُرٰی فِیْ وُجُوْهِهِمَا، فَاَمَرَ بِهِمَا، فَرُدَّا، فَرَجَعَا وَالسُّرُوْرُ یُرٰی فِیْ وُجُوْهِهِمَا، رَجِیَا اَنْ یَکُوْنَ قَدْ حَدَثَ شَیْءٌ، فَقَالَ: اُمِّیْ مَعَ اُمِّکُمَا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُنَافِقِیْنَ: وَمَا یُغْنِیْ هٰذَا عَنْ اُمِّهٖ شَیْئًا، وَنَحْنُ نَطَأُ عَقِبَیْهِ۔ سید مجی)

کی ماں کے ساتھ ہے۔ (پس وہ دونوں خوش ہوگئے۔ ایک منافق نے یہ بات سنی اور کہا کہ یہ نبیؐ اپنی ماں کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا، ہمیں اس کے پیچھے چلنے سے کیا ملے گا؟)

## اہل حدیث کے عقیدہ میں نبی کریمؐ کا باپ (معاذاللہ) دوزخی ہے

مسند ابی عوانہ کی عبارت

قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، اَيْنَ اَبِيْ قَالَ: فِي النَّارِ، قَالَ: فَلَمَّا قَفّٰى دَعَاهُ، فَقَالَ: اِنَّ اَبِيْ وَاَبَاكَ فِي النَّارِ۔ (۱)

ترجمہ: ایک شخص نے نبی کریمؐ سے عرض کی کہ میرا باپ کہاں ہے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ دوزخ میں۔ جب وہ واپس جانے لگا تو آپؐ نے اس کو واپس بلایا اور فرمایا کہ تحقیق میرا باپ اور تیرا باپ دونوں دوزخ میں ہیں۔

**نوٹ**

اہل سنت کی کتاب "الطبقات الکبریٰ" میں لکھا ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا: بروزِ قیامت ہر رشتہ ٹوٹ جائے گا سوائے میرے رشتہ داری کے۔ پس اسی وجہ سے جناب عمرنے ام کلثوم کا رشتہ مانگا تھا تاکہ مذکورہ قرابت قیامت کے دن فائدہ دے۔ (۲)

ہم عرض کرتے ہیں کہ اہل حدیث کا انصاف بلے بلے اگر نبیؐ کے سسرال کا ذکر ہو تو نبیؐ سے رشتہ داری قیامت کے دن نہیں ٹوٹے گی اگرچہ سسر میں شرک چونٹی کی چال چلے اور وہ اولادِ رسولؐ پر ظلم کرتا رہا ہو اور جب نبیؐ کے ماں باپ کا ذکر ہو تو نبیؐ سے رشتہ داری قیامت کے دن ٹوٹ جائے گی۔ اہل سنت دوستو اور بھائیو! جب آپ کے نبیؐ سے رشتہ داری نبیؐ کے ماں باپ کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی تو یقیناً جناب عمر کو بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

---

(۱): مسند ابی عوانہ، ج۱، ص۹۹، بیان لایدخل الجنۃ الانفس المسلمۃ۔

(۲): الطبقات الکبریٰ، ج۸، ص۴۶۳، ذکرام کلثوم۔

### نوٹ

دعوتِ انصاف! مذکورہ تئیس عدد کتب اہل سنت کی معتبر کتابیں گواہ ہیں کہ ان کے عقیدہ میں نبی پاکؐ کے ماں باپ آنجنابؐ کی شفاعت سے محروم ہیں اور جنت میں بھی نہیں جائیں گے حالانکہ نبی پاکؐ سے حضورؐ کے والدین کا رشتہ ایک یقینی چیز ہے اور نیز اگر دینِ اسلام والدین کا کچھ حق اولاد پر فرض کرتا ہے تو یہ حکم نبی پاکؐ کو بھی شامل ہے۔

پس ہم اپنے اہل سنت دوستوں سے عرض کرتے ہیں کہ شرم و حیا کی تمام حدوں سے آپ کیوں گزر گئے ہیں؟!! ماں باپ کے رشتہ سے دنیا میں اور کوئی رشتہ مضبوط نہیں ہے پس جب آپ کے عقیدہ میں یہ مضبوط اور یقینی رشتہ حضورؐ کے والدین کو قیامت کے دن کام نہ آئے گا تو آپ عقل کے ناخن لیں آپ کے عمر صاحب کو بھی ایک ایسا رشتہ جس کے صحیح ہونے میں شک ہے، قیامت کے دن ہرگز کام نہ آئے گا۔ پس ایک مشکوک بلکہ جھوٹی رشتہ داری پر عمر صاحب کے ایمان، خلافت اور نجات کا بوجھ ڈال دینا آپ کی نادانی ہے۔ اگر بغیر نیک کردار کے صرف نبی کریمؐ سے رشتہ داری جنت میں لے جاسکتی ہے تو نبی پاکؐ کے چچا ابو لہب کو بھی جنت میں پہنچادو اور اگر ابولہب کا کافر ہونا رشتہ داری کے نفع پہنچانے سے مانع ہے تو آپ کے عمر فاروق کا آلِ نبیؐ پر ظلم کرنا اور دینِ اسلام میں بدعات پیدا کرنا بھی رکاوٹ بن سکتا ہے۔

پس جناب عمر کا خاندانِ نبوتؐ سے شرفِ دامادی حاصل کرنا ایک سفید جھوٹ ہے۔ اولادِ فاطمہؑ میں سے کوئی ام کلثوم عمر کے نکاح میں نہیں تھی۔ پس اگر عمر صاحب کے ایمان کا ثبوت مذکورہ رشتہ داری ہی ہے تو پھر ان کا ایمان، خلافت اور نجات سخت خطرے میں ہے کیونکہ

بِنَآءُ الْغَلَطِ عَلَی الْغَلَطِ غَلَطٌ

## نبیؐ کے ماں باپ کے کفر کے بارے میں اہل سنت حنفیوں کے امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کا فتویٰ

ثبوت ملاحظہ ہو

شرح علیٰ الفقہ الاکبر کی عبارت

وَوَالِدَا رَسُوْلِ اللهِ مَاتَا عَلَى الْكُفْرِ وَرَسُوْلُ اللهِ مَاتَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَاَبُوْ طَالِبٍ عَمَّهُ وَاَبُوْ عَلِيٍّ مَاتَ كَافِرًا۔ (۱)

ترجمہ: نبی کریمؐ کے والدین کفر کی حالت پر فوت ہوئے ہیں اور خود نبی کریمؐ ایمان پر فوت ہوئے ہیں اور نبیؐ کا چچا ابوطالبؑ، حضرت علیؑ کا والد کفر پر فوت ہوا ہے۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ۔

**نوٹ:۱**

ملاں علی قاری مذکورہ کلام کی شرح میں فرماتے ہیں کہ امام صاحب کے فتویٰ کی رو سے اس شخص کے نظریہ کا جو کہتا ہے کہ وہ ایمان پر مرے، میں نے جناب کے والدین کو کافر ثابت کرنے کے لیے ایک رسالہ لکھا ہے اور سیوطی کے تینوں رسالوں کا جواب دیا ہے اور کتاب و سنت و قیاس واجماع سے جناب کے والدین کو کافر ثابت کیا ہے۔

**نوٹ:۲**

"شرح فقہ اکبر مطبوعہ مصر" کا ایک نسخہ بندہ کی نظر سے گزرا ہے اور بددیانت ناشرین نے مذکورہ عبارت، متن اور شرح کتاب سے نکال دی ہے جو کہ حنفی مذہب کی کمزوری کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ "فتاویٰ عبد الحیی، ص ۸۴، مطبوعہ کراچی" میں امام اعظم کا مذکورہ فتویٰ "فقہ اکبر" کے حوالہ سے مذکور ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کی عبارت

قِيلَ: زِيَارَتُهُ۔ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔ أُمَّهُ مَعَ أَنَّهَا كَافِرَةٌ تَعْلِيمٌ مِنْهُ لِلْأُمَّةِ حُقُوقَ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقَارِبِ، فَإِنَّهُ لَمْ يَتْرُكْ قَضَاءَ حَقِّهَا مَعَ كُفْرِهَا۔ (۲)

ترجمہ: امت کو حقوقِ والدین کی تعلیم کی خاطر نبی کریمؐ نے اپنی کافرہ ماں کی قبر کی زیارت کی تھی۔

**نوٹ:۱**

اربابِ انصاف! ان حفظِ ناموس صحابہ کے ٹھیکیداروں نے ابوقحافہ کے سر پر بھی ایمان کا تاج رکھا ہے اور معاویہ کے باپ ابوسفیان کو بھی مؤمنین کی لسٹ میں شامل کیا ہے اور اس کی ماں ہند کو بھی جس نے نبیؐ کے چچا حمزہ کا جگر چبایا تھا، مؤمنات میں شامل کیا ہے۔

---

(۱): شرح علیٰ الفقہ الاکبر ملا علی قاری، ص ۱۲۸، مطبع سعیدی کراچی۔

(۲): مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۴، ص ۱۱۳، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، مطبوعہ ملتان۔

## خلاصہ

اپنے ہر بزرگ کے تمام خاندان کو رحمت کے سمندر میں ڈبو کر بخشش کے کنارے لگا دیا ہے۔ گویا رحمتِ الٰہی کی پوری گاڑی ریزرو کروالی ہے، بنو عدی، بن تیم، بنو امیہ، بنو مروان، بنو مخزوم، بنو مغیرہ ان سب کو بھر لیا ہے اور اگر سیٹ نہیں مل سکتی تو بیچارے بنو ہاشم کو خاص کر نبی کریمؐ کے والد حضرت عبداللہؑ اور حضورؐ کی ماں آمنہؑ اور نبیؐ کے چچا ابو طالبؑ ان تینوں کو تو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

معارج النبوۃ کی عبارت ملاحظہ ہو:

> نبی کریمؐ فرماتے ہیں میں دوزخ کے کنارے معراج کی رات کھڑا تھا، ایک مرد اور عورت کو میں نے جہنم میں جلتے دیکھا اور میرا دل بہت دکھی ہوا۔ میں نے مالک جہنم سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ اس نے کہا کہ ان کا حال بیان کرنے سے آپ کے سامنے مجھ کو شرم آتی ہے۔ آپ خود سوال کریں؟ آپؐ فرماتے ہیں کہ:
>
> **از آن زن پرسیدم که تو کیستی و این جوان با تو کیست؟ گفت ای جان مادر مرا نمی شناسی من مادر توام آمنه واین پدر تو عبدالله است. صد هزار عاصی را به تو می بخشند و مادر و پدر تو از شفاعت محروم.[۱]**
>
> **ترجمہ:** نبی کریمؐ فرماتے ہیں کہ میں نے اس عورت سے سوال کیا کہ تو کون ہے اور یہ جوان جو تیرے ساتھ ہے یہ کون ہے؟ اس نے جواب دیا: میری جان مجھ کو نہیں پہچانا؟ میں آپ کی ماں آمنہؑ ہوں اور یہ آپ کا باپ عبداللہؑ ہے۔ ایک لاکھ گنہگار تیری شفاعت سے بخشا گیا اور تیرے

---

(۱): معارج النبوۃ، رکن سوم، باب ۴، فصل ۲۰، ص ۱۷۹۔ مزید رک: تفسیر ابن کثیر، پ ۱۱، سورہ توبہ، آیت ۱۱۵، تفسیر خازن، پ ۱۱، سورہ توبہ، آیت ۱۱۵، ج ۳، ص ۱۲۹، تفسیر کبیر، پ ۱۱، سورہ توبہ، مسند ابو حنیفہ، ص ۱۰۵، فتاویٰ عبدالحیی، ص ۸۴، مطبوعہ کراچی، صحیح مسلم، ج ۱، ص ۲۶۰، کتاب الجنائز، سنن ابن ماجہ، ص ۱۱۴، باب ماجاء فی زیارۃ قبور المشرکین، تفسیر روح المعانی، ج ۱۱، ص ۳۴، سورہ توبہ، آیت ۱۱۵، تاریخ خمیس، ج ۱، ص ۲۳۰، ذکر احیاء ابویہ، تفسیر غرائب القرآن، ج ۵، ص ۳۰، سورہ توبہ، آیت ۱۱۵، تفسیر در منثور، ج ۳، ص ۱۸۴، پ ۱۱، سورۂ توبہ، آیت ۱۱۵، سنن نسائی، ج ۴، ص ۹۰، باب زیارۃ القبور، نووی شرح صحیح مسلم، ج ۱، ص ۲۱۴، کتاب الجنائز، مشکوٰۃ شریف، ج ۱، ص ۱۳۹، باب زیارۃ القبور، السنن الکبریٰ، ج ۴، ص ۷۶، باب زیارۃ القبور، کتاب الجنائز، تفسیر مظہری، ج ۴، ص ۳۰۶، پ ۱۱، سورہ توبہ، آیت ۱۱۵، تفسیر فتح القدیر، ج ۲، ص ۳۹۲، پ ۱۱، سورہ توبہ، آیت ۱۱۵، سنن ابی داود، ج ۳، ص ۲۱۸، باب زیارۃ القبور، کتاب الجنائز۔

ماں باپ تیری شفاعت سے محروم ہیں۔ جناب یہ سن کر دکھی ہوئے اور آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اچانک غیب سے آواز آئی کہ یا امت کی بخشش کروائیں یا اپنے ماں باپ کی شفاعت کریں۔ جنابؐ نے امت کی شفاعت کو اختیار کیا اور ماں باپ کو اللہ کے حکم پر چھوڑ دیا۔

**نوٹ**

اہل سنت دوستو اور بھائیو! آپ کے ابو ہریرہ کی ماں کی خاطر اور بی بی عائشہ کی ماں کی خاطر تو رحمتِ الٰہی کے سمندر میں جوش اٹھے ہیں اور جب نبی کریمؐ کی ماں کی نوبت آئی تو رحمتِ الٰہیہ کی جھیل بالکل سوکھ گئی ہے۔ نبی کریمؐ تمام عالمین کے لئے رحمت ہیں لیکن اس رحمت کے دریا پر آپ کے امام اعظم نعمان نے کچھ ایسا کنٹرول کیا ہے کہ نہ تو رحمت کی کوئی بوند بیچارے شیعوں کو اور نہ ہی کوئی قطرہ رحمت نبی پاکؐ کے ماں باپ کو دینے کے لئے تیار ہے۔

اہل سنت دوستو! بیچارے شیعوں سے تو آپ کو کچھ مخصوص ناراضگیاں ہیں لیکن نبی پاکؐ کے ماں باپ نے آپ کا کیا بگاڑا ہے؟ حفظ ناموسِ صحابہ کے ٹھیکیدارو! آپ کا امام اعظم نعمان کبھی عقل کو کام میں کیوں نہیں لایا کرتا تھا؟ عیسیٰؑ نبی چھوٹا پیغمبر ہے اور عیسیٰؑ کی ماں کی شان میں اللہ پاک قرآن میں فرماتا ہے ﴿وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ﴾[1] عیسیٰؑ کی ماں صدیقہ اور بڑی شان والی ہے۔ افسوس ہے کہ آپ کے امام اعظم کی عقل پر جس نے اسلام میں ہر مسئلے میں قیاس کر کے شریعتِ اسلامیہ کا جنازہ ہی نکال دیا۔ لیکن یہ قیاس اولویت اس کی عقل میں نہ آیا کہ جب چھوٹے نبی کی ماں صدیقہ ہے تو بڑے نبی کی ماں بدرجہ اولیٰ صدیقہ ہوگی۔ ہمارے رسولؐ سے پہلے دینِ ابراہیمؑ موجود تھا کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ حضورؐ کے والدین دینِ ابراہیمؑ پر ہوں؟ آپ کے امام اعظم پر کون سی وحی نازل ہوئی ہے کہ نبیؐ کے ماں باپ بھی آپ کے ابوبکر و عمر و عثمان کی طرح بت پرست اور کافر و مشرک تھے؟؟

(۱): سورہ مائدہ، آیت ۷۵۔

### خلاصہ

جس طرح آپ کے امام اعظم (نعمان) کے فتوے کے موجب نبی پاکؐ کے والدین کو حضورؐ سے رشتہ داری بروزِ قیامت فائدہ نہیں دے گی اور یہ یقینی اور مضبوط رشتہ ٹوٹ جائے گا اسی طرح آپ کے عمر صاحب کو بالفرض نبی کریمؐ سے اگر لاکھ رشتہ داری بھی حاصل ہے تو بھی جناب عمر کے آلِ نبیؐ پر ظلم کرنے کے باعث اور دینِ اسلام کو خراب کرنے کے باعث وہ رشتہ داریاں ٹوٹ جائیں گی۔ آپ کے امام نعمان کا یہ فیصلہ ہے کہ نبیؐ کے ماں باپ دوزخ میں جاسکتے ہیں بلکہ آپ کی کتاب "معارج النبوۃ" گواہ ہے کہ آپ کے عقیدہ میں حضورؐ نے اپنے والدین کو دوزخ میں غوطے کھاتے دیکھا ہے اور بلاکر احوال پرسی بھی کی ہے اور پھر شفاعت بھی نہیں کی۔ پس اسی طرح جنہیں خاندان نبوتؐ سے جھوٹی دامادی کے شرف دیئے جاتے ہیں وہ بھی جہنم میں جانے سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔

## نبی کے والدین کے متعلق شیعوں کا عقیدہ

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: نَزَلَ جَبْرَئِيْلُ عَلَى النَّبِيِّ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ رَبَّكَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَ يَقُوْلُ اِنِّيْ قَدْ حَرَّمْتُ النَّارَ عَلٰى صُلْبٍ اَنْزَلَكَ وَ بَطْنٍ حَمَلَكَ وَ حَجْرٍ كَفَلَكَ فَالصُّلْبُ صُلْبُ اَبِيْكَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَ الْبَطْنُ الَّذِيْ حَمَلَكَ فَآمِنَةُ بِنْتُ وَهْبٍ وَ اَمَّا حَجْرٌ كَفَلَكَ فَحَجْرُ اَبِيْ طَالِبٍ. وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ فَضَّالٍ: وَ فَاطِمَةَ بِنْتِ اَسَدٍ۔ (۱)

**ترجمہ:** امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نبی کریمؐ پر جبرئیل نازل ہوا اور عرض کی! اے محمدؐ! آپ پر آپ کا رب سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے دوزخ کی آگ حرام کردی ہے، اس صلب میں جس میں تیرے نور کو اتارا اور اس شکم پر بھی جس میں تیرے نور کو اتارا اور جس نے تجھے اٹھایا اور اس گود پر بھی جس نے تیری پرورش کی۔ صلب سے مراد تیرے باپ عبداللہؑ کی صلب ہے اور شکم سے مراد تیری ماں آمنہؑ کا شکم ہے اور گود سے مراد ابوطالبؑ اور فاطمہ بنت اسدؑ کی گود ہے۔

(۱): اصول کافی، ج۱، ص۴۴۷، کتاب الحجۃ، ابواب التاریخ، باب مولد النبیؐ و وفاتہ۔

## اعتراض

ہوسکتا ہے کہ اہل سنت بھائی یہ عذر پیش کریں کہ ہماری کتابوں میں جو حدیثیں اور فتوے اس قسم کے ہیں جس سے نبیؐ کے ماں باپ کی توہین ہوتی ہے وہ حدیثیں اور فتوے جھوٹے ہیں۔

## جواب

اہل سنت دوستو اور بھائیو! جس طرح تمہارے راویوں اور مفتیوں نے نبیؐ کے ماں باپ کی توہین کی خاطر جھوٹی حدیثیں اور فتوے گھڑے ہیں اسی طرح حضرت علیؑ کے وقار کو مجروح کرنے کے لئے اور آنجنابؑ کی اولاد کی توہین کے لئے اور سادات کرام کی دل آزاری کے لئے نکاحِ ام کلثوم والا جھوٹا افسانہ گھڑا ہے اور پھر اس جھوٹے افسانے کی اس طرح ڈبریاں ٹائٹ کیں اور اس غلط بات کا ایسا پروپیگنڈا کیا کہ اس سے کئی مؤرخ ٹھوکر کھا گئے۔

**نوٹ:۲**

حضرت عمر کا مذکورہ عذر اس لحاظ سے بھی باطل ہے کہ ان کی بیٹی حفصہ رسولؐ کی زوجہ تھی، پس رشتہ داری تو حاصل ہوگئی، رہی خونی رشتہ داری تو اس کا حصول ناممکن تھا۔ اور نیز "بخاری شریف" میں لکھا ہے کہ حضرت عمر وقتِ موت بہت بے قرار تھے۔ عبداللہ بن عباس نے احوال پرسی کی تو فرمایا کہ بنو ہاشم کے حقوق میں مجھ سے کوتاہیاں ہوئی ہیں۔ (۱) اور نیز "بخاری شریف" میں لکھا ہے کہ نبی کریمؐ نے اپنے کئی خونی رشتہ داروں سے فرمایا تھا کہ آپ کو بغیر نیک عمل کے صرف مجھ سے رشتہ داری کوئی فائدہ نہ دے گی۔ (۲)

## اہل سنت کا نبی کریمؐ کے نسب پر نازیبا حملہ

وَاَمَا كِنَانَةُ، فَهُوَ كِنَانَةُ بْنُ خُزَيْمَةَ- وَكَانَ خَلَفَ عَلىٰ اِمْرَاةِ اَبِيْهِ بَعْدَهٗ، وَهِيَ بَرَّةُ بِنْتُ مُرٍّ، اُخْتُ تَمِيْمِ بْنِ مُرٍّ- فَوَلَدَ كِنَانَةُ النَّضْرَ وَاُمُّهٗ بَرَّةُ- (۳)

---

(۱): بخاری شریف، ج۵، ص۱۲ مطبوعہ مصر۔

(۲): بخاری شریف، ج۴، ص۶ مطبوعہ مصر۔

(۳): المعارف لابن قتیبہ دینوری، ذکر انساب العرب، ص۳۰۔

ترجمہ: کنانہ، خزیمہ کا بیٹا ہے اور اس نے اپنے باپ کی عورت یعنی اپنی ماں سے نکاح کیا تھا، اس عورت کا نام برہ بنت مُرّ ہے، یہ تمیم بن مر کی بہن ہے۔ پس کنانہ سے نضر پیدا ہوا، اس کی ماں برّہ ہے۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

**نوٹ**

نضر بن کنانہ بن خزیمہ بھی نبی کریمؐ کا ایک پردادا ہے۔ اہل سنت دوستو! جب تمہارے علماء نے رسول اللہؐ کے پاکیزہ نسب پر معاذاللہ بدنما دھبہ لگایا ہے، ان کا اولادِ علیؑ کی شان میں گستاخی کرنا تو معمولی بات ہے۔ آپ کے شاہ عبدالعزیز نے "تحفہ اثناعشریہ، کید۱۹" میں تسلیم کیا ہے کہ عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ اہل سنت میں سے شمار ہوتا ہے اور کتاب "المعارف" اسی کی تصنیف ہے۔ پس کتاب سے مکرنے کا بھی آپ کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے اور اگر آپ یہ کہیں کہ یہ افسانہ جھوٹا ہے کیونکہ اس سے نبیؐ کے اجداد کی توہین ہے تو ہم کہتے ہیں عقدِ ام کلثوم کا افسانہ بھی جھوٹا ہے کیونکہ اس سے اولادِ نبیؐ اور اولادِ علیؑ کی توہین ہوتی ہے۔

## اہل سنت کا خود نبی کریمؐ کے ایمان پر نازیبا حملہ

فَاعْلَمْ اَنَّ بَعْضَ النَّاسِ ذَهَبَ اِلٰی اَنَّهٗ کَانَ کَافِرًا فِیْ اَوَّلِ الْاَمْرِ، ثُمَّ هَدَاهُ اللّٰهُ وَ جَعَلَهٗ نَبِيًّا، قَالَ الْکَلْبِیُّ: ﴿وَجَدَكَ ضَآلًّا﴾ يَعْنِیْ کَافِرًا فِیْ قَوْمٍ ضُلَّالٍ فَهَدَاكَ لِلتَّوْحِيْدِ، وَقَالَ السُّدِّیُّ: کَانَ عَلٰی دِيْنِ قَوْمِهٖ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً۔ (۱)

ترجمہ: (بعض اہل سنت کا نظریہ ہے) نبیؐ بعثت سے پہلے کافر تھے پھر اللہ نے ان کو توحید کی ہدایت کی اور نبی بنایا۔ کلبی کہتا ہے کہ حضورؐ کافر تھے پھر نبی بنے۔ اور سدی کہتا ہے کہ حضورؐ چالیس سال تک (بت پرست) قوم کے دین پر تھے۔

**نوٹ:۱**

شاہ عبدالعزیز سنی نے "تحفہ اثناعشریہ، کید۱۹" میں فرمایا ہے کہ "سدی کبیر از معتبرین ثقات اهل سنت است" کہ سدی کبیر اہل سنت کے معتبر اور قابلِ اعتماد بزرگوں میں سے ایک ہے۔

---

(۱): تفسیر کبیر، ج۸، ص۲۲۴، پ۳۰، مطبوعہ مصر، آیت: اَوَجَدَكَ ضَآلًّا

اہل سنت دوستو! جب تمہارے علماء نے رسولؐ کا پاس نہیں کیا تو اولادِ علیؑ کی عزت کی ان سے توقع نہیں کی جاسکتی اور اگر آپ یہ کہیں کہ مذکورہ قصہ جھوٹ ہے تو ہم کہتے ہیں کہ نکاحِ ام کلثوم والا افسانہ بھی جھوٹ ہے۔

## اہل حدیث کے مولوی محمد صدیق کو شیعہ ذاکروں سے شکوہ

موصوف نے اپنے رسالہ کے "ص ۴۱" پر لکھا ہے کہ یہ ذاکر حضرات گلے پھاڑ پھاڑ کر مظلومیتِ فاطمہؑ و علیؑ کا جو ذکر کرتے ہیں، محض کذب و افتراء ہے اور عبداللہ بن سبا کی تحریک ہے۔

### جواب:۱

موصوف کا مذکورہ تحریک کو ابن سبا کی طرف نسبت دینا سفید جھوٹ ہے۔ جناب فاطمہؑ کی مظلومیت "بخاری شریف" میں لکھی ہے اور نیز "مسلم شریف" میں بھی لکھی ہوئی ہے، تفصیل بمعہ حوالہ جات ہم اپنی کتاب "جاگیر فدک" میں لکھ چکے ہیں اور مولوی صدیق سے اتنی گزارش ہے کہ یہ آپ کے دونوں امام، مسلم اور بخاری کیا کسی سبائی کی تخم ریزی کا نتیجہ ہیں؟

### جواب:۲

شیعہ ذاکر حضرت فاطمہؑ کی مظلومیت کے بارے میں اس طرح گلے پھاڑ پھاڑ کر بیان کرتے ہیں جس طرح آپ کی مادر عائشہ نے جنگِ جمل میں قتلِ عثمان کی داستان گلے پھاڑ پھاڑ کر بیان کی تھی۔

### جواب:۳

ہم رسول اللہؐ کی ماں آمنہؑ اور ان کے باپ جناب عبداللہؑ کی خاطر بھی افسوس کرتے ہیں۔ بندہ نے آپ کی تیئس عدد کتب کی فہرست دی ہے جن میں آپ کے بزرگوں نے نبی کریمؐ کے والدین کو دوزخی لکھا ہے۔ نکاح ام کلثوم پر رسالہ لکھ کر آپ مغرور ہوگئے اور اس کے جواب کو واجب الادا قرضہ کے نام سے تعبیر کیا اور بقول خود اس رسالہ میں حوالے بارش کی طرح برسائے۔ کیا مذکورہ تیئس عدد کتب آپ کے اپنے مذہب

کی سرکار کو نظر نہیں آئی تھی؟تمہارے علماء نے نکاحِ ام کلثوم کا جھوٹا افسانہ اسی طرح گھڑا ہے جس طرح نبی کریمؐ کے ماں باپ کے دوزخی ہونے کا جھوٹا افسانہ گھڑا ہے۔

جھوٹ آکھاں تاں کجھ بچدا اے
سچ آکھان تے بھانبڑ مچدا اے

## چودھواں اعتراض: حق مہر کا ڈھونگ

اصابہ کی عبارت ملاحظہ ہو

اَنَّ عُمَرَ اَمْهَرَهَا اَرْبَعِيْنَ اَلْفًا۔ (۱)

ترجمہ: عمر نے ام کلثوم کو چالیس ہزار حق مہر دیا تھا۔

**نوٹ:۱**

ایک روز جناب عمر نے اپنے وعظ میں لوگوں کو زیادہ حق مہر دینے سے روکا اور ساتھ یہ دھمکی بھی دی کہ اگر پانچ سو در ہم سے زیادہ دو گے تو زیادتی کو بحقِ سرکار ضبط کر لوں گا۔ یہ تقریر دلپذیر سننے کے بعد ایک عورت نے جناب عمر کو ٹوکا کہ اللہ قرآن میں فرماتا ہے کہ تم حق مہر ایک خزانہ بھی دے سکتے ہو۔ جناب عمر نے فرمایا:

كُلُّ النَّاسِ اَفْقَهُ مِنْ عُمَرَ حَتّٰى الْمُخَدَّرَاتُ فِي الْحِجَالِ۔

کہ عمر سے ہر شخص فقہ کے مسائل زیادہ جانتا ہے حتی کہ پردہ نشین عورتیں بھی۔ (۲)

**نوٹ:۲**

چونکہ مذکورہ واقعہ میں جناب عمر کی مسئلہ شریعت سے ناواقفی اور سبکی ظاہر ہوتی ہے اور یہ چیز ان کی مصنوعی خلافت پر ضرب کاری ہے اور شیعہ اعتراض کرتے ہیں۔ پس فاروقی وکیل کی شامت آگئی اور عوج بن عنق کے

---

(۱): الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج۴، ص۴۶۹، ذکر ام کلثوم؛ مزید رک: الاستیعاب فی اسماء الاصحاب، ج۴ص۴۶۹، ذکر ام کلثوم؛ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج۷، ص۳۸۷، ذکر ام کلثوم۔

(۲): تحفہ اثناعشریہ شاہ عبدالعزیز، باب مطاعن عمر، طعن ۷، ص۲۹۸، مطبوعہ لاہور۔

قد کی طرح تاویل کا ایک لمبا باب کھولا ہے۔ شاہ عبدالعزیز خلیفہ کے بلا اجرت وکیل نے ایک تاویل یہ کی ہے کہ جناب عمر آیتِ قرآن کے سامنے از راہ ادب خاموش ہو گئے تھے۔ ہم شیعہ یہ کہتے ہیں کہ کاش جب نبیؐ نے قلم دوات طلب فرمائی تھی تو نبیؐ کے سامنے بھی حضرت عمر از راہ ادب خاموش ہو جاتے۔!!! جناب عمر کو جب مسئلہ نہیں آیا تھا تو ایک عورت کے سامنے اپنی جہالت کا اقرار کیا اور فاروقی وکیل نے اسی کا نام ادب رکھ دیا۔

**نوٹ ۳**

دوسری تاویل یہ کی ہے کہ اگر اس عورت کی آیت سے مراد یہ تھی کہ حق مہر زیادہ کو خدا محبوب رکھتا ہے تو یہ چیز فہمِ پیغمبرؐ کے خلاف ہے کیونکہ احادیثِ صحیحہ میں زیادہ حق مہر سے روکا گیا ہے اور پھر شاہ عبدالعزیز نے چار عدد احادیث تحریر فرمائی ہیں ان کا مضمون یہی ہے کہ حق مہر زیادہ نہ دیا جائے۔ اور ہم اپنے سنی دوستوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ وہ احادیث جناب عمر کے زمانے میں نہیں بنی تھیں اگر اس زمانہ میں بنی ہوتی تو عمر فاروق خود ان پر عمل کرتے۔ حالانکہ نکاح ام کلثوم کا جھوٹا افسانہ گھڑا گیا ہے اس میں یہ ایک جھوٹی کڑی بھی ملائی گئی ہے کہ ام کلثوم کو عمر نے چالیس ہزار حق مہر دیا تھا۔

**اربابِ انصاف!**

جب حضرت عمر نے دوسرے لوگوں پر یہ پابندی لگائی تھی کہ پانچ سو درہم سے زیادہ حق مہر نہ دیں تو خود کیوں چالیس ہزار دیا؟

لَاتَنْهَ عَنْ خُلُقٍ وَتَأْتِيَ مِثْلَهُ
عَارٌ عَلَيْكَ اِذَا فَعَلْتَ عَظِيْمُ

## پندرھواں اعتراض: جناب امیرؑ کی طرف علماء اہل سنت نے ظلم کی نسبت دی ہے

اَنَّكَ بَعَثْتَنِيْ اِلٰى شَيْخٍ سُوْءٍ۔ (1)

(۱): الاستیعاب فی اسماء الاصحاب، ج۴، ص۴۶۸، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج۷، ص۴۸۷، ذخائر العقبیٰ، ص۱۶۸، تاریخ خمیس، ج۲، ص۳۸۴۔

ترجمہ: آپ نے مجھے ایک خبیث بڈھے کی طرف بھیجا۔

**نوٹ**

مذکورہ کلام ام کلثوم کی زبانی جناب عمر کی شان میں اہل سنت نے تحریر کیا ہے اور اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ معصومہ مذکورہ نکاح سے راضی نہ تھی۔ پس جناب امیرؑ نے گویا بچی کی رضا کے بغیر نکاح کر دیا اور یہ سراسر ظلم ہے اور عبدالعزیز سنی نے اپنے "تحفہ، کید ۸۵" میں تسلیم کیا ہے کہ امام مثلِ نبی معصوم ہے اور رتبۂ پیغمبر رکھتا ہے۔ پس ہمارا اعتراض یہ ہے کہ

یَبْنِیْ قَصْرًا وَّیَہْدِمُ مِصْرًا

علمائے اہل سنت عمر فاروق کی خاطر، عترتِ رسولؑ کی توہین کیوں کرتے ہیں؟؟!! اور جناب امیرؑ کی طرف ظلم کی نسبت کیوں دیتے ہیں؟!!!

## سولہواں اعتراض: اگر کسی واقعہ میں اختلاف زیادہ ہو تو وہ بقول اہل سنت جھوٹا ہوتا ہے

کَثْرَۃُ الْاِخْتِلَافِ فِیْ شَیْءٍ دَلِیْلُ کِذْبِہٖ۔[1]

ترجمہ: کسی چیز میں اختلاف کی زیادتی اس کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔

**نوٹ**

اہل سنت کی کتب کو بنظرِ انصاف پڑھا جائے تو نکاحِ ام کلثوم میں چالیس اقوال ہیں؛

(۱) جناب امیرؑ نے خود نکاح کر دیا۔ (۲) عباس کو متولی نکاح بنایا۔ (۳) مذکورہ نکاح بنوہاشم کو مجبور کر کے کیا گیا۔ (۴) مذکورہ نکاح بنوہاشم کی رضا سے ہوا۔ (۵) عمر کی اولاد، ام کلثوم سے ہوئی۔ (۶) ام کلثوم سے عمر کی اولاد نہیں ہوئی۔ (۷) زید بن عمر کی بھی اولاد ہوئی ہے۔ (۸) زید بن عمر کی اولاد نہیں ہوئی ہے۔ (۹) زید بن عمر قتل ہوا ہے۔ (۱۰) زید بن عمر خود مرا ہے۔ (۱۱) زید اور اس کی ماں ایک وقت میں مرے۔ (۱۲) زید ماں کے بعد زندہ رہا۔ (۱۳) حق مہر چالس ہزار درہم تھا۔ (۱۴) مذکورہ مقدار سے کم تھا۔ (۱۵) جناب

(۱): تحفہ اثناعشریہ، ص ۲۳۱، تتمہ بحث الامامۃ، مطبوعہ لاہور۔

امیرؑ نے عذرِ کمسنی کیا۔(۱۶) جناب امیرؑ نے عذرِ کمسنی نہیں کیا۔(۱۷) جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اس معاملہ میں میرے ساتھ اور بھی امیر ہیں۔(۱۸) ابنائے جعفرؑ سے منسوب ہونے کا عذر کیا۔(۱۹) عقیل نے مخالفت کی۔(۲۰) کشف ساق وغیرہ۔(۲۱) عمر گھورتا رہا۔(۲۲) موتِ عمر کے بعد بی بی کا عون بن جعفر سے نکاح ہوا۔(۲۳) اس کے بعد محمد بن جعفر سے نکاح ہوا۔(۲۴) ام کلثوم واقعہ کربلا میں موجود نہ تھی۔(۲۵) ام کلثوم واقعہ کربلا میں موجود تھی۔

**نوٹ**

باقی اقوال اختصار کی خاطر ہم ترک کرتے ہیں کیونکہ واقعہ ہی جھوٹا ہے اس لئے جتنے منہ اتنی باتیں۔ ورنہ جو شادی فاروق اعظم نے اپنی مغفرت کی خاطر کی تھی اس کا کوئی منہ سر ہوتا۔

ہمارے مخاطب نے نکاحِ فاروق پر رسالہ لکھا اور

بَالَ حِمَارٌ فَاسْتَبَالَ اَحْمِرَةً

دیکھا دیکھی میں سب ملوانوں نے اسی مسئلہ پر زورِ قلم صرف کرنا شروع کر دیا۔ مگر بنظرِ انصاف تاریخِ اسلام کو دیکھنے کی کسی نے زحمت گوارا نہیں فرمائی اور ضروری باتوں کو نظر انداز کر دیا۔

## تواتر معنوی کا غلط فائدہ

ہمارے مخاطب مولوی صدیق نے شیعوں کی کتاب "معالم الاصول" کے "المطلب السادس فی الاخبار، ص۱۸۳" سے ایک عبارت تواتر معنوی کے بارے میں اپنے کتابچہ "عقدِ ام کلثوم" کے "ص۲۸" پر نقل کیا ہے اور پھر اس عبارت سے اپنا جھوٹا دعویٰ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

**جواب**

اہل سنت کے مایہ ناز عالم شاہ عبد العزیز جن کے پیچھے محدث دہلوی کی دُم بھی لگی ہوئی ہے، اپنے "تحفہ" میں "ص۲۳۱ مطبوعہ لاہور" میں فرماتے ہیں کہ

كَثْرَةُ الْاِخْتِلَافِ فِیْ شَیْءٍ دَلِیْلُ کِذْبِهٖ۔

کسی واقعہ میں جب اختلاف زیادہ ہو تو وہ اختلاف اس واقعہ کے جھوٹے ہونا کا ثبوت ہے۔

ہم اپنے مخاطب سے گزارش کرتے ہیں کہ آپ کا یہ خاتم المحدثین شاہ عبدالعزیز کسی سبائی کی تخم ریزی کا نتیجہ نہیں ہے۔ آپ اس کے "تحفہ" کی عبارت اور کتاب "معالم" کی عبارت ملا کر کسی نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کریں۔ آپ کی پیش کردہ روایات سے تواتر معنوی کا کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ وہ تب مفید ہے جب روایات میں ایک امرِ مشترک پایا جائے اور آپ کی مطلوبہ روایات میں جو امر مشترک پایا جاتا ہے وہ کسی ام کلثوم سے عمر کا نکاح اور ہم اس نکاح کے قطعا منکر نہیں ہیں کیونکہ چار عدد ام کلثوم نامی عورتیں عمر کے نکاح میں تھیں۔

۱. ام کلثوم ملیکہ بنت عمرو بن جزول خزاعیہ۔
۲. ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم۔
۳. ام کلثوم بنت عقبہ۔
۴. ام کلثوم بنت ابی بکر۔

پس اگر جناب عمر کی ازواج کا نام ام کلثوم تھا تو اس سے آپ کے فاروق دامادِ علیؑ و فاطمہؑ ثابت نہیں ہوسکتے۔ جیسا کہ کسی عائشہ یا حفصہ نامی عورتوں کے شوہر کو آپ ابوبکر و عمر کا داماد نہیں مانتے۔

ہمارا اختلافی مسئلہ ہے ام کلثوم بنت علیؑ و فاطمہؑ سے عمر کا نکاح اور اس کی صحت کے بارے میں آپ کا دعویٰ بلا ثبوت ہے اور سفید جھوٹ ہے۔ چودہ سو سال گزر گئے ہیں آپ کے بزرگوں نے اور آپ نے مذکورہ دعویٰ کی صحت پر کوئی ایسی ضعیف خبر واحد بھی پیش نہیں کی جس کی آپ کے جھوٹے دعوے کی صحت پر کچھ ٹوٹی پھوٹی دلالت بھی ہو اور ضعیف خبر واحد کے نہ ہوتے ہوئے پھر دعویٰ تواتر معنوی کرنا آپ کے ڈھیٹ ہونے کا بہت بڑا ثبوت ہے۔

## کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا

پائے تحقیق سے وہ گری ہوئی روایات و عبارات جنہیں کئی بار علمائے شیعہ غلط ثابت کر چکے ہیں، مولوی صدیق نے انہیں جمع کر کے رسالہ "عقدِ ام کلثوم" کو ترتیب دے کر فاروق اعظم پر احسان عظیم کرنے

کی ناکام کوشش کی ہے اور مظلوم شیعوں کے دکھے ہوئے زخموں کو دوبارہ دکھانے کی ہمت کی ہے اور پھر اپنے ایک چمچے کے ذریعے اپنے رسالہ کی جواب طلبی کی ہے اور واجب الادا قرضے کا طعنہ دیا ہے، شیعوں کی مذہبی غیرت کو للکارا ہے۔ شیعہ بے غیرت نہیں تھے کہ چپ بیٹھے رہتے اور مولوی صدیق جیسے بے شمار ملوانوں کے ہر روز طعنے سنتے رہتے۔

اہل حدیث نے مظلوم شیعوں کو ہر طرح سے ستانا عبادت سمجھ رکھا ہے اور مسئلہ عقدِ ام کلثوم کو ہر طرح سے اچھالنا اپنا ایک اہم فریضہ سمجھ رکھا ہے۔ اہل حدیث شیعوں کو ستانے کا عذر یہ پیش کرتے ہیں کہ شیعوں کی کتابوں میں ایسا ہی لکھا ہے، ہم حوالہ دے سکتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اپنی تمام ملوانہ برادری سے کہ میں نے اپنے اس رسالہ میں عمر صاحب کے جو پول کھولے ہیں، قدم بہ قدم پر بندہ نے بھی اہل سنت کی کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔ پس اس رسالہ میں عمر صاحب کی شراب نوشی، ان کا نسب نامہ اور ان کی علۃ المشائخ کا ذکر، اگر میرے اہل سنت دوستوں کے لئے تکلیف کا باعث بنے تو میری طرف سے بھی اسی معذرت کو کافی سمجھیں کہ رافضی شیعہ ملوانے نے مذکورہ باتوں کے اہل سنت کی کتابوں سے حوالے دیئے ہیں۔ اہل حدیث کے مناظر و محققِ اعظم کان کھول کر سن لو! فاروق اعظم کی جس فضیلت کو ثابت کرنے کے لئے آپ کو جو دردِ زہ شروع ہوا ہے آپ کی اس تکلیف کا علاج تاقیامت ناممکن ہے۔

اِنَّ الْبُغَاثَ بِاَرْضِنَا يَسْتَنْسِرُ

کہ پدی ہمارے سامنے عقاب کی حیثیت نہیں رکھتی، ہم یاعلیؑ مدد! کا وہی نعرہ لگا کر میدان میں اترے ہیں جس نعرے سے آپ نے اپنی تکلیف کا تذکرہ اپنے رسالے میں کیا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ شریعتِ پاک میں حکم ہے کہ قرضہ ادا کرنا بہت ضروری ہے۔

ہم ان شاء اللہ آپ کا قرضہ پرافٹ سمیت (بمعہ سود) لوٹائیں گے اور اگر آپ نے اس وصول شدہ مال کو سلیقے سے اور سنبھال کر رکھا تو وہ اہل حدیث کے لئے تاقیامت کافی رہے گا۔ ہم نے مذکورہ مسئلے میں آپ کی طرح مکر و فریب سے کام نہیں لیا بلکہ خدا گواہ ہے کہ پوری دیانت سے فریقین کی کتابوں کو سامنے رکھا ہے

اور حتی الوسع مذکورہ افسانے کی تمام کڑیوں کو قارئین کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور جن باتوں کو آپ نے جان بوجھ کر یا ناواقفیت کی وجہ سے چھپایا ہے، ان سے پردہ اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے۔

سَتُبْدِی لَکَ الْاَیَّامُ مَا کُنْتَ جَاھِلًا
وَیَاْتِیْکَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَّمْ تُزَوِّدِی

## نتیجہ بحث

مذکورہ سولہ عدد اعتراضات اہل سنت دوستوں کی کتابوں کی عبارات سے لئے گئے ہیں اور ان عبارات سے جناب عمر اور آلِ نبیؐ کی توہین ہوتی ہے۔ جہاں تک جناب عمر کی ذات کا تعلق ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ بقول عبدالعزیز سنی صاحب "تحفہ، ص۲۳۱ مطبوعہ لاہور"

گوشت خر و دندان سگ

فاروق اعظم کی توہین اہل سنت دوستوں کو مبارک "ھَنِیْاًمَرِیًا" ہمیں کوئی افسوس نہیں البتہ بقول عبدالعزیز سنی صاحب "تحفہ، ذکر مطاعن صحابہ، طعن ۸"

شیوہ اھل سنت دروغ بندی در روایات نیست.

کہ اہل سنت حدیثوں میں جھوٹ نہیں بولتے۔

ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ یہ بزرگوار

من میں شیخ فرید بغل میں اینٹیں

جتنا جھوٹ آلِ نبیؐ پر ان لوگوں نے بولا ہے اس کی مثال گزری ہوئی امتوں میں بھی نہیں ملتی۔ مولوی نافع جھنگوی کا یہ عذر کہ روایات بلاسند ہیں اور مقطوع ہیں، یہ عذر بالکل مریض ہے کیونکہ تمام روایات بلاسند و مقطوع نہیں۔ نیز روایات میں آلِ نبیؐ کو صاف گالیاں لکھی ہیں، کسی پر تہمت لگانا کہ اس نے اپنی بیٹی کو ہار سنگار کر کے بغیر نکاح کے کہیں بھیجا ہو وغیرہ وغیرہ، ان باتوں کو اگر کوئی گالیاں نہ سمجھے تو پھر اللہ ہی اس کو ہدایت کی توفیق عطا کرے۔

تَنْھَانَا اُمُّنَا عَنِ الْغَیِّ وَتَغْدُوْ فِیْہِ

**ارباب انصاف!**

ان بزرگوں کی شان دکھانے کی خاطر جن کی شان میں کوئی کہہ گیا ہے:

ڈولے دیئے نبیؐ کو خلافت کے باب میں

ہمارے اہل سنت بھائیوں نے ایک جھوٹا افسانہ نکاحِ عمر والا بنایا ہے۔ ہم نے اس کو دوستوں کی تاریخ میں دیکھا ہے اور مچھلی کے گوشت کی طرح ہر لقمے میں دو چار کانٹے الجھے ہوئے ہیں اور چودہ سو برس گزر گئے علمائے اہل سنت اپنی کتابوں کی صفائی پیش نہ کر سکے۔ حالانکہ کسی چیز کا عقیدہ رکھنا اس وقت درست ہے جب وہ اپنے مذہب کے قانون کے مطابق ہو۔ ان کو مذکورہ نکاح "صحاح ستہ" سے صحیح روایات کے ذریعے ثابت کرنا چاہیے حالانکہ "صحاح ستہ" میں اس داستان کے متعلق اہل سنت کو کوئی فائدہ بخش مواد حاصل نہیں ہوتا اور جب کسی کی ہانڈی میں ابال آئے تو اس کی بو ہمسائے کے گھر پہنچتی ہے۔ نکاحِ فاروق کے جھوٹے افسانے کا اہل سنت نے اتنا پرچار کیا کہ اس کی بو سے شیعوں کی کتابیں بھی متاثر ہوئی ہیں۔

قانونِ انصاف کے پیشِ نظر ہمارا فریضہ ہے کہ ہم اپنے مذہبِ شیعہ کی کتابوں کی صفائی پیش کریں۔ جہاں تک اہل سنت کی کتابوں کا تعلق ہے، ان میں مذکورہ نکاح جیسے بھی لکھا ہے وہ ہمارے لئے حجت نہیں ہے۔ کسی مذہب والے کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنے مذہب کی کتابوں سے دوسروں کا گلہ دبائے۔ علمائے اہل سنت کی یہ انتہا درجے کی بداخلاقی ہے کہ وہ جب شیعوں کے خلاف کوئی کتابچہ تحریر کرتے ہیں تو ایک آدھ عبارت ٹوٹی پھوٹی ہوئی جو پایہ تحقیق سے گری ہوئی ہوتی ہے، کسی شیعہ کتاب سے پیش کرتے ہیں اور ساتھ اپنی دس کتابوں کا حوالہ دے دیتے ہیں اور یہی مکاری مولوی نافع جھنگوی نے کتاب "رحماء بینھم" میں اختیار کی ہے اور اس پر فریب کوشش کا صلہ پسرِ قحافہ کی سرکار سے ان کو ضرور ملے گا۔

## اہل سنت کی طرف سے شیعوں کے خلاف ان کی کتابوں سے پیش کردہ روایات پر مفصل جرح

## چار یاری مذہب کی توپ کا شیعوں کے خلاف پہلا گولا اہل شیعہ کی کتاب فروع کافی

عَلِیُّ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ عُمَیْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ وَ حَمَّادٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ فِیْ تَزْوِیْجِ اُمِّ كُلْثُوْمٍ فَقَالَ اِنَّ ذٰلِكَ فَرْجٌ غُصِبْنَاهُ۔ (۱)

(۱): فروع کافی، کتاب النکاح، باب المؤمن کفوالمؤمنۃ، ج۵، ص۳۴۶، مطبوعہ تہران۔

ترجمہ: امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ آپ نے ام کلثوم کی تزویج کے بارے میں فرمایا کہ وہ ایک رشتہ ہے جو ہم سے غصب اور چھین لیا گیا۔

مذکورہ روایت کے تیس (۳۰) عدد جوابات ملاحظہ ہوں

**جواب:۱**

یہ وہ روایت ہے جسے مولوی محمد صدیق اہل حدیث، مولوی عبد الستار تونسوی، مولوی غلام رسول ناروالی، مولوی محمد نافع جھنگوی، مولوی کرم دین وغیرہ نے کتاب شیعہ میں دیکھا اور خوشی سے پھولے نہ سمائے۔ سوچا کہ فاروق اعظم کی مصنوعی خلافت کو سہارا دینے کے لئے بہت بڑا ثبوت مل گیا۔ ان علماء سے پہلے ان کے پیرومرشد صاحبِ تحفہ نے یہ ڈفلی بجائی ہے اور روایت مذکورہ میں خوب رنگ بھرے ہیں اور پھر ان ملوانوں کی نوبت آئی ہے تو انہوں نے "زَادَ نَغْمَةً عَلَى الطُّنْبُوْرِ" کے موجب مذکورہ روایت کے ملنے پر خوب رقص کیا ہے اور جمعیت محبینِ صحابہ حسین آگاہی ملتان نے تو شیعوں کو کنجر اور بھڑوا کے خطابات سے نوازا ہے۔ ہم اراکینِ جمعیت کی خدمت میں اتنا عرض ضرور کریں گے کہ

انے کتے تے چڑھے شکار ہرنا

ان ملوانوں نے جس طرح تاریخ کے جنگل میں فضیلتِ عمر کو ڈھونڈنا شروع کیا ہے آخر یہ منہ کے بل گریں گے۔

**جواب:۲**

ہمارے مخاطب اہل حدیث کے مروان نے اس روایت کے ملنے کے بعد شیعوں کو بڑا رعب دکھایا ہے کہ ہم حوالہ جات بارش کی طرح برسائیں گے تاکہ روزِ قیامت شیعوں کو یہ عذر نہ ہو کہ ہماری کتابوں میں بھی لکھا تھا۔ مخاطب موصوف سے گذارش ہے کہ

دائی کولوں نہ گجھڑا پیٹ ہوندا

شیعوں سے ان کی کتابوں کی کوئی روایت چھپی ہوئی نہیں ہے اور "کافی شریف" کی جس روایت پر آپ عمر کی فضیلت کا محل کھڑا کرنا چاہتے ہیں یہ بنیاد بالکل کھوکھلی ہے اور جناب عمر اپنی شومیٔ قسمت سے جس خوبی سے روزِ اول سے محروم ہیں وہ خوبی مذکورہ روایت سے ثابت نہیں ہو سکتی اور ہم آپ کی تحقیق کے وہ ٹانکے ادھیڑیں گے کہ نوکِ تلّا ایک نہیں رہے گا اور اگر مولوی حیدر علی موچی (کفش دوز) یا مولوی چراغ دین آف

ریتڑی بھی قبر سے اٹھ کر آجائیں تو وہ بھی دوبارہ مرمت سے اپنی بے بسی کا اظہار کریں گے۔ آپ شیعوں کو للکار کر مغرور نہ ہوں، ملک وملت کی سالمیت کی خاطر شیعوں کی خاموشی کو آپ نے ان کی کمزوری سمجھا ہے اور ان سے اپنے رسالے کے جواب کو بعنوانِ واجب الادا قرضہ تعبیر کیا ہے۔ ہم آپ کا قرضہ ان شاءاللہ اپنے اس رسالہ میں پرافٹ سمیت (بمعہ سود) لوٹائیں گے۔

اِنْ كُنْتَ رِيْحًا فَقَدْ لَاقَيْتَ اِعْصَارًا

**جواب:۳**

### کسی دلیل کو تب تسلیم کیا جاتا ہے جب دعویٰ کے مطابق ہو

اہل سنت کا دعویٰ ہے کہ جناب امیرؑ نے ام کلثوم بنت فاطمہؑ کا نکاح عمر بن خطاب سے کیا تھا اور علمِ منطق کا قانون ہے کہ دلیل تب درست ہوتی ہے جبکہ وہ مدعی پر کسی قسم کی دلالت بھی کرے اور مذکورہ روایت کی اہل سنت کے مدعیٰ پر نہ تو دلالتِ مطابقی ہے اور نہ ہی دلالتِ تضمنی والتزامی ہے۔ مذکورہ روایت میں نہ تو لفظِ عمر ہے اور نہ لفظِ نکاح ہے۔ نہ ہی جناب امیرؑ کا ذکر ہے اور نہ ہی بنت فاطمہؑ (ام کلثوم) کا ذکر ہے۔ جناب عمر سے ہمیں کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے مگر انصاف بھی تو کوئی شے ہے۔ جس روایت سے عمر کا شرف ثابت کیا جاتا ہے اس میں جناب عمر کے ذکر کی کوئی بو تک نہیں۔ پس "کافی شریف" سے ایک مجمل روایت پیش کر کے شور وغل مچانا بے فائدہ ہے۔ شیعوں کو عمر فاروق کی کسی فضیلت کا قائل کرنا آسان کام نہیں۔

اِنَّهَا لَيْسَتْ بِخُدْعَةِ الصَّبِيِّ

**جواب:۴**

### کسی دلیل کو تب تسلیم کیا جاتا ہے جب دعویٰ پر اس کا منطوق یا مفہوم دلالت کرے

اہل سنت دوستو! آخر آپ کو بھی مرنا ہے اور خدا کو حساب دینا ہے۔ اپنے دعویٰ کو بھی بنظرِ انصاف دیکھو اور اپنی دلیل کو بھی بنظرِ انصاف دیکھو۔ علمِ اصول کا مسلّمہ فیصلہ ہے کہ اگر کسی کلام کا کسی دعویٰ پر منطوق اور مفہوم دلالت نہیں کرتا تو اس کلام سے وہ دعویٰ ثابت نہیں ہوگا۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ بنت فاطمہؑ کا نکاح جناب امیرؑ نے عمر سے کیا تھا۔ مذکورہ دعویٰ پر "کافی شریف" کی مذکورہ روایت کا نہ تو منطوق دلالت کرتا ہے اور نہ ہی مفہوم دلالت کرتا ہے۔

مولوی صدیق نے ہماری خاموشی کو ہماری کمزوری سمجھا اور اپنے ایک چمچے کے ذریعے ہماری مذہبی غیرت کو للکارا ہے اور جب

بَلَغَ السِّكِّيْنُ الْعَظْمَ

چھری ہڈی تک پہنچ گئی تو ہم نے سوچا کہ مولوی صدیق صاحب

پلّے نہیں دھیلا تے کردی اے میلہ میلہ

علامہ صاحب کے پاس ثبوت تو ہے نہیں اور شور بڑا مچایا ہے پس ہمیں بھی مجبوراً قلم اٹھانا پڑا۔

**جواب:۵**

**برہان کی اعلیٰ اقسام دو ہیں؛ قیاس اقترانی اور قیاس استثنائی**

مذکورہ روایت سے اہل سنت دوست نہ تو قیاس اقترانی بنا سکتے ہیں اور نہ ہی استثنائی۔ پس ہماری گذارش پر غور فرمائیں کہ علمِ منطق کی روشنی میں "کافی شریف" کی مذکورہ روایت دلیل ہی نہیں بن سکتی تو اس سے آپ کا مدعی کیسے ثابت ہوگا؟

**جواب:۶**

اگر کسی شارح یا محشی نے اپنی طرف سے مذکورہ روایت میں لفظِ ام کلثوم کے ساتھ بنت فاطمہؑ یا بنت علیؑ لکھا ہے تو ان کے پاس دلیل اگر یہی روایت ہے تو اس روایت میں ام کلثوم کے ماں باپ کا نام مذکور نہیں ہے اور اگر کوئی اور ثبوت ہے تو وہ انہوں نے پیش نہیں کیا۔ اس واقعہ کو ہزار برس سے زیادہ وقت گزر چکا ہے لہذا اس واقعہ کو انہی لوگوں کے الفاظ میں دیکھا جائے گا جو ہزار برس پہلے موجود تھے اور ان کے الفاظ ہمارے سامنے ہیں۔ ان کے الفاظ میں روایت میں کل پانچ لفظ ہیں: ۱۔ فَقَالَ، ۲۔ اِنَّ، ۳۔ ذٰلِكَ، ۴۔ فَرْجٌ، ۵۔ غُصِبْنَاهُ۔ ہر شخص کو مرنا ہے اور خدا کو جواب دینا ہے۔ ان مذکورہ پانچ عدد الفاظ میں نہ تو لفظِ عمر کہیں آیا ہے نہ لفظِ نکاح کہیں آیا ہے اور نہ ہی لفظِ بنت فاطمہؑ و علیؑ کہیں آیا ہے۔

اہل سنت دوستو! اپنے دعویٰ پر بھی غور کرو اور اس کی دلیل پر بھی غور کرو! اگر مولوی کرم دین یا غلام رسول ناروالی یا عبد الستار تونسوی کے دل میں رائی برابر بھی انصاف ہوتا تو مذکورہ روایت کو شیعوں کے سامنے پیش کرنے سے وہ خود بخود شرم کرتے۔

اِنْ کُنْتَ لَا تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ۔ (۱)

**جواب:۷**

## اگر تسلی نہیں ہوئی تو مزید سنیئے

فَصْلٌ اِنَّ النَّبِیَّ لَمْ یَنُصَّ عَلٰی اَحَدٍ۔۔۔ وَاِنَّمَا الْحُجَّۃُ فِیْ رِوَایَتِھِمَا لَا فِیْ قَوْلِھِمَا۔ (۲)

**ترجمہ:** (ابن تیمیہ کہتا ہے کہ جناب عمر اور عائشہ) کی روایت میں حجت ہے نہ کہ ان کے ذاتی رائے اور قول میں حجت ہے۔

**نوٹ**

ہم کہتے ہیں کہ "کافی شریف" کی روایت ہمارے سامنے موجود ہے اور اس میں ام کلثوم کی ولدیت مذکور نہیں۔ پس یہ احتمالِ قوی ہے کہ وہ ام کلثوم بنت ابی بکر ہو اور

اِذَا جَآءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ

اور اہل سنت جب جناب عائشہ اور حضرت عمر جیسی بزرگ ہستیوں کی ذاتی رائے کو حجت نہیں مانتے تو ہمارے لئے بھی کسی محشی اور شارح کی ذاتی رائے بغیر دلیلِ قطعی حجت نہیں ہے اور ہمارے مخاطب تو اپنے دعوے پر پکے ہیں۔

اَثْبَتُ مِنْ قُرَادٍ.

---

(۱): بخاری شریف، کتاب الادب، ج۸، ص۲۹۔ (بخاری شریف میں مذکورہ بالا عبارت ان الفاظ کے ساتھ ہے؛ اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ۔ سید مجبی)

(۲): منہاج السنہ، ج۱، ص۱۳۶، مطبوعہ مصر۔ (مذکورہ بالا عبارت کے الفاظ اصل کتاب میں یوں ہیں؛ فَصْلٌ: وَاَمَّا قَوْلُہٗ عَنْ اَھْلِ السُّنَّۃِ: اِنَّھُمْ یَقُوْلُوْنَ: اِنَّ النَّبِیَّ لَمْ یَنُصَّ عَلٰی اِمَامَۃِ اَحَدٍ وَاِنَّہٗ مَاتَ عَنْ غَیْرِ وَصِیَّۃٍ. سید مجبی)

حالانکہ اگر وہ اپنی ہٹ دھرمی چھوڑ دیں اور مذکورہ روایت سے ام کلثوم بنت ابی بکر مراد لے لیں تو شیعہ سنی کا ایک مسئلہ پر تواتحاد ہو جائے گا اگر ام کلثوم بنت ابی بکر زوجہ عمر ہے تو

چشمِ ما روشن و دلِ ما شاد

**جواب:۸**

ذالك: اسم اشارہ ہے۔ "شرح جامی، ذکر اسمائے اشارات" ملاحظہ فرمائیے؛

ذَالِلْقَرِيْبِ وَذَالِكَ لِلْبَعِيْدِ وَذَاكَ لِلْمُتَوَسِّطِ۔

جب کسی دور شی کی طرف اشارہ کرنا ہو تو اس کے لئے لفظ ذَالِكَ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مذکورہ روایت میں لفظِ ذالک سے جس ام کلثوم کی طرف اشارہ ہے وہ خاندانِ رسالتؐ سے بہت دور تھی۔ اولادِ رسولؐ سے اس کو قریبی رشتہ نہ تھا ورنہ اس کے لئے لفظِ ذالک استعمال نہ ہوتا اور خاندانِ نبوتؐ سے جس کا قریبی رشتہ نہیں تھا وہ ام کلثوم بنت ابی بکر ہے۔ آٹھ عدد کتبِ اہل سنت گواہ ہیں کہ ام کلثوم بنت ابی بکر کا رشتہ عمر نے مانگا تھا اور بی بی عائشہ کا وظیفہ زیادہ کر کے اس کو بھی رضامند کیا تھا۔ دونوں خاندان آپس میں شیر و شکر بھی تھے اور فاروق اعظم کو ٹھکرانے کی وجہ بھی نہ تھی اور لڑکی بھی کمسن نہ تھی اور چشم بد دور جوڑ بھی نرالا تھا پس ام کلثوم بنت ابی بکر ہی زوجہ عمر ہے۔ البتہ اہل سنت راویوں نے چالاکی کی اور بنت ابی بکر کے نکاح کو مسخ کر کے بیان کیا جس سے کئی مؤرخ ٹھوکر کھا گئے۔

تَرَافَدُوْا تَرَافُدَ الْحُمُرِ بِأَبْوَالِهَا

## اعتراض

امام نے "غُصِبْنَاهُ" کیوں فرمایا کہ وہ رشتہ ہم سے غصب کیا گیا؟

**جواب:۹**

اگر "کافی شریف" کی مذکورہ روایت میں لفظ "غُصِبْنَاهُ" کو اس کے معنی حقیقی پر حمل کیا جائے تو یہ چیز شرعاً، عقلاً اور عادتاً ناممکن ہے اور اگر ام کلثوم سے مراد بنت فاطمہؑ لی جائے تو یہ بھی ناممکن ہے کیونکہ اس کا ثبوت نہیں ہے۔ ثبوت میں یہی روایت پیش کی گئی ہے اور اس میں ولدیت مذکور نہیں ہے۔ ام کلثوم کا عمر

سے رشتہ محلِ اختلاف ہے اور ام کلثوم بنت ابی بکر کا رشتہ عمر سے محلِ اتفاق ہے۔ پس عقل مند کو چاہیے کہ جس میں اختلاف ہے، اس کو چھوڑ دے اور جس میں اتفاق ہے، اس کو زوجہ عمر تسلیم کرے۔ اور وہ جس پر اتفاق ہے، ابوبکر کی لڑکی تھی اور ذالک کا اشارہ بھی اس کا مؤید ہے۔ بنوہاشم میں سے کسی کو ام کلثوم بنت ابی بکر کا رشتہ درکار تھا مگر اربابِ سقیفہ کی پرفریب چالوں سے اس ہاشمی کو محروم کر دیا گیا۔ پس اسی لئے امام نے مجازاً فرمایا: "غُصِبْنَاہُ" حقیقت مثلِ سورج روشن ہوگئی ہے۔ ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں لیکن ہمارے مخاطب نے پکا ارادہ کر رکھا ہے کہ

جَعَلَ کَلَامِیْ دَبْرَ اُذُنَیْہِ

**جواب:۱۰**

اگر لفظِ فرج کی کسی قبیلہ کی طرف اضافت ہوتی تو اس میں کچھ تعین ہو جاتی مگر یہ لفظ نکرہ ہے اور جس طرح لفظِ ام کلثوم میں کئی احتمال ہیں مثلاً؛ وہ بنت ابی بکر ہے یا غیر؟ اسی طرح مذکورہ لفظ میں بھی کئی احتمال ہیں اور قوی احتمال بلکہ صحیح یہی ہے کہ اس فرج سے مراد فرج بنت ابی بکر ہے اور

اَلرِّوَایَۃُ اِذَا وُجِدَلَھَا مَحْمِلٌ صَحِیْحٌ لَاتُرَدُّ

پس زوجہ عمر، ام کلثوم یار غار کی بیٹی ہے پس حقیقت روشن ہوگئی اور ضد کا کوئی علاج نہیں ہے۔ ہمارے مخاطب پر ایک ہی بھوت سوار ہے اور وہ اس غلط گمان میں مبتلا ہے کہ عمر داماد علیؑ ہے۔

تشنه در خواب آب می بیند

**جواب:۱۱**

اگر لفظ ام کلثوم کا ہی ہمارے اہل سنت بھائیوں نے رٹا لگانا ہے تو پہلی گزارش یہ ہے کہ

بی حیا باش و هرچه خواهی کن

جنہیں لاہ سٹی لوئی اُتھے کی کرے کوئی

اور دوسری گزارش یہ ہے کہ ہم اربابِ انصاف کو دعوتِ انصاف دیتے ہیں کہ اگر کوئی عورت عائشہ نامی ہو تو کیا اس کا شوہر داماد ابوبکر ہے؟ یا کسی عورت کا نام حفصہ ہو تو کیا اس کا شوہر داماد عمر ہے؟ حقیقت اربابِ انصاف کے سامنے پیش کر دی ہے مگر مولانا صدیق اور مولانا احسان الٰہی ظہیر اپنی ضد نہیں چھوڑیں گے۔

ظِلُّ الْاَعْوَجِ اَعْوَجُ۔

**جواب:۱۲**

بالقطع والتواتر ثابت ہے۔ ادلہ یقینیہ موجود ہیں کہ جب عمر بن خطاب نبی کی بیٹی کا گھر جلانے آیا تھا تو قنفذ نے جناب عمر کی بھرپور مدد کی مگر عبد العزیز سنی اپنے "تحفہ" میں "باب مطاعن صحابہ، طعن ۸" میں لکھتا ہے کہ قنفذ مجھول الاسم و المسمی ہے۔ اور ہم اہل سنت سے گزارش کرتے ہیں کہ "کافی شریف" کی مذکورہ روایت میں ام کلثوم بھی مجھول الاسم و المسمی ہے مگر قوی احتمال بلکہ صحیح یہی ہے کہ موصوفہ ابوبکر کی بیٹی ہے۔

کَمَا تَدِیْنُ تُدَانُ۔

**جواب:۱۳**

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ شیعوں کی کتاب میں جس ام کلثوم کا ذکر ہو گا وہ بنت علیؑ ہی ہوگی۔ یہ کہنا اس شخص کی نادانی ہے۔ قرآن پاک میں ابولھب کی زوجہ دشمنِ نبیؐ کا ذکر ہے کیا وہ اہل سنت کی نظر میں محترمہ ہوگئی؟؟! شیعوں کی کتابوں میں تو عائشہ اور حفصہ کا ذکر بھی ملتا ہے اسی انداز سے مذکورہ روایت میں ام کلثوم کا ذکر ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ محترمہ بھی بی بی عائشہ کے قبیلہ کی ہے اور اگر عائشہ کی بہن ام کلثوم زوجہ عمر ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں

چشمِ ما روشن و دل ما شاد

حقیقت بھی یہی ہے البتہ مولانا صدیق، مولانا احسان الٰہی ظہیر اور مولانا عبد الستار تونسوی سے انصاف طلب کرنا ایسے ہی ہے جیسے؛

فَضَرَبَ فِیْ حَدِیْدٍ بَارِدٍ

**جواب ۱۴**

مذکورہ روایت میں الفاظ رکیک اور بھدے ہیں اور عبد العزیز سنی نے اپنے "تحفہ" میں لکھا ہے کہ رکاکتِ الفاظِ روایت، اس روایت کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔[1]

ہم کہتے ہیں کہ مذکورہ روایت میں یا تو راوی کو اشتباہ ہوا ہے اور یا جن بزرگوں کی عورتوں کا ذکر تاریخِ اسلام میں رکیک الفاظ میں آیا ہے۔ پس

یَلْحَقُ الشَّیْءَ بِاَعَمِّ الْاَغْلَبِ

(۱): تحفہ اثناعشریہ، باب ۲، کید ۱۳۷ اور نیز باب ۶، ص ۱۶۲ مطبوعہ لاہور۔

ام کلثوم بھی انہی بزرگوں کی کوئی بیٹی ہے۔ مثلاً؛ اسماء بنت ابی بکر اور انگیٹھی کا ذکر، "عقد الفرید، ج۲، ص۱۱۳، مروج الذہب، ج۲، ص۱۰۳، ذکر عبداللہ بن زبیر" ملاحظہ فرمائیں اور نیز "حفصہ بنت عمر اور مسئلہ عورت کی بے قراری شوہر کے لئے"، "تاریخ الخلفاء، اخبار الاول، ذکر عمر اور ازالۃ الخفاء ج۲، ص۱۸، فصل۶، مطبوعہ کراچی" ملاحظہ ہو۔ اور نیز "دو محلِ ختنہ کی لڑائی اور بی بی عائشہ"، "مشکوۃ شریف، باب الفصل، ازالۃ الخفاء، ج۳، ص۳۱۸، ذکر رسالہ فقہ عمر" اور "موطا امام مالک، کتاب الغسل" ملاحظہ فرمائیں۔

ہم شیعوں پر ہمارے دوست یوں بھی برستے ہیں کہ رکیک الفاظ کی روایت ان کی کتاب میں ہے اور ہم نے تین عدد نمونے رکاکتِ الفاظ کے دوستوں کی کتابوں سے پیش کر دیئے ہیں۔

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

**جواب:۱۵**

علمِ اصول کا مسلم قانون ہے کہ "اِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَا" مذکورہ روایت سے بفرضِ محال اگر ام کلثوم بنت علیؑ مراد لی جائے تو اس روایت کا تعارض ہے، مرآۃ العقول کی اس روایت سے کہ جب امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ کیا یہ رشتہ ہوا ہے؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: جو لوگ اس کی صحت کا دعویٰ کرتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں۔ اور "وَالدَّلِیْلُ اِنَّمَا یُتَمَسَّكُ بِهٖ اِذَا سَلِمَ عَنِ الْمُعَارِضِ" پس ان دونوں حدیثوں کا تعارض ہو گیا اور تساقط ہو گیا اور اگر کسی واقعہ کے ہونے میں شک ہو تو اصل عدمِ وقوع ہے ہر حادث میں۔

**جواب:۱۶**

مذکورہ اعتراض شیعوں پر اہل سنت نے وارد کیا ہے اور اس کا جواب اگر وہ اپنے قانونِ مذہب کے مطابق طلب کرنا چاہتے ہیں تو یہ بے انصافی ہے کیونکہ ہر مذہب اپنے قانون کے مطابق جواب دیتا ہے مگر ہم اہل سنت کو ایسے قانون کی روشنی میں جواب دیتے ہیں جو شیعہ سنی دونوں کے ہاں مسلّم ہے اور وہ یہ کہ جسے مولوی نافع جھنگوی نے اپنی کتاب میں اپنے بزرگوں کے ارشادات کی روشنی میں تسلیم کیا ہے کہ جس روایت میں قبیح تعبیر پائی جائے اور جو روایت متناً شاذ ہو وہ قابلِ قبول نہیں ہوتی (۱)

---

(۱): رحماء بینھم، ص۲۲۰۔

اور ”کافی شریف“ میں لکھا ہے؛

یُتْرَکُ الشَّاذُّ الَّذِیْ لَیْسَ بِمَشْھُوْرٍ.(۱)

کہ جو روایت شاذ ہو اس کو ترک کیا جائے۔

پس مذکورہ حدیث شیعہ سنی دونوں کے قانون کے مطابق حجت نہیں ہے کیونکہ مذکورہ روایت شاذ ہے اور بقول اہل سنت اس میں قبیح تعبیر پائی جاتی ہے۔

**جواب:۱۷**

شیعہ سنی دونوں مذہبوں کا اتفاق ہے کہ جو روایت قرآن کے مخالف ہو اسے ترک کر دیا جائے۔ اللہ قرآن میں فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا﴾(۲)

کہ ظالموں کی طرف میلان نہ کرو۔

اور کسی ظالم کو رشتہ دینا اس کی طرف میلان ہے پس ناممکن ہے کہ جناب امیرؑ نے بیٹی کا رشتہ عمر بن خطاب کو دیا ہو جبکہ دلیلِ یقینی سے ثابت ہے کہ جناب عمر نے فاطمہ زہراؑ پر ظلم کیا ہے اور بی بی کی شان یہ ہے کہ ان کے حق میں ادنی سی گستاخی سے انسان موردِ غضبِ الٰہی بن جاتا ہے۔

**جواب:۱۸**

”کافی شریف“ میں لکھا ہے کہ جو روایت سنت نبیؐ کے مخالف ہو اسے قبول نہ کیا جائے۔(۳)

اور اہل سنت کی کتاب ”ریاض النضرۃ“ میں لکھا ہے کہ عمر بن خطاب نے نبی کریمؐ سے فاطمہ زہراؑ کا اپنے لئے رشتہ مانگا تھا اور نبی کریمؐ نے عمر کو ٹھکرا دیا تھا۔(۴)

---

(۱): کافی شریف، باب ذکر اختلاف الحدیث، ج۱، ص۶۸۔

(۲): (پارہ ۱۲، سورہ ھود، آیت ۱۱۳۔ سید مجبی)

(۳): کافی شریف، باب ذکر اختلاف الحدیث، ج۱، ص۶۸۔

(۴): ریاض النضرۃ، باب ۴، فصل ۶، ج۳، ص۱۸۲۔

پس معلوم ہوا کہ اگر عمر بنت نبیؐ کا رشتہ مانگے تو اس کو ٹھکرانا سنتِ نبیؐ ہے پس ناممکن ہے کہ جناب امیرؑ نے سنت نبویؐ کی مخالفت کرتے ہوئے نبیؐ کی بیٹی کا رشتہ حضرت عمر کو دیا ہو۔ پس مذکورہ روایت کے بارے میں اہل سنت کا دعویٰ صحیح ہے تو روایت قابلِ قبول نہیں اس لئے "کافی شریف" میں لکھا ہے؛

يُتْرَكُ مَا خَالَفَ حُكْمُهُ حُكْمَ الْكِتَابِ وَ السُّنَّةِ۔

کہ قرآن وسنت کے حکم کے مخالف جو روایت آئے اس کو چھوڑ دیا جائے۔

**جواب:۱۹**

"کافی شریف" میں لکھا ہے کہ جب حدیثوں میں اختلاف ہو جائے تو

يُتْرَكُ مَا وَافَقَ الْعَامَّةَ. (۱)

جو روایت اہل سنت کے عقیدہ کے موافق ہو اس کو چھوڑ دیا جائے۔

پس مذکورہ روایت سے اگر دعویٰ اہل سنت ثابت ہے تو چونکہ وہ روایت اہل سنت کے عقیدہ کے موافق ہے پس اسے چھوڑ دیا جائے گا۔

## اعتراض

مولوی کرم دین کے پیٹ میں سخت مروڑ اٹھے ہیں اور فرماتے ہیں کہ "کافی شریف" کی عبارت میں نہایت مکروہ لفظِ فرج استعمال کیا گیا ہے۔

**جواب:۲۰**

﴿وَالَّتِيْ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِّلْعَالَمِيْنَ﴾ (۲)

(کہ مریمؑ) جس نے اپنے فرج کی حفاظت کی۔۔۔الخ

**نوٹ**

اگر مذکورہ لفظ مکروہ ہوتا تو خدا اسے بی بی مریمؑ کے بارے میں استعمال نہ کرتا۔

---

(۱): کافی شریف، باب ذکر اختلاف الحدیث، ج۱، ص۶۸۔

(۲): پارہ ۱۷، سورہ الانبیاء، آیت ۹۲۔

**جواب:۲۱**

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِذَا اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ، غَسَلَ فَرْجَهٗ وَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ۔ (۱)

**ترجمہ:** (وڈّی اماں جی بھاگاں والی) بی بی عائشہ فرماتی ہیں کہ جب جنابت کی حالت میں نبی کریمؐ سونا چاہتے تو فرج کو دھو لیتے تھے۔

**نوٹ**

لفظِ فرج "بخاری شریف، کتاب الغسل" میں نبی کریمؐ کی بیویوں کی زبانی سات مرتبہ آیا ہے اور نیز لفظِ مذاکیر زوجہ نبیؐ میمونہ کی زبانی "بخاری، کتاب الغسل" میں آیا ہے۔ نیز لفظِ ذکر جناب عمر اور جناب عثمان کی زبان پر آیا ہے۔ "بخاری، کتاب الغسل" گواہ ہے کہ اگر مذکورہ لفظ مکروہ ہوتا تو وہ "بخاری" میں نہ آتا جس کا پڑھنا اہل سنت عبادت سمجھتے ہیں۔ نیز مثل مشہور ہے کہ

ہر ملکے وہر رسمے

یعنی ہر ملک اور زبان کا اپنا دستور ہے۔ ایک لفظ ایک زبان میں معیوب ہوتا ہے اور دوسری زبان میں معیوب نہیں ہوتا۔

ہرگز نہ ہوئے مغزِ سخن سے آگاہ

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ

## اعتراض: شاہ عبدالعزیز کی ہرزہ سرائی

(فارسی عبارت کا ملخص)

اَوَّلُ فَرْجٍ غُصِبْنَاهُ (وہ پہلا رشتہ ہے جو ہم سے غصب ہوا) یہ وہ کلمہ ہے جس سے قریب ہے کہ آسمان ٹوٹ پڑے اور زمیں پھٹ پڑے۔ یہ کیسی بے ادبی ہے جو طاہرہ مطہرہ بی بی ام کلثوم کی

(۱): بخاری شریف، کتاب الغسل، ج۱، ص۶۵، مطبوعہ مصر۔ (اصل متن میں مذکورہ روایت یوں ہے: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ، غَسَلَ فَرْجَهٗ وَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ. کتاب الغسل، باب: الجنب يتوضأ ثم ينام۔ سید مجبی)

شان میں کی گئی ہے۔ یہ کلمہ تہمت ہے امام جعفر صادق علیہ السلام پر اور نیز یہ کلمہ بھی شیعوں کے اعتقاد میں ایک بے غیرتی ہے۔ یہ کلمہ بزرگان بلکہ بازاری لوگ بھی زبان پر نہیں لاتے۔[۱]

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

**جواب:۲۲**

**اہل سنت کے امام شافعی کی ماں کی فرج سے مشتری ستارہ نکلا**

**سیرۃ حلبیہ کی عبارت ملاحظہ ہو:**

وَذُكِرَ اَنَّ اُمَّ اِمَامِنَا الشَّافِعِيِّ رَاَتْ وَهِيَ حَامِلٌ بِهٖ اَنَّ النَّجْمَ الْمُسَمّٰى بِالْمُشْتَرِيِّ خَرَجَ مِنْ فَرْجِهَا فَوَقَعَ فِيْ مِصْرَ ثُمَّ وَقَعَ فِيْ كُلِّ بَلَدَةٍ مِنْهُ شَظِيَّةً، فَتَاَوَّلَ ذٰلِكَ اَصْحَابُ تَاْوِيْلِ الرُّؤْيَا بِاَنَّهَا تَلِدُ عَالِمًا يَكُوْنُ عِلْمُهُ بِمِصْرَ اَوَّلًا ثُمَّ يَنْتَشِرُ اِلٰى سَائِرِ الْبُلْدَانِ۔[۲]

**ترجمہ:** ذکر کیا گیا ہے کہ ہمارے امام شافعی کی ماں نے جب وہ حاملہ تھی ایک خواب دیکھا کہ ستارہ مشتری ان کی فرج سے نکلا ہے پس اس ستارے نے پہلے مصر میں ضیاباری کی اور پھر اس کے نور کی چمک ہر شہر میں پہنچی۔ خواب کی تعبیر بتانے والوں نے کہا کہ خلیدہ بی بی ایک بچہ جنے گی، جس کا علم پہلے مصر والوں کو پہنچے گا اور پھر دوسرے شہروں کو پہنچے گا۔

**نوٹ**

شاہ عبدالعزیز نے جب لفظِ فرج شیعہ کتب میں دیکھا تو اپنے گھر کی خبر لیے بغیر ہی شیعوں پر برس پڑے۔

**چرا کار کند عاقل که بعد آید پشیمانی**

ہم نے شاہ صاحب کے مذہب کی کتابوں سے ثابت کر دیا ہے کہ ان کے چوتھے امام شافعی کی والدہ محترمہ خلیدہ بی بی کی فرج کا ذکر ایسے الفاظ میں کیا گیا ہے کہ اگر چار یاری مذہب میں کچھ بھی شرم ہو تو ڈوب کر

(۱): تحفہ اثناعشریہ، ص ۱۳۲، مطبوعہ سہیل اکیڈمی۔ (تحفہ اثناعشریہ، باب چہارم میں متن کے الفاظ اس طرح مرقوم ہیں: اَوَّلُ فَرْجٍ غُصِبَ مِنَّا۔ سید مجی)

(۲): سیرۃ حلبیہ، ج ۱، ص ۹۲، باب ذکر مولد رسول اللہ۔ مزید رک: تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۵۹، ذکر محمد بن ادریس الامام الشافعی، اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ ذکر امام شافعی، ص ۱۴۱، اسعاف الراغبین، ص ۲۳۳، ذکر امام شافعی۔

مرجائیں۔ امام شافعی کے بیوقوف دوستوں نے اپنے گمان میں ان کی ایک فضیلت بنائی ہے اور در حقیقت وہ ان کے لئے باعث رسوائی بن گئی کیونکہ سائنس نے تحقیق کی ہے کہ مشتری ستارہ بہت بڑا ہے اگر وہ درّہ بولان سے بھی گزرے تو پھنس جائے، نکل نہ سکے اور خواب ہمیشہ امر ممکن کا آتا ہے۔ کیا اتنے بڑے ستارے کا فرج سے نکلنا ممکن ہے؟!! بڑے شرم کی بات ہے اگر آپ کو ہوش ہو تو۔

**جواب:۲۳**

**اسماء بنت ابی بکر کی فرج یا رحم کا گریہ**

**تاریخ بخاری کی عبارت ملاحظہ ہو:**

يَا عَبْدَ اللهِ لَقَدْ يَبْكِي عَلَيْكَ كُلُّ شَيْءٍ فِي جِسْمِي حَتَّى فَرْجِي۔[1]

اور بعض نسخوں میں "رَحِمِي بَكَتْ عَلَيْكَ" بھی لکھا ہے۔

**حبیب السیر کی عبارت ملاحظہ ہو**

چوں خبر قتل عبداللہ بمادرش رسید بوجود آنکہ سنّش از نود تجاوز کردہ بود حائض گشت وگفت یا عبداللہ الی آخرہ۔[2]

دونوں عبارتوں کا **ملخص ترجمہ:** جب عبداللہ بن زبیر کے قتل کی خبر اس کی ماں اسماء بنت ابی بکر کو پہنچی تو باوجود کہ اس کا سن نوے سال سے زیادہ ہو چکا تھا مگر اس کو خونِ حیض آگیا اور فرمایا: اے بیٹے! اللہ تجھ پر رحمت کرے تیرے غم میں میرے جسم کی ہر شے رو رہی ہے حتیٰ کہ میری فرج یا رحم بھی۔

**نوٹ**

**اربابِ انصاف!**

عبدالعزیز سنی کی ہزلیات کا جواب ہم نے پیش کر دیا ہے اور

اَلْعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْاِشَارَةُ وَالْغَافِلُ لَا تَنْفَعُهُ اَلْفُ عِبَارَةٍ

---

(۱): تاریخ بخاری، منقول از شرح کنز مکتوم، ص ۱۵۳۔

(۲): حبیب السیر، جزو دوم از جلد دوم، ص ۲۳، ذکر عبداللہ بن زبیر۔

جواب:۲۴

## حنفی مذہب میں پیش نماز کی پہچان کا تھرما میٹر

ثُمَّ الْاَحْسَنُ زَوْجَةً، ثُمَّ الْاَكْثَرُ مَالًا، ثُمَّ الْاَكْثَرُ جَاهًا (ثُمَّ الْاَنْظَفُ ثَوْبًا) ثُمَّ الْاَكْبَرُ رَأْسًا وَالْاَصْغَرُ عُضْوًا۔[۱]

ترجمہ: (حنفی مذہب میں یہ قانون ہے کہ جب ایک مسجد میں ایک نماز کے لئے جماعت کرانے کی خاطر دو امام موجود ہوں تو زیادہ حق کس کا ہے اور افضل کون ہے؟ تو چند طریقے اعلیٰ پہچان کے ہیں)

۱. جس کی زوجہ زیادہ خوبصورت ہو۔
۲. پھریا جس کے پاس مال زیادہ ہو۔
۳. پھریا جس کی شان وشوکت زیادہ ہو۔
۴. پھریا جس کے کپڑے زیادہ صاف ستھرے ہوں۔
۵. پھریا جس کا سر بڑا ہو اور عضو تناسل چھوٹا ہو۔

نوٹ:۱

قیاس کُن زگلستان من بہار مرا

نوٹ:۲

## طلحہ اور زبیر کی پیش نمازی کے بارے میں لڑائی

فَلَمَّا حَضَرَ وَقْتُ الصَّلَاةِ تَنَازَعَ طَلْحَةُ وَ الزُّبَيْرُ، وَ جَذَبَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ، حَتَّى فَاتَ وَقْتُ الصَّلَاةِ، وَ صَاحَ النَّاسُ: اَلصَّلَاةُ الصَّلَاةُ يَا اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ! فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يُصَلِّي مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ يَوْمًا وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يَوْمًا، فَاصْطَلَحُوا عَلٰى ذٰلِكَ۔[۲]

---

(۱): الدر المختار، ج۱، ص۴۲، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ۔

(۲): تاریخ یعقوبی، ج۲، ص۱۷۰، ذکر جنگ جمل۔

**ترجمہ:** جب وقتِ نماز ہوا طلحہ و زبیر کا آپس میں جھگڑا ہوگیا اور ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کو پیچھے ہٹاتا تھا(اور خود امامت کے لئے آگے بڑھتا تھا) حتیٰ کہ نماز قضا ہوگئی۔ لوگوں نے شور وغل مچایا کہ اے اصحاب محمدؐ! نماز کا خیال کرو، نماز کا خیال کرو۔ پس وڈی اماں عائشہ جی نے فرمایا کہ ایک دن محمد بیٹا طلحہ کا جماعت کرائے اور ایک دن عبداللہ بیٹا زبیر کا نماز پڑھائے پس دونوں نے اپنی سالی کے فیصلہ پر صلح کرلی۔

**نوٹ**

جس طرح سائنس نے ترقی کی ہے حنفی مذہب اسلام کی ترقی ہے۔ مگر جنگ جمل کے وقت مذکورہ تھرما میٹر عبدالعزیز سنی کے بزرگوں نے ایجاد نہیں فرمایا تھا ورنہ جھگڑے کی نوبت ہی نہ آتی۔ سچ ہے:

بَیْتُ الْاِسْکَافِ فِیْهِ مِنْ کُلِّ جِلْدٍ رُقْعَةٌ

**جواب:۲۵**

## اہل سنت کے ساتویں خلیفے کا محراب مسجد میں پیشاب کرنا اور پانچ بیٹوں کے لئے خلافت لینا

اَبْوَلُ مِنْ کَلْبٍ۔ ۔ ۔ ، وَیَجُوْزُ اَنْ یُرَادُ بِهٖ کَثْرَةُ الْوُلْدِ، فَاِنَّ الْبَوْلَ فِیْ کَلَامِ الْعَرَبِ یُکْنّٰی بِهٖ عَنِ الْوُلْدِ۔ قُلْتُ: وَبِذٰلِكَ عَبَّرَ ابْنُ سِیْرِیْنَ رُؤْیَا عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ حِیْنَ بَعَثَ اِلَیْهِ: اِنِّیْ رَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ قُمْتُ فِیْ مِحْرَابِ الْمَسْجِدِ وَبُلْتُ فِیْهِ خَمْسَ مَرَّاتٍ، فَکَتَبَ اِلَیْهِ ابْنُ سِیْرِیْنَ: اِنْ صَدَقَتْ رُؤْیَاكَ فَسَیَقُوْمُ مِنْ اَوْلَادِكَ خَمْسَةٌ فِی الْمِحْرَابِ، وَیَتَقَلَّدُوْنَ الْخِلَافَةَ بَعْدَكَ، فَکَانَ کَذٰلِكَ۔ (۱)

**ترجمہ:** عرب کی یہ مثل "اَبْوَلُ مِنْ کَلْبٍ" کہ کتے سے زیادہ پیشاب کرنے والا۔ اس سے مراد کثرتِ اولاد لینا بھی جائز ہے کیونکہ کلام عرب میں پیشاب سے مراد کنایۃً اولاد مراد لی جاتی ہے۔ (ابوالفضل میدانی فرماتے ہیں کہ) ابن سیرین نے عبدالملک بن مروان کے خواب کی اسی طرح

---

(۱): المعارف، ص۱۹۳، ذکر سعید بن المسیب۔ (مذکورہ روایت مجمع الامثال کے عین مطابق ہے لیکن کتاب المعارف میں چار بار پیشاب اور چار بیٹوں کا ذکر ہے۔ المعارف، ج۱، ص۴۴۳، ط ہیئت مصریہ قاہرہ۔ سید مجبی) مجمع الامثال، ج۱، ص۱۱۹، مطبوعہ مصر، مؤلف ابوالفضل میدانی۔

تعبیر کی تھی۔ عبد الملک نے اسے یہ خواب تحریر کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ محرابِ مسجد میں میں نے پانچ مرتبہ کھڑے ہو کر پیشاب کیا ہے۔ ابن سیرین نے یہ جواب لکھا کہ اگر تیرا خواب سچا ہے تو تیرے پانچ بیٹے تیرے بعد خلیفے بنیں گے اور محراب میں کھڑے ہوں گے اور ہوا بھی اسی طرح۔

**نوٹ:۱**

"شرح فقہ اکبر" سے حوالہ مذکور ہو چکا ہے کہ عبد الملک بن مروان اہل سنت کا ساتواں مایہ ناز خلیفہ بر حق ہے۔ شرم و حیا کی ڈھولک بجانے والے مسجد، محراب اور خلافت کی پاکیزگی کا خیال بھی کریں اور اپنے محبوب خلیفے کے پیشاب کا بھی لحاظ کریں۔

**تن همه داغ داغ شد پنبه کجاکجا نهی**

**نوٹ:۲**

"کافی شریف" میں لفظِ فرج ہمارے اہل سنت دوستوں نے لکھا ہوا دیکھا تو تھانیدار کی طرح بیچارے شیعوں پر برس پڑے۔ لیکن ان شرم و حیا کے ٹھیکیداروں نے اس بات کی طرف توجہ نہ دی کہ لفظِ فرج قرآن پاک میں جناب مریمؑ کے بارے میں استعمال ہوا ہے اور "بخاری شریف" میں نبی کریمؐ کے لئے بھی استعمال ہوا ہے اور "تاریخ بخاری" میں جناب ابو بکر کی بیٹی اسماء کے لئے بھی لفظِ فرج استعمال ہوا ہے۔ نیز "تاریخ بغداد" میں اہل سنت کے امام شافعی کی ماں کی فرج سے ستارہ مشتری کے نکلنے کا بھی ذکر ہے۔ نیز لفظِ ذکَر کا جناب عمر و عثمان کی زبانوں پر آنا "بخاری شریف" میں لکھا ہے۔ نیز سنی بھائیوں کی کتاب "الدر المختار" میں وقتِ نماز، پیش نماز کے عضو تناسل کی پیمائش کا بھی ذکر ہے اور نیز سنی دوستوں کی کتاب "مجمع الامثال" میں سنی بھائیوں کے محبوب رہنما اور خلیفہ عبد الملک بن مروان کا حالتِ خواب میں محرابِ مسجد میں پانچ مرتبہ پیشاب کرنا بھی مذکور ہے۔

پس اگر ہمارے اہل سنت دوستوں میں غیرت ہو تو ڈوب کر مر جائیں۔ جب انہوں نے اپنے امام کی والدہ گرامی کی فرج سے مشتری ستارہ کا نکلنا ذکر کیا ہے اور اپنے خلیفے ابو بکر کی بیٹی اسماء کی فرج کا رونا بھی ذکر کیا ہے تو ہم ان سے اور کیا کہیں ؟؟؟

شرم، شرم، شرم!

**جواب:۲۶**

وا کنم زخم دل آری طاقتِ دیدن داری
سر کنم نالہ اگر تابع شنیدن داری

## اسلام میں صحتِ نکاح کے لئے مرد اور عورت کا ایک دوسرے کا کفو ہونا ضروری ہے

### کتاب الفقہ کی عبارت

اِنَّ الْکَفَاءَۃَ هِیَ مُسَاوَاۃُ الرَّجُلِ لِلْمَرْاَۃِ فِیْ اُمُوْرٍ مَخْصُوْصَۃٍ، وَهِیَ سِتٌّ: اَلنَّسَبُ، وَالْاِسْلَامُ، وَالْحِرْفَۃُ، وَالْحُرِّیَّۃُ، وَالدِّیَانَۃُ، وَالْمَالُ۔ (۱)

ترجمہ: کفایت کا معنی ہے کہ مرد عورت کے ساتھ چند امور میں برابر ہو اور وہ چھ ہیں: ۱۔ نسب۔ ۲۔ اسلام۔ ۳۔ پیشہ۔ ۴۔ آزادی۔ ۵۔ پاکیزگی و شرافت و دیانت۔ ۶۔ مال و دولت۔

### بحر الذخار کی عبارت

اَلْکَفَاءَۃُ الْمُمَاثَلَۃُ، قُلْتُ: وَفِی الْعُرْفِ الْمُمَاثَلَۃُ فِی الشَّرَفِ وَالدَّنَاءَۃِ وَهِیَ مُعْتَبَرَۃٌ فِی النِّکَاحِ اِجْمَاعًا۔ (۲)

ترجمہ: کفایت کا معنی مماثلت ہے مرد و عورت شرف اور پستی میں برابر ہوں اور برابری اجماعًا نکاح میں معتبر ہے۔

### نوٹ

اہل سنت میں کفو ہونے کے لئے مذکورہ چھ امور ضروری ہیں اور اہل تشیع کے نزدیک یہ بھی ضروری ہے کہ مرد مخنث نہ ہو، ناصبی نہ ہو، شرابی نہ ہو، حلال زادہ ہو، حرام زادہ نہ ہو ورنہ وہ کسی پاکیزہ نسب والی

---

(۱): کتاب الفقہ علیٰ مذاہب الاربعہ، کتاب النکاح، ج۴، ص۵۴۔

(۲): البحر الزخار، کتاب النکاح، ج۳، ص۴۸ (کتاب ہذا کا مکمل نام البحر الزخار الجامع لمذاہب علماء الامصار ہے قاری کتاب سہم مسموم حوالہ کی تحقیق کے دوران علامہ ابو بکر بزار کی کتاب البحر الزخار پہ اس کتاب کو قیاس نہ کریں۔ سید مجبی) مزید رک: الھدایہ مع الدرایۃ، کتاب النکاح، فصل فی الکفاءۃ، ج۲، ص۳۲۰، شرح وقایہ، کتاب النکاح، ج۲، ص۱۷، کنز الدقائق، کتاب النکاح، ص۱۰۰، الدر المختار، کتاب النکاح، ج۲، ص۷، ازالۃ الخفاء رسالہ فقہ العمر، کتاب النکاح، ذکر کفو، ج۳، ص۴۰۷، فتاویٰ قاضی خان، کتاب النکاح، ج۱، ص۱۶۱، سنن دار قطنی، کتاب النکاح۔

عورت کا کفو نہیں ہو سکتا۔ حضرت عمر فاروق ام کلثوم بنت علیؑ کے کفو نہیں تھے کیونکہ بی بی کا نسب پاکیزہ تھا اور حضرت عمر صحیح النسب نہ تھے اور اس کی وضاحت کے لئے ضروری ہے کہ پہلے ولید بن مغیرہ کے نسب سے بحث کی جائے کیونکہ ولید مغیرہ صحیح النسب نہ تھے اور رسول اللہؐ نے عمر فاروق کو ولید بن مغیرہ سے تشبیہ دی ہے۔

## ولید بن مغیرہ کا نسب صحیح نہ تھا

ثبوت ملاحظہ ہو

﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ * هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ * مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ * عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ﴾ (۱)

ترجمہ: اس شخص کی اطاعت نہ کریں جس میں یہ نو صفتیں ہوں؛ ۱۔ زیادہ قسمیں کھانے والا۔ ۲۔ ذلیل۔ ۳۔ طعنے دینے والا۔ ۴۔ چغلی کرنے والا۔ ۵۔ نیکی سے روکنے والا۔ ۶۔ حد سے گزرنے والا۔ ۷۔ گناہگار۔ ۸۔ متکبر۔ ۹۔ حرام زادہ۔

## مذکورہ آیت ولید بن مغیرہ کی شان میں نازل ہوئی ہے

### تفسیر الفتوحات الالہیہ کی عبارت:

مَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ قَالَ الْوَلِيْدُ لِاُمِّهِ: اِنَّ مُحَمَّدًا وَصَفَنِيْ بِتِسْعِ صَفَاتٍ اَعْرِفُهَا غَيْرَ التَّاسِعِ مِنْهَا، فَاِنْ لَمْ تَصَدِّقِيْنِيْ الْخَبَرَ ضَرَبْتُ عُنُقَكِ، فَقَالَتْ لَهُ: اِنَّ اَبَاكَ عِنِّيْنٌ فَخِفْتُ عَلَى الْمَالِ، فَمَكَّنْتُ الرَّاعِيَ مِنْ نَفْسِيْ، فَاَنْتَ مِنْهُ۔ (۲)

---

(۱): پارہ ۲۹، سورہ قلم آیات ۱۰ تا ۱۳۔

(۲): الفتوحات الالہیہ، ج ۴، ص ۳۸۴۔ مزید رک؛ تفسیر کبیر، ج ۸، ص ۱۸۸، سورہ نون والقلم، تفسیر مظہری، ج ۱۰، ص ۳۴، تفسیر خازن، ج ۷، ص ۱۱۰، تفسیر کشاف، ج ۲، ص ۴۸۵، تفسیر در منثور، ج ۶، ص ۲۵۲، تفسیر جواہر، پ ۲۹، تفسیر روح المعانی، پ ۲۹، ص ۲۸، تفسیر جلالین، پ ۲۹، سورہ نون والقلم، تفسیر ابی سعود بر حاشیہ رازی، ج ۸، ص ۲۱۶۔

ترجمہ: جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو ولید نے اپنی ماں سے کہا کہ محمدؐ نے میری نو صفتیں بیان کی ہیں جن کو میں جانتا ہوں سوائے آخری صفت (حرام زادہ ہونے) کے اور اگر تو مجھ سے سچی بات نہیں بتائے گی تو تیری گردن اڑادوں گا۔ پس ولید سے اس کی ماں نے کہا: تیرا باپ نامرد تھا اور مجھ کو مال و دولت کے ضائع ہونے کا ڈر ہوا۔ پس میں نے ایک چرواہے کو اپنے اوپر قدرت دی اور تو اس چرواہے کا بیٹا ہے۔

**نوٹ**

"تفسیر مظہری، تفسیر رازی، تفسیر خازن، تفسیر کشاف" چاروں میں زنیم کا معنی یہی لکھا ہے کہ زنیم وہ ہے جو ولد الزنا ہو، حلالی نہ ہو، جو کسی قوم میں شمار ہو اور ان سے نہ ہو اور یہ ولید ایسا ہی تھا۔

## جناب عمر اور ولید بن مغیرہ کا نسب پیغمبرؐ کی نگاہوں میں ایک جیسا تھا

### صفوۃ الصفوۃ کی عبارت ملاحظہ ہو

فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ حَتّٰى اَتٰى عُمَرَ، فَاَخَذَ بِمَجَامِعِ ثَوْبِهٖ وَحَمَائِلِ السَّيْفِ، فَقَالَ: مَا اَنْتَ مُنْتَهِيًا يَا عُمَرُ حَتّٰى يُنْزِلَ اللهُ يَعْنِيْ بِكَ مِنَ الْخِزْيِ وَالنَّكَالِ مَا نَزَلَ بِالْوَلِيْدِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ۔ (۱)

ترجمہ: (جب جناب عمر تلوار لے کر رسول اللہؐ کو قتل کرنے کے لئے آئے تھے اور نبی کریمؐ کو اطلاع ملی تھی) پس حضورؐ اٹھے حتیٰ کہ گریبانِ عمر اور نیامِ عمر سے پکڑ کر فرمایا کہ تو باز نہیں آئے گا اے عمر! حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں اس رسوائی والی بات کی خبر دے جو ولید بن مغیرہ کے متعلق دی ہے۔

(۱): صفوۃ الصفوۃ، ج۱، ص ۱۰۳، ذکر عمر۔ مزید رک: الطبقات الکبریٰ، ج۳، ص ۱۶۸، ذکر عمر، تاریخ الخلفاء، ص ۱۱۱، ذکر عمر، الصواعق المحرقہ، ص ۵۵، باب پنجم، سیرۃ حلبیہ، ج۲، ص ۱۵، روضۃ الاحباب، ج۱، ص ۱۳۴، شرح ابن ابی الحدید، ج۳، ص ۲۱۱، ریاض النضرۃ، ج۲، ص ۱۱، فصل ۴، نور الابصار، ص ۶۰، فصل ذکر عمر، تاریخ خمیس، ج۱، ص ۲۹۶، ذکر اسلام عمر۔

## دربار نبویؐ میں نسب کی تحقیق اور عمر کا گھبرانا

فَقَامَ عَبْدُ اللهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ: مَنْ اَبِیْ؟ فَقَالَ: اَبُوْكَ حُذَافَةُ. ثُمَّ اَكْثَرَ اَنْ يَّقُوْلَ: سَلُوْنِیْ. فَبَرَكَ عُمَرُ عَلٰی رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: رَضِيْنَا بِاللهِ رَبًّا، الخ(۱)

**ترجمہ:** عبداللہ بن حذافہ نے عرض کی یانبی اللہؐ! میرا باپ کون ہے؟ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ تیرا باب حذافہ ہے پھر آنجنابؐ نے فرمایا کہ دوسرے لوگوں سے کہ تم بھی پوچھو۔ جناب عمر باادب حضورؐ کے سامنے بیٹھ گئے اور عرض کی ہم راضی ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے، الخ۔

**نوٹ:۱**

مذکورہ دس عدد کتب گواہ ہیں کہ جناب عمر تلوار لے کر رسول اللہؐ کے قتل کرنے کے لئے آئے تو جس طرح ولید بن مغیرہ اپنی ماں کے سر پر تلوار لے کر آیا تھا توماں نے اس کے نسب کا راز فاش کر دیا تھا کہ تو صحیح النسب نہیں ہے اسی طرح نبی کریمؐ نے عمر فاروق کو ان کے راز کو فاش کرنے کی دھمکی دی کہ تیرے بارے میں اسی رسواکن بات کی اللہ خبر دے گا جو ولید بن مغیرہ کے متعلق خبر دی ہے۔

اَلْعَاقِلُ تَكْفِيْهِ الْاِشَارَةُ

جناب عمر اور جناب ولید بن مغیرہ دونوں نسب شریف میں مناسبت رکھتے ہیں اور دونوں صحیح النسب نہیں ہیں۔

ہم جواب کی تمہید میں عرض کر چکے ہیں کہ مرد کو عورت کے ساتھ نسب میں برابر ہونا چاہیے۔ پس

کجا ریش کجا خایہ

کجا بنی ہاشم کا پاکیزہ نسب اور کجا حضرت عمر کا مشکوک اور مشتبہ نسب۔ پس حضرت عمر فاروق ام کلثوم بنت فاطمہؑ جیسی پاکیزہ نسب شہزادی کا کفو نہ تھا لہذا ناممکن ہے کہ جناب امیرؑ نے شریعت کی مخالفت کرتے ہوئے بیٹی کا نکاح غیر کفو کے ساتھ کیا ہو۔ اگر کسی کتاب میں اس کے خلاف کچھ مواد ملے تو وہ راویوں کا اشتباہ ہے، خاندانِ نبوتؐ کا اس میں کوئی قصور نہیں۔

---

(۱): صحیح بخاری، کتاب العلم، ج۱، ص۲۶، مطبوعہ مصر۔

**نوٹ:۲**

ہم نے اہل سنت بھائیوں کی لاکھ منت کی کہ اور مسئلے بہت ہیں ان پر طبع آزمائی کی جاسکتی ہے اور مسئلہ عقدِ ام کلثوم کا تعلق ہمارے جذبات سے ہے اور ناموسِ رسولؐ سے ہے اور ہم کو مل کر ایک ملک میں رہنا ہے لہذا اسے نہ چھیڑا جائے۔ لیکن ہمارے دوستوں نے، اہل سنت علماء نے رہ رہ کر اس مسئلے کو چھیڑنے کی کوشش کی۔ کچھ عرصہ پہلے قاری غلام رسول نارووالی، مولوی محمد صدیق تاندلوی، مولوی عبد الستار تونسوی اور انجمن محبینِ صحابہ کو بیٹھے بیٹھے خیال آیا گویا

باسی ہانڈی میں ابال آیا

اور چار عدد پمفلٹ مختلف قسم کے دامادی عمر کے سلسلے میں ہزاروں کی تعداد میں شائع کر دیئے۔ ہمارے مذکورہ جواب سے حضرت عمر کے عقیدت مندوں کو سخت تکلیف ہوگی۔ لیکن ہم بھی انسان ہیں، دفاع کا حق ہر انسان کو حاصل ہے۔ ہماری مذہبی غیرت کو ہمارے مخاطب مولوی محمد صدیق نے للکارا ہے، ہماری خاموشی کو ہماری کمزوری سمجھا ہے، ہمیں واجب الادا قرضے کا طعنہ دیا ہے۔ ہم اپنے مخاطب یہودی سبائی ہاتھوں کے ستائے ہوئے مولانا محمد صدیق سے عرض کرتے ہیں کہ ہم آپ کا قرض ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ پر افٹ سمیت آپ کا قرضہ لوٹائیں گے۔

## اعتراض

اگر جناب عمر کا نسب غیر صحیح تھا تو نبی کریمؐ اور شیعوں کے امام اور صحابہ کرام ان کو ابن خطاب کہہ کر کیوں پکارتے تھے؟

## جواب

لفظِ الہ (خدا) کا معنی ہے سچا معبود، خدائے حق لیکن قرآن میں الہ بتوں پر بھی بولا گیا ہے:

﴿لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِـهَةً مَّا وَرَدُوْهَا﴾ (۱)

---

(۱): پارہ ۱۷، سورہ انبیاء آیت ۹۹۔

**ترجمہ:** اگر یہ بت خدا ہوتے تو جہنم میں داخل نہ ہوتے۔

نیز لفظِ رب خدا تعالیٰ کے لئے ہے لیکن سورہ انعام میں شمس، قمر اور ستاروں پر بھی بولا گیا ہے:

﴿فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ﴾ (۱)

**ترجمہ:** جب ابراہیمؑ نے طلوع ہوتا ہوا آفتاب دیکھا تو فرمایا: یہ میرا رب ہے؟!

پس ہم اپنے دوستوں سے سوال کرتے ہیں کہ بت خدا تو نہیں تھے اور شمس و قمر اور ستارے رب بھی نہیں تھے پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ چیزوں پر لفظ الہ یا رب کا اطلاق کیوں کیا ہے؟؟ بات دراصل یہ ہے کہ لفظ جب کسی معنی میں مشہور ہو جائے تو پھر اس لفظ کا استعمال اس معنی میں درست ہوتا ہے چونکہ لفظ "الہ" یا "رب" کا استعمال ان زمانوں میں بتوں پر شمس و قمر پر بھی ہوتا تھا پس اسی شہرت کی بنا پر اللہ نے ان الفاظ کا استعمال کیا ہے اور اسی طرح جناب عمر چونکہ خطاب کے گھر پیدا ہوئے پس ابن خطاب مشہور ہو گئے۔ جس طرح کوئی شخص کوئی بچہ پالے تو وہ پالنے والا اس کا باپ مشہور ہو جاتا ہے اسی طرح خطاب نے عمر کو پالا تھا اور عمر، خطاب کا بیٹا مشہور ہو گیا جیسا کہ ولید کو ابن مغیرہ کہا جاتا تھا اسی طرح جناب عمر کو ابن خطاب ہی کہا جاتا تھا۔

**جواب: ۲۷**

## مؤمنہ عورت کا ناصبی سے نکاح صحیح نہیں

عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: لَايَتَزَوَّجِ النَّاصِبُ الْمُؤْمِنَةَ۔ (۲)

**ترجمہ:** امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ (دشمنِ اہل بیتؑ) ناصبی مرد کی تزویج مؤمنہ عورت سے نہ کی جائے۔

سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللهِ عَنْ نِكَاحِ النَّاصِبِ فَقَالَ لَا وَ اللهِ مَا يَحِلُّ۔ (۳)

---

(۱): پارہ ۷، سورہ انعام، آیت ۷۸۔

(۲): فروع کافی، کتاب النکاح، باب منا کحہ النصاب، ج۵، ص۳۴۹، مطبوعہ تہران۔

(۳): (فروع کافی، کتاب النکاح، باب منا کحہ النصاب والشکاک، ج۵، ص۳۵۰، مطبوعہ تہران۔ سید مجبی)

ترجمہ: (راوی کہتا ہے کہ) میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا ناصبی مرد کو رشتہ دینا جائز ہے؟
امام علیہ السلام نے (تاکید کی خاطر) قسم کھا کر فرمایا کہ ناصبی کو رشتہ دینا جائز اور حلال نہیں۔

**نوٹ**

جناب عمر بن خطاب ناصبی اور دشمنِ اہل بیتؑ تھے اور آٹھ عدد کتبِ اہل سنت بمعہ حوالہ جات ثابت کیا جا چکا ہے کہ اولادِ نبیؐ کا گھر جلانے کے لئے اور ابو بکر کی جبری بیعت کروانے کے لئے، جناب عمر پیش پیش اور جاگیر فدک کے سلسلہ میں جناب عمر کے مظالم کی داستان ہماری کتاب "جاگیر فدک" میں ملاحظہ فرمائیں اور جناب امیرؑ کی خلافتِ بلافصل سے انکار کرنا یہ بھی حضرت عمر کا حضرت علی علیہ السلام پر ایسا ظلم ہے جو محتاجِ بیان نہیں اور امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ناصبی دشمنِ اہل بیتؑ کو رشتہ نہ دیا جائے۔ پس ناممکن ہے کہ جناب امیرؑ نے شریعت کی مخالفت کرتے ہوئے اس دشمنِ اولادِ نبیؐ کو بیٹی کا رشتہ دیا ہو۔

**جواب:۲۸**

## بد خلق کو رشتہ نہ دیا جائے

لَا یَنْبَغِیْ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَخْتَارَ زَوْجًا سَیِّئَ الْخُلُقِ۔ (۱)

## حضرت عمر کا خلق اچھا نہیں تھا

فَقُلْنَ: نَعَمْ اَنْتَ اَفَظُّ وَاَغْلَظُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ: اِیْهًا یَا ابْنَ الْخَطَّابِ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ، مَا لَقِیَكَ الشَّیْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّكَ۔ (۲)

ترجمہ: قریشی عورتوں نے کہا (جناب عمر سے) کہ تو زیادہ بد خلق ہے اور نبی کریمؐ نے فرمایا: اے پسر خطاب! شیطان جس راہ آرہا ہو اگر وہ تجھے دیکھ لے تو وہ بھی (تیری بد خلقی کی وجہ سے) دوسری راہ اختیار کر لے۔

---

(۱): وسیلۃ النجاۃ، ص ۳۰۰، کتاب النکاح۔
(۲): صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب مناقب عمر، ج ۵، ص ۱۱، طبع مصر۔

## جناب عمر کی بداخلاقی سے تمام اصحاب نبیؐ تنگ تھے

### ملخص عبارت

مَا اَنْتَ قَائِلٌ لِرَبِّكَ اِذَا سَاَلَكَ عَنِ اسْتِخْلَافِ عُمَرَ عَلَيْنَا وَ قَدْ تَرٰى غِلْظَتَهٗ۔ (۱)

**ترجمہ:** (جب جناب ابوبکر نے انصاف اور جمہوریت کا جنازہ نکالتے ہوئے بغیر کسی الیکشن کے خلافت کی خاطر عمر کو نامزد کرنا چاہا تو اصحابِ نبیؐ چلا اٹھے اور عمر کے غلط اخلاق کی ابوبکر سے ان الفاظ میں شکایت کی) تو خدا کو کیا جواب دے گا جب وہ تجھ سے پوچھے گا کہ تو نے عمر کو خلیفہ کیوں بنایا باوجودیکہ تجھے اس کی بدخلقی معلوم ہے؟

## جناب عمر کی بدخلقی کی وجہ سے حضرت علیؑ عمر کا منہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے تھے

فَاَرْسَلَ اِلٰى اَبِىْ بَكْرٍ، اَنِ ائْتِنَا وَلَا يَاْتِنَا اَحَدٌ مَعَكَ، كَرَاهِيَةً لِمَحْضَرِ عُمَرَ، فَقَالَ عُمَرُ: لَا وَاللهِ لَا تَدْخُلُ عَلَيْهِمْ وَحْدَكَ۔ (۲)

**ترجمہ:** (جناب فاطمہ زہراؑ کی وفات کے بعد) جناب امیرؑ نے ابوبکر کی طرف پیغام بھیجا کہ تم میرے پاس آؤ اور تمہارے ساتھ کوئی اور نہ آئے۔ یہ حضورؑ نے اس لئے فرمایا کہ عمر کے آنے کو جناب امیرؑ ناپسند کرتے تھے۔

### نوٹ

مذکورہ حوالہ جاب سے واضح ہوگیا کہ حضرت عمر کی بدخلقی کا ذکر مدینے کی عورتوں نے نبی کریمؐ کے سامنے کیا ہے اور نبی کریمؐ نے ان عورتوں کی تائید میں فرمایا کہ ہاں! شیطان بھی اس کی بداخلاقی کی وجہ سے ا س سے گریز کرتا ہے اور اصحابِ نبیؐ نے بھی وقتِ وفاتِ ابوبکر ان کے سامنے جناب عمر کی بدخلقی کا رونا رویا ہے اور حضرت علیؑ تو جناب عمر کی بدخلقی کی وجہ سے ان کا منہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ شریعت کا اٹل

(۱): اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج۴، ص۱۶۸، ذکر عمر، الطبقات الکبریٰ، ج۳، ص۱۹۹، ذکر وصیت ابی بکر، تاریخ طبری، ج۴، ص۲۱۳۷، سنہ ۱۳، تاریخ کامل ابن اثیر، ج۳، ص۲۰۷، ذکر استخلاف عمر بن الخطاب، الامامۃ والسیاسۃ، ص۱۸، ذکر وفات ابی بکر۔

(۲): صحیح بخاری، ج۵، ص۱۳۹، باب غزوہ خیبر، مطبوعہ مصر۔

فیصلہ ہے کہ بدخلق سے پرہیز کیا جائے اور اسی کتاب میں ہم ثابت کر آئے ہیں کہ عمرو بن عاص نے جناب عمر کو ان کی بدخلقی کی وجہ سے ام کلثوم بنت ابی بکر کا رشتہ لینے سے روکا تھا اور نیز یہ بھی ثابت کر آئے ہیں بقول اہل سنت کہ ام کلثوم ابن ابی بکر نے جناب عمر کی بدخلقی کی وجہ سے ان کے رشتے کو ٹھکرایا تھا اور نیز یہ بھی ثابت کر آئے ہیں کہ بقول اہل سنت کہ جناب عائشہ نے حضرت عمر کی بدخلقی کی وجہ سے اپنی بہن ام کلثوم کی طرف داری کی اور خلیفہ جی کی منگنی توڑ دی، رشتہ دے کر مکر گئی۔

پس **اربابِ انصاف!** غور کرنا چاہیے کہ جتنی ہمدردی عمرو بن عاص اور بی بی عائشہ کو ام کلثوم بنت ابی بکر سے تھی کیا اتنی ہمدردی حضرت علیؑ کو اپنی بیٹی ام کلثوم سے نہ تھی؟ جبکہ ان کی والدہ بھی عمر کے ظلم سے شہید ہوئی تھیں اور خود بھی جناب عمر کے ظلم سے پچیس سال مظلومیت کے بسر کئے۔ پس ناممکن ہے کہ جناب امیرؑ نے شریعت کی مخالفت کرتے ہوئے اور دیگر امورِ عادیہ کی مخالفت کرتے ہوئے ایک بدخلق شخص کو اپنی بیٹی کا رشتہ دیا ہو۔

**جواب:۲۹**

## شرابی کو رشتہ نہ دیا جائے

۱. قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللهِ مَنْ زَوَّجَ كَرِيْمَتَهٗ مِنْ شَارِبِ الْخَمْرِ فَقَدْ قَطَعَ رَحِمَهَا۔

۲. قَالَ رَسُوْلُ اللهِ شَارِبُ الْخَمْرِ لَا يُزَوَّجُ اِذَا خَطَبَ۔

۳. قَالَ رَسُوْلُ اللهِ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ بَعْدَ مَا حَرَّمَهَا اللهُ عَلٰى لِسَانِىْ فَلَيْسَ بِاَهْلٍ اَنْ يُّزَوَّجَ اِذَا خَطَبَ (۱)

**تمام عبارتوں کا ملخص ترجمہ:** معصوم نے فرمایا کہ جس نے اپنی بیٹی کا رشتہ شرابی کو دیا، اس نے بیٹی سے قطع رحمی کی۔ نبی کریمؐ فرماتے ہیں کہ شراب کے حرام ہونے کے بعد جو شخص شراب پیئے اس کو رشتہ نہ دیا جائے۔

(۱): فروع کافی، کتاب النکاح، باب الکفو، ج۵، ص۳۴۷۔ مزید رک؛ عروۃ الوثقیٰ، کتاب النکاح، باب مستحبات التزویج، ص۵۵۰، مراۃ العقول، ج۳، ص۴۵۰، کتاب النکاح۔

## جناب عمر شراب پیتے تھے

وَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْخَمْرِ ثَلَاثَ آيَاتٍ: اَلْاُوْلٰی قَوْلُهُ تَعَالٰی: ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ﴾ اَلْآيَةُ، فَكَانَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ شَارِبٍ، وَمَنْ تَارِكٍ اِلٰی اَنْ شَرِبَ رَجُلٌ، فَدَخَلَ فِی الصَّلَاةِ فَهَجَرَ، فَنَزَلَ قَوْلُهُ تَعَالٰی: ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ﴾، فَشَرِبَهَا مَنْ شَرِبَهَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَتَرَكَهَا مَنْ تَرَكَهَا حَتّٰی شَرِبَهَا عُمَرُ، فَاَخَذَ بِلَحْیِ بَعِيْرٍ وَشَجَّ بِهٖ رَاْسَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، ثُمَّ قَعَدَ يَنُوْحُ عَلٰی قَتْلٰی بَدْرٍ بِشِعْرِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَعْفُرَ يَقُوْلُ: الخ۔[1]

ترجمہ (ملخص): اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کرنے کے لئے تین آیات نازل فرمائی ہیں:

۱۔ جوئے اور شراب کے متعلق لوگ آپ سے پوچھتے ہیں، اے رسولؐ! آپ کہہ دیں کہ ان میں بڑا گناہ ہے اور کچھ نفع ہے۔ اس آیت کے بعد کچھ مسلمانوں نے شراب چھوڑ دی اور کچھ پیتے رہے یہاں تک کہ ایک شخص شراب پی کر مسجد میں آیا اور وہ حالت نماز میں بکواس کرنے لگا۔

۲۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی، اے ایمان والو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ۔۔۔ پھر کچھ مسلمانوں نے شراب چھوڑ دی اور کچھ پیتے رہے یہاں تک کہ حضرت عمر نے پی اور اونٹ کے نچلے جبڑے والی ہڈی لے کر عبدالرحمن بن عوف کے سر پر دے ماری اور اس بے چارے کا سر پھوڑ ڈالا اور پھر جنگ بدر کے کفار مقتولین پر نوحہ کرنے بیٹھ گیا اور اسود بن یعفر کے ایسے اشعار پڑھے جن سے کفر اور فسق ٹپکتا ہے۔ ان اشعار کے ذریعے خدا کو الٹی میٹم دے دیا کہ میں رمضان کے روزے چھوڑ تا ہوں اور تو آکر میری شراب روک دے۔ نبی کریمؐ کو جب اس دوسرے یار کی حرکت معلوم ہوئی تو غضبناک ہو کر بیت الشرف سے باہر آئے اور ان کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی وہ عمر کے سر پر دے ماری۔

۳۔ اور پھر یہ آیت نازل ہوئی؛

---

(۱): المستطرف فی کل فن مستظرف، ج۲، ص۲۲۹، باب ۷۴، مطبوعہ مصر۔

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطَانُ﴾ اِلٰى ﴿فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴾ فَقَالَ عُمَرُ اِنْتَهَيْنَا اِنْتَهَيْنَا۔

**ترجمہ:** (شراب اور جوئے کی وجہ سے) شیطان تم میں دشمنی ڈالنا چاہتا ہے، نماز اور ذکر خدا سے تمہیں روکنا چاہتا ہے پس کیا تم شراب نوشی سے رکو گے نہیں ؟! جناب عمر نے کہا ہم رک گئے، ہم رک گئے۔

**نوٹ:۱**

شریعت کا اٹل فیصلہ ہے کہ شرابی کو رشتہ نہ دیا جائے اور جناب عمر کا شراب پینا ہم نے اہل سنت کی مایہ ناز اور معتبر کتاب سے ثابت کر دیا ہے کہ جناب عمر نے شراب کے حرام ہونے کے بعد بھی نبی کریمؐ کی موجودگی میں شراب کو نہیں چھوڑا تھا اور یہ لال پری آخر ایک روز رنگ لائی اور جناب عمر نے اپنی مستی میں اونٹ کی ہڈی مار کر عبد الرحمن کا سر پھوڑ ڈالا۔ پس ناممکن ہے کہ جناب امیرؑ نے ایسے شخص کو اپنی معصومہ بیٹی کا رشتہ دیا ہو۔

**نوٹ:۲**

ہمارے مخاطب سبائی اور یہودی ہاتھوں کے ستائے ہوئے، مولوی محمد صدیق کو مذکورہ حوالہ پڑھ کر سخت تکلیف ہو گی لیکن جب انہوں نے یہ سفید جھوٹ شائع کیا تھا کہ عمر بن خطاب، جناب امیرؑ اور حضرت فاطمہؑ کے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ داماد تھے تو شیعیانِ حیدر کرارؑ کا بھی خون کھولا تھا۔ لیکن شیعوں نے ملک کی سالمیت کی خاطر خاموشی اختیار کی اور مولوی صدیق نے ان کی خاموشی کو ان کی کمزوری سمجھا اور پھر اپنے ایک چمچے کے ذریعے شیعوں کی غیرت کو للکارا کہ نکاحِ ام کلثوم کے رسالہ کا جواب ہمارا شیعوں کے سر پر واجب الادا قرضہ ہے۔

مخاطب موصوف سے ہماری گزارش ہے کہ آپ کو حوالہ جات پر ناز تھا اور ہم بھی آپ کے خلیفہ کے متعلق حوالہ جات پیش کر رہے ہیں اور آپ کا قرضہ ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، جب آپ کو پورا قرض وصول ہو جائے تو اطلاع دینا۔ ہم نے آپ کے رسالہ کو ضبط نہیں کروایا اور نہ ہی کسی عدالت میں چیلنج کیا بلکہ صبر کا گھونٹ بھر لیا اور جب ہمیں فرصت ہوئی تو قرضہ ادا کرنے کی کوشش کی۔ اگر ہمارے حوالہ جات پڑھنے سے آپ کا بھی خون کھولے اور کلیجہ شق ہو تو آپ بھی صبر کا گھونٹ بھریں، عوام الناس کو نہ بھڑکائیں۔ آپ کا اور ہمارا ایک خاص علمی مقابلہ ہے جس کا فیصلہ علماء کرام فرمائیں گے۔

## اگر تسلی نہیں ہوئی تو سعید بن ذی لعوہ کا واقعہ سنیے

ثبوت ملاحظہ ہو:

كَمَا نُقِلَ فِيْ ذُو الْفِقَارِ صَفْدَرِيّ قَالَ الْبَيْهَقِيُّ اَشَارَ اِلٰى وَاقِعَةِ سَعِيْدِ بْنِ ذِيْ لَعْوَةَ اَنَّهُ شَرِبَ مِنْ سَطِيْحَةٍ لِعُمَرَ فَسَكِرَ فَجَلَدَهُ عُمَرُ قَالَ اِنَّمَا شَرِبْتُ مِنْ سَطِيْحَتِكَ قَالَ اَضْرِبُكَ عَلَى السُّكْرِ۔ (۱)

**ترجمہ:** سعید بن ذی لعوہ نے ایک مرتبہ عمر صاحب کے کوزہ سفری سے پانی پیا تو سعید کو نشہ ہوگیا، جناب عمر نے اس کو کوڑے مارنے شروع کردیئے۔ اس نے عرض کی (حضور میرا تو بس اتنا ہی قصور ہے) کہ میں نے آپ کے کوزہ سے پانی پیا ہے۔ جناب عمر نے کہا: میں آپ کو اس لئے مار رہا ہوں کہ تجھ کو نشہ کیوں ہوا ہے؟

**نوٹ**

**اربابِ انصاف!**

مذکورہ واقعہ سے آپ نے ملاحظہ کرلیا کہ عمر صاحب کے کوزہ میں ہر وقت شراب رہتا تھا۔ ظاہراً اس میں پانی ملا ہوتا تھا لیکن در اصل ایسا سخت شراب ہوتا تھا کہ عام آدمی جس کے پینے سے مست ہوجاتا تھا۔ البتہ جناب عمر پر اس شراب کا اثر اتنا زیادہ نہیں ہوتا تھا کیونکہ وہ اس کے پرانے عادی تھے۔

ہمارے مخاطب اہل حدیث کے مروان نے پایہ تحقیق سے گری ہوئی عبارات شیعہ کتب سے ڈھونڈ کر ہماری دل آزاری کے لئے پیش کی ہیں۔ پس ہم نے بھی خدا گواہ ہے مذکورہ واقعہ خود نہیں گھڑا بلکہ اہل سنت دوستوں کی معتبر کتاب سے پیش کیا ہے۔ اگر ہمارے مخالف کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ہر قسم کی عبارات شیعہ کتب سے ہمارے خلاف پیش کرے تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ہمیں بھی حق پہنچتا ہے کہ ہم بھی مخالف کی کتب سے ہر قسم کی عبارات اس کے خلاف پیش کریں۔

(۱): فتح الباری شرح صحیح بخاری، ج۵، ص۳۴۱۔

## جناب عمر کا وقتِ موت شراب پینا

فَقَالَ: اُدْعُوا اِلَیَّ الطَّبِیْبَ، فَقَالَ: اَیُّ الشَّرَابِ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ: النَّبِیْذُ، قَالَ: فَسُقِیَ نَبِیْذًا۔ (۱)

**ترجمہ:** جناب عمر نے وقتِ موت کہا کہ طبیب کو بلاؤ۔ حکیم صاحب نے عمر سے پوچھا کہ کون سا شراب آپ کو زیادہ پسند ہے؟ عمر صاحب نے کہا: نبیذ نامی شراب مجھے زیادہ پسند ہے پس وہی شراب عمر کو پلایا گیا۔

**نوٹ**

نبیذ وہ شراب ہے جو انگور یا کھجور کا رس نچوڑ کر تیار کیا جاتا ہے۔ ثبوت کے لئے "المنجد" لغت کی کتاب ملاحظہ کریں۔ کیا کہنا اس پارسا خلیفے کا جس کی دنیا سے جاتے وقت آخری غذا شراب تھی۔ پس ایسے پارسا خلیفے کو اگر بے چارے شیعہ خلیفہ حق تسلیم نہ کریں تو قصور شیعوں کا ہی ہے ورنہ خلیفہ کی اعلیٰ شان میں کوئی کمی نہیں ہے۔

**جواب:۳۰**

## مخنّث کو رشتہ نہ دیا جائے

**وسیلۃ النجاۃ کی عبارت ملاحظہ ہو:**

لَایَنْبَغِیْ لِلْمَرْاَۃِ اَنْ تَخْتَارَ زَوْجًا سَیِّئَ الْخُلُقِ وَ الْمُخَنَّثَ وَ الْفَاسِقَ وَ شَارِبَ الْخَمْرِ۔ (۲)

**عروۃ الوثقی کی عبارت ملاحظہ ہو**

یُکْرَہُ تَزْوِیْجُ سَیِّئِ الْخُلُقِ، وَالْمُخَنَّثِ، وَالْفَاسِقِ، وَشَارِبِ الْخَمْرِ۔ (۳)

**دونوں عبارتوں کا ترجمہ:**

---

(۱): ریاض النضرہ، ج۲، ص۱۸۲، فصل ۱۱۔

(۲): وسیلۃ النجاۃ، کتاب النکاح، ص۳۰۰۔

(۳): عروۃ الوثقی، کتاب النکاح، ص۵۵۰۔

جس مرد میں یہ چار عیب ہوں۔ ۱۔ بد خلق۔ ۲۔ مخنّث۔ ۳۔ فاسق۔ ۴۔ شرابی۔ اس کو رشتہ نہ دیا جائے اور مکروہ ہے کہ عورت اس سے شادی کرے۔

## مخنّث کا معنی کیا ہے؟

لَا نَرٰی اَنْ نُّصَلِّیَ خَلْفَ الْمُخَنَّثِ۔ (۱)

**ترجمہ:** ہم مخنّث کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں سمجھتے۔

قسطلانی نے کہا ہے کہ مخنّث (بفتح النون) وہ ہے جس کی کون مارتے ہیں۔

## مخنّث ہونے کا شرف تین ہستیوں کو حاصل تھا

قَوْلُهُ تَعَالٰی ﴿عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ﴾ وَفِیْ رَوَايَةِ ابْنِ اَبِیْ حَاتِمٍ... اِنَّهُ الْمَعْرُوْفُ بِالْاُبْنَةِ وَلَا يَخْفٰی اَنَّ الْمَابُوْنَ مَعْدِنُ الشُّرُوْرِ... وَالْمُرَادُ مِنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَلِيْدُ بْنُ مُغِيْرَةَ الْمَخْزُوْمِیُّ، حَكَمُ بْنُ الْعَاصِ، اَبُوْ جَهْلٍ۔ (۲)

**ترجمہ:** قرآن کی اس آیت میں ﴿عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ﴾ جناب ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ زنیم وہ شخص ہے جو مرضِ اُبنہ میں مبتلا ہو اور شخصِ مابون ہر قسم کے شر کی کان ہے اور اس آیت میں زنیم سے مراد؛ ولید بن مغیرہ مخزومی، حکم بن عاص اور ابو جہل ہیں۔

**نوٹ:۱**

حضرت ابو جہل اور حکم بن عاص کے متعلق کتاب "حیاۃ الحیوان، دمیری، لغت الوزغ" کے ذیل میں لکھا ہے کہ یہ دونوں علّتِ اُبنہ کے مریض تھے اور نیز اہل سنت کی کتاب "صواعق محرقہ" میں لکھا ہے کہ یہ دونوں علّتِ اُبنہ کے مریض تھے۔ پھر ابن حجر نے فرمایا ہے کہ ابو جہل تو کافر تھا اس کے بارے میں کوئی حرج

---

(۱): لغات الحدیث، باب الخامع النون، مؤلف علامہ وحید الزمان، ج ۴، ص ۱۴۱۔

(۲): تفسیر روح المعانی، پ ۲۹، س النون والقلم، ص ۲۸، مطبوعہ مصر۔

نہیں۔البتہ حضرت حکم صحابیِ رسولؐ ہے "وَقَبِیْحٌ اَیُّ قُبْحٍ اَنْ یَّرْمِیَ صَحَابِیٌّ بِذٰلِكَ" ان کے لئے یہ عیب ہے۔ پس اگر بات صحیح ہے تو حضرت حکم اسلام لانے سے پہلے مرواتے تھے۔[1]

ہم اپنے مخاطب مولانا صدیق سے عرض کرتے ہیں کہ

یک نشد دو شد

پہلے حکم کا رونا آپ کے بزرگ روتے تھے اور ابن ابی حاتم نے اس کے ساتھ ایک اور صحابی رسولؐ کو بھی ملا دیا جن کا نام نامی اسم گرامی ولید بن مغیرہ ہے اور آپ کے محبوب خلیفہ عمر کا جگری یار تھا۔

ابھی تو ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

**نوٹ:۲**

صاحب تفسیر "روح المعانی" نے آپ کے مایہ ناز مفسر جس نے ابن ابی حاتم کا قول نقل کیا ہے کہ زنیم وہ شخص ہے جس میں مرضِ اُبنہ پائی جائے۔ یہ ابن ابی حاتم اہل سنت کا بہت بڑا بزرگ ہے اس کے بارے میں اہل سنت کی کتاب "وفاۃ الوفیات" اور "طبقات الشافعیہ" میں لکھا ہے کہ

اَلْاِمَامُ اِبْنُ الْاِمَامِ اَلْحَافِظُ اِبْنُ الْحَافِظِ۔۔ قَالَ اَبُوْ یَعْلَی الْخَلِیْلِیُّ: کَانَ یُعَدُّ مِنَ الْاَبْدَالِ۔ وَقَدْ اَثْنٰی عَلَیْهِ جَمَاعَةٌ بِالزُّهْدِ وَالْوَرَعِ التَّامِ وَالْعِلْمِ وَالْعَمَلِ[2]

**ترجمہ:** عبدالرحمن ابو محمد بن ابی حاتم التمیمی الحنظلی، امام بیٹا امام کا ہے، حافظ بیٹا حافظ کا ہے اور ابو یعلی خلیلی فرماتے ہیں کہ مذکورہ امام صاحب ابدال میں سے شمار ہوتے ہیں اور ان کے زہد و تقویٰ، پرہیزگاری، علم و عمل کی ایک جماعت نے تعریف فرمائی ہے۔

اور ہمارے مخاطب سبائی ہاتھوں کے ستائے ہوئے اپنے امام صاحب کے فرمان پر ذرا غور فرمائیں۔

---

(۱): صواعق محرقہ، ص۱۰۸، خاتمہ کتاب، مطبوعہ مصر۔

(۲): وفاۃ الوفیات، ج۱، ص۵۴۳، مطبوعہ مصر، طبقات الشافعیہ، ج۲، ص۲۳۷۔

## مابون کا معنی کیا ہے؟

مابون وہ شخص ہے جس میں مفعولیت کی بیماری ہو۔ (۱)

## ولید کے مرض اُبنہ میں مبتلا ہونے سے خدا نے پردہ اٹھایا ہے اور جناب عمر کا راز نبی کریمؐ نے فاش کیا ہے

(تمام کتابوں کا ملخص)

فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ حَتّٰى اَتٰى عُمَرَ فَاَخَذَ بِمَجَامِعِ ثَوْبِهٖ وَحَمَائِلِ سَيْفِهٖ فَقَالَ مَا اَنْتَ مُنْتَهِيًا يَا عُمَرُ حَتّٰى يُنْزِلَ اللهُ بِكَ مِنَ الْخِزْيِ وَالنَّكَالِ مَا اَنْزَلَ بِالْوَلِيْدِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ۔ (۲)

ترجمہ: (جب جناب عمر تلوار لے کر نبی کریم کو قتل کرنے آیا تھا تو) تو حضورؐ اطلاع پا کر باہر آئے اور عمر کے گریبان اور نیام سے پکڑ کر فرمایا کہ تو اے عمر! رکے گا نہیں؟ حتی کہ تیرے متعلق بھی اسی بری بات اور رسوائی کی خبر آئے جو اللہ نے ولید بن مغیرہ کے متعلق دی ہے۔

**نوٹ:۱**

ولید بن مغیرہ کے متعلق ہم اہل سنت کی کتاب "تفسیر روح المعانی" سے ثابت کر چکے ہیں کہ وہ مخنّث تھا اور نبی کریمؐ نے حضرت عمر کو ڈرایا ہے کہ تمہارے متعلق بھی وہی خبر نہ آئے جو ولید بن مغیرہ کے متعلق آئی ہے؟؟ نو عدد کتب اہل سنت گواہ ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ یہ مرضِ اُبنہ جس طرح ولید بن مغیرہ میں تھی اسی طرح حضرت عمر میں بھی تھی۔ ان دونوں کے بڑے گہرے مراسم تھے اور جب تک کسی کے ساتھ صفات میں شراکت نہ ہو اس وقت تک اس سے پیار و محبت نہیں ہوتی۔ یہ دونوں لنگوٹیے یار یقیناً صفات میں ایک دوسرے کے شریک تھے۔ مرضِ اُبنہ کو علمائے اہل سنت کی اصطلاح میں علت المشائخ بھی کہا جاتا ہے اور مذکورہ مرض کو یہ دوسرا نام دینا اس میں بھی کوئی خاص راز ہے۔

---

(۱): لغات الحدیث، ج۱، ص۸، مؤلف وحید الزمان سنی۔

(۲): صفوۃ الصفوۃ، ج۱، ص۱۰۳، ذکر عمر، ریاض النضرہ، ج۲، ص۱۱، فصل ۴، ذکر عمر، طبقات الکبری، ج۳، ص۶۸، ذکر عمر، تاریخ الخلفاء، ص۱۱۱، ذکر عمر۔

اَلْعَاقِلُ تَكْفِيْهِ الْاِشَارَةُ وَالْغَافِلُ لَاتَنْفَعُهُ اَلْفُ عِبَارَةٍ

**نوٹ:۲**

شریعت پاک کا حکم ہے کہ مخنّث یعنی جس میں مرضِ اُبنہ ہو، علت المشائخ کا شکار ہو اسے عام لوگ بھی رشتہ نہ دیں اور اربابِ شرف کے لئے تو سخت توہین ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو رشتہ دیں۔ پس جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علت المشائخ کے مریض تھے تو ناممکن ہے کہ خاندانِ نبوتؐ کی کسی شہزادی کا ان سے رشتہ ہوا ہو کیونکہ خاندانِ نبوتؐ وہ پاکیزہ خاندان ہے کہ جن پر تمام خوبیوں اور شرافتوں کا خاتمہ ہوتا ہے۔

**نوٹ:۳**

ہمارے مخاطب مولانا صدیق نے مظلوم شیعوں کی مذہبی غیرت کو للکارا تھا اور اپنے ایک چمچے کے ذریعے واجب الادا قرضے کا طعنہ دیا تھا اور حوالہ جات کی بارش برسانے پر ناز کیا تھا۔ پس اہل حدیث کے آئے روز طعنوں سے تنگ آکر ہم نے بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ان کے مرضِ اُبنہ میں مبتلا ہونے کے کچھ حوالہ جات پیش کئے ہیں۔ اگر ہمارے اہل حدیث دوست ہماری خاموشی کو ہماری کمزوری نہ سمجھتے اور ہماری مذہبی غیرت کو نہ للکارتے تو ہم بھی ان کے فاروق اعظم کی شان میں ان کی کتابوں سے مذکورہ قسم کے حوالہ جات پیش کرنے کی جسارت نہ کرتے۔ ہم نے اہل حدیث کے رسالوں کو پڑھا تو ہمارا کلیجہ شق ہو گیا لیکن ہم نے حکومت کے ذمہ دار لوگوں کو پریشان نہیں کیا، قلم کا جواب صرف قلم سے دیا ہے اور انصاف کرنا مسلمانوں پر چھوڑ دیا ہے۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

## اہل حدیث بھائیوں کا ساتواں امام عبدالملک اور باقی پانچ خلیفے حضرت حکم مخنّث کی اولاد ہیں

لَمَّا بَايَعَ النَّاسُ عَبْدَ الْمَلِكِ، كَتَبَ اِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: اِلَى عَبْدِ اللهِ عَبْدِ الْمَلِكِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ، اِنِّيْ اُقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللهِ عَبْدِ الْمَلِكِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ، عَلَى سُنَّةِ اللهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ فِيْمَا اسْتَطَعْتُ، وَاِنَّ بَنِيَّ قَدْ اَقَرُّوْا بِذٰلِكَ۔ (۱)

---

(۱): صحیح بخاری، کتاب الاحکام، باب کیف یبایع الامام الناس، ج۹، ص۷۸۔

**ترجمہ:** لوگوں نے جب عبدالملک بن مروان بن حکم کی بیعت کی تھی تو اس کی طرف عبداللہ بن عمر نے خط لکھا کہ میں عبدالملک امیرالمؤمنین کے فرمان کو سننے اور اس کی اطاعت کرنے کا اقرار کرتا ہوں، سنتِ خدا اور سنتِ رسولؐ پر عمل کرتے ہوئے میری اولاد نے بھی یہی اقرار کیا ہے۔

**نوٹ**

اہل حدیث بھائیو! عبدالملک آپ کا ساتواں امام ہے ورنہ اس روایت کو "بخاری شریف" کے مذکورہ باب میں ذکر نہ کیا جاتا اور اس کا نسب شریف یہ ہے کہ اس کا دادا بزگوار حضرت حکم رضی اللہ عنہ مرضِ اُبنہ (علت ُالمشائخ) کے مریض تھے۔ مبارک ہو! اور خود عبدالملک کا اپنا کردار یہ ہے کہ اس نے محرابِ مسجد میں بوقتِ خواب پانچ مرتبہ پیشاب کیا تھا اور ابن سیرین نے اسے مذکورہ خواب کی تعبیر یہ بتائی تھی کہ تیرے پانچ بیٹے خلیفے ہوں گے۔ پس اس کے چار بیٹے اور ایک بھتیجا بھی آپ کے امام ہیں کیونکہ

حُکْمُ الْاَمْثَالِ فِیْمَا یَجُوْزُ وَفِیْمَا لَایَجُوْزُ سَوَاءٌ

پس اپنے خلفاء کی تاریخوں میں حالات بھی پڑھو اور اگر آپ میں شرم ہو تو ڈوب کر مرجاؤ۔

## اہل حدیث کا چھٹا امام یزید ہے

لَمَّا خَلَعَ اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ یَزِیْدَ بْنَ مُعَاوِیَةَ، جَمَعَ ابْنُ عُمَرَ حَشَمَهٗ وَوَلَدَهٗ، فَقَالَ: اِنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ یَقُوْلُ: یُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ. وَاِنَّا قَدْ بَایَعْنَا هٰذَا الرَّجُلَ عَلٰی بَیْعِ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ، وَاِنِّیْ لَا اَعْلَمُ غَدْرًا اَعْظَمَ مِنْ اَنْ یُّبَایَعَ رَجُلٌ عَلٰی بَیْعِ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ یُنْصَبُ لَهُ الْقِتَالُ، وَاِنِّیْ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا مِنْكُمْ خَلَعَهٗ، وَلَا بَایَعَ فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ اِلَّا كَانَتِ الْفَیْصَلَ بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ. (۱)

**ترجمہ (ملخص):** جب اہل مدینہ نے یزید بن معاویہ کی بیعت توڑ دی تو عبداللہ بن عمر نے اپنے خاندان کو جمع کیا ہے اور کہا کہ میں نے نبیؐ سے سنا تھا، حضورؐ نے فرمایا تھا کہ ہر دھوکے باز کے لئے قیامت کے دن ایک علم نصب کیا جائے گا اور ہم نے یزید کی بیعت اس طرح کی ہے کہ گویا

(۱): صحیح بخاری، کتاب الفتن، ج۹، ص۵۷۔

خدااور رسولؐ کی بیعت ہے اور میں اس سے بڑا دھوکہ نہیں جانتا کہ کسی کی بیعت اللہ نبیؐ کی بیعت کی طرح کی جائے اور پھر جنگ کی جائے۔

**نوٹ**

اہل حدیث دوستو! کبھی آپ نے یہ بھی سوچا ہے کہ بروزِ قیامت آپ نے اللہ کے دربار میں پیش ہونا ہے اور کوئی شخص بھی ہو وہ نبی کریمؐ کی شفاعت کا محتاج ہے۔ پس جب آپ نے ایسے فاسق، فاجر اور ظالم شخص کو امام تسلیم کیا ہے، جس نے آلِ رسولؐ کو اس ظلم و بے دردی سے ذبح کرایا کہ آج تک تاریخ کے اوراق خون کے آنسو روتے ہیں۔

پس جب قیامت کے دن آپ رسول اللہؐ سے شفاعت کے طلبگار ہوں گے تو کیا آپ کو شرم نہیں آئے گی؟!! اگر نجات چاہتے ہو تو یزید پر لعنت بھیجا کرو اور ہر اس شخص پر بھی لعنت بھیجا کرو جس نے آلِ نبیؐ پر ظلم کئے ہیں۔

## نتیجہ بحث

"کافی شریف" کی وہ روایت جسے شیعوں کے خلاف پیش کر کے ہمارے دوست اہل سنت بغلیں بجاتے ہیں ہم نے اس روایت کو ٹھکرانے کی خاطر تیس عدد جوابات پیش کئے ہیں اور اگر کوئی شخص ضد اور ہٹ دھرمی پر اتر آئے تو اس کے سامنے تیس ہزار جوابات بھی ناکافی ہیں۔ لیکن جو شخص حق کی تلاش کرنا چاہتا ہے وہ مذکورہ تیس عدد جوابات کو توجہ اور انصاف کی نگاہ سے پڑھے تو وہ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ ناممکن ہے محال ہے کہ خاندانِ رسالتؐ کی کسی شہزادی کا عقد، جناب عمر سے ہوا ہو اور جو جھوٹا افسانہ نکاحِ فاروق والا اہل سنت دوستوں نے تیار کیا ہے، اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ جناب عمر کی نقلی اور مصنوعی خلافت کو سہارا دیا جائے۔ لیکن جھوٹی رشتہ داری کا شور مچانے سے کسی ظالم کے ظلم کو نہیں چھپایا جاسکتا۔ ہابیل اور قابیل بھی دونوں بھائی تھے لیکن قرآن گواہ ہے کہ ایک ظالم تھا اور دوسرا مظلوم۔ یوسفؑ نبی اور ان کے بھائی ایک ہی باپ کے بیٹے تھے لیکن قرآن گواہ ہے کہ یوسفؑ مظلوم تھے اور دوسرے بھائی ظالم۔ پس جناب عمر کا

خاندانِ رسالتؐ سے کوئی دامادی والا رشتہ نہ تھا اور بفرضِ محال اگر تھا بھی تو جناب عمر خاندانِ رسالتؐ پر جو ظلم کرتے تھے، ان مظالم سے بری نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ تاریخ گواہ ہے کہ کئی ایسے داماد گزرے ہیں جنہوں نے اپنے ساس اور سوہرے پر ظلم کیا ہے بلکہ ان کو قتل کیا ہے۔ پس اہل سنت دوستوں کی یہ بہت بڑی نادانی ہے کہ اگر جناب عمر بالفرض خاندانِ رسالتؐ کے داماد تھے تو پھر وہ ان پر ظلم نہیں کرسکتے۔ داماد بھی ہو اور ظالم بھی ہو، یہ ممکن ہے۔ مذکورہ قضیہ منفصلہ مانعۃ الجمع نہیں ہے بلکہ ظالم اور داماد میں نسبتِ اعم اخص من وجہ کی ہے۔ پس دونوں کا جمع ہونا ممکن ہے۔

## تنبیہ

"کافی شریف" کی مذکورہ روایت خبرِ واحد ہے اور ظنی الصدور اور ظنی الدلالت ہے اور اٹھائیس عدد دلائل اس معنی کی نفی کرتے ہیں جو معنی اہل سنت مذکورہ روایت سے مراد لیتے ہیں۔ پس عقدِ ام کلثوم والا مسئلہ ایک تاریخی اختلافی مسئلہ ہے۔ پس مذکورہ روایت سے اس مسئلہ کو ثابت کرنے کی خاطر ہمارے دوستوں کا استدلال کرنا ان کے دعویٰ کی کمزوری کا روشن ثبوت ہے۔ نیز مذکورہ روایت عنعنہ پر مشتمل ہے یعنی راوی نے سمعت یا سالت یا حدثنی یا اخبرنی نہیں کیا اور یہ عن، عن بھی روایت کے مضمون کو کمزور کرتا ہے۔ نیز مذکورہ روایت کا ایک راوی ہشام بن سالم ہے جس کے بارے میں کتب رجال مثلاً؛ رجال کشی و مامقانی میں ایسا مواد ملتا ہے جس سے اس راوی کے ضعیف ہونے کا استشمام ہوتا ہے اور نیز اس روایت کا دوسرا راوی حماد ہے اور اس نام کے راوی ثقہ بھی ہیں اور ضعیف بھی ہیں۔ پس حماد ولدیت مذکور نہ ہونے کے باعث ثقہ اور ضعیف میں مشترک ہے اور اس وجہ سے بھی روایت میں ایک ضعف ہے۔

## اعتراض

"فَرْجٌ غُصِبْنَاهُ" والی روایت "کافی شریف" میں ہے اور یہ شیعوں کے امام مہدیؑ کی تصدیق شدہ کتاب ہے۔ پس مذکورہ کتاب کو قبول کرنا شیعوں پر لازم ہے۔

### جواب

ہم نے پوری دیانتداری سے وہ حدیث تلاش کرنے کی کوشش کی ہے کہ جس میں ہمارے امام مہدیؑ نے ایسی تصدیق فرمائی ہو کہ "کافی شریف" کی ہر روایت صحیح ہے۔ لیکن تلاش کے باوجود ایسی کوئی حدیث نہیں ملی البتہ "کافی شریف" کے مقدمہ میں بعض کتبِ شیعہ سے یہ عبارت نقل کی گئی ہے؛

وَيَعْتَقِدُ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ اَنَّهُ عُرِضَ عَلَى الْقَائِمِ فَاسْتَحْسَنَهُ وَقَالَ كَافٍ لِشِيْعَتِنَا۔ (۱)

**ترجمہ:** بعض علماء عقیدہ رکھتے ہیں کہ انہوں نے امام مہدی علیہ السلام کے سامنے پیش کیا۔ امامؑ نے فرمایا کہ خوب ہے اور ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے۔

**اربابِ انصاف!**

ہم ضد نہیں کر رہے ہیں لیکن انصاف بھی تو کوئی شے ہے۔ مذکورہ عبارت میں چند خامیاں ہیں؛

۱۔ لفظ بعض العلماء، مجهول الاسم والمسمى ہے یعنی نامعلوم وہ کون عالم ہے جس کا یہ عقیدہ تھا؟ پس کسی نامعلوم شخص کا عقیدہ ہمارے لئے حجت نہیں ہے۔

۲۔ مذکورہ عبارت مجمل ہے کہ نامعلوم خود صاحبِ کافی نے یا اس مجہول الاسم عالم نے "کافی شریف" کو امامؑ کے سامنے پیش کیا تھا۔ اگر صاحبِ کافی نے خود اسے امامؑ کے سامنے پیش کیا تھا تو مؤلف کو چاہیے تھا کہ اس کی وضاحت کرتے کہ کس تاریخ کو، کس سن اور کس جگہ میں یہ واقعہ پیش آیا؟

۳۔ کیا مذکورہ کلام کو حدیث کا درجہ حاصل ہے؟ بالفرض اگر حاصل ہو تو یہ کلام بلا سند روایت ہے اور نیز اگر "کافٍ" کا یہ معنی مراد لیا جائے کہ مذکورہ کتاب کی ہر روایت حجت ہے اور کسی روایت کی سند دیکھنے کی ضرورت نہیں تو یہ چیز ضروریاتِ مذہب شیعہ کے خلاف ہے۔

## کافٍ لشیعتنا کے معنی کی تشریح

مذکورہ عبارت کا ایک معنی درست بھی ہے۔ مثلاً؛ کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میرے باغ کا میوہ میرے گھر کے لئے کافی ہے تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اس باغ کے میووں میں جس میوے کے کھانے سے بیمار

(۱): کافی شریف، مقدمہ، صفحہ ۳۱، طبع تہران۔

ہونے کا خطرہ ہے وہ بھی اس کی اولاد کے لئے کھانا ضروری ہے۔ بلکہ اس کے گھر والوں کا فرض ہے کہ اس باغ کے میووں کو دیکھ بھال کر کھائیں جو گلا سڑا ہے اس کو پھینک دیں۔ یا مثلاً؛ کوئی شخص کہے کہ یہ زمیں میرے گزارے کے لئے کافی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی ایکڑ میں سیم یا کلر ہو تو اسے چھوڑ دیا جائے کیونکہ وہ قابلِ کھیتی باڑی نہیں ہے۔ یا مثلاً؛ کوئی شخص کہے کہ یہ گندم میرے سال بھر کے لئے کافی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دانوں میں راڑی یا مٹی یا پتھر کا کوئی روڑا ہو تو اسے پھینک دے۔ یا مثلاً؛ کوئی کہے کہ یہ آٹا کافی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں گھنڑیا کوئی اور کیڑا ہو تو اسے نکال دے۔

**اربابِ انصاف!**

اگر ہم شیعوں کے امامؑ نے بفرضِ محال یہ فرمایا ہے کہ "کَافٍ لِشِیْعَتِنَا" تو اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ اس کتاب کی روایات کو دیکھ بھال کر عمل کریں۔ اگر کسی روایت کی سند کمزور ہے یا دلالت ناتمام ہے تو اسے چھوڑ دیں۔ اگر ہمارے مخالفین نے صرف لفظ کافی کا رٹا لگانا ہے اور عمر صاحب کی خاطر انصاف سے دشمنی کرنی ہے تو پھر ان کی لگام ان کی گردن پر ہم ضد نہیں کرتے لیکن انصاف بھی تو کوئی شے ہے۔ قرآن وسنت میں ابوبکر و عمر و عثمان کی خدا گواہ ہے کوئی فضیلت نہیں لکھی اور اگر کچھ لوگوں نے ان کو خلیفہ مانا ہے تو کیا ہوا؟ لوگوں نے تو یزید لعین جیسے ظالم کو بھی خلیفہ مانا تھا۔

## چار یاری مذہب کی توپ کا شیعوں کے خلاف دوسرا گولہ

مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ عُمَیْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: لَمَّا خَطَبَ اِلَیْهِ قَالَ لَهُ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّهَا صَبِیَّةٌ قَالَ فَلَقِیَ الْعَبَّاسَ فَقَالَ لَهُ مَالِیْ اَبِیْ بَاْسٌ قَالَ وَ مَا ذَاكَ قَالَ خَطَبْتُ اِلَی ابْنِ اَخِیْكَ فَرَدَّنِیْ اَمَا وَ اللهِ لَاُعَوِّرَنَّ زَمْزَمَ وَ لَا اَدَعُ لَكُمْ مَكْرُمَةً اِلَّا هَدَمْتُهَا وَ لَاُقِیْمَنَّ عَلَیْهِ شَاهِدَیْنِ بِاَنَّهُ سَرَقَ وَ لَاَقْطَعَنَّ یَمِیْنَهُ فَاَتَاهُ الْعَبَّاسُ فَاَخْبَرَهُ وَ سَاَلَهُ اَنْ یَّجْعَلَ الْاَمْرَ اِلَیْهِ فَجَعَلَهُ اِلَیْهِ۔ (۱)

(۱): فروع کافی، ج۵، ص۳۴۶، کتاب النکاح، مطبوعہ تہران۔

**ترجمہ:** راوی کہتا ہے کہ جب اس نے اس سے رشتہ مانگا تو امیر المؤمنین نے اس سے فرمایا کہ وہ ابھی بچی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ پس وہ رشتہ مانگنے والا جناب عباس سے ملا اور اس نے کہا: مجھے کیا ہے؟ کیا مجھ میں کوئی عیب یا بیماری ہے؟ جناب عباس نے کہا: کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ میں نے تیرے بھتیجے سے رشتہ مانگا تھا پس اس نے مجھے ٹھکرا دیا۔ خبردار! خدا کی قسم! میں تم سے زمزم واپس لے لوں گا اور تمہارے لئے کوئی عزت کا مقام نہیں چھوڑوں گا۔ میں اس پر دو گواہ کھڑے کروں گا کہ اس نے چوری کی ہے اور اس کا دایاں ہاتھ کاٹوں گا۔ پس ان کے پاس عباس آیا اور تمام قصے کی خبر دی اور ان سے سوال کیا کہ معاملہ اس کے سپرد کیا جائے۔ پس معاملہ ان کے سپرد کیا گیا۔

**نوٹ**

ہم نے روایت کا لفظی ترجمہ پیش کیا ہے اور قارئین اس کو غور سے پڑھیں کیونکہ دار و مدار دلیل کے الفاظ پر ہوتا ہے اور یہ دیکھا جاتا ہے کہ دلیل کے الفاظ کیا کہتے ہیں؟ کسی ظالم کے کلام کے الفاظ کی تشریحات جو کی جاتی ہیں انہیں میں زیادہ ترگڑبڑ ہوتی ہے۔ پس ہم نے اپنے خدا کو جواب دینا ہے اور اپنی طرف سے بغیر کسی تشریح کے روایت کا لفظی ترجمہ پیش کیا ہے۔ جو عربی زبان خود سمجھتے ہیں وہ الفاظِ روایت پر خود غور کریں اور جو عربی دان نہیں ہیں وہ ترجمے پر غور کریں اور پھر نظرِ انصاف سے سوچیں کہ مذکورہ روایت کس مقام پر پہنچاتی ہے؟ کوئی نتیجہ ان کے ہاتھ آتا ہے؟ اور اہل سنت کا دعویٰ کیا اس روایت سے ثابت ہوتا ہے؟

## مذکورہ روایت کے گیارہ عدد جوابات ملاحظہ ہوں

### پہلا جواب

مذکورہ روایت "کافی شریف" میں جب ہمارے مخاطب مولانا محمد صدیق کو نظر آئی تو انہیں عید جتنی خوشی ہوئی ہوگی۔ جس طرح بے نماز کو قرآن میں ﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ﴾ (کہ نماز کے قریب مت جاؤ) نظر آیا تو وہ خوشی سے پھولے نہ سمایا۔

اَلْغَرِيْقُ يَتَشَبَّثُ بِالْحَشِيْشِ، لَيْسَ فِي الْمَحَبَّةِ مُشَاوَرَةٌ

عشقِ عمر کے نشہ میں صدیق صاحب ایسے سرشار ہوئے کہ بغیر کسی دوست کے مشورہ کئے روایت کو اپنے رسالہ میں جڑ دیا۔

مسیکن خر آرزوئے دم کرد
نایافته دم و دوگوش گم کرد

روایت کو فضیلت کی خاطر لکھا ہے لیکن وہ ملتِ فاروق کے لئے باعثِ ندامت ہو گئی۔ عدلِ فاروقی کا جوڈنکہ بجایا جاتا ہے، اس روایت کی روشنی میں سارا کا سارا جھوٹ ثابت ہوا۔ کیونکہ جو شخص اپنے ذاتی مفاد کی خاطر دوسرے پر چوری کا الزام لگائے، دو گواہ کھڑے کرے، ہاتھ کاٹنے کی دھمکی دے، وہ عادل نہیں ہے بلکہ انتہا درجے کا ظالم ہے۔ عزت مآب فاروق اعظم کے وقار کا اگر ان ملوانوں کو ذرا بھر بھی خیال ہوتا تو "کافی شریف" کی مذکورہ روایت کو پیش کرنے سے شرم کرتے۔

**نمبر:۲**

جھنگوی صاحب نے کتاب "رحماء بینهم" میں مذکورہ روایت تحریر کرنے کے بعد بیچارے انصاف کا جنازہ نکالا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں پس معلوم ہوا ام کلثوم عمر کے نکاح میں تھی، عباس کی وساطت سے نکاح ہوا۔ جس طرح سقیفہ بنی ساعدہ میں لوگوں نے جھوٹ بولنے سے شرم نہیں کیا تھا اسی طرح جھنگوی صاحب بھی شرم وحیا کا باڈر پار کر گئے۔ "کافی شریف" کی روایت میں نہ ہی لفظ ام کلثوم ہے، نہ ہی لفظِ نکاح ہے اور نہ ہی عباس کی وکالت کا ذکر ہے۔ البتہ لفظِ خطب کا فاعل اگر عمر ہے تو ان کے ظلم کا تذکرہ روایت میں ہے کہ وہ دین و دیانت میں ایسے لاپرواہ تھے کہ لوگوں پر جھوٹے کیس بنانے کی دھمکی دیتے تھے اور مذکورہ روایت سے نکاحِ عمر ثابت کرنا ناممکن ہے، محال ہے۔

حَتّٰى يَرْجِعَ الدَّرُّ فِي الضَّرْعِ

اور جھنگوی نے مظالمِ عمر پر یوں پردہ دیا ہے جیسے ماں بیٹی کے عیب پر پردہ دیتی ہے۔

**نمبر:۳**

مولوی کرم دین نے "کافی شریف" کی روایت تحریر کرنے کے بعد یوں گل ریزی گلشنِ کلام میں فرمائی ہے کہ یہ تمام باتیں یار لوگوں کی من گھڑت ہیں۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ تم نے اپنی زبان سے

اقرار کر لیا کہ روایت من گھڑت ہے تو پھر شیعہ آپ کو جواب کس بات کا دیں؟ امام کا کلام تو آپ نے پیش ہی نہیں کیا۔

**نمبر:۴**

غلام رسول نارووالی نے "کافی شریف" کی مذکورہ روایت تحریر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس واقعہ میں راوی نے جو بے لگامی اختیار کی پوشیدہ نہیں تا آخر۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ ملوانے "کافی شریف" کی مذکورہ روایت لکھنے کے بعد بھانت بھانت کی بولیاں مار کر ہمارے زخم چھیلتے ہیں۔ لیکن

باطل سے دبنے والے اے آسمان نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحان ہمارا

## دوسرا جواب: دلیل کو دعویٰ کے مطابق ہونا چاہیے

اہل سنت کا دعویٰ ہے کہ جناب امیرؑ نے بنت فاطمہؑ اپنی دختر کا نکاح خوشی سے عمر سے کر دیا تھا۔ "کافی شریف" کی مذکورہ روایت کا اہل سنت کے دعویٰ پر نہ منطوق دلالت کرتا ہے اور نہ ہی مفہوم۔ وبعبارۃٍ اخریٰ "کافی شریف" کی روایت کی ان کے دعویٰ پر نہ تو دلالتِ مطابقی ہے اور نہ ہی دلالتِ تضمنی و التزامی ہے، صغریٰ و کبریٰ دونوں میں روایت مذکورہ کام نہیں آسکتی۔ پس ہمارے دوستوں کو خود سوچنا چاہیے کہ ان کی پیش کردہ دلیل نہ ہی قیاسِ اقترانی ہے اور نہ ہی قیاسِ استثنائی ہے۔ الفاظِ روایت میں نہ ہی نکاح کا ذکر ہے اور نہ ہی ام کلثوم کا ذکر آیا ہے۔ مظلوم دنیا میں کئی گزرے مگر جیسے ہمارے دوستوں کے گھر میں انصاف مظلوم ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔

## اعتراض

روایت سے مقصود یہی تھا کہ ام کلثوم بنت علیؑ کا نکاح، جناب عمر سے ہوا تھا۔ لیکن سبائی ہاتھ کی صفائی نے واقعہ کو توڑ موڑ کر پیش کیا ہے۔

## تیسرا جواب

ہمارے دوستوں نے خود اقرار کر لیا ہے کہ "کافی شریف" کی روایت سبائی ہاتھ کی صفائی ہے، شیعوں کے کسی امام کا یہ ارشاد نہیں ہے۔ پس مطلب روشن ہو گیا کہ اہل سنت نے شیعوں کے خلاف ان کے امام کا فرمان پیش نہیں کیا بلکہ کسی سبائی کا قول پیش کیا ہے اور سبائیوں سے ہم بیزاری کرتے ہیں۔

## نتیجہ

اہل سنت نے جو الفاظ پیش کئے ہیں ان کو وہ خود ہی صحیح نہیں مانتے اور ان کے علاوہ اور کچھ نہیں پیش کیا۔ پس ہم ان کو جواب کس چیز کا دیں؟

## اعتراض

روایت مذکورہ میں بعض محشین اور شارحین نے لکھا ہے کہ اس روایت سے مراد نکاحِ ام کلثوم ہے۔

## چوتھا جواب

"منہاج السنہ" سے ہم نقل کر چکے ہیں کہ اہل سنت کے ہاں جناب عائشہ اور حضرت عمر کی ذاتی رائے کو کسی روایت کے سمجھنے میں کوئی دخل نہیں۔ پس ہم بھی یہی عرض کرتے ہیں کہ اس واقعہ کو ہزار برس سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے اس کو ان لوگوں کے الفاظ میں دیکھیں گے جو اس وقت موجود تھے۔ کسی شارح یا محشی کی ذاتی رائے کو اس وقت لیا جاتا ہے جب اس کے پاس دلیلِ یقینی ہو۔ لیکن اگر اس کے پاس وہی الفاظِ دلیل ہوں جن کی وہ شرح کر رہا ہو تو ہم انہی الفاظ کی دلالت مطابقی اور منطوق کو دیکھیں گے۔

## پانچواں جواب

۱۔ مذکورہ روایت میں بعینہ اکثر وہی الفاظ ہیں جو اہل سنت کی کتابوں سے ہم پیش کر چکے ہیں۔ مثلاً: "کافی شریف" میں ہے: قَالَ لَهٗ اِنَّهَا صَبِيَّةٌ۔ اور اہل سنت کی کتاب "طبقات الکبریٰ، ص ۴۶۴" میں ہے:

قَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّھَا صَبِیَّۃٌ۔ جملہ "اِنَّھَا صَبِیَّۃٌ" عقل کی روشنی میں درست نہیں ہے کیونکہ صبیہ دودھ پینے والی بچی کو کہتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا﴾ [1] یا جیسے شاعر کہتا ہے؛

اِذَا بَلَغَ الفِطَامَ لَنَا صَبِیٌّ
تَخِرُّ لَہُ الْجَبَابِرُ سَاجِدِیْنَا

ترجمہ: جب دودھ چھڑانے کی مدت کو ہمارا بچہ پہنچتا ہے تو دوسری قوموں کے سرکش اس کے سامنے سجدہ میں گر جاتے ہیں۔

۲۔ جناب فاطمہؑ کا نکاح، جناب امیرؑ سے ۲ ہجری میں ہوا ہے، تین ہجری میں امام حسنؑ پیدا ہوئے، ۴ ہجری میں امام حسینؑ پیدا ہوئے اور ۵ ہجری میں جناب زینبؑ پیدا ہوئیں اور ۶ ہجری میں جناب ام کلثوم کی ولادت ہوئی۔ اس حساب سے ۱۷ ہجری میں جو کہ عمر کے افسانہ نکاح کی تاریخ ہے، ام کلثوم گیارہ برس کی تھی اور اس سن کی بچی کو جناب امیرؑ دودھ پینے والی بچی کیسے کہہ سکتے ہیں؟ نیز عمر کی وفات ۲۳ ہجری میں ہوئی ہے، شیرخوار بچی سے چار، پانچ سال کے عرصہ میں بقول اہل سنت جناب عمر کے دو بچے کیسے ہو گئے؟ اور شیعہ سنی علماء کا اتفاق ہے کہ جو روایت عقل کی روشنی میں درست نہ بیٹھے وہ راوی کا اشتباہ ہے، امام یا نبیؐ کا ارشاد نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ یہ روایت درایتاً درست نہیں ہے۔

### اعتراض

جناب امیرؑ نے مجازاً ام کلثوم کی کمسنی کے پیش نظر لفظ "صبیہ" استعمال کیا ہے۔

### جواب

صبیہ اور صغیرہ میں فرق ہے۔ کمسنی کے پیش نظر مجازاً صغیرہ کہا جاتا ہے نہ کہ صبیہ۔ جیسا کہ اہل سنت کی کتاب "سنن نسائی" میں ہے کہ جب ابوبکر و عمر نے فاطمہ زہراؑ کا نبی کریمؐ سے رشتہ مانگا تھا تو حضورؐ نے فرمایا

(۱): پارہ ۱۶، سورہ مریم، آیت ۲۹۔

تھا: "اِنَّھَا صَغِیْرَۃٌ" نہ کہ "اِنَّھَا صَبِیَّۃٌ" ام کلثوم بنت فاطمہؑ کے حق میں درست نہیں۔ البتہ ام کلثوم بنت ابی بکر پر یہ جملہ بالکل فٹ آتا ہے کیونکہ ۱۷ ہجری میں بقول اہل سنت وہ پانچ سال کی تھی اور اس سن کی بچی کو مجازاً صبیہ کہہ سکتے ہیں اور بی بی عائشہ کا وظیفہ بڑھا کر جناب عمر نے ان سے بنت ابی بکر کا رشتہ بھی مانگا تھا اور

اَلرِّوَایَۃُ مَتٰی وُجِدَ لَھَا مَحْمِلٌ صَحِیْحٌ لَاتُرَدُّ۔

کہ جب روایت کا صحیح مصداق موجود ہو تو روایت کو رد نہ کیا جائے۔

پس زوجہ عمر ام کلثوم بنت ابی بکر ہے اور شیعوں کو اس میں کوئی اختلاف بھی نہیں ہے۔

چشمِ ماروشن دلِ ماشاد

**اعتراض**

صبیہ سے مراد صغیرہ ہی ہے اور سبائی ہاتھ کی صفائی نے صغیرہ کی بجائے صبیہ لکھ دیا ہے۔

**جواب**

"طبقات الکبریٰ" اہل سنت کی کتاب میں بھی یہی لکھا ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا: "اِنَّھَا صَبِیَّۃٌ" پس ابن سعد صاحبِ طبقات تو کسی سبائی کی تخم ریزی کا نتیجہ نہیں ہے۔

**اعتراض**

شیعہ راویوں نے ایسا لفظ روایت میں کیوں لکھا ہے جس کا معنی عقل کی روشنی میں درست نہیں ہے؟

**جواب**

یہی لفظ جناب امیرؑ کی زبانی اہل سنت کی کتاب میں آیا ہے اور جناب امیرؑ اہل سنت کے چوتھے خلیفہ ہیں۔ پس اہل سنت نے جناب امیرؑ کی زبانی ایسا لفظ کیوں نقل کیا ہے جو عقل کی روشنی میں درست نہیں؟

فما جوابکم فھو جوابنا

**اعتراض**

بی بی عائشہ کمسن تھی اور رسول اللہؐ کا بھی تو ان سے رشتہ ہو گیا تھا۔

جواب

بی بی عائشہ کی کم سنی والا افسانہ بے بنیاد ہے۔ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ مائی صاحبہ شادی کے وقت مطلقہ تھی اور سترہ برس کی تھی۔

## چھٹا جواب: "کافی شریف" کی مذکورہ روایت کے چار حصے ہیں

۱۔ "اِنَّھَا صَبِیَّۃٌ" اس کا بیان مذکور ہو چکا ہے۔

۲۔ "قَالَ خَطَبْتُ اِلَی ابْنِ اَخِیْكَ فَرَدَّنِیْ" (میں نے آپ کے بھتیجے سے رشتہ مانگا اور انہوں نے مجھے ٹھکرا دیا) اگر "فَرَدَّنِیْ" میں فاعل جناب امیرؑ ہے اور مقصود ہمارے دوستوں کا یہ ہے کہ یہ لفظ من گھڑت ہے تو ہم عرض کرتے ہیں کہ یہ لفظ کتبِ اہل سنت میں موجود ہے۔

"اصابہ فی تمیز الصحابہ، استیعاب فی اسماء الاصحاب" میں صاف لکھا ہے کہ

فَقِیْلَ لَہٗ اِنَّہٗ رَدَّكَ۔[1]

جناب عمر کو اصحاب نے بہکایا کہ علیؑ نے تجھے رد کیا ہے۔

پس جب یہ لفظ خود اہل سنت کے گھر میں موجود ہے تو شیعوں کو کذب بیانی کا طعنہ دینے کا ہمارے دوستوں کو حق نہیں اور روایت کے اس حصے کو ہمارے دوست خواہ تسلیم کریں یا نہ کریں، نکاح کے ثبوت پر اس کی دلالت ہرگز نہیں ہے اور مولانا صدیق سے گذارش ہے کہ

سووے کھوتی تے کُھلے کمھار

جناب عمر کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے جو دردِ زہ آپ کو شروع ہوا ہے، وہ جان لیوا ثابت ہوگا اور دامادی عمر والا رٹہ آپ کا اس طرح ہے جیسے؛

شتر در خواب بیند پنبہ دانہ

ہمارے دوستوں کا یہ ضد کرنا کہ عمر، دامادِ علیؑ ہے۔ یہ ضد ایک مرض کی حیثیت رکھتی ہے اور دائے عضال کا کوئی علاج نہیں۔

(۱): اصابہ فی تمیز الصحابہ، ج۴، ص۴۶۸۔

## ساتواں جواب

روایت کا تیسرا جملہ "اَمَا وَ اللہِ لَاُعَوِّرَنَّ زَمْزَمَ، الخ" کہ خبردار! میں زمزم کو تم سے واپس لے لوں گا، تمہارے احترام کا مقام تباہ کردوں گا اور چوری کے الزام میں دو گواہ کھڑے کرکے آپ کے ہاتھ کاٹ دوں گا۔ روایت کے اس حصے سے ہمارے دوستوں کو بہت تکلیف پہنچی ہے اور بھانت بھانت کی تاویلیں کرتے ہیں کیونکہ اس حصہ سے جناب عمر کا ظلم ثابت ہوتا ہے۔ ہم اپنے اہل سنت دوستوں سے عرض کرتے ہیں کہ آپ کے بارہ خلفاء میں سے سوائے جناب امیرؑ کے اور کون ہے جس نے آلِ نبیؐ پر ظلم نہیں کیا؟ روایت کے اس حصے کو خواہ اہل سنت تسلیم کریں یا نہ کریں، ثبوتِ نکاح پر اس کی ہرگز دلالت نہیں ہے۔ ہمارے مخاطب نے اس حصے پر بھی سبائی ہاتھ کی صفائی کا الزام لگایا ہے۔ حالانکہ اہل سنت کی کتاب "تذکرۃ خواص الامۃ" میں صاف لکھا ہے:

فَامْتَنَعَ عَلِیٌّ... فَشَقَّ ذٰلِکَ عَلٰی عُمَرَ، فَقَالَ الْعَبَّاسُ لِعَلِیٍّ: زَوِّجْهَا مِنْهُ، فَقَدْ بَلَغَنِیْ عَنْهُ کَلَامٌ۔ [1]

**ترجمہ:** عمر کو جناب امیرؑ کا انکار کرنا ناگوار گزرا تو عباس نے کہا: رشتہ دے دو مجھے عمر کی طرف سے ایک کلام پہنچا ہے۔

جناب عباس کو جو کلام پہنچا تھا وہ کیا تھا؟ وہی کلام ہے جس کی تفصیل "کافی شریف" میں ہے۔ لیکن جس طرح ماں بدچلن بیٹی پر پردہ دیتی ہے اسی طرح اہل سنت کے اس عالم نے اپنے خلیفہ کے نازیبا کلام پر پردہ دیا ہے۔ ہمارے دوست اس حصے کو خواہ تسلیم کریں یا نہ کریں، اس کلام کا ذکر خود اہل سنت کے ہاں موجود ہے۔ البتہ اہل سنت علماء نے ابن زیاد اور عمر بن سعد کی اولاد نے عجیب چال چلی ہے۔ سوچا کہ اگر ہم نے نکاحِ عمر کے جھوٹے افسانے میں یہ کہا کہ جناب امیرؑ نے خوشی سے نکاح کردیا تھا تو شیعہ ہرگز نہ مانیں گے۔ پس ابن سبا کی سنت پر چل کر عجیب راہ اختیار کی کہ سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی بچے۔ مثل تو مشہور یوں ہے کہ

**شاگرد رفته رفته به استاد میرسد**

لیکن فاروقی اور صدیقی یونیورسٹی کے فارغ التحصیل شاگرد اپنے استادوں کو بھی مات کرگئے۔

---

(۱): تذکرۃ خواص الامۃ، ص۱۸۱، باب۱۱۔

## آٹھواں جواب

"کافی شریف" کی روایت کا چوتھا حصہ "وَ سَألَهُ اَنْ يَّجْعَلَ الْاَمْرَ اِلَيْهِ فَجَعَلَهُ اِلَيْهِ" جناب عباس نے جناب امیرؑ سے کہا کہ عمر کا بندوبست میرے سپرد کرو۔ پس آنجنابؑ نے عباس کے سپرد کر دیا۔ اس کلام میں امر سے مراد یہ ہے کہ عمر کے شر سے بچا جائے اور یہ حصہ بھی ثبوتِ نکاح پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ امر، عام ہے اور نکاح خاص ہے اور عام کی دلالت ہر جگہ خاص پر نہیں ہوتی۔ اگر اہل سنت کو ہمارے اس بیان سے مکمل اتفاق نہیں ہے تو لا اقل مذکورہ معنیٰ کا احتمال کلام میں ضرور ہے اور

اِذَا جَآءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ

اور ہمارے مخاطب اہل حدیث کے مروان کو اگر اپنے دعوی پر ضد ہے تو ان سے گذارش ہے کہ "کافی شریف" کی مذکورہ روایت کی دلالت ہرگز اس بات پر نہیں ہے کہ ام کلثوم کا نکاح، عمر سے ہوا ہے اور آپ بے شک عمر داماد ہے، عمر داماد ہے کا رٹہ لگاتے رہیں۔

مرغی کو خواب میں دانہ ہی دانہ نظر آئے

## نواں جواب

اگر کسی واقعہ میں شک ہو تو بقول شبلی نعمانی اس واقعہ کی نظیر کو دیکھا جائے اور اہل سنت کی معتبر کتاب "سنن نسائی" میں لکھا ہے کہ

خَطَبَ اَبُوْبَكْرٍ، وَعُمَرُ فَاطِمَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ: اِنَّهَا صَغِيْرَةٌ۔ (۱)

جناب ابوبکر و عمر نے رسول اللہؐ سے فاطمہ زہراؑ کا رشتہ مانگا تھا آنجنابؐ نے فرمایا تھا کہ بچی کمسن ہے۔

جب خود رسول اللہؐ نے عمر فاروق کو بیٹی کا رشتہ اس لئے نہیں دیا کیونکہ ان دونوں کے سن میں بڑا فرق تھا اور ام کلثوم تو جناب فاطمہؑ کی تمام اولاد سے کمسن ہیں۔ پس ام کلثوم اور عمر کے سن میں تو بہت بڑا فرق تھا۔ لہٰذا ناممکن ہے کہ جناب امیرؑ نے سن کا لحاظ نہ کیا ہو اور سنتِ نبویؐ کی مخالفت کرتے ہوئے عمر کو رشتہ دے دیا

(۱): سنن نسائی، ج۴، ص ۶۲، کتاب النکاح (باب تزوج المراۃ مثلھا فی السن۔ سید مجبیٰ)

ہواور اگر عمر کا مقصود صرف یہ تھا کہ اس رشتہ سے ان کی نجات ہوجائے گی تو ہم عرض کرتے ہیں کہ عمر کی بیٹی بی بی حفصہ، رسول اللہؐ کے گھر میں تھی اور یہ بلاواسطہ رشتہ نبی کریمؐ سے جناب عمر کو رضی اللہ نہیں بناسکا تو ام کلثوم والا رشتہ بھی جناب عمر کی نجات کے لئے کافی نہیں ہے۔

## دسواں جواب: اہل سنت کے عقیدہ میں دو گواہوں کا ہونا نکاح کے لئے ضروری ہے

### "تحفہ اثنا عشریہ" کی عبارت ملاحظہ ہو

و وجه فرق در میان نکاح و طلاق پر ظاهر است زیرا که در نکاح اعلان ضرور است۔۔۔ پس اقل حد اعلان دو شاهد مقرر فرمودند۔[1]

ترجمہ: نکاح وطلاق میں یہ فرق ظاہر ہے کہ نکاح میں اعلان ضروری ہے۔۔۔اور کمتر مرتبہ اعلان کا یہ ہے کہ دو گواہ مقرر کئے جائیں۔

### ہدایہ کی عبارت

وَلَا يَنْعَقِدُ النِّكَاحُ اِلَّا بِحُضُوْرِ شَاهِدَيْنِ۔[2]

ترجمہ: دو گواہوں کے حاضر ہونے کے بغیر مسلمانوں کا نکاح صحیح نہیں ہے۔

## نکاح میں گواہ اور اعلان کرنا اہل شیعہ کے نزدیک سنت ہے

### جواہر کی عبارت

وَيُسْتَحَبُّ اَيْضًا اَلْاِشْهَادُ فِي الدَّائِمِ، بَلْ لَعَلَّ تَرْكَهُ مَكْرُوْهٌ، لِقَوْلِ اَبِي الْحَسَنِ اَلتَّزْوِيْجُ الدَّائِمُ لَا يَكُوْنُ اِلَّا بِوَلِيٍّ وَشَاهِدَيْنِ بَلْ عَنْ اِبْنِ عَقِيْلٍ مِنَّا وَجَمَاعَةٌ مِنَ الْعَامَّةِ وُجُوْبُ ذٰلِكَ فِيْهِ۔[3]

---

(۱): تحفہ اثنا عشریہ، باب نہم، مسائل الطلاق، ص ۲۵۸۔

(۲): الھدایۃ مع الدرایۃ، کتاب النکاح، ج ۱، ص ۳۰۶۔ مزید رک: الدر المختار، کتاب النکاح، ج ۲ ص ۲، فتاویٰ قاضی خان، کتاب النکاح، ج ۱، ص ۱۵۳، الفقہ علی مذاہب الاربعہ، کتاب النکاح، ج ۲، ص ۲۵۔

(۳): جواہر الکلام کتاب النکاح، ج ۲۹، ص ۳۹، مطبوعہ تہران۔ مزید رک: شرائع الاسلام، کتاب النکاح، باب آداب العقد، شرح لمعہ، جلد ثانی، کتاب النکاح، ص ۳۱، مطبوعہ تہران۔

ترجمہ: نکاح دائمی میں دو گواہوں کا حاضر ہونا مستحب ہے بلکہ اس کا ترک کرنا مکروہ ہے کیونکہ امام علیہ السلام کا فرمان ہے کہ نکاحِ دائم (ہمیشہ) بغیر ولی اور گواہوں کے نہیں ہونا چاہیے بلکہ شیعوں میں ابی عقیل اور سنیوں میں ایک جماعت کا فتویٰ ہے کہ نکاحِ دائمی میں گواہوں کا ہونا واجب ہے۔

**نوٹ**

شیعہ اور سنی دونوں مذہبوں کا اتفاق ہے کہ نکاح میں اعلان کیا جائے اور گواہ بنائے جائیں۔ پس حضرت عمر کا وہ نکاح جس پر ان کے ایمان اور خلافت کا دارومدار ہے اور قیامت کے دن ان کی نجات کا دارومدار بھی جس نکاح پر ہے تو ہم اہل سنت دوستوں سے سوال کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ اس عظیم الشان نکاح کا گواہ کون ہے؟ اعلان کیوں نہ ہوا؟ نکاح کس مہینے میں ہوا؟ کس تاریخ میں ہوا؟ چونکہ ان تمام باتوں کا جواب ہمارے دوستوں کے پاس نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ داستان جھوٹی ہے اور مولانا صدیق کو ان جھوٹی داستانوں کی اشاعت مبارک۔

رَقَصَ الْبَعِيْرُ يَلِيْقُ بِصَوْتِ الْحِمَارِ

## گیارہواں جواب: اہل سنت کے عقیدہ میں زینب نبیؐ کی بیٹی ایک کافر و مشرک کی بیوی ہے اور نبیؐ کی بے بسی و مجبوری

### سیرت ابن ہشام کی عبارت ملاحظہ ہو

وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ لَا يُحِلُّ بِمَكَّةَ وَلَا يُحَرِّمُ، مَغْلُوْبًا عَلَى اَمْرِهٖ، وَكَانَ الْاِسْلَامُ قَدْ فَرَّقَ بَيْنَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللهِ حِيْنَ اَسْلَمَتْ وَبَيْنَ اَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ، اِلَّا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ كَانَ لَا يَقْدِرُ اَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنَهُمَا، فَاَقَامَتْ مَعَهٗ عَلٰى اِسْلَامِهَا وَهُوَ عَلٰى شِرْكِهٖ، حَتّٰى هَاجَرَ رَسُوْلُ اللهِ۔ (1)

(۱): سیرۃ ابن ہشام، ج۱، ص۶۵۳، ذکر ما اصاب زینب من قریش۔ مزید رک: اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج۷، ص۱۳۰، ذکر زینب، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ج۴، ص۳۰۶، ذکر زینب، الاستیعاب فی اسماء الاصحاب، ج۴، ص۳۰۵، طبقات الکبریٰ، ج۸، ص۳۱، ذکر زینب، ذخائز العقبیٰ، ص۱۶۰، ذکر زینب، نور الابصار، ص۴۳، ذکر اولاد نبیؐ، تاریخ خمیس، ج۱، ص۲۷۳، ذکر ہجرت زینب، المعارف، ص۶۲، ذکر اولادِ رسولؐ۔

ترجمہ: رسول اللہؐ مکے میں مجبور تھے، حلال و حرام کے احکام جاری نہیں کر سکتے تھے اور آنجنابؐ کی بیٹی زینب جب اسلام لائی توان کے اور ان کے شوہر ابوالعاص کے درمیان اسلام نے جدائی ڈال دی۔ لیکن رسول اللہؐ اس طرح مجبور تھے کہ ان دونوں میں جدائی ڈالنے پر قدرت نہیں رکھتے تھے۔ پس زینب اپنے اسلام پر قائم رہی اور ان کا شوہر اپنے شرک پر باقی رہا حتیٰ کہ حضورؐ ہجرت کر گئے۔

**نوٹ:۱**

مولانا عبدالستار تونسوی کے بقول ام کلثوم بنت علیؑ کا عمر کے نکاح میں ہونا عمر کے کامل الایمان ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ ہم شیعہ یہ گزارش کرتے ہیں کہ نکاحِ عمر والا افسانہ جھوٹا ہے اور دوسری گزارش یہ کرتے ہیں کہ اگر بیوی کے ایمان سے شوہر کامل الایمان بنتا ہے تو ابوالعاص کافر و مشرک بھی کامل الایمان ہو گیا کیونکہ اس کے نکاح میں بقول اہل سنت رسول اللہؐ کی بیٹی ہے۔

**نوٹ:۲**

بقول مولوی کرم دین اگر عمر منافق تھا تو جناب امیرؑ نے اس کو اپنی بیٹی کیوں دی؟ ہم عرض کرتے ہیں کہ نکاحِ عمر والا افسانہ جھوٹا ہے اور دوسری گزارش یہ ہے کہ ابوالعاص کافر و مشرک تھا نبی کریمؐ نے بقول اہل سنت اپنی بیٹی زینب اس کافر کے نکاح میں کیوں دی؟

**اعتراض**

نبی کریمؐ نے زینب کا نکاح اس کافر سے قبل از اعلانِ نبوت کیا تھا۔

**جواب**

اعلانِ نبوت سے پہلے جس طرح نبیؐ کے لئے معاذ اللہ زنا کرنا بری بات ہے اسی طرح کافر کو بیٹی دینا بھی بری بات ہے۔

**اعتراض**

نکاح، اعلانِ نبوت سے پہلے ہوا تھا اور بعد میں حضرتؐ مجبور ہو گئے، بے بس اور لاچار تھے۔ اس لئے تیرہ سال تک حضورؐ کی بیٹی مکہ میں ایک کافر کے پاس رہی۔

**جواب**

ہم اہل سنت دوستوں اور بھائیوں سے یہ پوچھتے ہیں کہ تیرہ سال تک نبی کریمؐ مکہ میں مجبور کیسے رہے؟ رستمِ مکہ عمر فاروق کہاں تھا؟ان کی رگِ غیرت کیوں نہ پھڑکی؟اگر وہ اس مسئلہ کو جانتے تھے کہ شوہر اور بیوی دونوں کا مسلمان ہونا ضروری ہے تو یہ نبی کریمؐ کی خاطر لڑ مرتے اور نیز ابو قحافہ کا شیر ابوبکر کہاں تھا؟اور نیز عفان کا بہادر بیٹا عثمان کہاں تھا؟

ہمارے دوستو!شیعوں پر آپ اعتراض کرتے ہیں کہ علیؑ شیر بھی ہو اور زیر بھی ہو، نہیں ہو سکتا، ہم عرض کرتے ہیں کہ آپ کے تینوں شیروں کی فتوحات اور بہادری کے سب قصے کیا ضرطات البعیر ہیں؟

**نتیجہ بحث**

ا۔"کافی شریف" کی وہ رایت جسے شیعوں کے خلاف پیش کرکے ہمارے دوست اہل سنت بھانت بھانت کی بولیاں مارتے ہیں، ہم نے مذکورہ روایت کے ناقابلِ قبول ہونے کی خاطر گیارہ عدد جوابات پیش کرکے مسلمانوں کو دعوتِ انصاف دی ہے اور ضد اور ہٹ دھرمی کرنے والے اشخاص کے لئے گیارہ ہزار جوابات بھی ناکافی ہیں۔

۲۔مذکورہ روایت کو لفظ بہ لفظ ہم نے اہل سنت کی کتابوں سے بھی ثابت کیا ہے اور اہل سنت دوستوں کا یہ طعنہ کہ مذکورہ روایت کا مضمون ابن سباء کے ہاتھ کی صفائی ہے، یہ ناحق سچائی کا خون کرنا ہے۔کیونکہ مذکورہ روایت کا مضمون اہل سنت دوستوں کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔پس عبداللہ بن سباء ہمارے اہل سنت دوستوں کی کتابوں میں کیسے گھس گیا؟اگر لفظ "صَبِيَّةٌ" (دودھ پینے والی بچی) ابن سباء نے بنایا تھا تو یہ لفظ اہل سنت کی کتاب "طبقات الکبریٰ" میں بھی موجود ہے تو کیا ابن سعد اہل سنت کا مایہ ناز عالم ابن سباء کا نطفہ ہے؟اور اگر "فَرَدَّنِیْ" کہ مجھے اس نے رشتہ دینے سے ٹھکرا دیا یہ لفظ ابن سباء کی سازش ہے تو یہ لفظ اہل سنت کی مایہ ناز کتاب "الاصابۃ فی تمییز الصحابہ" میں بھی موجود ہے تو کیا مذکورہ کتاب کا مؤلف ابن حجر عسقلانی اہل سنت کا مایہ ناز عالم بھی ابن سباء کی کوشش کی پیداوار ہے اور اگر یہ لفظ "اَمَا وَ اللهِ لَاُعَوِّرَنَّ.. الخ" کہ عمر نے کہا: میں زمزم کا کنواں واپس لے لوں گا اور دو گواہ بنا کر چوری کی سزا دوں گا۔اگر یہ الفاظ ابن سباء کے

بنائے ہوئے ہیں تو ہم اہل سنت دوستوں سے عرض کرتے ہیں کہ ان الفاظ کی طرف آپ کے مایہ ناز عالم ابن حجر مکی نے اپنی کتاب "صواعق" اور آپ کے مایہ ناز عالم ابن صبان نے اپنی کتاب "اسعاف الراغبین" میں اور آپ کے مایہ ناز عالم سبط ابن جوزی نے اپنی کتاب "تذکرۃ خواص الامۃ" میں اشارہ کیا ہے۔

سبط ابن جوزی نے لکھا ہے کہ جناب عباس بن عبد المطلب نے جناب امیرؑ سے کہا تھا کہ عمر کی طرف سے مجھے نازیبا کلام پہنچا ہے اور ابن حجر مکی اور ابن صبان نے لکھا ہے کہ جناب عمر نے مسجد پیغمبرؐ میں منبر نبیؐ پر کھڑے ہو کر خدا کی قسم کھا کر کہا تھا کہ میں مذکورہ رشتے کے بارے میں حضرت علیؑ کو مجبور کر رہا ہوں۔ پس جب یہ تمام مضمون آپ کی کتابوں میں موجود ہیں تو اگر یہی مضمون شیعوں کی کتاب "کافی شریف" میں بفرضِ محال آگیا ہے تو اسے پڑھ کر ہمارے اہل سنت دوستوں کے شکم مبارک میں مروڑ کیوں اٹھتے ہیں؟ اگر مذکورہ مضمون ابن سباء اہل سنت دوستوں کے روحانی جدّ اعلیٰ کا بنایا ہوا ہے اور علمائے اہل سنت بھی اس کی تائید کرتے ہیں تو پھر اہل سنت کو چاہیے کہ اس مضمون کو سر آنکھوں پر قبول کریں۔

۳۔ اگر مذکورہ مضمون بقول اہل سنت ابن سباء کا بنایا ہوا ہے تو ہم شیعہ لوگ ابن سباء پر بھی لعنت کرتے ہیں اور اس کے بنائے ہوئے جھوٹے مضمون سے بھی بیزاری کرتے ہیں۔ شیعیانِ حیدر کرارؑ نہ ہی ابن سباء کو کچھ سمجھتے ہیں اور نہ ہی اس کے مضمون کو صحیح سمجھتے ہیں اور نہ ہی اس پر ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے۔

پس راوی یا صاحب کتاب کے اشتباہ سے یہ مضمون اگر ہماری کتاب میں آگیا ہے تو کیا حرج ہے؟ کیونکہ منافقین کی اکثر باتیں بھی قرآن میں آگئی ہیں اور اگر مذکورہ صورت سے یعنی مضمون کو ابن سبا کی طرف نسبت دینے سے اہل سنت دوستوں کے دانت کھٹے ہو گئے ہیں اور وہ یہ دوسری راہ اختیار کرتے ہیں کہ مذکورہ مضمون شیعوں کے امام نے ارشاد فرمایا ہے تو پھر ہمیں یہ روایت سر آنکھوں پر قبول ہے۔ لیکن اس روایت میں نہ تو جناب عمر کا ذکر ہے اور نہ ہی جناب امیرؑ کا ان کو داماد بنانے کا ذکر ہے۔ البتہ امام نے یہ فرمایا کہ کسی شخص نے کسی سے رشتہ لینے کی خاطر جھوٹے گواہ بنا کر اس کے ہاتھ کاٹنے کا منصوبہ بنایا تھا اور جناب عباس کو نازیبا الفاظ سنائے تھے۔ پس اگر وہ جھوٹے گواہ بنانے والا جناب عمر ہی ہے تو پھر ہم شیعوں پر فرض ہو گیا کہ جب ہمارے امام نے جناب عمر کے ظالم اور جھوٹے ہونے کی گواہی دی ہے تو ہم امام کے فرمان کو مانیں اور

جناب عمر کو ظالم اور جھوٹا سمجھیں۔ پس "کافی شریف" کی وہ روایت جسے اہل سنت اس غرض سے پیش کرتے ہیں کہ شیعہ لوگ جناب عمر کی خلافت اور ایمان اور نجات کو تسلیم کریں۔ اس پیش کردہ روایت سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جناب عمر ظالم تھے۔ پس ایسے شخص کو خلیفہ ماننا اہل سنت ہی کو مبارک ہو، ہم تو اللہ کے اس حکم کو مانیں گے کہ ﴿لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ﴾ کسی ظالم کو عہدہ امامت نہیں پہنچ سکتا۔

۴۔ "کافی شریف" کی مذکورہ روایت پر ہمارے اہل سنت دوست یوں بھی روشنی ڈالتے ہیں کہ شیعہ صاحبان نکاحِ فاروق کو تو تسلیم کرتے ہیں لیکن جناب امیرؑ کو مجبور ظاہر کرتے ہیں کہ یہ رشتہ بامرِ مجبوری ہوا تھا۔ اور ہم شیعہ یہ عرض کرتے ہیں "لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ" ہم ہرگز مذکورہ رشتے کو تسلیم نہیں کرتے اور نہ ہی ہمارا اعتقاد ہے کہ جناب امیرؑ نے عمر کو خوشی اور رضا سے رشتہ دیا تھا اور نہ ہی یہ اعتقاد ہے کہ مذکورہ رشتہ بامرِ مجبوری دیا تھا۔ کیونکہ مذکورہ نکاح کی ہمارے کسی امام نے تصدیق نہیں فرمائی بلکہ ہمارے امام جعفر صادقؑ کا فرمان کتاب "مرآۃ العقول" سے مذکور ہو چکا ہے کہ مذکورہ نکاح کا جو شخص دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ اور نیز علمائے شیعہ نے بھی امام کے اس فرمان کے پیشِ نظر مذکورہ نکاح کی پر زور الفاظ میں تردید فرمائی ہیں۔ جناب شیخ مفیدؒ سے مذکورہ روایت کی تردید "بحار الانوار" اور "مراۃ العقول" میں مذکور ہے اور نیز علامہ ذبیح اللہ محلاتی سے "ریاحین الشریعہ" میں مذکورہ نکاح کی تردید موجود ہے۔

۵۔ بعض علمائے شیعہ نے مذکورہ نکاح پر بحث کرتے ہوئے یہ الفاظ اگر کہیں تحریر کر دیئے ہیں کہ جناب امیرؑ کی کسی لڑکی سے عمر کا نکاح نہیں ہوا تھا اور اگر بفرضِ محال ہوا بھی تھا تو بامرِ مجبوری ہوا تھا۔ پس مذکورہ الفاظ ہمارے کسی امام کے نہیں ہیں بلکہ وہ کسی عالم کے ہیں اور اس نے بھی اتنا کہا کہ نکاح نہیں ہوا اگر ہوا ہے تو بامرِ مجبوری۔ پس بامرِ مجبوری کا لفظ قرآن و حدیث تو ہے نہیں کہ اسے شیعوں کے خلاف پیش کیا جائے۔ علماء کسی مطلب کو تعبیر کرنے میں جو عبارت ذکر کرتے ہیں اگر وہ بعینہ امامؑ کے الفاظ ہوں تو شیعوں کو الزام دیا جا سکتا ہے اور اگر وہ تعبیرِ امامؑ کے الفاظ نہ ہوں تو ان الفاظ سے اگر اصولِ مذہب پر زد آتی ہو تو ان الفاظ کی صحیح تاویل کی جائے گی۔

۶۔ بامرِ مجبوری سے مقصود علمائے شیعہ کا یہ ہے کہ اہل سنت دوستوں کو الزام دیں۔ کیونکہ نو عدد کتبِ معتبرہ اہل سنت جن کے حوالہ جات مذکور ہو چکے ہیں، ان سے یہ ثابت ہے کہ اہل سنت بھائیوں کے عقیدہ میں زینب بنت ہالہ یا بنت خدیجہ، رسول اللہؐ کی صلبی بیٹی ہے اور وہ ابوالعاص بن ربیع مشرک کے نکاح میں تھی اور "سیرت ابن ہشام" سے یہ الفاظ روایت مذکور ہو چکے ہیں کہ رسول اللہؐ مکہ میں مجبور تھے اور اسلام نے ان کی بیٹی زینب اور ان کے داماد ابوالعاص میں جدائی ڈال دی تھی۔ لیکن نبی پاکؐ اپنی مجبوری کی وجہ سے اپنی بیٹی کو اپنے مشرک داماد سے جدا نہ کر سکے۔ پس اہل سنت کے عقیدہ میں نبیؐ کی صلبی بیٹی اپنے اسلام پر قائم رہی اور ان کا کافر اور مشرک شوہر اپنے کفر اور شرک پر قائم رہا۔

ہم اہل سنت بھائیوں سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ آپ نے اس طرح رسول اللہؐ کو مجبور مان لیا ہے کہ اسلام کی وجہ سے نکاح تو ٹوٹ گیا تھا لیکن نبیؐ کی بیٹی آپ کے عقیدہ میں بغیر نکاح کے اپنے سابقہ شوہر کے گھر میں بیوی کی حیثیت سے آباد ہے اور اس بات کو تسلیم کرنے سے اہل سنت دوستو! آپ کے ایمان کا کچھ نہیں بگڑتا اور نبی پاکؐ کی نبوت میں بھی کوئی فرق نہیں آتا۔!!! پس علمائے شیعہ نے اہل سنت کو الزامی جواب کی خاطر یہ کہا ہے کہ نکاحِ عمر، خاندانِ نبوتؐ کی کسی شہزادی سے نہیں ہوا اور بالفرض اگر ہوا بھی ہے تو اسی طرح بامرِ مجبوری ہوا، جس طرح اہل سنت کے عقیدہ میں زینب بنت نبیؐ کا نکاح ایک کافر اور مشرک سے اور پھر اسلام کی وجہ سے نکاح ٹوٹ گیا اور بغیر نکاح کے بامرِ مجبوری آپ کے نبیؐ نے اپنی بیٹی کو اس کے سابقہ مشرک شوہر کے گھر میں آباد رکھا۔ پس جب پیغمبر اسلامؐ کے متعلق اہل سنت بامرِ مجبوری کا عذر قبول کرتے ہیں اسی طرح جناب امیرؑ کے بارے میں بھی یہ عذر قبول کر لیں۔ کیونکہ جناب امیرؑ بھی ان کا چوتھا خلیفہ ہے اور شیعوں کی طرف سے اہل سنت کو یہ بامرِ مجبوری والا الزامی جواب دیا گیا ہے اور الزامی جواب میں یہ ضروری نہیں ہوتا کہ جواب دینے والا خود بھی اس جواب کا عقیدہ رکھتا ہو۔ پس ہم شیعوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ جناب امیرؑ نے نہ ہی خوشی اور رضا سے اور نہ ہی بامرِ مجبوری عمر کو رشتہ دیا تھا اور معاویہ خیل جتنا جھوٹا پروپیگنڈا بھی کرتے رہیں، اس سے جناب عمر کی کسی فضیلت کے بھی شیعیانِ حیدر کرارؑ قائل نہیں ہو سکتے۔

## خلاصۃ الکلام

چار یاری مذہب کی توپ کا دوسرا گولہ "کافی شریف" کی مذکورہ روایت عمر صاحب کی تعریف کی بجائے مذمت کرتی ہے۔ کیونکہ اس روایت کو بفرضِ محال اگر ہم کلامِ امامؑ تسلیم کر لیں تو ہم پر فرض ہو جاتا ہے کہ جو کچھ امامؑ نے فرمایا ہے اس پر عقیدہ رکھیں۔ اور مضمونِ روایت کے مطابق عمر صاحب کو ایک ایسا ظالم اور جھوٹا شخص سمجھیں کہ جس کے دل میں ناموسِ رسولؐ کا کوئی احترام نہ تھا اور رسول اللہؐ کے پاک گھرانے کی شہزادیوں کا رشتہ لینے کی خاطر عمر صاحب ان کے ورثاء کو مجبور کرتا تھا اور نبیؐ کے رشتہ دار جب انکار کرتے تھے تو انہیں بلا کر ان کے حقوق چھین لینے کی دھمکیاں دیتا تھا اور برملا کہتا تھا کہ اگر مجھے نبیؐ کی فلاں نواسی کا رشتہ نہ ملا تو میں اس کے باپ کے خلاف جھوٹے گواہ بنا کر چوری کا الزام لگا دوں گا اور اس کے ہاتھ کاٹوں گا۔

مسلمان بھائیو! ہر شخص نے ایک نہ ایک دن مرنا ہے اور خدا کو جواب دینا ہے۔ ہم ضد نہیں کرتے لیکن انصاف بھی تو کوئی چیز ہے؟!! جن باتوں کے متعلق نبیؐ کے رشتہ داروں کو عمر صاحب رعب دکھاتے تھے، ایسی باتوں کی جرأت کوئی مسلمان نہیں کر سکتا۔ پس مذکورہ باتیں کرنے سے جناب عمر کا ایمان ختم ہو گیا اور نجات ناممکن ہو گئی۔ لہٰذا جو جھوٹا افسانہ ہمارے اہل سنت دوست اس لئے پیش کرتے ہیں تاکہ اس کی وجہ سے عمر صاحب کا ایمان، خلافت، نجات ثابت کریں، اسی افسانے نے جناب عمر کے ایمان، خلافت اور نجات کو برباد کر دیا اور اگر "کافی شریف" کی مذکورہ روایت ہمارے امامؑ کا فرمان ہی نہیں ہے تو پھر ہمارے اہل سنت بھائیوں کو چاہیے کہ ناحق انصاف کا خون نہ کریں۔ جب انہوں نے ہمارے خلاف امامؑ کا کلام پیش ہی نہیں کیا تو ہم ان کو جواب کس بات کا دیں؟!!! اور اس قسم کی روایت کو ایمانِ عمر ثابت کرنے کی خاطر ہمارے خلاف پیش کرنے سے سنی بھائیوں کو خود بخود شرم کرنا چاہیے۔ مولوی محمد صدیق اور منیجر جمعیت نے تحریر کر کے اس پر یوں جرح کی ہے؛

اٹھ دے منہ وچوں لانٹریں دی بو آوے

## اعتراض

حضرت علیؑ شیر خدا تھے اور جناب عمر تو بزدل تھے۔ پس جناب عمر کی ایک دھمکی نے حیدر کرارؑ کے ہوش و حواس اڑا دیئے اور شیر خدا کے چھکے چھڑا دیئے، انبیاء کی مشکلیں آسان کرنے والے، زمین کے اندر

جاکر ہزاروں جنات کو قتل کرنے والے، علیؑ مشکل کشا کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے؟!! ہزاروں من خیبر کا پھاٹک بائیں ہاتھ سے اٹھا کر سو گز کے فاصلے پر پھینکنے والے بہادر پر عمر کا دُرّہ بھاری ہو گیا؟!! غرض جس نیک انسان کو شیعہ حضرات انسانیت سے اٹھا کر اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کھڑا کر دیتے ہیں، اس بہادر اور نڈر انسان کو حضرت عمر کی ایک فرضی دھمکی نے بے بس کر دیا اور مجبور ہو کر انہوں نے اپنی بیٹی کا رشتہ فاروق اعظم کو دے دیا۔۔(ملخص منقول از کتاب اہل سنت دامادِ علیؑ و کتابچہ اہل سنت نکاحِ ام کلثوم)

**جواب:۱**

مذکورہ تحریر گواہ ہے کہ ملوانوں نے اپنے فاروق اعظم کی نمک حلالی کرنے کی خاطر اپنی طرف سے سر توڑ کوشش کی ہے اور جس قدر طنز اولیاء اللہ پر یہ کر سکتے تھے اس میں کوئی کمی نہیں کی۔ ان ملوانوں سے رواداری برتنا اسی طرح ہے جیسے سانپ کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرنا ہے۔ عمر صاحب کے پاؤں کی تیزی کی طرح آپ ان کی زبان کی تیزی ملاحظہ فرمائیں اور جس چرب زبانی سے ابوبکر و عمر نے سقیفہ بنی ساعدہ میں مہاجرین و انصار کو فریب دیا تھا، اسی چرب زبانی سے یہ سیدھے سادھے مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ جہاں تک خاندانِ رسالتؐ سے عمر صاحب کی جھوٹی رشتہ داری کا تعلق ہے تو ہم نے اس افسانہ کے تمام پیچوں کو اس رسالہ میں ڈھیلا کر دیا ہے اور مخالف کی پیش کردہ تمام غلط روایات کے پرخچے اڑا دیئے ہیں۔ باقی رہا جناب امیرؑ کے کمالات اور آنجنابؑ کا شیرِ خدا ہونا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لومڑِ خدا ہونا تو اسے ہم تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن شیر میں جس قدر شجاعت ہوتی ہے اتنی ہی اس میں شدائد پر صبر کرنے کی جرأت ہوتی ہے۔ خاندانِ رسالتؐ کی مظلومیت اور صبر کا جس رنگ میں ملوانے تمسخر اڑاتے ہیں اس طرح شانِ توحید اور رسالت پر بھی حرف آتا ہے۔ کیونکہ کئی مسلمان عورتوں اور مردوں پر ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے ظالموں نے مصیبتوں کے پہاڑ گرائے اور اللہ تعالیٰ نے تمام طاقتوں کے باوجود ان مسلمانوں کو کوئی حفاظت و مدد نہ کی۔ پس اہل حدیث وہابیوں کا خدا ظالموں سے یوں ڈر گیا جیسے شیرِ خدا، عمر سے ڈر گیا اور نیز چاند کو انگلی کے اشارے سے دو ٹکڑے کرنے والا نبیؐ کافروں سے ایسا ڈرا کہ تین دن تک غار میں چھپا رہا۔

جس سوچ اور فکر سے ہمارے سنی بھائی کام لیتے ہیں اس فکر سے تو پورے اسلام کا جنازہ نکل جاتا ہے اور خدا اور رسولؐ کا ذرا بھر بھی وقار باقی نہیں رہتا۔

**جواب:۲**

اللہ تعالیٰ کبھی اپنی طاقت دکھاتا ہے جیسے؛ ابرہہ کے لشکر کو ابابیل کی فوج بھیج کر برباد کیا تھا۔ اور کبھی خداوند عالم ظالم کی رسی کو دراز کرتا ہے جیسے کہ جب فوجِ یزید نے حصین بن نمیر کی قیادت میں بارہ ہزار پتھر، ہر روز مسجد الحرام میں برسائے اور کعبہ بھی گر گیا تو خداوند عالم خاموش رہا۔ تاریخی واقعات کے استقراء اور چھان بین سے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب کافر، دینِ حق اور شعائر اللہ کو بالکل مٹانے کے لئے ارادہ کرلیں تو خدا تعالیٰ انہیں اسی دنیا میں جلدی یا دیر سے سزا دے دیتا ہے اور جب خود مسلمان ہی اپنی بدکرداری سے دینِ اسلام کو برباد کرنے کا ارادہ کرلیں تو خدا ان کی سزا کو روزِ قیامت پر ملتوی کر دیتا ہے اور اسی مذکورہ سنتِ الٰہیہ پر اولیاء اللہ بھی عمل پیرا رہتے ہیں۔ پس جناب امیرؑ کی بہادری کے وہ تمام واقعات جن کی وجہ سے ملوانے ہم پر طنز کرتے ہیں، ان جنگوں میں ظاہر ہوئے ہیں جن میں کفار نے اسلام کو ختم کرنے کا ارادہ کرلیا تھا اور رسول اللہؐ کے بعد جناب امیرؑ کا واسطہ ان لوگوں سے تھا جو ظاہراً اپنے آپ کو مسلمان کہلواتے تھے اور اپنی نادانی اور برے اعمال کی وجہ سے اسلام کو برباد کر رہے تھے۔ پس جس طرح خدا تعالیٰ نے فوجِ یزید کی ظالمانہ کاروائیوں پر خاموشی اختیار کی اور جس طرح نبی پاکؐ نے بعض مسلمانوں کی منافقانہ کاروائی پر خاموشی اختیار کی، اسی طرح مولا علیؑ شیرِ خدا نے بھی خدا اور رسولؐ کی طرح خاموشی اختیار کی۔ مولا علیؑ کے کمالات اور معجزات برحق ہیں لیکن ہمارے اہل سنت بھائی اپنی اسی مخصوص مرض کی وجہ سے آنجنابؑ کے معجزات اور کرامات کا اسی طرح مذاق اڑاتے ہیں جس طرح کفار و منافقین ہمارے رسولؐ کے کمالات و معجزات کا مذاق اڑاتے تھے۔

﴿وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ﴾

## شیعوں کے خلاف چاریاری مذہب کی توپ کا تیسرا گولہ

مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ زِيَادٍ عَنِ ابْنِ سَمَاعَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سِنَانٍ وَ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْمَرْأَةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا أَ تَعْتَدُّ فِي بَيْتِهَا أَوْ حَيْثُ شَاءَتْ قَالَ بَلْ حَيْثُ شَاءَتْ إِنَّ عَلِيًّا لَمَّا تُوُفِّيَ عُمَرُ أَتَى أُمَّ كُلْثُومٍ فَانْطَلَقَ بِهَا إِلَى بَيْتِهِ۔

### دوسری روایت

رَوَى الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ امْرَأَةٍ تُوُفِّيَ زَوْجُهَا أَيْنَ تَعْتَدُّ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا تَعْتَدُّ أَوْ حَيْثُ شَاءَتْ قَالَ بَلَى حَيْثُ شَاءَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ عَلِيًّا لَمَّا مَاتَ عُمَرُ أَتَى أُمَّ كُلْثُومٍ فَأَخَذَ بِيَدِهَا فَانْطَلَقَ بِهَا إِلَى بَيْتِهِ۔ (۱)

### دونوں روایتوں کا ملخص ترجمہ

راوی کہتا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ جس عورت کا شوہر مرجائے وہ عدتِ وفات کس جگہ گزارے؟ اپنے شوہر کے گھر میں یا جس جگہ چاہے؟ امام نے فرمایا: جس جگہ چاہے۔ پھر فرمایا: جب عمر مرگیا تو حضرت علیؑ، ام کلثوم کے پاس آئے، اس کو ہاتھ سے پکڑا اور انہیں اپنے گھر لے گئے۔

### نوٹ

ہم نے دونوں روایتیں قارئین کے سامنے پیش کردی ہیں اور ان دونوں روایتوں میں جان ہی نہیں ہے کہ اہل سنت دوستوں کے دعویٰ کو ثابت کریں اور ہم اپنے قارئین کے سامنے ان روایات پر جرح کرتے ہیں اور مسلمانوں کو دعوتِ انصاف دیتے ہیں۔

---

(۱): فروع کافی، کتاب الطلاق (، ج ۶، ص ۱۱۵، ۱۱۶، مطبوعہ تہران۔ سید مجبی)

## مذکورہ دونوں روایتوں کے دس عدد جواب ملاحظہ ہوں

### پہلا جواب

مذکورہ روایتیں ہمارے مخاطب کو نظر آئیں اور یوں خوش ہو گئے جیسے عید بابا شجاع الدین کے دن شیعوں کو خوشی ہوتی ہے اور سوچا کہ ہم نے شیعوں کو تحقیق کی چکی میں پیس ڈالا ہے۔ ہم اپنے اہل سنت دوستوں سے گزارش کرتے ہیں کہ

رُدَّ الْحَجَرَ مِنْ حَيْثُ جَآءَ

ہمارا یہ اصول ہے کہ اینٹ جدھر سے آئے، ہم اسے ادھر ہی پھینکتے ہیں۔ اگر مخاطب کا مقصد اس روایت سے یہ ہے کہ جناب عمر کے نکاح کا جھوٹا افسانہ اس روایت سے ثابت ہے۔ تو یہ ایک ان کی نادانی ہے، جو ابھی ہم تھوڑی دیر کے بعد دور کریں گے اور اگر اہل حدیث کے مروان کا مقصد راہ انصاف کو چھوڑ کر اپنی ضد پر اَڑے رہنا ہے تو مثل مشہور ہے کہ

نزد دروغ گو ہر کس لاجواب است

اور ہماری دعا ہے کہ ہمارے مخاطب کو حق تعالیٰ انصاف کی بات قبول کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔

### دوسرا جواب: مذکورہ روایت عقل کی روشنی میں غلط ہے کیونکہ فرضی ام کلثوم بیوہ عمر کا دنیا میں وجود ہی نہیں ہے

**بیانہ**

اگر کسی روایت میں راویوں نے یہ بتایا ہے کہ معاذ اللہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ دو اور دو پانچ تو دنیا کے عقل مند لوگ ایسی روایت کو کسی امام اور نبیؐ کا فرمان ماننے سے معذور ہیں بلکہ اس کی کوئی صحیح تاویل کرتے ہیں۔ اگر تاویل کے قابل نہ ہو تو اسے راوی کا اشتباہ سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔

**سوال**

وہ ام کلثوم جسے بیوۂ عمر فرض کیا گیا ہے، عدتِ وفات چار مہینے اور دس دن گزارنے کے بعد کہاں گئی؟ اور نیز اس کے فرضی بچے عدت کے دوران اور عدت کے بعد کہاں گئے؟

**جواب**

اس فرضی ام کلثوم کے بارے میں اہل سنت علماء نے ایک اور جھوٹا افسانہ ایسا گھڑا ہے جسے پڑھنے کے بعد ہر وہ شخص جس کے دل میں رائی برابر بھی علیؑ اور اولادِ علیؑ کی عقیدت واحترام ہے، اس کا خون کھولتا ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ علیؑ اور اولادِ علیؑ نے ان ملوانوں کا کیا قصور کیا تھا کہ جھوٹے افسانے ان کی طرف منسوب کئے ؟!!

**میرے محترم قارئین!**

نبیؐ اور آلِ نبیؐ سے معافی مانگ کر

**نقل کفر کفر نباشد**

کے تحت اس افسانے کو تحریر کرنے کی جسارت کر رہے ہیں۔ اور خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ہماری کس قسم کی مجبوریاں ہیں اور ایک مقصد یہ بھی ہے کہ دوست اور دشمن میں فرق معلوم ہو جائے تا کہ یہ لمبی داڑھیوں والے، جن کی بغل میں چھری اور نام غریب داس ہے، بھولے بھالے مسلمانوں کو دھوکہ نہ دے سکیں۔

## علیؑ اور اولادِ علیؑ کے خلاف سنی ملوانوں کا زہریلا پروپیگنڈا

### اسد الغابہ اور ذخائر العقبیٰ کی عبارت ملاحظہ ہو

لَمَّا تَأَيَّمَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ، الخ (چونکہ عبارت طویل ہے اس لئے ہم ترجمے پر اکتفا کرتے ہیں)

**ترجمہ:** جب ام کلثوم، عمر سے بیوہ ہوئی تو اس کے بھائی حسنؑ اور حسینؑ اس کے پاس آئے اور کہا کہ اگر تو نے اپنی دوبارہ شادی کا پورا اختیار اپنے باپ علیؑ کو دے دیا تو وہ تیری شادی اپنی قوم کے کسی یتیم سے کر دے گا اور اگر تو مال دنیا چاہتی ہے تو وہ کسی اور جگہ شادی کرنے سے ممکن ہے۔ پس اوپر سے حضرت علیؑ لاٹھی کے سہارے چلتے ہوئے آگئے، بچوں کو دعائیں دیں اور کہا: اے ام کلثوم تو اپنے نکاح کا معاملہ میرے سپرد کر دے۔ ام کلثوم نے کہا کہ میں دنیا چاہتی ہوں اور اپنے معاملے میں میں خود غور کرنا چاہتی ہوں۔ علیؑ نے فرمایا: بیٹی یہ تیری سوچ نہیں بلکہ یہ تیرے بھائیوں کی سوچ ہے۔ پھر حضرت اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں تم سب سے کلام نہ کروں گا۔ جب علیؑ روٹھ کر اٹھے تو حسنؑ وحسینؑ نے باپ کو راضی کیا اور منایا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ام

کلثوم نکاح کا معاملہ میرے سپرد کردے، بی بی نے سپرد کردیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ میں نے تیرا نکاح عون بن جعفر سے کردیا۔ عون اس وقت بچہ تھا اور چار ہزار درہم بھی جناب امیرؑ نے ان کو دیئے۔ (ملخص)[1]

**نوٹ**

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ

راوی نے مذکورہ روایت میں آلِ رسولؐ کی توہین کرنے کی انتہا کردی ہے۔ مذکورہ روایت "صواعق محرقہ" میں بھی مذکور ہے اور باقی تین کتب میں صرف اتنا لکھا ہے کہ فرضی ام کلثوم کا نکاح، عمر سے بیوہ ہونے کے بعد عون ابن جعفر سے ہوا، عون کی وفات کے بعد محمد ابن جعفر سے ہوا، ان کی وفات کے بعد عبداللہ بن جعفر سے ہوا۔

## مذکورہ روایت الف سے ی تک جھوٹ کا پلندہ ہے کیونکہ عون بن جعفر ۱۷ھ میں عمر کے زمانے میں جنگ تُستر کے موقعہ پر شہید ہوگیا تھا

**اسد الغابہ کی عبارت ملاحظہ ہو**

عُوْنُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ... وُلِدَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللہِ، اُمُّهُ وَاُمُّ اَخَوَيْهِ عَبْدِ اللہِ وَمُحَمَّدٍ: اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ اَلْخَثْعَمِيَّةُ. اُسْتُشْهِدَ بِتُسْتَرٍ، وَلَاعَقِبَ لَهُ.[2]

**ترجمہ:** عون بن جعفر بن ابی طالبؑ، نبی کریمؐ کے زمانے میں پیدا ہوئے اور جنگِ تستر میں شہید ہوگئے اور ان کی اولاد نہیں ہے۔

---

(۱): اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج۷، ص۲۸۸، ذکر ام کلثوم، ذخائز العقبیٰ، ص۱۷۰، ذکر ام کلثوم۔ مزید رک: الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج۴، ص۴۶۹، ذکر ام کلثوم، الطبقات الکبریٰ، ج۸، ص۴۹۳، ذکر ام کلثوم، تاریخ خمیس، ج۲، ص۲۸۵، ذکر اولاد علیؑ، صواعق محرقہ، ص۹۴، آیت مباہلہ۔

(۲): اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج۴، ص۳۱۴، حرف العین۔ مزید رک: الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج۳، ص۴۴، حرف العین، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج۳، ص۱۶۱، حرف العین، ذخائر العقبیٰ، باب ۳، فصل اول، ص۲۲۱، المعارف لابن قتیبہ دینوری، ص۸۹، ذکر اخبار علیؑ ابن ابی طالب، تاریخ کامل ابن اثیر، ج۲، ص۲۷۱، ذکر فتح تستر۔

**نوٹ**

"تاریخ کامل ابن اثیر، ذکر فتح تستر" میں لکھا ہے کہ یہ جنگ ۱۷ھ میں عمر کے زمانہ میں ہوئی ہے اور نیز "الفاروق" وغیرہ میں لکھا ہے کہ فرضی ام کلثوم سے عقدِ عمر بھی ۱۷ھ میں ہوا ہے۔ اور ۲۳ھ میں عمر نے وفات پائی ہے تو گویا ام کلثوم ۲۳ھ میں بیوہ ہوئی اور پھر عون بن جعفر سے ان کا نکاح ہوا حالانکہ عون بن جعفر، عمر کے زمانے میں جنگ تستر کے موقعہ پر، جو ۱۷ھ میں ہوئی، شہید ہو چکے تھے۔

**نتیجہ بحث**

۲۳ھ میں عون بن جعفر کا دنیا میں وجود ہی نہیں تھا۔ اسی طرح عمر سے بیوہ ہونے والی اور عدت کی خاطر حضرت علیؑ کے گھر آنے والی اور پھر عون بن جعفر سے نکاح کرنے والی ام کلثوم کا دنیا میں وجود ہی نہیں ہے۔ پس جس افسانہ نکاح پر جناب عمر کے ایمان اور خلافت اور نجات کا دارومدار ہے وہ ایک جھوٹی داستان ہے جس کی کوئی بنیاد ہی نہیں ہے۔ ہم نے اپنے مخاطب کی مایہ ناز روایت کو عقل کی روشنی میں غلط ثابت کر کے انصاف کرنا قارئین پر چھوڑ دیا ہے اور مخاطب موصوف سے اتنی گزارش ضرور کریں گے کہ

غَارَتْ عَلَى الضَّرَةِ وَقَتَلَتْ بَعْلَهَا

سوکن پر غیرت کی اور شوہر کو مار ڈالا

تمہارے راویوں نے، شاگردانِ ابلیس نے "اسد الغابہ" کی عبارت گواہ ہے کہ شیعوں کو زیر کرنے کی خاطر آلِ نبیؐ پر بڑے بڑے جھوٹ بولے ہیں اور خدا ان کذابوں سے ضرور بدلہ لے گا۔ اصل روایت وہی ہے جو "اسد الغابہ" سے ہم نے پیش کی ہے اور جھوٹے پروپیگنڈا کی رو سے راوی کے اشتباہ سے اس کی ذرا سی دم "کافی شریف" میں بھی آگئی ہے، جس طرح کہ مخالفین کے بعض عقائد کا تذکرہ قرآن مجید میں آگیا ہے۔

## تیسرا جواب: ایک شبہ کا ازالہ

محمود احمد عباسی خارجی اور ناصبی نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب "خلافت معاویہ و یزید، ص۱۴۸، طبع چہارم" میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن جعفر، حسینؑ کے خروج کے سخت مخالف تھے اور ان کی زوجہ سیدہ زینبؑ

اپنے بھائی کی طرفدار تھیں۔ ان دونوں میاں بیوی میں اسی سبب سے ایسی ناچاقی پیدا ہوئی کہ نوبت علیحدگی تک پہنچ گئی۔ بعد میں عبداللہ بن جعفر نے اپنی سالی ام کلثوم سے جو اس وقت بیوہ تھیں نکاح کیا۔ پھر عباسی صاحب نے ابن حزم دشمنِ اہل بیتؑ کی کتاب "جمهرة الانساب" کے حوالہ سے یہ عبارت نقل کی ہے کہ ام کلثوم، عمر کے نکاح میں تھیں اور ان کے بعد عون و محمد کے نکاح میں بالترتیب آئی۔

ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا بَعْدَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ، بَعْدَ طَلَاقِهِ لِاُخْتِهَا زَيْنَبَ۔ (۱)

محمد کے بعد ام کلثوم، عبداللہ بن جعفر کے نکاح میں آئی جناب زینبؑ کو طلاق دیے جانے کے بعد۔

**نوٹ**

عباسی کی عبارت انتہا درجہ کی دل آزار ہے لیکن کسی عبارت کو دل آزار سمجھ کر چھوڑ دینا اس کا جواب نہیں۔ بلکہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اسے تاریخ کی روشنی میں غلط ثابت کیا جائے تاکہ چوہا خواب میں بھی اپنے آپ کو اونٹ نہ سمجھے۔

## جناب سیدہ زینبؑ کی وفات جناب عبداللہ کی زوجیت میں ہوئی ہے

### تاریخ خمیس، ذخائر العقبی اور تذکرہ خواص الامہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

عَنْ اِبْنِ شَهَابٍ قَالَ تَزَوَّجَ زَيْنَبَ بِنْتَ عَلِيٍّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ فَمَاتَتْ عِنْدَهُ۔ (۲)

**ترجمہ:** سیدہ زینبؑ بنت علیؑ سے عبداللہ بن جعفر نے شادی کی اور بی بی نے عبداللہ کی زوجیت میں وفات پائی۔

**نوٹ:۱**

مذکورہ تینوں مؤرخ علمائے اہل سنت سے ہیں اور یہ اقرار کرتے ہیں کہ بی بی کی وفات جناب عبداللہ کی زوجیت میں ہوئی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ طلاق والا افسانہ جھوٹا ہے اور ابن حزم ایک دشمن اہل بیتؑ ملاں

---

(۱): (جمهرة انساب العرب، ج۱، ص۳۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔ سید مجبی)

(۲): تاریخ خمیس، ج۲، ص۲۴۸، ذکر اولاد علیؑ، ذخائر العقبیٰ باب۱، فصل۸، ذکر اولاد رسولؐ، ص۱۶۷، تذکرہ خواص الامۃ، باب۱۱، ذکر اولاد سیدہؑ، ص۱۸۱۔

ہے۔ جس پر اہل سنت کے امام نووی نے "شرح مسلم" میں اس پر طعن و تشنیع نقل کی ہے اور نیز صاحب تاریخ احمدی نے "تلخیص الحبیر عسقلانی" سے یہ نقل کیا ہے کہ ابن حزم کہتا ہے کہ ابن ملجم، حضرت علیؑ کا قاتل، حضرت علیؑ کے قتل میں مجتہد ہے اور بے قصور ہے۔ پس ایسے ملعون شخص کا قول شیعوں کے سامنے عباسی صاحب کا پیش کرنا انتہا درجے کی بے انصافی ہے۔ یزید اور معاویہ کے متعلق جو کچھ شیعہ علماء نے تحریر کیا ہے، کیا عباسی صاحب اسے قبول کرنے کے لئے تیار ہیں؟

**نوٹ:۲**

محمود عباسی اور ان کے خارجی پیشوا نے اپنے مذکورہ بیان میں اقرار کیا ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد ام کلثوم سے عبداللہ نے نکاح کیا تھا اور ان کا یہ اقرار ان کے جھوٹے ہونے کا روشن ثبوت ہے۔ کیونکہ وہ فرضی ام کلثوم، جسے بیوہ عمر فرض کیا گیا ہے، وہ معاویہ کے زمانے میں پچاس ہجری میں بقول اہل سنت وفات پا گئی تھی تو پھر ۶۱ھ کے بعد زندہ ہو کر عبداللہ سے نکاح کیسے کیا؟!!!

فَقُلْ لِمَنْ یَدَّعِی فِی الْعِلْمِ فَلْسَفَةً
حَفِظْتَ شَیْئًا وَغَابَتْ عَنْكَ اَشْیَآءُ

عباسی صاحب کئی بوتلوں کے نشہ میں ہزلیات لکھتے گئے لیکن ان کی ساری تحقیق ہمارے نزدیک یہی حیثیت رکھتی ہے کہ

**ہر سگ عوعو کند در کوچہ خود شیرِغران است**

## نتیجہ بحث

ہر مقدمہ میں اول سے آخر تک کیس کی نوعیت کو سنا جاتا ہے پھر دیکھا جاتا ہے کہ اس میں سچ کتنا ہے اور جھوٹ کتنا ہے؟ مذکورہ مقدمہ میں پانچ باتیں قابلِ غور ہیں:

۱. فرضی ام کلثوم ۱۷ھ سے تا ۲۳ ہجری عمر کے نکاح میں رہی۔
۲. ۲۳ ہجری کے بعد عون بن جعفر کے نکاح میں آئی۔
۳. ہجری میں اس نے وفات پائی۔

۴.   ۶۱ ہجری میں زندہ تھی۔

۵.   واقعہ کربلا کے بعد عبداللہ بن جعفر سے شادی کی۔

**اربابِ انصاف!**

یہ پانچوں باتیں جھوٹ کا پلندہ ہیں کیونکہ عون بن جعفر ۱۷ھ میں جنگ تستر کے موقع پر شہید ہو گیا تھا تو اس نے ۲۳ھ میں زندہ ہو کر بیوہ عمر سے شادی کیسے کی؟ اور نیز پچاس ہجری میں خود ام کلثوم مر گئی۔ پس ۶۱ھ میں زندہ ہو کر عبداللہ سے شادی کیسے کی؟ اسی طرح اس کا عمر سے بیوہ ہونا بھی جھوٹ ہے کیونکہ نکاح اصل ہے اور جب نکاح ہی ثابت نہیں تو عدت کی خاطر اس کا جناب امیرؑ کے گھر آنا بھی درست نہیں ہے۔ پس "کافی شریف" کی روایت کی کوئی صحیح تاویل کریں گے اور وہ یہ ہے کہ عمر کی زوجہ ابوبکر کی بیٹی ام کلثوم ہے اور راوی کو اشتباہ ہوا ہے۔

## چوتھا جواب: عبداللہ کا ام کلثوم سے نکاح کرنا ایک اور لحاظ سے بھی صحیح نہیں ہے۔

**بیانہ**

"طبقات الکبریٰ" اور "الاصابہ" وغیرہ کتبِ اہل سنت میں ام کلثوم سے عبداللہ کے نکاح کا تذکرہ موجود ہے اور یہ شرعاً صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ شرعاً جمع بین الاختین صحیح نہیں ہے، جناب زینبؑ اور ام کلثوم دونوں بہنیں ہیں۔ ابن جعفر کے نکاح میں سیدہ زینبؑ تھیں اور ام کلثوم سے ان کے نکاح کی عقلی طور پر تین صورتیں ہیں:

۱.   سیدہ زینبؑ کی موجودگی میں اور یہ صورت شرعاً جائز نہیں ہے۔

۲.   جناب زینبؑ کو طلاق دیئے جانے کے بعد اور یہ صورت تاریخ کی روشنی میں ہم غلط ثابت کر چکے ہیں۔

۳.   جناب زینب کی وفات کے بعد اور یہ صورت بھی غلط ہے۔ کیونکہ شیعوں کی کتاب "ریاحین الشریعہ" میں لکھا ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد جب ۶۲ھ، ماہ صفر، نبی زادیاں مدینہ میں آئیں

تو چار ماہ بعد بیس جمادی الثانی کو جناب ام کلثوم کی وفات ہوگئی اور ان کی وفات کے دو ماہ، بیس دن بعد دس رمضان المبارک کو جناب زینبؑ کی وفات ہوگئی۔ [1]

**نوٹ**

**اربابِ انصاف!**

چونکہ سیدہ کلثومؑ کی وفات، سیدہ زینبؑ سے پہلے ہوئی ہے۔ پس وفاتِ زینبؑ کے بعد ابن جعفر سے ان کا نکاح ناممکن ہے۔ پس وہ فرضی ام کلثوم کوئی اور ہے جو بیوہ عمر بھی ہے اور منکوحہ عبداللہ بن جعفر بھی ہے اور یا تو اللہ کے فضل و کرم سے اس کا دنیا میں وجود ہی نہیں ہوا اور جس کا وجود ہی نہیں ہے اس کا نہ عبداللہ سے نکاح ہوا ہے اور نہ ہی حضرت عمر سے۔ اور جب نکاح ہی ثابت نہیں تو عدتِ وفات کی ضرورت ہی نہیں۔ پس "کافی شریف" کی روایت کی صحیح تاویل یہ ہے کہ زوجہ عمر، حضرت ابوبکر کی بیٹی ام کلثوم ہے اور اسی بات پر شیعوں اور سنیوں کا اتفاق ہے اور عقل مند کو چاہیے کہ جس بات پر اتفاق ہو اسی کو قبول کرے۔

وہ ام کلثوم جناب ابوبکر کی شاخِ تمنا کی آخری میوہ ہے۔ آٹھ عدد کتبِ اہل سنت سے حوالہ گزر چکا ہے کہ بقول اہل سنت ابوبکر صدیق کی اولاد میں بیوہ عمر (مذکورہ ام کلثوم) آخری وہ پانچ سالہ شہزادی ہے جسے اس کے چچا، عمر نے باون برس [2] کے سن میں ملکہ عرب ہونے کا شرف بخشا تھا اور فاروق اعظم کو باون برس کی عمر میں اس شادی کے کرنے پر ہم مبارک باد پیش کرتے ہیں اور دل سے اس شادی کی تائید کرتے ہیں۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

اور ہمارے مذکورہ بیان سے چار یاری مذہب کے مبلغ فیض احمد اویسی آف رحیم یار خان کا اگر کلیجہ شق ہو تو وہ اپنے جھوٹ کے پلندہ رسالہ "آئینہ شیعہ نما" کی راکھ کو بطورِ سفوف نہار منہ استعمال کرے۔ اویسی نے اپنے (مذکورہ) رسالہ میں مسئلہ عقدِ ام کلثوم اور دیگر مسائل میں شیعوں کے خلاف بہت زہر اگلا ہے اور اتنا

---

(۱): ریاحین الشریعہ، ص۲۰۷۔ (ریاحین الشریعہ، ج۳، ص۳۳و۲۵۵، مطبوعہ تہران۔ سید مجبی)

(۲): (اس سے پہلے کافی مقامات پر قبلہ شہیدؒ نے وقتِ عقد عمر صاحب کا سن پچپن سال لکھا ہے لیکن یہاں باون برس لکھا ہوا ہے۔ اب یہ کتابت کی غلطی ہے یا شہیدؒ کی یہاں کچھ اور مراد ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ سید مجبی)

جھوٹ بولا ہے کہ جس کی گنجائش پوری ریاست بہاولپور میں نہیں ہے۔ اویسی کو معلوم ہونا چاہیے کہ شیعوں کی کتابوں کی عبارات کو توڑ موڑ کر پیش کرنا اور اہل سنت لوگوں کو ان کے گمراہی پر پکا کرنا یہ دینِ اسلام کی خدمت نہیں بلکہ صرف اپنے پیٹ کی خاطر فریب کاری ہے۔ اویسی صاحب کے ایک چمچے رمضان چشتی نے رسالہ مذکورہ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ علاقہ سندھ کندی میں اویسی صاحب نے شیعیت کی ناکہ بندی کر کے بد مذہبی کو روکا ہے۔ رمضان چشتی نے مذکورہ دعویٰ ضرطۃ البعیر (ہوائی گولہ) چھوڑا ہے کیونکہ بندہ نے بھی سندھی قوم کا قریب رہ کر مطالعہ کیا ہے۔ سندھی لوگ خواہ جس مذہب و ملت کے ہوں وہ ابوبکر و عثمان سے مولا علیؑ کو افضل سمجھتے ہیں اور آنجنابؐ اور حضور کی اولاد کے قدموں کی خاک کے برابر بھی کسی صحابی کو نہیں جانتے۔ البتہ وہابی ملوانوں نے جھوٹے مسئلے بتا کر کچھ سندھیوں کو دشمنِ اولادِ رسولؐ بنا دیا ہے جیسا کہ کوٹھڑی کا ظلم آمیز واقعہ گواہ ہے۔ کاش کہ پاکستان کے آرام پرست شیعہ علماء سندھ میں مذہب شیعہ کی تبلیغ پر توجہ دیتے اور نیز کاش کہ سندھ کے سیاسی لیڈر سندھ میں قومی تعصب کی آگ کو نہ بھڑکاتے!! خلاصہ یہ کہ ملکی حالات جیسے بھی ہوں اس زمانہ تک سندھی عوام کے دلوں میں اولادِ رسولؐ کی محبت کے چشمے موجزن ہیں اور قرآن مجید و سادات کرام کی تعظیم و تکریم میں سندھ کے عوام دوسرے پاکستانی مسلمانوں سے آگے آگے ہیں اور ان لمبے داڑھے والے اہل حدیث دشمنِ آل رسولؐ و اولادِ رسولؐ کی تبلیغ کا سندھی عوام پر کچھ اثر نہیں ہوا اور یہ لوگ اپنی تبلیغ میں اسی طرح ناکام ہیں جس طرح بی بی عائشہ جنگ جمل میں ناکام لوٹی تھی۔

## پانچواں جواب: ام کلثوم کا ابن جعفر سے نکاح کرنا ایک اور لحاظ سے بھی قابل قبول نہیں ہے

**بیانہ**

فرضی ام کلثوم سولہ سال کے سن میں ۲۳ ہجری میں بقول اہل سنت عمر صاحب سے بیوہ ہوگئی۔ عون بن جعفر اور محمد بن جعفر خود ۱۷ ہجری میں بقول اہل سنت جنگ تستر کے موقعہ پر شہید ہو چکے تھے۔ پس ان سے تو فرضی ام کلثوم کا نکاح ہوا ہی نہیں اور ۶۲ ہجری ۱۰ رمضان المبارک کو جناب زینبؑ کی وفات ہوئی ہے۔ پس وہ فرضی ام کلثوم سولہ سال کی عمر میں ۲۳ ہجری میں بیوہ ہوئی ہے اور ۶۲ ہجری تک بیوہ ہی بیٹھی رہی اور یہ مدت عمر کی وفات کے بعد ۳۷ سال، آٹھ ماہ اور کچھ دن ہے۔ پس جو مستورات اتنی مدت تک بیوہ بیٹھ

سکتی ہے، عادت کے خلاف ہے کہ پھر وہ شادی کرے۔ پس اگر ام کلثوم بالفرض جناب زینبؑ کی وفات کے بعد زندہ بھی رہی ہو تو عادت کے خلاف ہے کہ وہ عبداللہ سے نکاح کرے اور نیز جناب امیرؑ کی شہادت ۴۰ ہجری میں ہوئی ہے، آنجنابؑ پر بھی اعتراض وارد ہو سکتا ہے کہ ۱۷ سال تک جوان بیٹی کیوں بٹھائی رکھی جبکہ عقلاً، شرعاً اور عادتاً کوئی مجبوری بھی نہ تھی؟ اور نیز امام حسنؑ کی شہادت ۵۰ ہجری میں ہوئی ہے، آنجنابؑ پر بھی اعتراض ہو سکتا ہے کہ باپ کے بعد دس برس تک بی بی کی شادی کیوں نہ کی؟ اور امام حسینؑ کی شہادت ۶۱ ہجری میں ہوئی ہے، آنجنابؑ پر بھی اعتراض ہو سکتا ہے کہ بھائی کے بعد دس برس تک انہوں نے بی بی کی شادی کیوں نہیں کی؟

**اربابِ انصاف!**

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ صرف عمر صاحب کے ایمان اور خلافت اور نجات کی خاطر چار یاری مذہب نے معاویہ اینڈ سنز کی سرپرستی میں ایک ایسا جھوٹا افسانہ گھڑا ہے جس میں مچھلی کے گوشت کی طرح ہر لقمے میں دو چار کانٹے ضرور الجھے ہوئے ہیں۔ اہل سنت دوستوں سے گزارش ہے کہ وہ فرضی ام کلثوم بنت فاطمہؑ ہرگز نہیں ہے اور اگر آپ رگِ انصاف پر کند چھری نہ رکھیں تو حق یہ ہے کہ وہ فرضی ام کلثوم جو جناب عمر اور جناب عبداللہ کے نکاح میں تھی، اس کا وجود ہی دنیا میں نہیں ہوا۔ یہ قضیہ سالبہ بانتفاء موضوع ہے اور صرف اگر لفظ ام کلثوم کا رٹہ لگانا ہے تو کیا ہر عائشہ و حفصہ کا شوہر دامادِ ابوبکر و عمر ہے؟!

## چھٹا جواب: جو ام کلثوم بیوہ عمر ہے وہ منکوحہ محمد بن جعفر بھی ہے، یہ بھی ایک افسانہ ہے

**بیانہ**

وَاسْتُشْهِدَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ بِتُسْتَرٍ. وَاَمَّا عَوْنُ بْنُ جَعْفَرٍ فَقُتِلَ بِتُسْتَرٍ اَيْضًا. (۱)

**ترجمہ:** محمد بن جعفر اور عون بن جعفر دونوں جنگ شوستر میں شہید ہو گئے تھے۔

(۱): المعارف لابن قتیبہ دینوری، ص ۸۹، ذکر اخبار علیؑ بن ابی طالب۔

**نوٹ**

کتب اہل سنت "الاصابہ" اور "طبقات الکبریٰ" میں لکھا ہے کہ (جن کے حوالہ جات مذکور ہو چکے ہیں) کہ بیوہ عمر ام کلثوم نامی عورت سے جناب محمد بن جعفر نے نکاح کیا تھا حالانکہ جناب محمد خود عمر کے زمانہ میں جنگ شوستر میں جو کہ ۱۷ہجری میں ہوئی ہے، شہید ہو گئے تھے۔ عمر کی وفات ۲۳ہجری میں ہوئی ہے۔

**ارباب انصاف!**

ان ملوانوں سے کوئی پوچھے جو آدمی ۱۷ہجری میں شہید ہو گیا ہے وہ پانچ سال بعد قبر سے کیسے نکل آیا اور عمر کی بیوہ سے شادی کیسے کی؟!! پس وہ بیوہ عمر جس سے جناب محمد نے بھی نکاح کیا ہے، اس کے وجود کے بھی ہم انکاری ہیں۔ یہ قضیہ سالبہ بانتفا الموضوع ہے۔ پس عدت والا قضیہ بھی اسی طرح راوی کا اشتباہ ہے، جس طرح بیوہ عمر سے محمد کا نکاح کرنا راوی کا اشتباہ ہے۔

## ساتواں جواب: جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے جناب عمر وابوبکر کے ظلم کا شکوہ کیا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

**روضۃ الکافی کی عبارت**

قَالَ: سَاَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ عَنْهُمَا.فَقَالَ...فَوَ اللهِ مَا مَاتَ مِنَّا مَيِّتٌ قَطُّ اِلَّا سَاخِطًاعَلَيْهِمَا...يُوصِى بِذٰلِكَ الْكَبِيْرُ مِنَّا الصَّغِيْرَ اِنَّهُمَا ظَلَمَانَا حَقَّنَا وَ مَنَعَانَا فَيْئَنَا... وَاللهِ مَا اُسِّسَتْ مِنْ بَلِيَّةٍ... اِلَّا هُمَا اَسَّسَا اَوَّلَهَا فَعَلَيْهِمَا.. الخ۔[1] اَلْعَاقِلُ تَكْفِيْهِ الْاِشَارَةُ۔

**ترجمہ:** راوی کہتا ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے (عمر وابوبکر) دونوں کے متعلق پوچھا؟ امام نے فرمایا: خدا کی قسم! ہم اہل بیتؑ میں سے جو دنیا سے چلے گئے ہیں وہ بھی ان دونوں سے ناراض گئے ہیں اور جو موجود ہیں وہ بھی ان دونوں سے ناراض ہیں اور ہم سے ہر بزرگ، بچوں کو

(۱): روضہ کافی، ج۲، ص۸۴، حدیث ۳۴۰۔ (کافی شریف، ج۸، ص۲۴۵، مطبوعہ تہران۔ سید مجبی)

وصیت کرتا ہے کہ (ابوبکر و عمر) ان دونوں نے ہم پر ظلم کیا ہے اور ہمارے حقوق کا انکار کیا ہے اور اس دنیا میں ہم اہل بیت نبوتؐ پر جو ظلم بھی ہوتا ہے (ابوبکر و عمر) ان دونوں نے اس کی بنیاد رکھی ہے۔ "فَعَلَيْهِمَا" پس ان دونوں پر اللہ اور اس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی نفرین ہے۔

**نوٹ:۱**

میرے محترم قارئین! مذکورہ روایت بھی "کافی شریف" کی ہے اور اس کا مضمون بتا رہا ہے کہ آلِ رسولؐ کو جناب ابوبکر و عمر سے سخت نفرت تھی اور ان کے بزرگ اپنے بچوں کو وصیت کرتے تھے کہ ان دونوں کے ظالم ہونے کا عقیدہ رکھیں۔ پس اگر بقول اہل سنت جناب عمر، حضرت علیؑ کے معاذ اللہ داماد تھے اور دونوں کے دوستانہ تعلقات تھے تو جناب امیرؑ کا بیٹا عمر کی شکایت کیوں کرتا؟ اور بات صرف شکایت تک محدود نہیں بلکہ روایت کا آخری حصہ تو بہت کچھ بتا رہا ہے۔ یہ وہ روایت ہے جس کے مضمون پر چودہ سو سال سے مذہب حقہ کا اتفاق اور عمل ہے اور افسانہ نکاح اور عدت والی روایت سے اولاً تو کچھ ثابت نہیں ہوتا اور ثانیاً وہ شاذ ہے۔ پس شاذ روایت قابلِ قبول نہیں ہوتی اور اگر ہمارے دوستوں کا زیادہ ہی اصرار ہے تو ہم عرض کریں گے کہ وہ ام کلثوم بنت ابی بکر ہے جس سے عمر کا نکاح ہوا تھا۔ جناب امیرؑ ایسے ظالم کو ہرگز رشتہ نہیں دے سکتے کہ جس کے ظلم وستم کا شکوہ تاقیامت جناب امیرؑ کی اولاد کرتی رہے گی۔

**نوٹ:۲**

اپنے مذہب کی کتاب کا حوالہ اپنے حق میں مخالف کے سامنے پیش کرنا اسے ہم بے انصافی سمجھتے ہیں کیونکہ کسی مذہب کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنے مذہب کی کتابوں سے مخالف کا گلا دبائے۔ لیکن عبدالعزیز سنی جس کے پیچھے محدث دہلوی کی دم لگی ہوئی ہے اور مولوی نافع جھنگوی سنی کی بے ڈھبی چال نے ہمیں مجبور کیا ہے کہ عمر صاحب کی عظمت کا عکس اپنے قارئین کو شیعہ کتابوں سے دکھائیں۔ کیونکہ یہ ملوانے بھی اپنا دعویٰ ثابت کرنے کی خاطر اپنے مذہب کی کتب سے ہمارے خلاف حوالہ جات کی بھرمار کرتے ہیں۔ ان دونوں کا رویہ ایسے ہے جیسے

لومڑی کی گواہ اس کی دُم

## جناب عمر اپنے گھٹیا نسب کی وجہ سے کسی نبیؑ زادی کا کفو نہیں تھا

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بْنِ نُفَيْلِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى... كَانَ الْخَطَّابُ بْنُ نُفَيْلٍ مِنْ رِجَالِ قُرَيْشٍ. وَأُمُّهُ: اِمْرَأَةٌ مِنْ فَهْمٍ، وَكَانَتْ تَحْتَ نُفَيْلٍ، فَتَزَوَّجَهَا عَمْرُو بْنُ نُفَيْلٍ بَعْدَ أَبِيْهِ، فَوَلَدَتْ لَهُ: زَيْدًا. فَأُمُّهُ: أُمُّ الْخَطَّابِ. وَزَيْدٌ هٰذَا، هُوَ: أَبُوْ سَعِيْدٍ.. أَحَدُ الْعَشَرَةِ الَّذِيْنَ بَشَّرَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ بِالْجَنَّةِ.(۱)

ترجمہ: خطاب بن نفیل قریش میں سے تھا اوران کی ماں قبیلہ فہم کی ایک عورت تھی، (جس کا نام ضحاکہ تھا) وہ عورت نفیل کی بیوی تھی۔ جب نفیل مر گیا تو اس کے بعد ان کے بیٹے عمرو بن نفیل نے اپنی ماں سے شادی کی۔ پس اس سے زید پیدا ہوا اور زید کی ماں اور خطاب کی ماں ایک ہے۔ یہ زید اس سعید کا باپ ہے جو ان دس میں سے ہے جنہیں (بقول اہل سنت) نبیؐ نے جنت کی بشارت دی ہے۔

**نوٹ:۱**

مذکورہ عبارت سے چار باتیں ثابت ہوئی ہیں؛

پہلی: حضرت عمر کی دادی ان کے والد خطاب کی ماں بھی تھی اور بھاوج بھی۔

دوسری: جناب عمر کے چچا عمرو بن نفیل کی وہ ماں بھی تھی اور بیوی بھی۔

تیسری: زید بن عمرو فاروق اعظم کا چچا ان کے باپ کا بھائی بھی تھا اور بھتیجا بھی۔

چوتھی: اور نیز زید بن عمرو، فاروق اعظم کا چچا بھی تھا اور چچازاد بھائی بھی تھا۔

**نوٹ:۲**

جناب عمر کے دادا نفیل کے گھر مولا نے جو بوٹا لگایا تھا وہ بے مثال ہے اور ہمارے دوست اہل سنت اس کے پھلوں کو بہشتی میوے سمجھتے ہیں۔ سچ ہے؛

(۱): المعارف لابن قتیبہ دینوری، ص۷۷، ذکر عمر، مطبوعہ بیروت۔

فرزنـــد اگرچـــه عیـــب نـــاک اســـت
در چشـــمِ پـــدر ز عیـــب پـــاک اســـت

**اربابِ انصاف!**

کوئی عورت خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتی ہو اپنے بیٹے سے ہمبستری نہ کرے گی لیکن جناب عمر کی دادی وہ باہمت خاتون ہے جس نے پہلے تو عمر کے دادا کی زوجیت کا شرف حاصل کیا پھر نفیل کے مرنے کے بعد اس محترمہ نے اپنے بیٹے عمرو بن نفیل سے نکاح کیا اور ہمارے اہل سنت دوستوں کو اس بات پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔ سچ ہے؛

اُہوہ رانیاں جھیڑیاں خصمان بھانیاں

**نوٹ:۳**

جناب عمر بھی مذکورہ خاندان کے چشم و چراغ ہیں اور بڑے خوش نصیب ہیں ایسے مذہب کی امامت ان کے نصیب میں آئی جن کی شان یہ ہے کہ

انہیاں دیاں دوہٹیاں نوں ہار سنگار نال کی لگّے

اہل سنت کے اماموں کو پرواہ نہیں کہ ان کا شجرہ نسب جیسے بھی ہو اور ہمیں بھی کوئی گلہ نہیں کیونکہ

**خانۂ خود ہر کسے را قبلہ ایست**

**نوٹ:۴**

جناب عمر کا نسب ہم نے جس کتاب (المعارف) سے پیش کیا ہے اس کے بارے میں عبد العزیز سنی محدث باحدث اصغر و اکبر اپنے "تحفہ اثنا عشریہ" میں فرماتے ہیں کہ

**عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ کہ در اہل سنت معدود میشود کتاب معارف دراصل از تصانیف ہمین است۔[1]**

کہ ابن قتیبہ سنی ہے اور کتاب معارف اسی کی کتاب ہے۔

(۱): تحفہ اثنا عشریہ، ص ۴۰، کید ۱۹۔

**نوٹ:۵**

مولوی قاسم نانوتوی سنی نے لکھا ہے کہ "کافی شریف" میں لفظِ فرج آیا ہے اور اس کے لکھنے اور پڑھنے سے ڈر لگتا ہے اور شرم آتی ہے۔ ہم اس مولانا سے عرض کرتے ہیں کہ تم اپنی کتاب "المعارف" میں نسبِ عمر بھی پڑھتے ہو اور اسے امام بھی مانتے ہو تو اس وقت نہ آپ کو ڈر لگتا ہے اور نہ ہی شرم آتی ہے حالانکہ بڑے شرم کی بات ہے اگر آپ ہوش میں ہو۔

**نوٹ:٦**

ہم اپنے مخاطب مولانا صدیق سے عرض کرتے ہیں کہ ہم نے صرف عمر کی دادی ضحاکہ کی پاکدامنی پر روشنی ڈالی ہے اور آپ سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں آپ خفا نہ ہو جائیں۔ عمر کی ماں حنتمہ کے ذکر کو چھیڑا ہی نہیں ہے۔ آپ کی وہی مثال ہے کہ

آپ پڑوسن لڑیں

وہلی جٹی پونڑیاں ویلے

نکاحِ عمر پر بحث کے علاوہ آپ کو خدمتِ دین کا اور کوئی مقام نظر نہ آیا۔ خیر! آپ بڑے باہمت انسان ہیں کیونکہ آپ نے شیعوں کی دکھتی ہوئی رگ کو دبایا ہے۔ پس

اوکھلوں میں سر دینا اور موسلوں سے کیا ڈرنا

جب آپ نے شیعوں کی غیرت کو للکارا ہے تو شیعہ بے غیرت نہیں تھے کہ چپ بیٹھے رہتے۔ جناب والا! مزاج شریف کے خلاف باتیں سننی پڑیں گی۔ کان کھول کر ہماری اس گزارش پر غور کرو کہ آپ کے فاروق اعظم اس خاندان سے تعلق رکھتے تھے جس میں مجوسیوں کی طرح ماں، بہن کو بیوی بنایا جاتا تھا۔ پس اس خاندان کا کوئی فرد رسول اللہؐ کے پاکیزہ خاندان کی کسی عورت کا کفو نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آپ کے مذہب کی کتاب "فتاویٰ رضویہ" میں لکھا ہے کہ مرد عورت سے شرافتِ نسب میں کم نہ ہو تا کہ اولیاء زن کے لئے اس رشتہ میں ننگ و عار نہ ہو ورنہ نکاح نہ ہو گا۔ (۱)

(۱): فتاویٰ رضویہ، ج۵، ص ۱۰۱، حصہ اول۔

اور نیز "فتاویٰ کبریٰ لابن حجر مکی" میں لکھا ہے کہ

لَابُدَّ مِنْ اِسْتِوَآءِ الزَّوْجَیْنِ وَآبَائِھِمَا۔ (۱)

نکاح تب درست ہے کہ جب مرد و عورت کے والدین بھی شرافتِ نسب میں برابر ہوں۔

ام کلثوم نواسی رسولؐ کا باپ علی مرتضیٰؑ ہے اور عمر کا باپ خطاب ایک کافر اور نیز معصومہ کی ماں فاطمہ زہراؑ بنت رسولؐ ہے اور عمر کی ماں حنتمہ ایک کافرہ عورت تھی۔ پس جناب عمر اس معصومہ کے ہرگز کفو نہ تھے۔

## نتیجہ بحث

بقول عبدالعزیز سنی "کجا ریش کجا خایه" کجا بنو ہاشم کا پاکیزہ خاندان اور کجا عمر کا گھٹیا خاندان؟؟ پس عمر کسی بھی نبی زادی کا کفو نہیں تھا اور جب کفو ہی نہیں تھا تو اس کا نکاح ہی کسی نبی زادی سے صحیح نہیں ہوسکتا۔ پس محال ہے کہ جناب امیرؑ نے شریعت کی مخالفت کرتے ہوئے عمر کو اپنا داماد بنایا ہو۔

### اعتراض

"کافی شریف" میں روایت موجود ہے جو دامادی عمر پر دلالت کرتی ہے۔

### جواب

"کافی شریف" میں بلا ذکرِ ولدیت، لفظِ ام کلثوم بھی ہے اور عدتِ وفات کا ذکر اور جناب امیرؑ کا اسے گھر لانے کا ذکر بھی ہے۔ لیکن ہمارا مدعی یہ ہے کہ جناب عمر کا کسی نبی زادی سے نکاح شرعًا صحیح نہیں ہے کیونکہ مسئلہ کفو آڑے آتا ہے۔ عمر کا کسی نبی زادی کا کفو نہ ہونا ایک شرعی رکاوٹ ہے، اس کا داماد علیؑ ہونے میں۔ پس یا تو "کافی شریف" کی روایت میں راوی کا اشتباہ ہے اور یا ام کلثوم بنت ابی بکر مراد ہے۔ کیونکہ نام بھی وہی ہے اور عدتِ وفات بھی اس پر واجب ہوسکتی ہے۔

### اعتراض

اگر وہ ام کلثوم بنت ابی بکر ہے تو جناب امیرؑ اسے اپنے گھر میں کیوں لائے تھے؟

---

(۱): فتاویٰ کبریٰ لابن حجر مکی، ج۴، ص۱۰۱، کتاب النکاح۔

**جواب**

حضرت امیرؑ کا گھر اولادِ ابی بکر کے لئے کوئی تھانہ تو نہیں تھا۔!! اسماء بنت عمیس، زوجہ ابوبکر سے جناب امیرؑ نے نکاح کیا تھا اور یہ اسماء یا توام کلثوم بنت ابی بکر کی حقیقی ماں تھی اور یا سوتیلی ماں تھی۔ پس اس کی خواہش پر یا اس کے بیٹے محمد کی خواہش پر اگر جناب امیرؑ ام کلثوم بنت ابی بکر کو گھر لائے ہیں تو کیا حرج ہے؟!! ام کلثوم بنت ابی بکر اپنے بھائی اور ماں کے پاس رہ کر عدت گزارتی رہی ہو یا کچھ دن رہ کر پھر کسی اور بھائی یا بہن کے پاس چلی گئی ہو، اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔

**اعتراض**

ام کلثوم بنت ابی بکر کی ماں حبیبہ بنت خارجہ ہے۔ پس وہ عدتِ وفات گزارنے اپنی ماں کے پاس کیوں نہ گئی؟

**جواب**

تاریخ اسلام اٹھا کر دیکھ لو، حبیبہ بنت خارجہ کا ذکر آپ کو کہیں بھی نہیں ملے گا کہ وہ ابوبکر کے بعد کہاں گئی؟ شاید وہ مرگئی تھی۔

**سوال:**

**زوجہ عمر ام کلثوم بنت ابی بکر کی ماں اسماء بنت عمیس ہو کیا اس کا تذکرہ تاریخ میں موجود ہے؟**

**جواب**

جی ہاں! ثبوت ملاحظہ ہو

عَنْ اَحَدِ اَئِمَّةِ الْهُدٰى اَنَّ عُمَرَ خَطَبَ اُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ عَلِيٍّ فَرَدَّهُ، ثُمَّ خَطَبَ اُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ رَبِيْبَةَ عَلِيٍّ فَاعْتَلَّ بِصِغْرِهَا، فَقَالَ اَرِنِيْهَا؟ فَبَعَثَ بِهَا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى عُمَرَ فِيْ حَاجَةٍ لَهُ، فَاسْتَدْنَاهَا عُمَرُ وَاَرَادَ اَنْ يَقْبِضَ عَلٰى يَدِهَا! فَنَفَضَتْ يَدَهَا مِنْهُ وَهَرَبَتْ اِلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَقَالَتْ: يَا اَبَا الْحَسَنِ قَدْ اٰذَانِيْ هٰذَا الْفَاسِقُ. قَالَ: وَصَبَرَ عَلَيْهَا حَتّٰى بَلَغَتْ مَبْلَغَ التَّزْوِيْجِ فَتَزَوَّجَهَا. وَقَالَ النَّاسُ تَزَوَّجَ بِنْتَ عَلِيٍّ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ هٰذِهِ اُخْتُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ لِاُمِّهِ وَاَبِيْهِ۔ (۱)

---

(۱): الانوار کما نقل فی شمشیر مسموم، ص ۳۱۱۔ (الانوار العلویہ، ج ۱، ص ۴۲۶، مطبوعہ نجف۔ سید مجبی)

ترجمہ: آئمہ ہدیٰؑ سے یہ روایت ہے کہ عمر نے ام کلثوم بنت علیؑ کا رشتہ مانگا اور جناب امیرؑ نے انکار فرمایا اور ٹھکرا دیا۔ پھر عمر نے ام کلثوم بنت ابی بکر کا جو کہ جناب امیرؑ کی پروردہ تھی جناب امیرؑ سے رشتہ مانگا۔ پس آنجنابؑ نے ام کلثوم بنت ابی بکر کی کمسنی کا عذر پیش کیا۔ عمر نے کہا کہ آپ ام کلثوم بنت ابی بکر کو مجھے دکھائیں۔ پس جناب امیرؑ نے کسی ضرورت کی وجہ سے ام کلثوم کو عمر کے پاس بھیجا۔ عمر نے بچی سے کہا کہ میرے قریب آؤ اور عمر نے ارادہ کیا کہ ام کلثوم کا ہاتھ پکڑ لے، ام کلثوم نے ہاتھ چھڑا لیا اور جناب امیرؑ کی طرف بھاگ گئی اور شکایت کی کہ اس عمر نے مجھ کو اذیت دی ہے۔ پس عمر نے کچھ مدت صبر کیا حتیٰ کہ ابوبکر کی بیٹی ام کلثوم شادی کے قابل ہوگئی۔ پس عمر نے اسی ام کلثوم بنت ابی بکر سے شادی کی اور لوگوں نے کہا کہ عمر نے بنت علیؑ سے شادی کی ہے اور یہ ام کلثوم جو علیؑ کی بیٹی مشہور کی گئی۔ یہ محمد بن ابوبکر کی سگی بہن ہے، ماں اور باپ کی طرف سے۔

**نوٹ**

مذکورہ عبارت سے ثابت ہوگیا کہ ایک ام کلثوم ابوبکر کی بیٹی جناب امیرؑ کی پروردہ تھی اور محمد کی سگی بہن اور زوجہ عمر تھی۔ چونکہ محمد کی ماں اسماء ہے، پس ام کلثوم کی ماں اسماء ہے۔ جب جناب عمر قتل ہوئے تو اسی زوجہ ام کلثوم نامی کو جناب امیرؑ گھر میں لائے تھے کیونکہ اس کا باپ ابوبکر مر گیا تھا اور اس کی ماں نے بیوہ ہونے کے بعد جناب امیرؑ سے نکاح کیا تھا اور جناب امیرؑ کی ایک لڑکی کا نام بھی ام کلثومؑ ہے۔ اس نام کی شراکت سے فاروق اعظم کے بلا اجرت وکلاء کو فائدہ پہنچا اور ایک جھوٹے افسانے کا انہوں نے پرچار کیا۔ اور ہم اہل حدیث کے مروان سے عرض کرتے ہیں کہ مذکورہ مسئلے کی تحقیق میں ابھی آپ بچے ہیں۔ اگرچہ جناب ابوبکر کی طرح داڑھی آپ کی بھی سفید ہے لیکن بزرگی عقل کے ساتھ ہے، نہ کہ سن کے ساتھ۔

**اعتراض**

جناب امیرؑ کا اسماء بنت عمیس، بیوہ ابوبکر سے شادی کرنا دونوں گھرانوں کے تعلقات اچھے ہونے کا ثبوت ہے؟

**جواب**

نبی کریمؐ نے بھی بعض ایسی عورتوں سے شادی کی ہے جن کے پہلے شوہر یہودی اور کافر تھے۔ پس جس طرح یہ نکاح تعلقات کے اچھے ہونے کا ثبوت نہیں ویسے ہی جناب امیرؑ کا نکاح بھی تعلقات کے خوشگوار ہونے کا ثبوت نہیں ہے۔

**اعتراض**

شیعوں کی کتاب "مسالک الافہام شرح شرائع الاسلام" میں لکھا ہے کہ "زَوَّجَ عَلِیٌّ اِبْنَتَہٗ اُمَّ کُلْثُوْمٍ مِنْ عُمَرَ" کہ جناب امیرؑ نے عمر کو اپنی لڑکی دی تھی۔

**جواب**

اس ام کلثوم سے بھی مراد بنت ابی بکر ہے اور مجازاً اسے جناب امیرؑ کی بیٹی کہا گیا ہے۔ پس یہ صلبی بیٹی نہیں تھی بلکہ مجازی تھی۔

**اعتراض**

مجاز بغیر قرینہ کے نہیں ہوتا۔ پس یہاں کون سا قرینہ ہے؟

**جواب**

کتاب "اعلام النساء" میں لکھا ہے کہ اسماء، بیوہ ابوبکر کی ایک لڑکی کی کنیت ام کلثوم ہے۔ [1] نیز کتاب "رحمۃ اللعالمین" میں لکھا ہے کہ ابوبکر کی وفات کے بعد ان کی زوجہ اسماء سے ان کی ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ [2] نیز ملک العلماء دولت آبادی کی کتاب "ہدایۃ السعداء" میں لکھا ہے کہ مذکورہ ام کلثوم ابوبکر کی بیٹی تھی۔ نیز کتاب "الانوار" سے ام کلثوم کا جناب امیرؑ کا پروردہ بیٹی ہونا تفصیل سے گذر چکا ہے۔ نیز ام کلثوم زوجہ عمر کی کمسنی اور جناب امیرؑ کا بھی اس کی بابت عذرِ کمسنی اور نیز نکاح سے پہلے عمر کا اس کو چومنا، چانٹا اور بغیر نکاح

(۱): اعلام النساء، ج۴، ص۲۵۰۔

(۲): رحمۃ اللعالمیں، ج۱، ص۱۹۵۔

کے اس کو گھر بلانا اور پنڈلی کھولنا، یہ سب قرائن ہیں کہ جو ام کلثوم ابوبکر کی صلبی بیٹی تھی اور پرورده ہونے کے باعث مجازاً جناب امیرؑ کی طرف منسوب ہوگئی تھی، اسی کو پانچ سال کی عمر میں پچپن سالہ بابا عمر کی زوجہ ہونے کا شرف حاصل ہوا تھا۔

**اعتراض**

ام کلثوم زوجہ عمر کا اسماء بنت عمیس کے شکم سے ہونا شرعاً درست نہیں۔ کیونکہ اگر اسے زوجہ عمر فرض کیا جائے تو وفاتِ عمر کے بعد اسی بیوہ عمر کا عون اور محمد اور عبداللہ، جناب جعفر کے بیٹوں سے بھی نکاح ہوا ہے اور ان تینوں کی ماں بھی اسماء بنت عمیس ہے۔ پس لازم آیا کہ ان تینوں نے اپنی مادری بہن سے نکاح کیا تھا جو کہ شرعاً ناجائز ہے۔

**جواب**

عون و محمد اور عبداللہ پسرانِ جعفرؑ سے ام کلثوم، بیوہ عمر کا نکاح کرنا یہ چار یاری مذہب کا اپنا بنایا ہوا ڈھکوسلا ہے۔ ام کلثوم بنت ابی بکر، بیوہ عمر کا نکاح اس طلحہ نامی صحابی سے ہوا تھا جسے ابوبکر کا داماد بننے کا ایسا اندھا شوق تھا کہ اس نے آرزو کی تھی کہ وفاتِ نبیؐ کے بعد بی بی عائشہ بنت ابی بکر سے شادی کرے گا۔ جب قرآن پاک نے اس کی مذکورہ آرزو کی مذمت فرمائی تو پھر اس نے اپنا شوق یوں پورا کیا کہ عائشہ نہ سہی تو اس کی چھوٹی بہن ام کلثوم ہی سہی۔

## نواں جواب: واقعہ جنّی پر بحث

اَرْسَلَ اِلَى جِنِّيَّةٍ مِنْ اَهْلِ نَجْرَانَ يَهُوْدِيَّةٍ يُقَالُ لَهَا سَحِيْقَةُ بِنْتُ جُرَيْرِيَةَ، الخ۔ (۱)

**ترجمہ:** (جناب امیرؑ نے حضرت عمر کی شادی کی خاطر) نجران کی ایک یہودیہ جنّی کی طرف پیغام بھیجا جس کا نام سحیقہ بنت جریریہ تھا۔ جب وہ آئی تو اس سے فرمایا کہ تو ام کلثوم کی شکل اختیار کر پھر جناب عمر سے اس کا نکاح کر دیا اور وہ فاروق اعظم کے پاس رہی۔ ایک دن عمر کو شک گزرا سوچا

(۱): مراۃ العقول، ج۴، ص۱۹، کتاب الطلاق، باب العدۃ۔

کہ یہ بنی ہاشم بڑے جادوگر ہیں۔ پھر ارادہ کیا کہ لوگوں کو بتائیں لیکن اس سے پہلے ہی قتل کر دیئے گئے اور وہ جنّی میراث لے کر واپس نجران چلی گئی۔

**نوٹ**

ہمارے مخاطب اہل حدیث کے مروان نے جب اس واقعہ کو شیعہ کتاب میں دیکھا اور اپنی آس اور امید کے محلات، زمین بوس ہوتے ہوئے نظر آئے تو سرکار کو سخت تکلیف ہوئی اور واقعہ مذکورہ کے بارے میں بھانت بھانت کی تاویلیں کرنا شروع کر دیں اور مولانا سے ہماری گزارش ہے کہ

انہی نوں شوق غلیل دا

آپ کو مناظرانہ رسالے لکھنے کا شوق تھا اور آپ نے قوم کے زخمی دلوں پر مرہم پینسلین لگا کر وہ پورا کر لیا اور جناب عمر کی فضیلت کی جو چولیں ڈھیلی تھیں انہیں پنچر لگانے کی ناکام کوشش فرمائی ہے اور آپ نے جس طرح سچائی کا ناحق خون کیا ہے، ہم اب آپ کی اس مایہ ناز تحقیق کی دھجیاں اڑاتے ہیں اور انصاف کرنا ہم نے قارئین پر چھوڑ دیا ہے۔

## باب الجنّ

﴿لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ﴾ (۱)

**ترجمہ:** جنت میں ایسی خوبصورت حوریں یا عورتیں ہوں گی جن سے جنتی لوگوں سے پہلے کسی انسان یا جن نے ہم بستری نہ کی ہوگی۔

**نوٹ**

سورۃ الرحمن کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن و انس کی خواہشات میں کچھ نہ کچھ شراکت ضرور ہے۔ ورنہ انگور اور کھجور اور خوبصورت عورتوں کا ذکر جنّوں کے لئے کرنا تاکہ ان چیزوں کے شوق میں جنّ بھی خدا کی عبادت کریں، کوئی معنی نہیں رکھتا۔

---

(۱): پارہ ۲۷، سورۃ الرحمٰن، آیت ۷۴۔

**سوال**

کیا جن بھی کھاتے، پیتے اور ہم بستری کرتے ہیں؟

**جواب**

جی ہاں! ثبوت ملاحظہ ہو

مِنْهُمْ اَجْنَاسٌ يَاْكُلُوْنَ وَيَشْرَبُوْنَ وَيَتَنَاكَحُوْنَ۔ (۱)

**ترجمہ:** جنوں میں کچھ قسمیں ایسی ہیں جو کھاتے پیتے بھی ہیں اور ہم بستری بھی کرتے ہیں۔ انتھیٰ

اور نیز "الفتوحات الٰہیہ، سورہ رحمن" میں لکھا ہے کہ جن ہم بستری کرتے ہیں۔

**نوٹ**

اہل حدیث کے مروان سے گزارش ہے کہ جن چیزوں کو وہ کچی پکی باتیں کہتے ہیں، ان ہزلیات کا سراغ ملنا ان کی کتابوں سے شروع ہو گیا ہے اور جو پر سرخاب کے ہمارے مخاطب مروان کو لگے ہیں وہ تھوڑی دیر میں ان شاء اللہ اڑ جائیں گے۔

**سوال**

کیا جنات انسانی عورتوں سے بھی ہم بستری کرتے ہیں؟

**جواب**

جی ہاں! ثبوت ملاحظہ ہو

وَاِنَّمَا الْخِلَافُ فِيْ اَنَّهُمْ هَلْ يُوَاقِعُوْنَ الْاِنْسَ اَمْ لَا؟ وَالْمَشْهُوْرُ اَنَّهُمْ يُوَاقِعُوْنَ۔ (۲)

**ترجمہ:** (سنیوں کے امام رازی فرماتے ہیں کہ) اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ جنات انسانوں سے ہم بستری کرتے ہیں یا نہ اور مشہور قول یہ ہے کہ جن انسانوں سے ہم بستری کرتے ہیں۔

---

(۱): دائرۃ المعارف، ج۳، ص۱۸۶، ذکر الجنّ۔ (حیاۃ الحیوان دمیری، ج۱، ص۳۰۱، ط العلمیہ۔ سید مجبی)

(۲): تفسیر کبیر، ج۸، ص۲۳، سورہ رحمن۔

**نوٹ**

امام رازی اور امام غزالی کو عبد العزیز سنی نے عقیدہ اور علمِ کلام کا "امام" تسلیم کیا ہے۔[1]

پس ہمارے مخاطب مروان نے جس چیز کو کچی بات سمجھا تھا اس کے سچے ہونے کی تصدیق ان کے امام کی زبانی کروادی ہے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی ضد کرے کہ عمر کا نکاح جنّی سے کیسے ہوا؟ اور اس کا فائدہ کیا؟ تو اس کی وہی مثال ہے کہ

من حرامی تے حجتاں ڈھیر

اور نیز "در منثور" اور "تفسیر خازن" میں لکھا ہے کہ حدیث شریف میں ہے: اگر کوئی شخص "بسم اللہ" پڑھ کر اپنی بیوی سے ہم بستری نہ کرے تو جن اس کے ساتھ شامل ہوجاتے ہیں۔[2]

## اگر اہل حدیث کی تسلی نہیں ہوئی تو سنیں

اہل سنت کی معتبر کتاب "صحیح بخاری" میں لکھا ہے کہ اگر کوئی "بسم اللہ" نہ پڑھے اور بیوی سے ہم بستری کرے تو اس کے ساتھ کوئی جن شامل ہوجاتا ہے۔ اور "بخاری" میں اس جن کے شر سے بچنے کی ایک دعا بھی لکھی ہے۔[3]

**نوٹ**

جو اہل حدیث مذکورہ حدیث شریف پر عمل نہیں کرتا تو اس کی وہی مثال ہے؛

مکالا مہمان داموج ٹبر دی

(۱): تحفہ اثنا عشریہ، باب ۷، ص ۱۸۰۔

(۲): تفسیر خازن، ج ۷، ص ۹، سورۃ الرحمٰن، در منثور ج ۶، ص ۱۴۸، سورۃ الرحمٰن۔

(۳): صحیح بخاری، ج ۷، ص ۲۳، کتاب النکاح، باب مایقول الرجل اذا اتی اھلہ۔ (بخاری کے مطابق جن کے شر سے بچنے کا نسخہ: اَمَا لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ يَقُوْلُ حِيْنَ يَاْتِيْ اَهْلَهٗ: بِاسْمِ اللهِ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِی الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِيْ ذٰلِكَ اَوْ قُضِيَ وَلَدٌ، لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْطَانٌ اَبَدًا۔ سید مجبی)

بس پھر جن کی موج ہی موج ہے۔

اور نیز کتاب اہل سنت "حیاۃ الحیوان" میں لکھا ہے کہ فاطمہ بنت النعمان النجاریہ سے ایک جن مجامعت کرتا تھا۔(۱)

**اربابِ انصاف!**

انسانوں سے جنّوں کی ہم بستری کو علمائے اہل سنت نے تسلیم کیا ہے۔ پس اگر جناب امیرؑ نے ایک جننی سے جناب عمر کی شادی کر دی ہے تو ملوانوں کو اس بات کے قبول کرنے سے پیٹ میں مروڑ کیوں اٹھتے ہیں؟

## اگر گیارہویں شریف والوں کو تسلی نہیں ہوئی تو اور سنیں

کتاب مذکورہ (حیاۃ الحیوان) میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی پیر صاحب بغداد والے کی ایک مریدنی پر کوئی کم بخت جن عاشق ہو گیا اور پھر وہ اپنی محبوبہ کو اٹھا کر ہی لے گیا۔ اس عورت کے باپ نے پیر بغدادی سے شکایت کی۔ پیر صاحب نے اس کو بادشاہ جنّات کے پاس بھیجا اور مریدنی واپس منگوائی۔(۲)

**نوٹ**

علماء اہل سنت نے جنّوں کے انسانوں کے ساتھ معاشقے بھی تسلیم کئے ہیں۔ جب حضرت عمر کے نکاحِ جننی کا تذکرہ آئے تو ہمارے دوستوں کا کلیجہ شق ہو جاتا ہے۔ کیونکہ نکاحِ مذکور میں ان کو حضرت علیؑ کی کرامات کا قائل ہونا پڑتا ہے اور یہ چیز ان کے لئے جامِ زہر ہے۔ ان کی وہی مثال ہے

سچ مرچاں اور جھوٹ گڑ

اب ہم اپنے قارئین کے سامنے مذکورہ مسئلہ کو شریعت کی روشنی میں پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

**سوال**

کیا جنات سے نکاح ممکن ہے؟

---

(۱): حیاۃ الحیوان، ج ا، ص ۲۹۴، ذکر لفظِ جنّ۔

(۲): حیاۃ الحیوان، ج ا، ص ۳۰۳، ذکر الجنّ۔

**جواب**

جی ہاں! ثبوت ملاحظہ ہو

مَا ذُكِرَ مِنْ اَنَّ الْاِنْسِيَّ قَدْ يَقَعُ لَهُ تَزْوِيْجٌ بِجِنِّيَّةٍ فَهُوَ اَمْرٌ مُمْكِنٌ بَلْ وَاقِعٌ كَمَا حَكَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ۔ (۱)

ترجمہ: جو ذکر کیا گیا ہے کہ کبھی انسان کی شادی جنی عورت کے ساتھ ہوتی ہے۔ یہ بات ممکن ہے بلکہ ایسا ہوا بھی ہے۔

**نوٹ**

ابن حجر مکی سنی نے تصدیق کر دی ہے کہ جنی سے نکاح ہوا بھی ہے اور شیعہ کہتے ہیں کہ وہ نکاح جناب عمر فاروق کا ہے جو جناب امیرؑ نے نجران کی ایک جنی سے کیا تھا اور مولانا صدیق کا یہ خیال کہ عمر دامادِ علیؑ ہے۔

دلا خوش باش کہ نان ما بہ روغن افتاد

دل خوش رہو روٹی گھی میں گری ہے۔ صدیق صاحب کا یہ خیال ناحق سچائی کا خون کرنا ہے۔

**سوال**

کیا جنی عورت سے نکاح حلال اور جائز ہے؟

**جواب**

جی ہاں! ثبوت ملاحظہ ہو

وَفِي الْقُنْيَةِ سُئِلَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ عَنْ نِكَاحِ الْجِنِّ فَقَالَ يَجُوْزُ بِحَضْرَةِ شَاهِدَيْنِ۔ (۲)

ترجمہ: حسن بصری امام اہل سنت سے پوچھا گیا کہ کیا جنوں سے نکاح جائز ہے؟ فرمایا: جب دو گواہوں کے سامنے نکاح کیا جائے تو جائز ہے۔

---

(۱): فتاویٰ کبریٰ لابن حجر مکی، ج۴، ص۱۰۴۔

(۲): حیاۃ الحیوان، ج۱، ص۳۰۲۔

**نوٹ**

کتاب "المعارف" میں لکھا ہے کہ حسن بصری کی ماں، ام سلمٰی زوجہ نبیؐ کی کنیز تھی اور بعض اوقات کام میں مصروف ہوتی تھی اور ام سلمٰی اپنی کنیز کے بیٹے حسن کے منہ میں اپنا پستان دے دیتی تھی اور دودھ جاری ہوجاتا تھا۔ پس حسن بصری کی حکمت اور سارا علم اس دودھ کی برکت سے ہے۔ (۱)

اور نیز دیگر کتبِ اہل سنت میں ہے کہ جناب عمر نے حسن بصری کے حق میں دعا فرمائی تھی کہ "اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ" اے خدا! اسے دین میں فقیہ بنا۔ پس حضرت عمر کی دعا سے جو فقیہ بنا ہے اس کا فتویٰ ہے کہ جنّوں سے نکاح ہوسکتا ہے اور ہمارے مخاطب کی وہی مثال ہے کہ

پیش از لقمہ دہن وا کردن

لقمہ سے پہلے منہ کھولنا بغیر کسی تحقیق کے مسئلہ نکاحِ جن میں شیعوں کو جھوٹا ہونے کا خطاب دے دیا۔ خیر! خدا اس سے بدلہ لے گا۔

**سوال**

کیا حسن بصری کے علاوہ بھی کوئی اہل سنت کا امام نکاحِ جن کو حلال سمجھتا ہے؟

**جواب**

جی ہاں! ثبوت ملاحظہ ہو

وَاِنْ قُلْنَا بِحِلِّ نِكَاحِ الْجَانِّ وَهُوَ مَا قَالَهُ جَمَاعَةٌ مِنْ اَئِمَّتِنَا۔ (۲)

کہ جنوں سے نکاح کو ہمارے اماموں کی ایک جماعت حلال سمجھتی ہے۔

**نوٹ**

لفظِ آئمہ جمع ہے امام کی، جمع کا اطلاق کم سے کم تین پر ہوتا ہے۔

---

(۱): المعارف، ص ۱۹۵، مطبوعہ بیروت۔

(۲): فتاویٰ کبریٰ لابن حجر مکی، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۱۰۴۔

**سوال**

کیا جنی عورت سے جناب عمر کے علاوہ بھی کسی نے نکاح کیا ہے؟

**جواب**

جی ہاں! ثبوت ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب "حیاۃ الحیوان، ج۱، ص۳۰۲، ذکر الجن"۔ کتابِ مذکور میں یہ واقعات درج ہیں؛

**پہلا واقعہ**

جناب امیرؑ کے قنبر نامی غلام کے پوتے، نعیم بن سالم بن قنبر نے ایک جنیہ عورت سے شادی کی تھی۔

**دوسرا واقعہ**

ایک نیک آدمی نے چار عدد جنی عورتوں سے شادی فرمائی تھی۔

**تیسرا واقعہ**

ابن عربی سنی عالم نے بھی ایک جنیہ عورت سے شادی کی تھی۔

**نوٹ**

اہل سنت کے عقیدہ میں مذکورہ جنوں کے داماد حضرت عمر سے کم رتبہ ہیں اور جناب عمر تو بڑی شان والے تھے (ہمارے دوستوں کے عقیدہ میں) پس اگر فاروق اعظم کو جنوں کا داماد تسلیم کر لیا جائے تو کوئی کفر لازم نہیں آتا کیونکہ ان کے دامادِ جن ہونے سے کوئی شرعی یا عقلی رکاوٹ نہیں ہے۔

**سوال**

کیا جنیہ عورت کو بھی طلاق ہوتی ہے؟

**جواب**

جی ہاں! ثبوت ملاحظہ ہو

"فتاویٰ کبریٰ" میں لکھا ہے کہ جنی کو طلاق بھی ہو سکتی ہے۔ [۱]

**سوال**

کسی جنی سے شادی کرنے کے بعد کیا کبھی کسی کا بچہ بھی پیدا ہوا ہے؟

**جواب**

جی ہاں! ثبوت ملاحظہ ہو

کتاب "حیاۃ الحیوان" میں لکھا ہے کہ ملکہ بلقیس زوجہ سلیمانؑ نبی کی ماں جنی عورت تھی۔ [۲]

**نوٹ**

ہمارے مخاطب اہل حدیث کے مروان کا اس بات سے تعجب کرنا کہ جنی عورت سے بچہ کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟ ایک تو قدرتِ الٰہی میں شک ہے اور دوسرا ان کی تاریخ سے ناواقفیت کا ثبوت ہے۔

**سوال**

اگر کسی جن کو قتل کیا جائے تو قاتل پر دیت یا قصاص ہے؟

**جواب**

اس پر کفارہ ہے کیونکہ بی بی عائشہ نے ایک جن کو قتل کیا تھا اور پھر کفارہ دیا تھا۔

ثبوت ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب "حلیۃ الاولیاء" میں لکھا ہے کہ بی بی عائشہ نے ایک جن کو قتل کیا۔ خواب میں کسی نے بی بی سے کہا کہ آپ نے ایک مسلمان جن کو قتل کیا ہے۔ اماں جی نے فرمایا کہ اگر وہ مسلم ہوتا تو ازواجِ نبیؐ کے گھر کیوں داخل ہوتا؟ اور پھر عائشہ نے بارہ ہزار کفارہ دیا۔ [۳]

---

(۱): فتاویٰ کبریٰ، ج۴، ص ۱۰۴۔

(۲): حیاۃ الحیوان، ج۱، ص ۳۰۲، ذکر الجن۔

(۳): حلیۃ الاولیاء ج۲، ص ۴۹، ذکر عائشہ۔

## نوٹ

سبحان اللہ! باپ مرحوم نے تو زندگی بھر ایک چوہیا کو نہ مارا اور بیٹی نے ایک جن کو قتل کر ڈالا۔ اہل حدیث کے مروان ملاحظہ فرمایا؟ تمہارے محدث اعظم نے بی بی عائشہ کی فضیلت کی خاطر کیسا ڈھکوسلا تیار کیا ہے؟ مگر تمہاری تحقیق کی توپ خاموش ہے اور اگر شیعہ اتنی بات کہہ دیں کہ جناب امیرؑ نے اپنی کرامات سے حضرت عمر کی جنی سے شادی فرمائی تھی تو آپ کو غش پر غش پڑتے ہیں اور آپ کا ہارٹ اٹیک ہو جاتا ہے۔

## نتیجہ بحث

ہمارے مذکورہ بیان کے بعد ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ اگر حضرت عمر کو جنوں کا داماد تسلیم کر لیا جائے تو شرعاً اور عقلاً کوئی قباحت نہیں ہے اور مولانا محمد صدیق یا دیگر ملوانوں کا اس چیز سے انکار کرنا انتہا درجہ کی بے انصافی ہے۔

## موتِ عمر پر جنات کی عورتوں کا ماتم

عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ: رَثَّتِ الْجِنُّ عُمَرَ فَكَانَ فِيْمَا قَالُوْا:

سَتُبْكِيكَ نِسَآءُ الْجِنِّ — تَبْكِيْنَ مُنْتَحَبَاتِ

وَتَخْمِشُ وُجُوْهَا — كَالدَّنَانِيْرِ النَّقِيَّاتِ

وَيَلْبَسْنَ ثِيَابَ السُّوْدِ — بَعْدَ الْقَصَبِيَّاتِ

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: نَاحَتِ الْجِنُّ عَلٰى عُمَرَ قَبْلَ اَنْ يَمُوْتَ بِثَلَاثٍ قَالَتْ: الخ[1]

خلاصہ ان اشعار کا یہ ہے کہ

مطلب بن زیاد فرماتے ہیں کہ جناب عمر کی موت پر جنوں نے یہ مرثیہ پڑھا کہ جنات کی عورتیں عمر پر رو رہی ہیں اور دیناروں جیسے چہرے نوچ رہی ہیں اور پیٹ رہی ہیں اور ان کے سوگ میں سیاہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔

---

(۱): ریاض النضرۃ، ج۲، ص۱۹۷، مطبوعہ بغداد۔

**نوٹ:۱**

اہل حدیث کے مروان آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ آپ کے بزرگوں نے عمر صاحب کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے کیسے کیسے ڈھکوسلے بنائے اور آپ کی تحقیق کی توپ یہاں بالکل خاموش ہے اور اگر شیعوں نے یہ کہا کہ عمر کی ایک زوجہ جنی عورت بھی ہے تو آپ کی توپ کا دھانہ کھل گیا اور شیعوں کے خلاف گولے پر گولہ پھینکا۔

**نوٹ:۲**

جناب ابوبکر بقول اہل سنت جناب عمر سے افضل ہیں لیکن جناب ابوبکر نے وفات پائی ہے تو ان کے غم میں مدینہ کا ایک پتہ بھی نہیں ہلا اور ہمارے دوستوں کے عقیدہ میں جب جناب عمر نے وفات پائی ہے تو جنات کی عورتوں نے نوحہ کیا، مرثیہ پڑھا، ماتم کیا اور منہ پیٹے اور سیاہ کپڑے پہنے۔ ہر عقل مند سوچ سکتا ہے کہ جنات کے ساتھ جناب عمر کی باپ دادا کی طرف سے تو کوئی رشتہ داری نہیں تھی اور والدہ محترمہ کی طرف سے بھی کوئی قرابت جنوں کے ساتھ نہیں تھی۔ پس موتِ عمر پر جنات کو اتنا دکھ کیوں ہوا؟

**میرے محترم قارئین!**

یہ نکتہ یوں حل ہوتا ہے کہ ہمارے مولا علیؑ نے جناب عمر کی شادی نجران کی ایک جنی سے کی تھی اور جب حضرت عمر قتل ہوئے تو ان کے سسرال جن نجران سے فاتحہ اور پرسہ کی خاطر آئے تھے اور جناب عمر کی ساس اور سالیاں جو جنات سے تھیں ان پر ماتم کرتی رہیں، مرثیے پڑھتی رہیں اور بی بی عائشہ نے بھی جیسا کہ "ریاض النضرۃ" میں ہے کہ جنات کی عورتوں کے مرثیے، موتِ عمر پر سنے ہیں۔ تفصیل کے لئے ہماری کتاب "ماتم اور صحابہ" ملاحظہ ہو۔ پس نجران کے یہودی جنات سے عمر کی رشتہ داری ثابت ہوگئی۔ ورنہ عام جنات کو کیا ہوا تھا کہ جناب عمر مرے یا حضرت ابوبکر مریں وہ سوگ منائیں اور ماتم کریں۔

جنج پرائی تے احمق نچّے بے شرم پئی ویلاں گھتّے

**اعتراض**

شیعہ کتب میں موجود ہے کہ امام حسینؑ کی شہادت پر جنات نے ماتم کیا ہے۔ پس کیا امام پاکؑ کو بھی جنات سے ویسی ہی رشتہ داری تھی جیسی کہ جناب عمر کو؟

**جواب**

سید الشہداء حضرت امام حسینؑ پر جنات کا ماتم کرنا خود اہل سنت کی کتب میں بھی تحریر ہے۔ پس انہیں اس ماتم کو ہمیں الزام دینے کا کوئی حق نہیں اور نیز کتبِ اہل سنت میں موجود ہے کہ اولادِ نبیؐ کی مصیبت کی یاد میں تمام دنیا روئی ہے۔ کیونکہ یہ حدیث باتفاق شیعہ و سنی ثابت ہے کہ

"حُسَيْنٌ مِنِّيْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ"

پس امام حسینؑ کی مصیبت در حقیقت نبی پاکؐ کی مصیبت ہے اور جو رشتہ رسول اللہؐ کا کائنات سے ہے اسی کے مشابہ کائنات سے امام حسینؑ کا بھی رشتہ ہے۔

"ینابیع المودۃ" میں امام شافعی کا یہ شعر لکھا ہے؛

تَزَلْزَلَتِ الدُّنْيَا لِآلِ مُحَمَّدٍ وَكَادَتْ لَهُمْ صُمُّ الْجِبَالِ تَذُوْبُ

کہ آلِ محمدؐ کی مصیبت کے صدمے میں تمام دنیا ہل گئی اور قریب تھا کہ ٹھوس پہاڑ اس صدمے کے سبب سے پگھل جاتے۔

اور نیز "صواعق محرقہ" اور "نور الابصار" میں لکھا ہے کہ

اِنَّ الدُّنْيَا اَظْلَمَتْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ۔[۱]

امام پاکؑ کی مصیبت کے صدمے سے دنیا پر تین دن تک تاریکی چھائی رہی۔

اور نیز "اسعاف الراغبین" اور "صواعق محرقہ" میں لکھا ہے کہ

وَانْكَسَفَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى بَدَتِ الْكَوَاكِبُ نِصْفَ النَّهَارِ وَظَنَّ النَّاسُ اَنَّ الْقِيَامَةَ قَدْ قَامَتْ۔[۲]

امامؑ کی مصیبت کے صدمے سے سورج کو گہن لگا اور دوپہر کے وقت ستارے نظر آنے لگے اور لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ قیامت برپا ہو گئی ہے۔

---

(۱): صواعق محرقہ، باب ۱۱، نور الابصار، ص ۱۳۳۔ (صواعق محرقہ، ج ۲، ص ۵۶۹، مطبوعہ موسسہ رسالہ لبنان، نور الابصار، ج ۱، ص ۲۶۷، مطبوعہ دار القلم۔ سید مجبی)

(۲): اسعاف الراغبین، ص ۱۹۴، صواعق محرقہ (ج ۲، ص ۵۶۹، ط موسسہ رسالہ لبنان۔ سید مجبی)

اور نیز "صواعق محرقہ" اور "ذخائر العقبیٰ" میں لکھا ہے کہ

وَلَقَدْ مَطَرَتِ السَّمَآءُ دَمًا۔ (۱)

اولادِ نبیؐ کی مصیبت کے صدمے سے آسمان سے خون کی بارش برسی۔

اور نیز "نور الابصار" اور "صواعق محرقہ" میں لکھا ہے کہ امام پاکؑ کی شہادت کے بعد پتھروں کے نیچے سے خون نکلا تھا۔ (۲)

اور نیز "تاریخ کامل ابن اثیر" میں مرقوم ہے کہ نبی پاکؐ نے جو مٹی کربلا کی اپنی زوجہ ام سلمیٰ کو دی تھی وہ امام حسینؑ کی شہادت کے وقت خون بن گئی تھی۔ (۳)

اور نیز یہ بات باتفاق شیعہ وسنی ثابت ہے کہ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد ام سلمیٰ زوجہ نبیؐ نے آنجنابؐ کو خواب میں اس حالت میں دیکھا کہ حضورؐ کی ریش مبارک اور سر اقدس میں خاک تھی اور رسول اللہؐ رو رہے تھے۔ پس جناب امام حسینؑ کی شہادت پر جناب عمر کی موت کا قیاس کرنا بے ربط ہے اور موتِ عمر پر جنات کا رونا، اس رشتہ داری کی وجہ سے تھا ورنہ اور تو کوئی چیز بھی حضرت عمر پر نہیں روئی۔!!!

## واقعہ جنّیہ پر مولوی صدیق کے چند اعتراضات

### اعتراض

واقعہ مذکورہ سے شیعہ بہت پریشان ہیں، کچی پکی باتیں بناتے ہیں۔

### جواب

یہ جملہ ہر مخالف دوسرے فریق کے لئے استعمال کرتا ہے۔ ہماری اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اربابِ انصاف خود ہی فیصلہ کریں گے کہ پریشان اہل تشیع ہیں یا اہل حدیث؟

(۱): ذخائر العقبیٰ، ص ۱۵۰، صواعق محرقہ (ج ۲، ص ۵۶۹، ط موسسہ رسالہ لبنان۔ سید مجتبی)

(۲): (نور الابصار، ج ۱، ص ۲۶۷، مطبوعہ دار القلم، صواعق محرقہ، ج ۲، ص ۵۶۹، مطبوعہ موسسہ رسالہ لبنان۔ سید مجتبی)

(۳): تاریخ کامل ابن اثیر، ج ۴، ص ۳۸۔

**اعتراض:۲**

کسی مذہب کے محدث نے واقعہ جنّیہ کی تصدیق نہیں کی۔

**جواب**

شیعوں میں سے "محدث جزائری" نے تائید کی ہے اور اہل سنت نے واقعہ مذکورہ کی مثل اور نظیر کئی واقعات میں تائید کی ہے۔

**اعتراض:۳**

یہ روایت شاذ اور منکر سے بھی ابتر ہے۔

**جواب**

اس کے منکر ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور چونکہ یہ واقعہ ایسا ہے کہ عام لوگوں کو اس سے آگاہ نہ کیا گیا تھا اور مصلحت بھی یہی تھی۔ پس اسی لئے یہ واقعہ زیادہ شہرت حاصل نہ کر سکا۔

**جواب:۲**

بی بی عائشہ کی تمام مرویات تقریبًا شاذ بھی ہیں اور منکر سے ابتر بھی ہیں اور اہل حدیث کی مایہ ناز کتاب "بخاری شریف" میں بھی موجود ہیں۔ پس اگر شاذ و منکر روایت کو چھوڑا جاتا ہے تو اہل حدیث بی بی عائشہ کی روایات کے بارے میں کیا کریں گے؟؟ جب کہ وہ اس "بخاری شریف" میں ہیں جس پر اہل حدیث کے مذہب کا گزارا ہے۔ چند نمونے شاذ اور ابتر کے ملاحظہ ہوں؛

۱. بی بی عائشہ پر فرشتوں کا سلام کرنا شاذ بھی ہے اور منکر سے بھی ابتر ہے۔(۱)
۲. بی بی عائشہ کو ابوبکر کا مکے مارنا شاذ بھی ہے اور منکر سے ابتر بھی ہے۔(۲)
۳. عمر کا حفصہ کے رشتہ کو ابوبکر اور عثمان کی خدمت میں پیش کرنا شاذ اور منکر ہے۔(۳)

---

(۱): بخاری، ج۴، ص ۱۱۲، مطبوعہ مصر۔ (حدیث ۱۶۱۷، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکہ۔ سید مجبی)

(۲): بخاری، ج۶، ص ۵۱، (ح ۴۶۰۸) مطبوعہ مصر۔

(۳): بخاری، کتاب النکاح، (باب من قال لانکاح الا بولی، ج۷، ص۱۶، حدیث ۵۱۲۹، مطبوعہ مصر۔ سید مجبی)

۴. عائشہ کنواری مثل اس درخت کے ہے جس کو کسی اونٹ نے نہ چرا ہو۔[1]

**اعتراض:۴**

جنی کا واقعہ کتبِ اربعہ سے ٹکراتا ہے۔

**جواب**

کوئی ٹکراؤ نہیں، کتبِ اربعہ کی روایات اعم ہیں اور یہ اخص ہے۔ اعم اور اخص میں کوئی ٹکراؤ نہیں۔

**اعتراض:۵**

آدمی کا نطفہ جنی سے انسانی بچے کی شکل کیسے اختیار کرتا ہے؟

**جواب**

جس طرح ملکہ بلقیس جنی سے پیدا ہوئی تھی۔

**اعتراض:۶**

دونوں واقعات امام کی طرف منسوب ہیں اور سچ ہے کہ

دوروغ گو را حافظ نباشد۔

**جواب**

قرآن مجید میں اعم اور اخص دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہیں تو اس میں حرج کیا ہے؟

کانواں دے آکھے ڈھور نہ مردے

مولوی صدیق کے کہنے سے شیعہ جھوٹے نہیں بن سکتے۔

**اعتراض:۷**

وہ بچہ زید نامی ام کلثوم کے ساتھ جو کہ نامحرم تھا، اہل بیتؑ کی پرورش میں کیسے رہا؟

**جواب**

کوئی زید نامی بچہ اہل بیتؑ نے نہیں پالا جس کا باپ عمر ہو۔ اگر مولوی صدیق سچا ہے تو تاریخ سے ثابت کرے۔ یہ پرورش والا ڈھونگ مولوی صدیق نے ضرطۃ البعیر (ہوائی گولہ) چھوڑا ہے۔

---

(۱): بخاری، ج ۷، ص ۵، (ح ۵۰۷۷) مطبوعہ مصر۔

**نوٹ**

بعد میں اہل حدیث کے مروان نے حقیقت پسند شیعوں کے لئے ایک نصیحت کا ورق پڑھا ہے اور ہماری یہ کتاب مولانا کے لئے نصیحت کا درس ہے لیکن

مرد ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

**جواب:۱۰**

قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِ اللهِ اِنَّ النَّاسَ یَحْتَجُّوْنَ عَلَیْنَا اِنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ زَوَّجَ فُلَانًا اِبْنَتَهُ اُمَّ کُلْثُوْمٍ وَ کَانَ مُتَّکِئًا فَجَلَسَ وَ قَالَ: اَ تَقْبَلُوْنَ اَنَّ عَلِیًّا اَنْکَحَ فُلَانًا ابْنَتَهُ، اَنَّ قَوْمًا یَزْعَمُوْنَ ذٰلِکَ۔۔۔، کَذَبُوْا لَمْ یَکُنْ مَا قَالُوْا۔ (۱)

ترجمہ: راوی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے کہا کہ لوگ ہم پر حجت قائم کرتے ہیں کہ امیر المؤمنینؑ نے فلاں شخص کو اپنی بیٹی ام کلثوم کا رشتہ دیا ہے۔ امام جعفر صادقؑ تکیے کے سہارے بیٹھے تھے پس تکیہ چھوڑ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: کیا تم اس بات کو قبول کرتے ہو؟!! جس قوم نے یہ دعویٰ کیا ہے وہ سیدھی راہ کی ہدایت نہیں پاسکتے اور جو دعویٰ وہ کرتے ہیں اس میں جھوٹے ہیں۔

**نوٹ**

امام جعفر صادق علیہ السلام نے عمر کے ساتھ ام کلثوم بنت فاطمہؑ کے نکاح سے انکار فرمایا ہے اور جس واقعہ کے ہونے سے امامؑ انکار فرمائے تو وہ واقعہ یقیناً نہیں ہوا۔ امامؑ نے مذکورہ نکاح کے مدعی کو جھٹلایا ہے۔ پس کوئی شیعہ مذکورہ نکاح کے بارے میں مثبت عقیدہ نہیں رکھ سکتا۔

**اعتراض**

”کافی شریف“ کی عدت والی روایت کا کیا حل ہے؟

---

(۱): مراۃ العقول، ج۴۔ (مرآۃ العقول، ج۲۱، ص۱۹۸، مطبوعہ دار الکتب۔ سید مجبی)

**جواب**

اس ام کلثوم سے مراد یا توام کلثوم بنت ابی بکر ہے اور یا وہ جنی مراد ہے اور یا راوی کا اشتباہ ہے۔ اور ہمارے مخاطب اہل حدیث کے مروان کج بختی کے بادشاہ اگر ہمارے مذکورہ دس عدد جوابات پر غور کریں تو حضرت عمر، جناب امیر علیہ السلام کی دامادی کے شرف سے بالکل محروم ہیں اور مولانا صدیق ﴿اَفَمَنۡ یَّمۡشِیۡ مُکِبًّا﴾ کی راہ چھوڑ دیں اور ﴿اَمَّنۡ یَّمۡشِیۡ سَوِیًّا﴾ کی راہ اختیار کریں۔

## شیعوں کے خلاف چاریاری مذہب کی توپ کا چوتھا گولہ

عَنۡ جَعۡفَرٍ عَنۡ اَبِیۡهِ عَلَیۡهِمَا السَّلَامُ قَالَ: مَاتَتۡ اُمُّ کُلۡثُوۡمِ بِنۡتُ عَلِیٍّ وَ ابۡنُهَا زَیۡدُ بۡنُ عُمَرَبۡنِ الۡخَطَّابِ فِیۡ سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ لَا یُدۡرَی اَیُّهُمَا هَلَكَ قَبۡلُ فَلَمۡ یُوَرَّثۡ اَحَدُهُمَا مِنَ الۡاٰخَرِ وَ صَلّٰی عَلَیۡهِمَا جَمِیۡعًا۔ (۱)

ترجمہ: راوی کہتا ہے کہ امامؑ نے فرمایا: ام کلثوم اور اس کا بیٹا زید ابن عمر ایک ہی وقت میں فوت ہوئے، یہ معلوم نہ ہو سکا کہ پہلے کون مرا ہے؟ پس وہ ایک دوسرے کے وارث بھی نہ ہوئے اور ان پر ایک ہی وقت میں نماز جنازہ پڑھی گئی۔

مذکورہ روایت کے دس عدد جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

**جواب:۱**

مذکورہ روایت کو جب ہمارے مخاطب نے "تہذیب الاحکام" میں دیکھا تو خوشی سے بغلیں بجائیں۔ لیکن یہ نہ سوچا کہ یہ دلیل اتنی کمزور ہے کہ

اَوۡهَنُ مِنۡ نَسۡجِ الۡعَنۡکَبُوۡتِ وَاسۡتَخَفَّ مِنۡ وَرَقِ التُّوۡتِ

عمر فاروق کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے بیچارے ملوانے ہاتھ پیر تو بہت مارتے ہیں لیکن کریں کیا؟!!

سروں گنجی تے کنگھیاں دو ہتھیں

(۱): تہذیب الاحکام، کتاب المیراث، باب فی میراث الغرقیٰ والمہدوم علیہم فی وقت واحد۔ (ج۹، ص ۳۶۲، مطبوعہ تہران۔ سید مجبی)

قرآن اور حدیثِ صحیح سے جب کچھ نہیں ملتا تو کمزور دلائل کا سہارا لیتے ہیں۔

کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا

وہ باتیں جو راویوں کے اشتباہات ہیں اور بنوامیہ نے جناب امیرؑ کے وقار کو مجروح کرنے کی خاطر جو غلط پروپگنڈا کیا ہے، سب کو جمع کرلیا اور حضرت عمر کی فضیلت کا محل کھڑا کیا۔

خشتِ اوّل چون نهد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

اگر دیوار کی بنیاد درست ہے تو دیوار درست ہے اور اگر بنیاد غلط ہے تو پھر ساری دیوار ہی غلط ہے۔

خود حضرت عمر کو خلیفہ ماننا ہی ہمارے دوستوں کی پہلی غلطی ہے۔ پس جب یہ غلطی کر بیٹھے تو اسے چھپانے کی خاطر کئی ایک غلطیاں کرنی پڑیں اور کئی مکر و فریب کے جال بچھانے پڑے۔ لیکن فاروقی ٹولے کا کوئی فریب ہم سے چھپ نہیں سکتا۔

بہر رنگ کہ خواہی جامہ می پوش
من از اندازِ قدت را می شناسم

دل ربا جس رنگ کے لباس میں بھی ہو، ہم اس کے قد کے اندازے سے اسے پہچان لیتے ہیں۔

اب ہم اصل مطلب کی طرف لوٹتے ہیں اور

نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ

حق کی ادنی سی ٹھوکر سے باطل کی دیوار ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔

**جواب:۲**

گذرے ہوئے زمانہ میں جس نے وفات پائی ہے، اس کے متعلق مندرجہ ذیل چھ سوالات پر غور کرنا بہت ضروری ہے؛

۱. اس نے کس سن میں وفات پائی؟ مثلاً؛ سن پچاس ہجری میں یا ساٹھ ہجری میں۔

۲. کس مہینہ میں وفات پائی ہے؟ مثلاً؛ ماہ صفر تھا یا ماہ رجب؟

۳. کس تاریخ میں وفات پائی ہے؟ مثلاً؛ چاند کی پہلی تاریخ تھی یا دس؟

۴. کس دن وفات پائی ہے؟ مثلاً؛ روزِ جمعہ تھا یا اتوار؟

۵. کس جگہ وفات پائی ہے ؟ مثلاً؛ مکہ میں یا مدینہ میں ؟

۶. وقتِ وفات اس کا سن کیا تھا؟ مثلاً؛ تیس سال کا سن تھا یا چالیس کا؟

"تہذیب الاحکام" کی روایت مذکورہ چھ سوالات کے متعلق بالکل خاموش ہے۔ پس ہم مجبور ہیں کہ دوسری کتابوں کی طرف رجوع کریں اور دیکھیں کہ زوجہ عمر، ام کلثوم اور اس کے بیٹے زید نے کس سن میں وفات پائی ہے ؟ اگر دونوں کا سن وفات ایک ہے تو پھر ہمارے اہل سنت دوستوں کی فرمائش اس قابل ہے کہ اس پر کچھ نہ کچھ غور کیا جائے اور اگر ام کلثوم، زوجہ عمر اور اس کے بیٹے زید کے سنِ وفات سے ام کلثوم بنت فاطمہؑ کا سنِ وفات بارہ سال بعد ہو تو پھر ہمارے اہل سنت دوستوں کو اپنی ضد چھوڑ دینی چاہیے۔

## زوجہ عمر ام کلثوم اور اس کے بیٹے زید نے پچاس ہجری سے پہلے امام حسنؑ کی زندگی میں وفات پائی ہے

### اسد الغابہ اور طبقات الکبریٰ کی عبارت ملاحظہ ہو

وَ تُوُفِّيَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ وَابْنُهَا زَيْدٌ فِيْ وَقْتٍ وَاحِدٍ... وَصَلَّى عَلَيْهِمَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، قَدَّمَهُ حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ. (۱)

**ترجمہ:** ام کلثوم اور اس کے بیٹے زید نے ایک ہی وقت میں وفات پائی اور ان دونوں پر عبد اللہ بن عمر نے نمازِ جنازہ پڑھی اور عبد اللہ کو حسن بن علیؑ نے آگے کیا تھا۔

### نوٹ

مذکورہ کتب سے یہ ثابت ہوا کہ جناب امام حسنؑ، زوجہ عمر، ام کلثوم کے جنازہ میں شامل تھے تو اس ام کلثوم نے امام حسنؑ کی زندگی میں وفات پائی ہے۔ پس بیوہ عمر، ام کلثوم کا اگرچہ سنِ وفات تاریخ میں نہیں ملتا لیکن اتنا اندازہ تو ہو گیا کہ اس کا سنِ وفات امام حسنؑ کے سنِ وفات سے پہلے ہے۔

---

(۱): اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج۷، ص۳۸۷، الطبقات الکبریٰ، ج۸، ص۴۶۴، ذکر ام کلثوم۔ مزید رک: الاستیعاب فی اسماء الاصحاب، ج۴، ص۴۶۹، ذخائر العقبیٰ، ص۱۷۰، ذکر ام کلثوم، تاریخ خمیس، ج۲، ص۲۸۵۔

## امام حسنؑ نے انچاس یا پچاس ہجری میں وفات پائی ہے

### فصول المہمہ اور المعارف کی عبارت ملاحظہ ہو

ثُمَّ قَضٰی نَحْبَہٗ... سَنَةَ خَمْسِيْنَ مِنَ الْهِجْرَةِ وَكَانَتْ وَفَاتُهٗ فِيْ... سَنَةَ تِسْعٍ وَ اَرْبَعِيْنَ. (۱)

**ترجمہ:** دونوں عبارتوں کا ملخص یہ ہے کہ امام حسنؑ نے پچاس یا انچاس ہجری میں وفات پائی ہے۔

**نوٹ**

مذکورہ عبارتوں سے یہ نتیجہ نکلا کہ چونکہ وہ ام کلثوم جس کو زوجہ عمر فرض کیا گیا ہے، اس کے جنازے میں تو امام حسنؑ شریک تھے اور خود امام حسنؑ نے پچاس ہجری میں وفات پائی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ وہ ام کلثوم جو زید کی ماں اور زوجہ عمر ہے اور دونوں نے بیک وقت وفات پائی ہے، ان کی وفات پچاس ہجری سے پہلے ہوئی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ زوجہ عمر، ام کلثوم کوئی اور ہے۔ کیونکہ تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ ام کلثوم بنت فاطمہؑ وعلیؑ گیارہ سال بعد ۶۱ ہجری میں واقعہ کربلا کے وقت موجود تھیں اور "تہذیب الاحکام" کی روایت میں راوی کو ام کلثوم کی ولدیت میں اشتباہ ہوا ہے۔ کیونکہ بنت فاطمہؑ کے جنازے میں امام حسنؑ نے شرکت نہیں کی اور نہ ہی ابن عمر نے ان کا جنازہ پڑھا ہے۔

**نوٹ:۲**

اہل حدیث کے مروان مولوی صدیق سے گزارش ہے کہ

لِكُلِّ دَآءٍ دَوَاءٌ يُسْتَطَبُّ بِهٖ اِلَّا الْحَمَاقَةَ اَعْيَتْ مَنْ يُدَاوِيْهَا

ہر مرض کا علاج سوائے حماقت کے ممکن ہے۔ اس کے علاج سے تو سول سرجن بھی عاجز ہیں اور آپ کی عقل پر جن وانس بھی روئیں تو کم ہے۔ کیونکہ جس ام کلثوم کو تم نے زوجہ عمر فرض کیا ہے وہ پچاس ہجری میں وفات پا گئی تھیں۔

---

(۱): الفصول المہمہ، ص ۱۶۵، ذکر الحسن، المعارف، ص ۹۲، ذکر الحسن۔ مزید رک؛ تاریخ خمیس، ج ۲، ص ۲۹۱، ذخائر العقبی، ص ۱۴۱، ذکر الحسن، حیاة الحیوان، ج ۱، ص ۸۴، الاوذ، تذکرة خواص الامة، ص ۱۲۱، ذکر الحسن۔

## ام کلثوم بنت فاطمہؑ ۶۱ھ میں زندہ اور موجود تھیں

فَلَمَّا اَمْسَوْا، وَاَظْلَمَ اللَّيْلُ مَضَى الْحُسَيْنُ اَيْضًا نَحْوَ مَكَّةَ، وَمَعَهُ اُخْتَاهُ: اُمُّ كُلْثُوْمٍ وَزَيْنَبُ وَوَلَدُ اَخِيْهِ.[۱]

ترجمہ: جب شام کا وقت ہوا اور رات تاریک ہوگئی تو امام حسینؑ نے مدینہ سے سفر کیا اور آنجنابؑ کے ساتھ حضورؐ کی بہنیں؛ زینبؑ اور ام کلثومؑ بھی تھیں۔

### نوٹ

ام کلثوم بنت فاطمہؑ کا کربلا میں موجود ہونا اس پر شیعوں کا اتفاق ہے اور علمائے اہل سنت کی تائید بھی ہم نے پیش کردی ہے۔

### نتیجہ بحث

ام کلثوم بنت فاطمہؑ ۶۱ھ میں کربلا میں موجود تھی اور پھر قید ہوکر کوفہ میں بھی آئی ہے اور کوفہ کی عورتوں نے جب صدقہ کھجوریں آلِ نبیؐ کے بچوں پر پھینکیں تو "ینابیع المودۃ" میں لکھا ہے کہ ام کلثوم نے صدقے کی کھجوریں بچوں سے لے کر پھینک دیں اور فرمایا کہ

اِنَّ الصَّدَقَةَ عَلَيْنَا حَرَامٌ.[۲]

یہ صدقہ ہم پر حرام ہے۔

### اعتراض

کربلا میں جو ام کلثوم موجود تھی وہ بنت فاطمہؑ نہیں ہے۔ وہ حضرت علیؑ کی بیٹی ہے، آنجنابؑ کی کسی دوسری زوجہ سے۔

---

(۱): الاخبار الطوال، ص۲۲۸، ذکر خروج الحسین من مدینہ۔

(۲): ینابیع المودۃ ج۲، ص۳۵۰، باب ۶۱۔

### جواب

کربلا اور کوفہ میں مصیبت جھیلنے والی اور دمشق میں قید گزار کر مدینہ میں آنے والی ام کلثوم بنت فاطمہؑ ہے۔

وَ اَمَّا اُمُّ کُلْثُوْمٍ فَحِیْنَ تَوَجَّھَتْ اِلَی الْمَدِیْنَةِ جَعَلَتْ تَبْکِیْ وَ تَقُوْلُ شِعْرًا: (1)

**ترجمہ:** اور ام کلثومؑ جب مدینہ آئیں تو رونے لگیں اور مرثیہ پڑھا:

مَدِیْنَةَ جَدِّنَا لَا تَقْبَلِیْنَا ۔۔۔ فَبِالْحَسَرَاتِ وَ الْاَحْزَانِ جِئْنَا

اے ہمارے نانا رسولؐ کا شہر تو ہمیں قبول نہ کر، ہم اپنے دلوں میں کئی حسرتیں اور غم لے کر آئے ہیں۔

اَفَاطِمُ مَا لَقِیْتِ مِنْ عِدَاكِ ۔۔۔ وَ لَا قِیْرَاطُ مِمَّا قَدْ لَقِیْنَا

اے فاطمہ زہراؑ جو دکھ دشمنوں سے آپ نے دیکھے ہیں، وہ کم ہیں اس دکھ اور تکلیف سے جو ہم دیکھ کر آئے ہیں۔

وَ نَحْنُ بَنَاتُ یٰسٓ وَ طٰهٰ ۔۔۔ وَ نَحْنُ الْبَاکِیَاتُ عَلٰی اَبِیْنَا

ہم ہیں اس رسولؐ کی بیٹیاں جس کا لقب یٰسٓ اور طٰہٰ ہے اور ہم اپنے باپ پر رو رہی ہیں۔

اَلَا یَا جَدَّنَا قَتَلُوْا حُسَیْنًا ۔۔۔ وَ لَمْ یَرْعَوْا جَنَابَ اللهِ فِیْنَا

اے نانا رسولؐ! لوگوں نے ہمارے حسینؑ کو قتل کیا اور اللہ کی جناب کا لحاظ نہ کیا۔

### نوٹ

بی بی کا یہ درد بھرا مرثیہ ہے جو ۶۲ھ میں دمشق سے واپسی کے بعد مدینہ کی دیواروں کو دیکھ کر بی بی نے پڑھا تھا اور رسول اللہؐ کو نانا کہہ کر اپنا دکھ سنایا ہے۔ اگر یہ ام کلثوم بنت فاطمہؑ نہ ہوتی تو نبی کریمؐ کو نانا کہہ کر خطاب نہ کرتیں اور وہ نبیؐ جس کا لقب یٰسٓ اور طٰہٰ ہے، اس کی بیٹی ہونے کا دعویٰ نہ فرماتیں۔ پس معلوم ہوا کہ یہ ام کلثوم بنت فاطمہؑ ہیں۔ جناب امیرؑ کی دوسری ازواج کی اولاد نے کبھی اولادِ رسولؐ ہونے کا دعویٰ نہیں فرمایا ہے۔

(1): ینابیع المودۃ ج۲، ص ۳۵۴، باب ۶۱۔

## ام کلثوم بنت فاطمہؑ اہل سنت کے عقیدہ میں اکسٹھ ہجری میں زندہ تھی اور اسی ہجری سے کچھ پہلے وفات پائی ہے

**الطبقات الکبریٰ کی عبارت ملاحظہ ہو**

تَزَوَّجَهَا عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ وَهِيَ جَارِيَةٌ لَمْ تَبْلُغْ فَلَمْ تَزَلْ عِنْدَهُ اِلٰى اَنْ قُتِلَ وَوَلَدَتْ لَهُ زَيْدَ بْنَ عُمَرَ وَرُقَيَّةَ بِنْتَ عُمَرَ، ثُمَّ خَلَفَ عَلٰى اُمِّ كُلْثُوْمٍ بَعْدَ عُمَرَ عَوْنُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ اَبِيْ طَالِبِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَتُوُفِّيَ عَنْهَا، ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا اَخُوْهُ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ اَبِيْ طَالِبِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَتُوُفِّيَ عَنْهَا، فَخَلَفَ عَلَيْهَا اَخُوْهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ بَعْدَ اُخْتِهَا بِنْتِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ، فَقَالَتْ اُمُّ كُلْثُوْمٍ: اِنِّيْ لَاَسْتَحْيِيْ مِنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ، اِنَّ ابْنَيْهَا مَاتَا عِنْدِيْ وَاِنِّيْ لَاَتَخَوَّفُ عَلٰى هٰذَا الثَّالِثِ. فَهَلَكَتْ عِنْدَهُ وَلَمْ تَلِدْ لِاَحَدٍ مِنْهُمْ شَيْئًا. (۱)

ترجمہ: ام کلثوم سے عمر نے شادی کی اور وہ کم سن بچی تھی اور بالغ نہ ہوئی تھی۔ پس وہ عمر کے پاس آئی یہاں تک کہ عمر قتل کر دیئے گئے اور زید بن عمر اور رقیہ بنت عمر یہ دو بچے ام کلثوم نے جنے۔ پھر عمر کے بعد ان سے عون ابن جعفر نے نکاح کیا۔ پس وہ بھی فوت ہوگئے اور پھر ام کلثوم سے محمد ابن جعفر نے نکاح کیا اور وہ بھی فوت ہوگئے اور پھر ام کلثوم سے عبداللہ ابن جعفر نے نکاح کیا، ام کلثوم کی بہن زینبؑ کے بعد۔ پس ام کلثوم نے کہا: مجھے اسماء بنت عمیس سے شرم آتی ہے کہ اس کے دو بیٹے میرے پاس فوت ہوئے اور مجھے اس تیسرے میں بھی اندیشہ ہے۔ پس خود ام کلثوم، عبداللہ کے پاس فوت ہوگئیں۔

**نوٹ:۱**

اس روایت کو اہل حدیث کے مروان نے اپنے رسالہ کے "ص ۱۵" میں مع الترجمہ اپنے دعویٰ کی تائید کے لئے نقل کیا ہے اور اللہ کرے کہ ہمارے مخاطب اس روایت پر ثابت قدم رہ جائیں اور خیبر کے بھگوڑوں کی طرح راہ فرار اختیار نہ کرلیں۔

---

(۱): الطبقات الکبریٰ، ج۸، ص ۴۶۳، ذکر ام کلثوم۔ مزید رک: الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج۴، ص۴۶۹، حرف الکاف، ذخائر العقبیٰ، ص ۱۷۰، ذکر ام کلثوم، تاریخ خمیس، ج۲، ص، ذکر اولاد علیؑ۔

**نوٹ:۲**

مذکورہ روایت ہمارے نزدیک تو جھوٹ کا پلندہ ہے اور مولوی صدیق کی بے شرمی کی انتہا ہے کہ اس نے جان بوجھ کر اس روایت کو تحریر کیا ہے۔ مذکورہ روایت میں چار خامیاں ہیں، جنہیں ہم اربابِ انصاف کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

۱۔ مولوی صدیق کا عقیدہ ہے کہ ام کلثوم بنت علیؑ کا جب عمر سے نکاح ہوا تھا تو وہ گیارہ، بارہ برس کی تھی اور اس سن میں صدیق کا اپنا دعویٰ ہے کہ عرب میں عورت بالغ ہوتی ہے۔ لیکن اس روایت میں لکھا ہے کہ " وَهِيَ جَارِيَةٌ لَمْ تَبْلُغْ " کہ وہ نابالغ بچی تھی۔ پس فخرِ مروان کے ڈھیٹ ہونے کی حد ہے کہ دعویٰ تو ہے کہ بچی بالغ تھی اور روایت وہ ذکر کی جس میں لکھا ہے کہ بچی نابالغ تھی۔ جھوٹے کے لئے وہ، جو اس کی چڑ ہے۔

۲۔ ہم کتبِ اہل سنت سے ثابت کر چکے ہیں کہ عون بن جعفر اور محمد بن جعفر، جناب عمر کی زندگی میں جنگ تستر کے موقع پر سترہ ہجری میں شہید ہو چکے تھے اور خود عمر ۲۳ھ میں فوت ہوا ہے۔ پس وہ دو شخص جو عمر کی موت سے پانچ برس پہلے شہید ہو گئے، انہوں نے وفاتِ عمر کے بعد بیوہ عمر سے شادی کیسے کی؟ پس مروان اہل حدیث کی بے شرمی کی انتہا ہے کہ بغیر کسی تحقیق کے ایک غلط مسئلہ کو عوام میں اچھالنا شروع کر دیا ہے۔

۳۔ مذکورہ ام کلثوم پچاس ہجری میں فوت ہو گئیں، پس اکسٹھ ہجری کے بعد عبداللہ سے شادی کیسے کی؟

## مولوی صدیق کو الزامی جواب

مولوی صدیق اپنے رسالہ کے "ص ۱۵" میں لکھتے ہیں کہ خدا کی شان دیکھئے کہ آپ ہی ام کلثوم، عبداللہ کی زندگی میں فوت ہو گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

مولانا موصوف اللہ آپ کو ہدایت کرے۔ جب آپ تسلیم کرتے ہیں کہ ام کلثوم بنت فاطمہؑ جو زوجہ عمر ہے، اس سے عبداللہ بن جعفر نے بھی نکاح کیا تھا، جناب زینب کے بعد تو اس نکاح کی عقلی طور پر دو صورتیں ہیں؛

**۱۔** مولوی محمد نافع جھنگوی خارجی ناصبی نے ابن حزم کے حوالے سے " رحماء بینھم " میں لکھا ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد جناب زینبؑ اور عبداللہ میں کشیدگی ہوگئی اور عبداللہ نے جناب زینبؑ کو طلاق دے کر ان کی بہن ام کلثوم سے نکاح کیا تھا۔

اربابِ انصاف! ہم اس جھوٹے افسانے کو اہل سنت کی کتابوں سے باطل کر چکے ہیں۔

**۲۔** عبداللہ نے سیدہ زینبؑ کی وفات کے بعد، ام کلثوم سے نکاح کیا ہو۔

ان دونوں صورتوں میں سے آپ جو بھی اختیار کریں یہ بات آپ کو ماننی پڑے گی کہ عبداللہ کا نکاح ام کلثوم سے واقعہ کربلا ۶۱ھ کے بعد ہوا ہے کیونکہ واقعہ کربلا میں جناب زینبؑ موجود تھیں۔۔۔ اے ملوانو! عقل کے ناخن لو تمہارے ہوش و حواس کیوں اڑ گئے ہیں ؟؟؟ ایک مرتبہ تو تم نے اس کا جنازہ پڑھوایا ہے اور پھر اسی ام کلثوم، زوجہ عمر کو ۶۱ھ میں زندہ کرکے، قبر سے نکال کر، اس کا نکاح عبداللہ بن جعفر سے کیا ہے۔

افسوس ہے تمہاری عقل پر! ایسی ہزلیات گاتے ہو کہ دنیا کا ہر عقل منداس کے سننے سے معذرت کرتا ہے۔ سچ ہے؛

**در خانہ مور شبنم طوفان است**

کیڑی نوں ٹھوٹھا ای دریا اے

آپ نے "تہذیب الاحکام" میں ایک روایت دیکھی جس میں لفظِ ام کلثوم اور لفظِ عمر تھا۔ پس آپ نے فیصلہ کر لیا کہ جناب عمر کا ایمان اور نجات ثابت ہے اور خالی ڈھول کی طرح کھڑکنا شروع کر دیا۔ اہل حدیث کے مروان!

ابھی دِلّی دور ہے

حضرت عمر کی جس فضیلت کو ثابت کرنے کے لئے آپ کو دردِ زہ شروع ہوا ہے یہ آپ کی جان لے گا۔ کیونکہ اس فضیلت کے ثابت کرنے کی حسرت ان کے کئی علماء قبروں میں لے گئے ہیں۔ جو روایت "تہذیب الاحکام" کی آپ نے ہمارے خلاف پیش کی ہے، ہم نے اس کو عقل کی روشنی میں غلط کر دیا ہے اور انصاف کرنا ہم نے مسلمانوں پر چھوڑ دیا ہے۔

جواب:۴

## ام کلثوم بیوہ عمر کا عبداللہ بن جعفر نے بھی جنازہ پڑھا تھا

عَنْ زَيْدِ بْنِ حَبِيْبٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ بِمِثْلِهِ وَزَادَ فِيْهِ: وَخَلْفَهُ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ ابْنَا عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْحَنَفِيَّةِ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ. (۱)

ترجمہ: (جب ام کلثوم اور اس کے بیٹے زید نے وفات پائی، عبداللہ ابن عمر نے ان دونوں کا جنازہ پڑھا) تو عبداللہ کے پیچھے جنازہ میں امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور محمد حنفیہ اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر موجود تھے۔

نوٹ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ بیوہ عمر، ام کلثوم کے جنازے میں عبداللہ بن جعفر شریک تھے۔

## مولوی نافع جھنگوی کی غلط تحقیق

ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا بَعْدَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ، بَعْدَ طَلَاقِهِ لِاُخْتِهَا زَيْنَب. (۲)

ترجمہ: ام کلثوم، بیوہ عمر سے عبداللہ بن جعفر نے نکاح کیا تھا، ام کلثوم کی بہن زینبؑ کو طلاق دینے کے بعد۔

نوٹ

اس بے شرم مولانا سے کوئی پوچھے کہ جھوٹے افسانے پیش کرنے سے نہ تو شیعہ عمر کی فضیلت کے قائل ہوں گے اور نہ ہی جناب عمر کا ایمان ثابت ہو گا۔

(۱): الطبقات الکبریٰ، ج۸، ص۴۶۴، ذکر ام کلثوم

(۲): رحماء بینھم، ج۲، ص۲۲۷

**نوٹ:۲**

ایک سنی کہتا ہے کہ بیوہ عمر، ام کلثوم سے ۶۱ھ کے بعد عبداللہ بن جعفر نے نکاح کیا اور دوسرا سنی کہتا ہے کہ بیوہ عمر، ام کلثوم نے ۵۰ھ میں وفات پائی ہے۔ امام حسینؑ اور عبداللہ بن جعفر نے اس کا جنازہ پڑھا ہے۔ خود اہل سنت دوست فیصلہ کریں کہ ان دونوں میں سے جھوٹا کون ہے؟

اور اگر ہمارے دوست یہ کہیں کہ ایک کو اشتباہ ہوا ہے تو ہم بھی یہی عرض کریں گے کہ "تہذیب الاحکام" میں راوی کو اشتباہ ہوا ہے اور اس نے ام کلثوم بنت جرول کے بجائے ام کلثوم بنت علیؑ بیان کر دیا ہے۔

پس مذکورہ روایت "تہذیب" کی ہمارے خلاف حجت نہیں ہو سکتی ہے۔

**جواب:۵**

اہل سنت کے عقیدہ میں ام کلثوم، بیوہ عمر ۸۰ھ تک زندہ رہی ہے۔

وَحَكَى الدُّولَابِيُّ وَغَيْرُهُ الْقَوْلَيْنِ فِيْ مَوْتِهَا عِنْدَهُ أَوْ مَوْتِهِ عِنْدَهَا. (۱)

ترجمہ: دولابی اور دوسرے علماء نے ام کلثوم، بیوہ عمر کی وفات میں دو قول نقل کئے ہیں:

۱. ام کلثوم، بیوہ عمر کی وفات عبداللہ سے پہلے ہوئی ہے۔

۲. ام کلثوم، بیوہ عمر کی وفات عبداللہ کے بعد ہوئی ہے۔

**نوٹ**

دوسرے قول کی بنا پر بھی اہل سنت کے لئے خاص پریشانی ہے کیونکہ عبداللہ بن جعفر کی وفات ۸۰ھ میں ہوئی ہے۔ "ذخائر العقبی" میں لکھا ہے:

تُوُفِّيَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ بِالْمَدِيْنَةِ سَنَةَ ثَمَانِيْنَ وَهُوَ ابْنُ تِسْعِيْنَ سَنَةً. (۲)

ترجمہ: جناب عبداللہ نے ۸۰ھ میں ۹۰ برس کے سن میں مدینہ منورہ میں وفات پائی ہے۔

---

(۱): ذخائر العقبی، ص ۱۷۱، فصل ۸۔

(۲): ذخائر العقبی، ص ۲۲۱، باب ۳۔

**نوٹ**

دوسرے قول کی بنا پر عبداللہ کی وفات، ام کلثوم سے پہلے ہوئی ہے۔ پس لازم آیا کہ بیوہ عمر، ام کلثوم ۸۰ھ میں زندہ تھیں۔ پس ہمارا یہ اعتراض ہے اہل سنت پر کہ جو بیوہ عمر، ام کلثوم آپ نے فرض کی ہے اس نے ایک مرتبہ تو ۵۰ھ میں وفات پائی ہے اور اس کے جنازہ میں عبداللہ بن جعفر اور امام حسینؑ شریک تھے اور پھر آپ نے اسی ام کلثوم، بیوہ عمر کو ۶۱ھ میں واقعہ کربلا کے بعد زندہ دکھایا ہے اور ۸۰ھ تک وہ زندہ ہے اور عبداللہ کے بعد فوت ہوئی ہے۔

پس جب اللہ نے شرم و حیا تقسیم کیا تھا تو کیا ان ملوانوں کے حصہ میں کچھ نہ آیا؟؟؟ کیونکہ یہ ایسی باتیں کرتے ہیں کہ دنیا کے عقل مند جن پر ہنستے ہیں اور اگر اہل سنت علماء کو اشتباہ ہوا ہے تو ہم بھی کہتے ہیں کہ "تہذیب الاحکام" کی روایت میں بیوۂ عمر، ام کلثوم کی ولدیت بیان کرتے وقت راوی کو اشتباہ ہوا ہے۔ لیکن اگر ہم لفظِ اشتباہ ذکر کریں تو ہمارے مخاطب کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ موصوف کی وہی مثال ہے:

طَبِیْبٌ یُدَاوِی النَّاسَ وَھُوَ مَرِیْضٌ۔

کہ دوسرے لوگوں کے لئے تو ماہر طبیب اور خود قبض کا مریض۔

**جواب:۶**

## ام کلثوم، بیوہ عمر کے جنازہ میں امام حسینؑ بھی شریک تھے

عَنْ عَبْدِ اللهِ الْبَهِيِّ قَالَ: شَهِدْتُ ابْنَ عُمَرَ صَلَّى عَلَى أُمِّ كُلْثُومٍ وَزَيْدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَجَعَلَ زَيْدًا فِيمَا يَلِي الْإِمَامَ وَشَهِدَ ذٰلِكَ حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ. (۱)

ترجمہ: راوی کہتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ اس نے ام کلثوم اور زید بن عمر پر نمازِ جنازہ پڑھی اور زید کی لاش کو ماں کے قریب رکھا اور وقتِ جنازہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ بھی حاضر تھے۔

(۱): الطبقات الکبریٰ، ج۸، ص۴۶۴۔

**نوٹ**

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ ام کلثوم کا سنہ وفات ایسا وقت فرض کیا جائے کہ امام حسینؑ ان کے جنازہ میں شریک ہو سکیں اور یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ امام حسینؑ کی شہادت ۶۱ ھ میں ہوئی اور ام کلثوم اس وقت زندہ تھیں اور کوفہ اور دمشق میں قید ہو کر آئی ہیں اور ۶۲ ھ میں مدینہ واپس آئی ہیں۔ نیز اہل سنت کے عقیدہ میں ۶۲ ھ کے بعد بیوہ ام کلثوم نے عبداللہ بن جعفر سے نکاح کیا ہے۔

پس اگر امام حسینؑ نے ام کلثوم کے جنازے میں شرکت کی تھی تو یہ ام کلثوم، امام حسینؑ کی شہادت کے بعد زندہ کیسے ہو گئی؟

**نوٹ:۲**

مذکورہ روایت "طبقات الکبریٰ" کی "ضِغْثٌ عَلَى إِبَّالَةٍ" ہے یعنی جھوٹ کی گٹھڑی پر تھوڑا بوجھ اور ہے۔ اہل حدیث کے مروان کی وہی مثال ہے کہ

ضَرَطَتْ فَلَطَمَتْ عَيْنَ زَوْجِهَا

یعنی غلطی بیوی کی ہے اور طمانچہ شوہر کے منہ پر دے مارا۔ نکاحِ فاروق کے سلسلہ میں اہل سنت بہت پریشان ہیں اور رنگ برنگے جھوٹ بنائے ہیں۔ لیکن مولوی صدیق نے پریشانی کا الزام شیعوں کے سر تھوپ دیا ہے۔ سچ ہے؛

صَاحِبُ الْحَاجَتِ اَعْمٰی

**جواب:۷**

## زید بن عمر کا اپنی ماں ام کلثوم کے ساتھ ایک وقت میں مرنا سفید جھوٹ ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب "حبیب السیر" میں لکھا ہے:

چنانچہ در مقصد اقصی مذکور است کہ زید را عبدالملک بن مروان زہر داد۔[1]

---

(۱): حبیب السیر، ج۱، ص۳۹، جزو چہارم، ذکر عمر۔

ترجمہ: زید بن عمر کو عبدالملک بن مروان نے زہر دیا تھا۔

اور عبدالملک جیسا کہ "تاریخ الخلفاء" میں ہے کہ تہتر (۷۳) ہجری میں خلیفہ بنا۔[1]

تو نتیجہ یہ نکلا کہ زید، ام کلثوم کا بیٹا ایک مرتبہ توانچاس یا پچاس ہجری میں اپنی ماں ام کلثوم کے ساتھ مرا ہے اور پھر تیئس سال گزر جانے کے بعد زندہ ہوا ہے اور عبدالملک نے پھر اس کو زہر دیا اور وہ پھر مر گیا اور یہ بات کہ کوئی شخص دو مرتبہ مرے بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔

پس یہ معلوم ہوا کہ بیوہ عمر، ام کلثوم اور اس کے بیٹے زید والا افسانہ ہی جھوٹا ہے۔ نیز "تہذیب" کی روایت میں یہ بھی ہے: "فِيْ سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ" کہ وہ دونوں ماں بیٹا ایک وقت میں مرے تھے اور معلوم نہ ہو سکا کہ پہلے کون مرا ہے؟ اور یہ بات بھی عجیب ہے۔!! کیونکہ ایک وقت مرنے کی وجہ معلوم ہونا چاہیے کہ کشتی الٹی اور دریا میں غرق ہو گئے یا مکان کی چھت گری اور دب کے مر گئے یا آگ میں دونوں اکٹھے جل کر مر گئے؟ بہت تعجب کی بات ہے کہ وہ دو نامور ہستیاں کہ جن پر حضرت عمر کے ایمان کا دار و مدار ہے، وہ بیک وقت وفات پائیں اور وجہ معلوم نہ ہو سکے کہ پہلے کون مرا ہے؟!! اور اس چیز کا اثر ان کی میراث پر بھی پڑا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یا توہینِ اہل بیتؑ کی خاطر ایک جھوٹا افسانہ ترتیب دیا گیا اور سوچی سمجھی اسکیم کے تحت اسے گول مول حالت میں مشہور کر دیا گیا اور یا راویوں کو اشتباہ ہوا، انہوں نے ولدیت میں اشتباہ کیا اور ام کلثوم بنت علیؑ بیان کیا۔

**نوٹ**

شَهَادَةُ الْعُقُوْلِ اَصَحُّ مِنْ شَهَادَةِ الْعُدُوْلِ.

خود عقل کی گواہی دانشمندوں کی گواہی سے بہتر ہے۔

جب عقل نے یہ فیصلہ کر لیا کہ ام کلثوم بنت فاطمہؑ کا نکاح، عمر سے ہرگز درست نہیں ہے۔ تو مولانا صدیق جیسے عقل مند کی تحقیق اس قابل نہ رہی کہ جس پر حضرت عمر کا ایمان ثابت کرنے کے لئے بھروسہ کیا جائے۔

شَوٰى اَخُوْكَ حَتّٰى اِذَا اَنْضَجَ رَمَّدَ.

کسی نے کھانا پکایا جب تیار ہو گیا تو اس میں راکھ ملا دی۔

---

(۱): تاریخ الخلفاء، ص۳۱۵، مطبوعہ مصر، ذکر عبدالملک۔

پس اسی طرح فضیلتِ عمر ثابت کرنے کے لئے اہل سنت نے ایک افسانہ تیار کیا اور پھر خود ہی اپنی غلط سیون کا بخیہ ادھیڑ دیا اور خواہ مخواہ ہم غریب شیعوں پر خفا ہوتے ہیں۔

**جواب:۸**

## بیوہ عمر، ام کلثوم اور اس کے بیٹے زید کا جنازہ چار تکبیروں کے ساتھ پڑھا گیا

اَنَّ ابْنَ عُمَرَ صَلَّی عَلَی اُمِّ کُلْثُوْمٍ وَ ابْنِھَا زَیْدٍ کَبَّرَ عَلَیْھَا اَرْبَعًا۔ (۱)

**ترجمہ:** عبداللہ ابن عمر نے بیوہ عمر، ام کلثوم اور اس کے بیٹے زید پر نمازِ جنازہ پڑھی اور ان پر چار تکبیریں پڑھیں۔

**نوٹ**

یہ چار تکبیروں والا جنازہ قرینہ ہے کہ وہ ام کلثوم جسے فرض کیا گیا ہے بیوہ عمر اور زید کی ماں، وہ آلِ رسولؐ کی رشتہ دار نہ تھی۔ کیونکہ عترتِ رسولؐ کے مذہب میں جنازہ کی پانچ تکبیریں ہیں۔ پس تلاش کرنا چاہیے کہ وہ ام کلثوم جو چار تکبیر والے جنازہ کے لائق تھی، وہ کون ہے؟

## جناب عمر کی چار عدد ازواج ام کلثوم نامی ہیں

پہلی: ام کلثوم بنت عمرو بن جرول الخزاعیہ، زید اصغر اور عبید اللہ، پسران عمر کی ماں۔ (۲)

دوسری: ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت، یہ عاصم بن عمر کی ماں ہے اور عمر بن عبد العزیز کی جدّہ ہے۔ (۳)

تیسری: ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط الامویہ۔ (۴)

چوتھی: ام کلثوم بنت ابی بکر بن قحافہ، جس کے حوالہ جات اہل سنت سے گذر چکے ہیں۔

---

(۱): الطبقات الکبریٰ، ج۸، ص۴۶۴، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ج۴، ص۴۶۹۔

(۲): الاصابۃ فی تمییز الصحابہ ذکر ام کلثوم اور تاریخ خمیس ذکر اولاد عمر۔

(۳): تاریخ خمیس ذکر اولاد عمر۔

(۴): تفسیر کبیر، ج۸، ص۱۳۵، سورہ ممتحنہ، پارہ ۲۸۔

البتہ اہل سنت علماء کو اس چوتھی ام کلثوم کے رشتہ کی خبر پڑھ کر سخت تکلیف ہوگی۔ کیونکہ ان کے راویوں نے بنت ابی بکر کا نکاح، حضرت عمر کے ساتھ مسخ کر کے بیان کیا ہے اور اپنی طرف سے اس بے مثال نکاح کو چھپانے کی کوششِ ناکام کی ہے۔

**نوٹ**

عمر کا ایک ہی بیٹا زید تھا۔ جس کی ماں کا نام ام کلثوم بنت جرول ہے اور ان دونوں نے معاویہ کے زمانہ میں پچاس ہجری میں ایک ہی وقت میں وفات پائی ہے اور عبداللہ بن عمر نے ان کے جنازہ میں چار تکبیریں پڑھی ہیں اور راوی کو اشتباہ ہوا اور یہی اشتباہ "تہذیب الاحکام" کی روایت میں بیان فرمایا۔ ورنہ بقول عبدالعزیز سنی؛

**کجا ریش کجا خایہ** کجا بنو ہاشم کجا حضرت عمر

ان کا آپس میں رشتہ ہونا ناممکن ہے۔

**اعتراض**

زید نامی عمر کے دو بیٹے تھے۔ ایک کی ماں کا نام ام کلثوم بنت علیؑ ہے اور اس کو زید اکبر بھی کہتے ہیں۔

**جواب**

عمر کے دو بیٹوں کا نام زید ہونا سفید جھوٹ ہے۔ تاریخ سے دونوں کے حالات الگ الگ دکھاؤ۔ اگر دو تھے تو دونوں کا سنہ ولادت اور وفات پیش کرو۔ اگر زید اصغر، زید اکبر سے الگ ہے تو اسے زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا؟!! وہ بچپن میں فوت ہوا ہے یا جوانی میں یا بڑھاپے میں؟ جب وہ فاروق اعظم کا بیٹا تھا تو اس کے حالاتِ زندگی کیوں نہیں ملتے؟ جب کہ عمر کی دوسری اولادوں کے حالات تاریخ میں ملتے ہیں۔ زید اصغر اور اس کی ماں ام کلثوم بنت جرول کی تاریخِ وفات ہم نے تو بتائی ہے پچاس ہجری میں مرے تھے اور ابن عمر نے ان کا چار تکبیر جنازہ پڑھا تھا۔ اگر ہمارے دوستوں کو ہماری رائے سے اتفاق نہیں تو ان دونوں کی تاریخِ وفات بتائیں۔

**اعتراض**

ام کلثوم بنت جرول کو جناب عمر نے طلاق دے دی تھی، جب یہ آیت نازل ہوئی؛

﴿وَلَا تُمۡسِكُوۡا بِعِصَمِ الۡكَوَافِرِ﴾ (۱)
کہ کافر عورتوں کو نکاح میں نہ رکھو۔
پس جب اسے طلاق ہو گئی تو وہ زوجہ ہی نہ رہی۔

**جواب**

اہل سنت کی کتاب "ازالۃ الخفا" میں لکھا ہے کہ حضرت عمر نے اپنے زمانہ حکومت میں اپنی زوجہ ام کلثوم کو ایک رات کسی عورت کی خدمت کے لئے لے گئے تھے اور وہ عورت دردِ زہ میں مبتلا تھی۔ پس ام کلثوم نے دائی کی خدمات سرانجام دیں۔ (۲)

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب عمر نے ام کلثوم بنت جرول کو طلاق نہیں دی تھی۔ اور نیز دائی کی خدمات سرانجام دلوانہ یہ قرینہ ہے کہ وہ ام کلثوم کوئی بڑی عمر کی عورت تھی، جسے وقتِ ولادت، جن امور کی ضرورت ہوتی ہے ان میں سوجھ بوجھ تھی اور یہ بنت جرول ہی ہو سکتی ہے اور اسی ام کلثوم بنت جرول نے حضرت عمر کی وفات پر مرثیہ بھی کہا ہے جیسا کہ "اُسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ذکر وفاتِ عمر" میں مذکور ہے۔

**جواب:۹**

## راوی نے اشتباہ سے نبیؐ کی خادمہ کو حضورؐ کی بیٹی بیان کیا ہے

**بیانہ**

(عربی عبارت کا ترجمہ)

ابن حجر عسقلانی نے کسی عالم کا قول بیان کیا ہے کہ اس نے نبیؐ کی خادمہ برکتہ نامی کو حضورؐ کی اولاد سے شمار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ جناب خدیجہؑ کے شکم سے پہلے قاسم بن محمدؐ پیدا ہوئے اور پھر برکتہ پیدا ہوئی۔ ابن حجر نے مذکورہ قول کی یوں تردید کی ہے کہ برکتہ نبی کریمؐ کی کنیز تھی اور حضورؐ

(۱): (پارہ ۲۸، سورہ ممتحنہ، آیت ۱۰۔ سید مجتبیٰ)
(۲): ازالۃ الخفا، ج ۳، ص ۲۷۶۔

کے بچوں کی تربیت کرتی تھی۔ جب قاسم پیدا ہوئے تو ان کی پرورش کی۔ پس راوی کو اشتباہ ہوا اور برکتہ کو قاسم کی بہن سمجھا۔

**نوٹ**

برکتہ خادمہ، جن کی کنیت ہے ام ایمن، راوی کے اشتباہ سے نبیؐ کی بیٹی شمار ہو گئی۔ اسی طرح "تہذیب الاحکام" میں راوی کے اشتباہ سے ام کلثوم بنت جرول، ام کلثوم بنت علیؑ بیان ہو گئی۔

**جواب:۱۰**

## ام کلثوم کی ولدیت میں اشتباہ کی ایک مثال

**بیانہ**

عباس بن عبد المطلب کی بیٹی ام کلثوم سے امام حسنؑ نے نکاح کیا اور دو بچے بھی ہوئے، محمد اور جعفر۔ پھر امام حسنؑ نے اس عورت سے جدائی اختیار کی تو ابو موسیٰ اشعری نے اس سے نکاح کیا اور ام کلثوم سے موسیٰ پیدا ہوا۔ پھر ابو موسیٰ کی موت کے بعد ام کلثوم سے عمران بن طلحہ نے نکاح کیا۔(۱)

**نوٹ:۱**

"ابن اثیر جزری، صاحبِ اسد الغابہ" علمِ رجال میں ایک مایہ ناز عالم ہے۔ لیکن مذکورہ تحقیق میں اس نے بھی اشتباہ کیا ہے۔ کیونکہ ام کلثوم جو فضل بن عباس کی بیٹی ہے اس کا واقعہ ام کلثوم بنت عباس کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ کیونکہ "الاصابہ فی تمییز الصحابہ" میں ابن حجر عسقلانی نے بھی یہی بات کہی ہے کہ ابن اثیر کو اشتباہ ہوا ہے۔ مذکورہ قصہ ام کلثوم بنت فضل بن عباس کا ہے نہ کہ ام کلثوم بنت عباس کا۔(۲)

---

(۱): اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج۷، ص۳۸۶، ذکر ام کلثوم۔

(۲): الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ج۴، ذکر ام کلثوم۔

**نوٹ:۲**

مذکورہ دونوں کتابیں گواہ ہیں کہ ایک ام کلثوم کا قصہ دوسری ام کلثوم کی طرف منسوب ہوگیا ہے۔ اسی طرح "تہذیب الاحکام" میں بیوہ عمر، ام کلثوم بنت جرول کا قصہ ام کلثوم بنت علیؑ کی طرف منسوب ہوگیا ہے اور ہمارے مخاطب اہل حدیث کے مروان اگر انصاف سے کام لیں تو مسئلہ مذکورہ میں کوئی الجھن نہیں ہے کیونکہ

اَلْبَلَاءُ اِذَا عَمَّتْ طَابَتْ

کہ پریشانی جب عام ہوجائے تو خوشگوار ہوجاتی ہے۔

جب خود اہل سنت کے علماء اور راویوں کو بھی اشتباہ ہوا ہے، اسی طرح اگر کسی شیعہ راوی کو بھی اشتباہ ہوا ہے تو کیا حرج ہے؟ اور اگر مولانا صدیق نے اپنی ضد کو نہیں چھوڑا تو ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ جس طرح

**ہر درخشندہ طلا نیست** (ہر چمکدار شے سونا نہیں)

اسی طرح یہ ام کلثوم، جناب امیرؑ کی بیٹی نہیں ہے اور آپ بے شک اپنی ڈفلی بجاتے رہیں۔

زن بے کار یا شود غرّہ یا شود بیمار

ملوانا جب بے کار ہوتا ہے تو بقول کسے؛

دین ملا فی سبیل اللہ فساد

**اعتراض**

راوی کو نام میں اشتباہ ہوجائے یہ بات دماغ میں نہیں آتی کیونکہ راوی بہت بڑے ذمہ دار اشخاص ہوتے ہیں۔

**جواب**

راوی کو اشتباہ ہونا ایک امرِ ممکن ہے اور وقتِ ضرورت اہل سنت راوی کے اشتباہ کو تسلیم بھی کر لیتے ہیں۔ مثلاً؛ اہل سنت کی کتاب "اُسد الغابہ، ذکر ام سلمی" میں لکھا ہے کہ جب وہ اپنے شوہر سے عدتِ وفات پوری کر چکی تو نبی کریمؐ نے اپنی خاطر نکاح کا پیغام دے کر ابوبکر کو ام سلمی کے پاس بھیجا اور وہ ناکام واپس آئے۔ پھر عمر کو روانہ کیا تو وہ کامیاب ہوگئے۔ پھر ام سلمی نے اپنے بیٹے عمر سے کہا کہ میرا نکاح کردو۔[1] اور

(۱): اُسد الغابہ ج ۷، ص ۳۴۲، ذکر ام سلمی۔

نیز اسی قصہ کو امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب "مسند" میں ذکر کیا ہے لیکن ابن قیم جوزی سنی نے اپنی کتاب "زاد المعاد" میں واقعہ مذکورہ پر ایک اعتراض کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ عمر بن سلمہ وقتِ نکاح تین برس کا تھا اور اس سن کا بچہ نادان ہوتا ہے۔ پس جس عمر نے نکاح کر دیا تھا وہ عمر بن خطاب تھا نہ کہ عمر بن ابی سلمہ۔ (۱)

**نوٹ**

واقعہ مذکورہ اشتباہ نام کی روشن مثال ہے۔ پس جس طرح ایک عمر کے نام سے راوی کو دوسرے عمر کا اشتباہ ہوا ہے، اسی طرح "تہذیب الاحکام" میں ایک ام کلثوم سے دوسری ام کلثوم کا اشتباہ ہوا ہے۔

**اعتراض**

جب راوی اشتباہ کرتے ہیں تو پھر ان کی باتوں پر آپ کیوں عمل کرتے ہیں؟

**جواب**

اشتباہ شرعاً جرم نہیں ہے اور اس سے راوی کی عدالت بھی ختم نہیں ہوتی۔ مثلاً؛ "صحیح بخاری" میں لکھا ہے کہ واقعہ افک میں سعد بن معاذ نے رسول اللہؐ کی طرف داری کی تھی۔ (۲)

لیکن امام لوذعی سنی نے قاضی عیاض کے حوالے سے لکھا ہے کہ سعد بن معاذ تو واقعہ افک سے دو سال پہلے شہید ہو گیا تھا۔ پس راوی کا اشتباہ ہے اور نیز "الاستیعاب فی اسماء الاصحاب" میں لکھا ہے کہ مسروق، ام رومان سے روایت کرتا ہے حالانکہ عائشہ کی ماں ام رومان ۶ ہجری میں وفات پا گئی تھی اور مسروق نے ان سے ملاقات بھی نہیں کی۔ پس مسروق نے ان سے روایت کرنے میں اشتباہ کیا ہے۔ (۳)

**نوٹ**

جب راوی کا اشتباہ "صحیح بخاری" میں سما سکتا ہے تو اس کی گنجائش "تہذیب الاحکام" میں کیوں نہیں؟ اور

**ازبیضہ خاکی چوزہ نزائد**

---

(۱): زاد المعاد، ج۱، ص۱۴۱، ذکر ازواج النبیؐ۔

(۲): صحیح بخاری، کتاب الشہادات، باب تعدیل النساء بعضھن بعضاً، ج۳، ص۱۷۵، ط مصر۔

(۳): الاستیعاب فی اسماء الاصحاب، باب اسراء، ذکر ام رومان۔

جس طرح مٹی کے انڈے سے چوزہ نہیں پیدا ہوتا، اسی طرح "تہذیب الاحکام" کی مذکورہ روایت سے جناب عمر کا ایمان بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔

**اعتراض**

جناب عمر کی فضیلتِ نکاح کو راویوں کی غلطی کے چکر میں ضائع نہیں کیا جاسکتا۔ یہ شیعوں کی عادت ہے کہ جب ان سے جواب نہیں بنتا تو کہہ دیتے ہیں کہ راویوں کا اشتباہ ہے۔

**جواب**

## جناب ابوبکر یار غار کا شراب پینا اور جنگ بدر کے کفار مقتولین پر مرثیہ کہنا۔ اس حرکت کو اشتباہ رواۃ کے عذر کی بناء پر ایک دوسرے ابوبکر کے سر تھوپ دیا گیا ہے

**ثبوت ملاحظہ ہو**

اہل سنت کی معتبر کتاب "الاصابہ فی تمیز الصحابہ" میں لکھا ہے:

عَنْ اَبِي الْقَمُوْصِ؛ قَالَ: شَرِبَ اَبُوْبَكْرٍ الْخَمْرَفِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَاَنْشَاَ يَقُوْلُ ... فَذَكَرَ الْاَبْيَاتَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللهِ فَقَامَ يَجُرُّاِزَارَهُ حَتّٰى دَخَلَ فَتَلَقَّاهُ عُمَرُ، وَكَانَ مَعَ اَبِيْ بَكْرٍ، فَلَمَّا نَظَرَ اِلٰى وَجْهِهِ مُحْمَرًا قَالَ: نَعُوْذُبِاللهِ مِنْ غَضَبِ رَسُوْلِ اللهِ۔[1]

**ترجمہ:** راوی کہتا ہے کہ جناب ابوبکر نے شراب پی اور اشعار گائے۔ جب نبی کریمؐ کو اطلاع ہوئی تو حضورؐ تشریف لائے، ابوبکر کے ساتھ عمر بھی تھا۔ جب عمر نے حضورؐ کے چہرے پر غصے کے آثار دیکھے تو کہا: ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، آپؐ کے غضب سے۔

**نوٹ**

یارِ غار کا شراب پینا اور جنگ بدر کے کفار مقتولین پر مرثیہ کہنا یہ ایسی حرکت تھی کہ جس پر شیعوں نے اعتراض کرنا تھا کہ

(۱): الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج۴، ص ۲۳، حرف الباء۔

زاہدان کاین جلوه بر محراب و منبر می کنند
چون بخلوت می روند آن کار دیگر می کنند

پس خلیفہ کی صفائی کی خاطر چاریاری مذہب نے تاویلیں شروع کر دیں۔ پہلی تاویل جناب ابوبکر صدیق کی اسی بیٹی نے کی ہے جو اسلام میں پہلی خاتون لیڈر رہیں اور سیاسی سوجھ بوجھ میں ایل ایل بی کی ڈگری جتنی لیاقت رکھتی تھیں۔ اپنے باپ کے کردار کی پھٹی ہوئی چادر کو یوں پیوند لگایا ہے کہ میرے باپ ابوبکر بن ابی قحافہ نے ایک عورت ام بکر نامی سے شادی کی تھی اور ہجرت کے بعد اسے طلاق دے دی تھی۔ پھر ایک شاعر ابوبکر بن شعوب نے اس عورت سے شادی کی تھی اور اس شاعر نے جنگ بدر کے کفار مقتولین پر مرثیہ بھی کہا تھا۔ پس مذکورہ رشتے کی وجہ سے اور نام کی شراکت کی وجہ سے اس کافر شاعر کا کلام میرے باپ ابوبکر کی طرف منسوب ہو گیا۔ اور بی بی عائشہ نے اپنی گلی سڑی تاویل پر ہی گزارہ نہیں کیا بلکہ موصوفہ ان لوگوں پر بددعا کرتی تھی جنہوں نے اس کافر ابوبکر کے اشعار اس کے باپ ابوبکر کی طرف منسوب کئے تھے اور نیز موصوفہ نے اپنے باپ کی ٹوٹی پھوٹی قابلیت پر یوں بھی پانی پھیرا ہے کہ والد صاحب مرحوم ایسے بے ذوق تھے کہ زمانہ جاہلیت اور اسلام میں کوئی شعر نہ کہہ سکے۔

**اربابِ انصاف!**

پکا ہویا تھاں ای دُکھدا ہے

کتاب "الاصابہ" گواہ ہے کہ بی بی عائشہ نے اپنے باپ کی خاطر اشتباہ روایت کے عذر کا سہارا لیا ہے۔ اگر یہ عذر قبول کرنا غلط ہے تو پھر کیا ہمارے اہل سنت دوست باور کریں گے کہ ان کا محبوب خلیفہ ابوبکر شراب پیتا تھا اور اگر ابوبکر کی خاطر مذکورہ عذر قابلِ قبول ہے کہ نام کی شراکت سے راوی کو اشتباہ ہوا ہے تو ہم بھی یہی عذر پیش کرتے ہیں کہ "تہذیب الاحکام" کی روایت میں نام کی شراکت کی وجہ سے راوی کو ام کلثوم کی ولدیت میں اشتباہ ہوا ہے اور جس طرح یہ اشتباہ والی روایات اہل سنت کی کتب میں موجود ہیں، اگر اسی قسم کی کوئی روایت نام کے اشتباہ والی شیعہ کتب میں بھی موجود ہو تو کیا حرج ہے ؟!!

## نتیجہ بحث

وہ فرضی ام کلثوم جو بیوہ عمر ہے اور منکوحہ عون و محمد اور عبداللہ پسرانِ جعفر ہے، اس کا دنیا میں وجود ہی نہیں ہے اور نیز اس کے فرضی بیٹے زید نامی کا بھی دنیا میں وجود نہیں ہے اور "تہذیب الاحکام" کی وہ روایت جو زید کے وجود پر دلالت کرتی ہے، وہ قابلِ قبول نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا ایک راوی سعید بن سالم القداح المکی ہے اور "رجال مامقانی" میں لکھا ہے کہ وہ مجھول الحال ہے۔ (۱)

اور نیز مذکورہ "تہذیب الاحکام" والی روایت عقل کی روشنی میں بھی درست نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ام کلثوم اس روایت کی بناء پر ایک مرتبہ پچاس ہجری سے پہلے مری اور پھر ۶۱ھ میں زندہ ہو کر پھر ۸۰ھ میں وفات پائی ہے اور یہ چیز محال ہے اور جس شے کے وجود سے کوئی محال لازم آئے، اس شے کا وجود بھی محال ہوتا ہے۔ نیز اس فرضی ام کلثوم کی رقیہ نامی بیٹی کا وجود بھی دنیا میں نہیں ہے۔ کیونکہ کتاب "المعارف" میں لکھا ہے کہ جناب عمر نے اس بچی کا نجام سے نکاح کیا تھا۔ (۲) حالانکہ وہ تین چار برس کی تھی اور یہ بات ایک ڈھکوسلا ہے۔

**اربابِ انصاف!**

جس طرح عدد کا سلسلہ غیر متناہی ہے اسی طرح ہمارے اہل حدیث دوستوں کا عمر صاحب کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے جھوٹ بولنے کا سلسلہ غیر متناہی ہے۔ ہم نے "تہذیب" سے پیش کردہ روایت کے دس عدد جوابات دیئے ہیں اور اگر کوئی شخص اپنی ضد پر اڑ جائے تو اس کے سامنے کسی بات کے دس ہزار جوابات بھی ناکافی ہیں۔ ہمارے مذکورہ دس جوابوں کو قارئین بغور پڑھیں اور خود ہی فیصلہ کریں۔

## چار یاری مذہب کی توپ کا شیعوں کے خلاف پانچواں گولہ

**ملخص ترجمہ:**

جناب عمر نے جناب امیرؑ سے رشتہ مانگا، جناب امیرؑ نے انکار فرمایا۔ عمر نے عباس بن عبدالمطلب کو وسیلہ بنایا اور دو مرتبہ عباس نے جناب امیرؑ سے عرض کی۔ لیکن جناب امیرؑ نے

(۱): رجال مامقانی، ج۱، ص۶۵، اور ج۲، ص۲۷۔

(۲): المعارف، ص۸۰، ذکر عمر۔

انکار ہی فرمایا۔ عمر نے کہا: ”وَ اللہِ لَئِن لَمْ یُزَوِّجْنِیْ لَاَقْتُلَنَّہٗ“ کہ اگر علیؑ نے مجھے رشتہ نہ دیا تو میں اسے قتل کر دوں گا۔ پھر عمر نے عباس سے کہا: روزِ جمعہ مسجد میں ممبر کے قریب بیٹھنا اور سننا کہ کیا بات ہوتی ہے اور تجھے معلوم ہو جائے گا کہ میں علیؑ کے قتل پر قادر ہوں؟!! پس جمعہ کے روز عمر خطبہ سے فارغ ہو کر لوگوں سے کہنے لگا کہ ایک مرد ہے اصحابِ محمدؐ سے اور وہ شادی شدہ ہے اور اس نے زنا کیا ہے اور صرف مجھے معلوم ہے۔ پس آپ کی کیا رائے ہے کہ اسے سزا دی جائے؟ سب لوگوں نے کہا کہ جب آپ کو معلوم ہے تو اور کسی گواہ کی ضرورت نہیں ہے پس اس کو سزا دی جائے۔ پھر عمر نے عباس سے کہا: اب اس چیز کی خبر علیؑ کو پہنچا دو۔ جناب امیرؑ اس دھمکی کے باوجود پھر بھی انکار پر باقی رہے۔ پس عباس نے کہا کہ اگر آپ نہیں دیتے تو میں جا کر یہ کام کرتا ہوں اور آپ میری مخالفت نہ کرنا۔ عباس، عمر کے پاس آئے اور کہا کہ میں وہ کام کر کے آپ کو دیتا ہوں۔ (۱)

### نوٹ

چونکہ اختصار ملحوظ ہے، پس ہم صرف ایک جواب پر اکتفا کرتے ہیں۔

### جواب

مذکورہ روایت بلاسند ہے کیونکہ ان راویوں کا نام مذکور نہیں جنہوں نے اس کو بیان کیا ہے۔ بقول عبدالعزیز سنی مذکورہ روایت شترِ بے مہار ہے۔ پس جب مذکورہ روایت شیعوں کے کسی امامؑ کا فرمان ہی نہیں ہے اور جو بات کسی امامؑ کی طرف منسوب نہ ہو اس کو ہمارے خلاف پیش کرنا اہل سنت دوستوں کی کمال نادانی ہے۔ نیز اگر اس روایت کو اہل تشیع بفرضِ محال امامؑ کا فرمان تسلیم بھی کر لیں تو پھر شیعوں پر یہ بھی فرض ہے کہ یہ عقیدہ رکھیں کہ جناب عمر بڑے ظالم اور جھوٹے تھے اور بڑے مکار اور فریب کار تھے اور اپنا مطلب حاصل کرنے کی خاطر آلِ رسولؐ کو قتل کی دھمکی دیتے تھے۔ ممبرِ نبیؐ پر بیٹھ کر جھوٹ بولتے تھے اور ایسا شخص رشتہ دامادی تو کجا اگر نبی کریمؐ سے خونی رشتہ بھی رکھتا ہو تو بھی نبیؐ کا خلیفہ نہیں ہو سکتا اور اگر یہ روایت امامؑ

(۱): الاستغاثہ، ج۱، ص۶۸۔

کا فرمان نہیں ہے تو پھر ہمیں راحت ہے۔ کیونکہ جب امامؑ کا فرمان ہی نہیں ہے تو ہم جواب کس چیز کا دیں؟ اور نیز اس روایت کے الفاظ کی رکاکت اس کے جھوٹے ہونے کا روشن ثبوت ہے۔ کیونکہ قتل کی دھمکی دے کر آلِ رسولؐ سے رشتہ طلب کرنا انتہا درجہ کی گستاخی ہے اور نیز عبدالعزیز سنی نے اپنے "تحفہ" کے "باب گیارہ" میں تسلیم کیا ہے کہ جناب ابراہیمؑ نبی کی بیوی کے بارے میں ایک ظالم نے برا ارادہ کیا تھا اور اس کو فوراً سزا ملی تھی۔ اسی طرح آلِ رسولؐ کے متعلق جو شخص قتل کی دھمکی دے کر رشتہ لینے کا اقدام کرے گا، قدرت اسے بھی فوراً سزا دے گی۔ نیز اہل سنت دوستوں کو چاہیے کہ کم از کم کتاب "رشیدیہ" ملاحظہ فرمالیں اور دعویٰ اور دلیل کی تعریف ہی دیکھ لیں اور ان کے شرائط پر ہی غور کر لیں۔ دعویٰ تو ہمارے دوستوں کا یہ ہے کہ جناب امیرؑ نے عمر کو اچھا آدمی سمجھتے ہوئے رشتہ دیا تھا۔ لیکن دلیل میں اس روایت کو پیش کرتے ہیں جس سے عمر کا وہ ظلم ثابت ہوتا ہے جس سے روحِ یزید و شمر بھی لرزتی ہے۔ پس مذکورہ روایت سے شیعوں کو کسی قسم کی پریشانی نہیں ہے۔ البتہ اہل سنت دوستوں کے لئے سخت پریشانی ہے کیونکہ ایمانِ عمر ثابت کرنے کی خاطر جس روایت پر ان کے مذہب کا گزارہ ہے، وہ روایت جناب عمر کے لئے پروانہ جہنم ہے۔

**نوٹ:۱**

عبدالعزیز سنی نے جس کے پیچھے محدث دہلوی کی بھی دم لگی ہوئی ہے اپنے "تحفہ اثناعشریہ" میں مذکورہ مضمون پر جرح کرتے ہوئے

ٹٹے چھتر وانگ ودھدے گئے اہن

اور شیعوں کو کتے اور نجاست کھانے والے کے خطاب دیئے ہیں۔ (۱)

ہمیں افسوس ہے کہ یہ دہلوی دجال اپنی کتابوں سے اندھاپن اختیار کرتا ہے۔ جس طرح اس کے مذھب کے ملوانوں نے نکاح فاروق کا اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے مقتولینِ بدر کے آلِ نبیؐ سے بدلے لئے ہیں اور جب اس دہلوی مکار کی باری آئی ہے تو اس کی وہی مثال ہے:

گُنڈی رن وہٹرے وچہ پردھان

(۱): تحفہ اثناعشریہ باب ۱۱، فصل ۳، روایت گیارہویں۔

اس نے اپنے مذہب کے ملوانوں کی ذلیل حرکتوں پر حاجی صاحب بن کر پردا دینا شروع کر دیا ہے اور اس ساری تحقیق کا نچوڑ یہ ہے کہ آلِ رسولؐ سے رشتہ لینے کی خاطر قتل کی دھمکی دینا انتہا درجہ کی گستاخی ہے۔ پس اس قسم کے مضمون کی روایات کہ جن پر شیعہ اور اہلسنت دونوں فریقوں کو اعتماد نہیں ہے، ان کو شیعوں کے خلاف پیش کرنا بے انصافی ہے۔

**نوٹ:۲**

اہل حدیث کے مروان نے مذکورہ روایت کا ترجمہ "مجالس المؤمنین" سے اپنے رسالہ "ص ۲۲" میں نقل تو کیا ہے۔ لیکن کلیجہ شق ہوگیا ہے اور بیچارے شیعوں کے حق میں ضرورت سے زیادہ بڑبڑائے ہیں اور فرمایا ہے کہ حبِ اہل بیتؑ کا لبادہ اوڑھ کر شیعہ اہل بیتؑ سے دشمنی کرتے ہیں اور ہم مولانا سے یہ عرض کرتے ہیں کہ یہ لمبی داڑھیوں والے اور "بخاری شریف" گواہ ہے کہ یہ خارجیوں کی شکل والے اہل حدیث کے ملوانے سب شیطان کے چنڈے ہوئے ہیں اور یہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر آلِ رسولؐ کے خلاف زہر اگلتے ہیں۔

اَلْکَلْبُ کَلْبٌ وَلَوْ طَوَّقْتَهُ ذَهَبًا

سگ سگ ہی ہے اگرچہ اس کے گلے میں سونے کا پٹا ہو۔

بدفطرت لوگ اگر قرآن و حدیث پڑھ بھی جائیں تو بھی ان سے اسلام کو کوئی نفع نہیں پہنچتا اور ہمارے مخاطب مروان نے بیچارے مظلوم شیعوں کی شان میں آخری بند یہ پڑھا ہے کہ "یا علیؑ مدد" ان کی زبان کا ورد ہو چکا ہے جس کا افتتاح عبداللہ بن سباء نے کیا تھا۔

## یا علیؑ مدد کا ثبوت کتبِ اہل سنت اور کتبِ اہل تشیع سے

**پہلا ثبوت**

گفت بندہ مسکین خصہ اللہ بمزید الیقین کہ ظاہر قصہ نادعلیا مظہر العجائب ہم درین معاملہ و معارکہ واقع شدہ است۔[1]

(۱): مدارج النبوۃ، ج۲، ص۱۲۲، مؤلف شاہ عبدالحق محدث دہلوی (ذکر جنگ احد)

**ترجمہ:** بندہ مسکین شاہ عبد الحق، اللہ اس کے یقین کو زیادہ کرے کہتا ہے کہ قصہ نادِ علیا مظہر العجائب انہی جنگوں میں ہوا ہے۔

### دوسرا ثبوت

عَنْ عَلِیٍّ اَنَا مُفَرِّجُ الْکُرُبَاتِ، اَنَا حَلَّالُ الْمُشْکِلَاتُ۔ (۱)

**ترجمہ:** جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ میں دکھوں اور تکلیفوں کو دور کرنے والا ہوں اور میں مشکلات کا آسان کرنے والا ہوں۔

### تیسرا ثبوت

عَنْ عَلِیٍّ...اَنَا الْجَوْهَرَۃُ الثَّمِیْنَۃُ، اَنَا بَابُ الْمَدِیْنَۃِ، اَنَا مُفَسِّرُ الْبَیِّنَاتِ، اَنَا مُبَیِّنُ الْمُشْکِلَاتِ، اَنَا النُّوْنُ وَ الْقَلَمُ، اَنَا مِصْبَاحُ الظُّلَمِ... اَنَا وَ اللّٰهِ وَجْهُ اللّٰهِ، اَنَا وَ اللّٰهِ اَسَدُ اللّٰهِ، اَنَا سَیِّدُ الْعَرَبِ، اَنَا کَاشِفُ الْکَرَبِ. (۲)

**ترجمہ:** جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ میں (دریائے ولایت کا) قیمتی موتی ہوں، شہرِ علم کا در ہوں، مشکلات کو آسان کرنے والا ہوں، میں نون اور قلم ہوں، میں تاریکیوں کو دور کرنے والا ہوں، میں وجہ اللہ ہوں، میں اللہ کا شیر ہوں، عرب کا سردار ہوں، مصیبتوں اور دکھوں کو دور کرنے والا ہوں۔

### چوتھا ثبوت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنِ الْکَلِمَاتِ الَّتِیْ تَلَقَّاهَا آدَمَ مِنْ رَّبِّهِ فَتَابَ عَلَیْهِ قَالَ: سَاَلَ بِحَقِ مُحَمَّدٍ وَّعَلِیٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ. (۳)

**ترجمہ:** ابن عباس نے نبی پاکؐ سے پوچھا کہ جن کلمات کی مدد سے خدا نے آدمؑ پر رحمت نازل فرمائی وہ کیا تھے؟ حضور نے فرمایا: آدم نے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کا واسطہ دے کر سوال کیا تھا۔ پس خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔

---

(۱): توضیح الدلائل، مؤلف شہاب الدین، منقول از البلاغ المبین، باب ۱۲، ص ۱۶۱۔

(۲): ینابیع المودۃ، باب ۶۷، س ۳۰۶۔

(۳): تفسیر در منثور، ج ۱، ص ۶۱، ط مصر، پ ۱، الآیہ "فتلقی آدم من ربہ کلمات"

### پانچواں ثبوت

اَللّٰھُمَّ، وَ اَنَا مُحَمَّدٌ نَبِیُّكَ، وَ صَفِیُّكَ، فَاشْرَحْ لِی صَدْرِی، وَ یَسِّرْ لِی اَمْرِی، وَ اجْعَلْ لِی وَزِیْرًا مِنْ اَھْلِیْ، عَلِیًّا، اشْدُدْ بِهٖ اَزْرِیْ.(۱)

ترجمہ: (نبی کریمؐ نے یہ دعا مانگی) اے خدایا! میں محمدؐ تیرا نبیؐ ہوں، میرے سینے کو کھول دے، میرے امر کو آسان کر۔ میرے اہل سے علیؑ کو میرا وزیر بنا اور اس کے ذریعے میری کمر کو مضبوط کر۔

### چھٹا ثبوت

وَکَانَ قُطْبُ اِرْشَادِ کَمَالَاتِ الْوَلَایَةِ عَلِیٍّ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَا بَلَغَ اَحَدٌ مِنَ الْاُمَمِ السَّابِقَةِ دَرَجَةَ الْاَوْلِیَآءِ اِلَّا بِتَوَسُّطِ رُوْحِهٖ ثُمَّ کَانَ بِتِلْكَ الْمَنْصَبِ الْاَئِمَّةُ الْکِرَامُ اَبْنَاؤُهٗ اِلَی الْحَسَنِ الْعَسْکَرِیِّ.(۲)

ترجمہ: کمالاتِ ولایت کی طرف رہبری کا قطب اور مرکز حضرت علی علیہ السلام ہیں اور پہلی امتوں میں سے درجۂ ولایت پر کوئی نہیں پہنچا مگر حضرت علیؑ کی روح کی مدد سے اور پھر اس منصب پر آئمہ کرام ہیں جو حضرت علیؑ کے فرزند ہیں حسن عسکریؑ تک۔

### ساتواں ثبوت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ: مَکْتُوْبٌ عَلَی الْعَرْشِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ، مُحَمَّدٌ عَبْدِیْ وَ رَسُوْلِیْ اَیَّدْتُهٗ بِعَلِیٍّ، وَذٰلِكَ قَوْلُهٗ: ﴿هُوَ الَّذِیْ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ﴾(۳)

ترجمہ: عرش پر لکھا ہے کہ میں خدائے وحدہ لاشریک ہوں اور محمدؐ میرا بندہ اور میرا رسول ہے اور میں نے اس کی مدد علیؑ کے ذریعے سے فرمائی ہے اور یہی مطلب ہے اس آیت کا کہ اللہ وہ ہے جس نے مؤمنین کی اور اپنی مدد سے اے رسولؐ تیری تائید اور مدد کی ہے۔

(۱): تفسیر غرائب القرآن، پ۶، س المائدہ الآیہ "انما ولیکم اللہ" ص۱۱۶، ط مصر۔

(۲): تفسیر مظہری، پ۴، س آل عمران، مؤلف قاضی ثناء اللہ پانی پتی، ج۲، ص۱۲۰۔

(۳): تفسیر در منثور، ج۳، ص۱۹۹، سورۂ انفال۔

**آٹھواں ثبوت**

فَكَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ: لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ. (۱)

**ترجمہ:** حضرت عمر کہتے تھے کہ اگر حضرت علیؑ کے وجودِ پاک کی مدد نہ ہوتی تو عمر ہلاک ہوجاتا۔

**نوٹ**

حضرت عمر کا یہ قول "ریاض النضرۃ، صواعق محرقہ، تذکرۃ خواص الامۃ اور دیگر کتب اہل سنت" میں بھی موجود ہے۔

**نواں ثبوت**

اِنَّ النَّبِیَّ نُوْدِیَ فِیْ هٰذَا الْيَوْمِ: نَادِ عَلِيًّا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ تَجِدْهُ عَوْنًا لَكَ فِي النَّوَائِبِ كُلُّ هَمٍّ وَ غَمٍّ سَيَنْجَلِیْ بِوَلَايَتِكَ يَا عَلِیُّ يَا عَلِیُّ يَا عَلِیُّ. (۲)

**ترجمہ:** پکار تو علیؑ کو جو عجائبات کا مظہر ہے۔ تو اسے ہر مصیبت میں مددگار پائے گا، ہر دکھ اور غم دور ہوجاتا ہے تیری ولایت کے صدقے میں یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ۔

**دسواں ثبوت**

فَقَالَ جَبْرَائِيْلُ: اَدِرْ وَجْهَكَ نَحْوَ الْمَدِيْنَةِ وَ نَادِ: يَا اَبَا الْغَيْثِ اَدْرِكْنِیْ، يَا عَلِیُّ اَدْرِكْنِیْ، اَدْرِكْنِیْ يَا عَلِیُّ. (۳)

**ترجمہ:** (ایک جنگ میں لوگ نبی کریمؐ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ پس جبریلؑ آئے اور عرض کی: اللہ نے آپ کو اختیار دیا ہے تم چاہو تو فرشتے تمہاری مدد کے لئے بھیج دے اور اگر تم چاہو تو علیؑ کو مدد کے لئے بلالو۔ پس نبی کریمؐ نے اپنی مدد کے لئے حضرت علیؑ کو اختیار کیا۔) جبریلؑ نے عرض کی کہ اپنا منہ مدینہ کی طرف پھیریں اور یوں پکاریں؛ اے ابا الغیث! میری مدد کو پہنچو، یاعلیؑ! میری مدد کو پہنچو۔

(۱): الاستیعاب فی اسماء الاصحاب، ج۳، ص۳۹، حرف العین (ذکر علیؑ)۔

(۲): بحار الانوار، ج۶، ص۶۴۵، باب غزوہ احد۔

(۳): القطرہ من بحار مناقب النبی والعترۃ، ج۱، ص۱۱۱، مؤلف سید احمد مستنبط۔

سلمان فارسی کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں ایک کھجور کے نیچے کھڑا تھا اور حضرت علیؑ کھجور کے درخت پر تھے۔ میں نے سنا کہ ایک مرتبہ کہا: "لبیک" اور کھجور کے درخت سے اتر آئے اور جنابؑ پر غم ظاہر تھا اور آنسو ٹپک رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے ابوالحسنؑ کیا ہوا؟ فرمایا: اے سلمان! لوگ پیغمبرؐ کو چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں اور حضرتؐ مجھ کو بلا رہے ہیں پھر حضرت علیؑ، نبیؐ کی مدد کے لئے چلے گئے۔

**نوٹ:۱**

یاعلیؑ مدد کہنے سے قرآن پاک میں اللہ نے منع نہیں فرمایا اور نہ ہی کسی حدیث سے منع ثابت ہے بلکہ مشکلات میں علیؑ کو پکارنا سنتِ نبیؐ ہے۔ یہ الفاظ شیعوں کا مذہبی شعار ہے اور مؤمن اسے سن کر خوش ہوتا ہے اور مؤمن کو خوش کرنا بھی ایک عبادت ہے۔

**نوٹ:۲**

بعض لوگ یاعلیؑ مدد کی ترکیب نحوی وصرفی پر بحث کرتے ہیں اور یہ بحث بالکل فضول ہے۔ ہماری اپنی ایک زبان ہے جس میں ہم دوسری زبانوں کے قانون کے پابند نہیں۔ یہ تینوں الفاظ مل کر ہماری زبان میں منقولِ عرفی کی حیثیت رکھتے ہیں اور چند معانی میں استعمال ہوتے ہیں۔

پہلا معنی: اظہارِ تشیع۔

دوسرا معنی: قلبِ مؤمن کو خوش کرنا۔

تیسرا معنی: توسل۔

چوتھا معنی: دلِ منافق پر چوٹ۔

پانچواں معنی: عبادت۔

**اعتراض**

غیراللہ سے مدد مانگنا قرآن وسنت کی رو سے ناجائز ہے۔

**جواب**

غیراللہ کو، اللہ کا مقابل سمجھ کر مدد مانگنا درست نہیں ہے۔ لیکن اولیاء اللہ کو قصدِ توسل سے مدد کی خاطر پکارنا جائز ہے۔

### اعتراض

جن اولیاء اللہ کی وفات ہوگئی ہے وہ مدد کس طرح کرسکتے ہیں؟

جس طرح ان کی نبوت اور امامت چلتی ہے۔ ہمارے نبیؐ وفات پاگئے ہیں کیا ہم کلمہ شریف یا آذان سے ان کے نام کو نکال سکتے ہیں؟!! عام انسانوں کی اور نبیؐ اور امامؑ کی موت میں فرق ہے۔ اولیاء اللہ ظاہری موت کے بعد بھی لوگوں کو فیوضات پہنچاتے رہتے ہیں۔

### اعتراض

شیعہ لوگ جب یا علیؑ مدد پکارتے ہیں تو باوجود اس کے ان پر مصیبتیں کیوں آتی ہیں؟ ان کے جانی و مالی نقصانات کیوں ہوتے ہیں؟

### جواب

اہل حدیث اللہ کو پکارتے ہیں اور ان کے جانی و مالی نقصان کیوں ہوتے ہیں؟ جناب ابوبکر سردی میں نہائے اللہ اللہ بھی کرتے رہے لیکن بخار زور دار چڑھا اور مر گئے۔ جناب عمر بھی اللہ اللہ کرتے رہے ابو لؤلؤ کے خنجر سے نہ بچ سکے، جناب عثمان بھی اللہ اللہ کرتے رہے لیکن مصری لوگوں نے ذبح کر ہی ڈالا۔ پس مسلمانوں کو چاہیے کہ اللہ کو پکارنا چھوڑ دیں کیونکہ جس اللہ نے ان کے بزرگوں کی فریاد سن کر ان کی مدد نہیں کی وہ ان کی بھی مدد نہیں کرے گا۔ ہمارے مخاطب اہل حدیث کے مروان نے یا علیؑ مدد کہنے کا شیعوں کو طعنہ دیا تھا پس اسی لئے اختصار کے ساتھ چند جملے تحریر کرنا پڑے ورنہ یہ مسئلہ موضوعِ کتاب سے خارج ہے۔

## ایک ضروری وضاحت

مسئلہ عقدِ ام کلثوم کے بارے میں جن روایات کو ہمارے مخاطب اپنے عقیدہ میں زور دار اور اقویٰ دلائل سمجھتے تھے۔ ہم نے ان روایات کے متعدّد جوابات پیش کر دیئے ہیں اور انہی کی طرح دیگر غیر معتبر عبارات کے جوابات ہمارے مذکورہ جوابات پڑھنے کے بعد دیئے جاسکتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں بڑی کتابوں کے پڑھنے کا لوگوں میں شوق نہیں ہے۔ پس اختصار کی خاطر مسئلہ نکاحِ ام کلثوم سے بحث کرتے ہیں اور ان مسائل کی طرف

توجہ دیتے ہیں جنہیں عقدِ مذکور سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن عقدِ مذکور کے بارے میں جو کتابچے ہمارے اہل سنت دوست شائع کرتے ہیں ان مسائل کو جناب عمر کی شان میں دکھانے کی خاطر ذکر کرتے ہیں۔

## پہلا مسئلہ

جناب امیرؑ نے اپنے بیٹوں کے نام ابوبکر و عمر کیوں رکھے تھے؟

ہمارے مخاطب اہل حدیث کے مروان مولانا صدیق نے اپنے کتابچہ کے "ص ۸۱" میں تحریر کیا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؑ نے جناب عمر کی شخصیت سے متاثر ہو کر اپنی اولادوں میں سے اپنے لڑکوں کے نام اصحابِ ثلاثہ کے ناموں پر رکھے تھے اور نیز غلام رسول نارووالی سنی نے اور مولوی کرم دین سنی نے یہی نام رکھنے کا رونا رویا ہے۔

### جواب

انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ہم عربوں کے حالات دیکھتے ہیں اگر ابوبکر و عمر و عثمان یہ نام اصحابِ ثلاثہ کے ساتھ مختص تھے اور یہ نام کسی اور قبیلہ کے کسی شخص کے نہیں تھے تو پھر ہمارے اہل سنت دوستوں کی فرمائش اس قابل ہے کہ اس پر کچھ نہ کچھ غور کیا جائے اور اگر یہ مذکورہ نام ملک عرب کے ہر قبیلہ میں عام تھے اور اس نام کے لوگ کافر بھی تھے اور مسلمان بھی، مؤمن بھی اور منافق بھی۔ تو پھر ہمارے اہل سنت دوستوں کو ان ناموں کا رٹا لگانا اپنے بزرگوں کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے چھوڑ دینا چاہیے۔

## عرب کے مشہور لوگ جن کا نام ابوبکر یا عمر یا عثمان تھا

### ثبوت ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب "الاصابہ" میں لکھا ہے کہ ایک ابوبکر بن قحافہ تھا اور دوسرا ابوبکر بن شعوب لیثی تھا اور تیسرا ابوبکر نفیع بن الحرث ثقفی تھا۔ (۱)

(۱): الاصابۃ فی تمییز الصحابہ، ج ۴، ذکر ابو بکر

اور نیز رسالہ "تسمیۃ الاسماء" میں لکھا ہے کہ الیاسؑ نبی کے پوتے کا نام ابوبکر تھا۔(۱)

### اگر تسلی نہیں ہوئی تو مزید سنیئے

اہل سنت کی معتبر کتاب "تذکرۃ الحفاظ، ذکر ابوبکر"

مذکورہ کتاب میں نو عدد ابوبکر مذکور ہیں جن کے اسماء حسب ذیل ہیں؛

۱۔ ابوبکر بن عبد الرحمن المخزومی۔ ۲۔ ابوبکر بن حمام الحمیری۔

۳۔ ابوبکر بن محمد مسلم قرشی۔ ۴۔ ابوبکر بن ابی ملیکہ التیمی۔

۵۔ ابوبکر بن سیرین۔ ۶۔ ابوبکر مروان بن محمد الطاطری۔

۷۔ ابوبکر یونس بن بکیر الشیبانی۔ ۸۔ ابوبکر الباہلی۔

۹۔ ابوبکر السختیانی۔

### عمر نام کے عرب کے مشہور لوگ

"اُسد الغابہ" میں بائیس عدد مختلف قبیلوں سے عمر نامی لوگ مذکور ہیں جن کی فہرست ذیل میں مذکور ہے؛

(۱) عمر الاسلمی۔ (۲) عمر الجمعی۔ (۳) عمر بن حکم سلمی۔ (۴) عمر بن سالم خزاعی۔ (۵) عمر بن سراقہ قرشی۔ (۶) عمر بن سعد انماری۔ (۷) عمر بن سعد اسلمی۔ (۸) عمر بن سفیان قرشی۔ (۹) عمر بن ابی سلمہ قرشی۔ (۱۰) عمر بن عامر سلمی۔ (۱۱) عمر بن عبداللہ۔ (۱۲) عمر بن عکرمہ۔ (۱۳) عمر بن عمرو لیثی۔ (۱۴) عمر بن عمیر انصاری۔ (۱۵) عمر بن عوف نخعی۔ (۱۶) عمر بن غزیہ۔ (۱۷) عمر بن لاحق۔ (۱۸) عمر بن مالک بن عقبہ۔ (۱۹) عمر بن مالک انصاری۔ (۲۰) عمر بن معاویہ غاضری۔ (۲۱) عمر بن یزید الخزاعی۔ (۲۲) عمر یمانی۔(۲)

### عثمان نام کے عرب میں مشہور لوگ

"اسد الغابہ" میں انیس عدد عثمان نامی لوگ مذکور ہیں جو کہ حسب ذیل ہیں؛

---

(۱): تسمیۃ الاسماء، ص۶

(۲): اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج۴، حرف العین۔ (اصل کتاب میں عمر بن خطاب سمیت ۲۴ ناموں کا ذکر ہے اور چوبیسواں نام عمر بن مالک بن عتبہ زہری کا ہے۔ اسد الغابہ، ج۴، ص۱۳۶ تا ۱۷۵، ط العلمیہ۔ سید مجی)

(۱)عثمان بن ارقم۔(۲)عثمان بن ازرق۔(۳)عثمان بن حنیف۔(۴)عثمان بن ربیعہ۔(۵)عثمان بن شماس۔ (۶)عثمان بن ابی طلحہ۔ (۷)عثمان بن ابی العاص۔ (۸)عثمان بن عامر۔ (۹)عثمان بن عبدالرحمن۔(۱۰)عثمان بن عبدغنم۔(۱۱)عثمان بن عبیداللہ۔(۱۲)عثمان بن عفان۔(۱۳)عثمان بن عثمان ثقفی۔ (۱۴)عثمان بن عمرو انصاری۔ (۱۵)عثمان بن عمرو۔ (۱۶)عثمان بن قیس۔ (۱۷)عثمان بن محمد۔ (۱۸)عثمان بن مظعون۔(۱۹)عثمان بن معاذ۔[۱]

**نوٹ**

ہم نے کتبِ اہل سنت سے تھوک کے حساب سے ثابت کر دیا ہے کہ ابوبکر و عمر و عثمان یہ نام عرب قوم کے ہر قبیلہ میں عام تھے۔ مختلف ماں باپ کے بیٹے تھے پس اہل سنت دوستوں کو چاہیے کہ ناحق سچائی کا خون نہ کریں اور بات انصاف سے کریں ان پر کون سی وحی نازل ہوئی ہے کہ جناب امیرؑ نے اپنے بیٹوں کے نام ابوبکر و عمر و عثمان، اصحاب ثلاثہ سے محبت کی وجہ سے رکھے ہیں۔

**دعوتِ انصاف!**

شیعوں کی کتاب "منتہی الامال، جلد اول، ذکر شہادت اولادِ جناب امیرؑ" میں لکھا ہے کہ جناب امیرؑ نے اپنے ایک بیٹے کا نام عثمان رکھا تھا اور اس کی وجہ آنجنابؑ نے خود بیان فرمائی۔ جس دن یہ بچہ پیدا ہوا تو آنجنابؑ نے فرمایا کہ میں اپنے بھائی عثمان بن مظعون کے نام پر اس کا نام رکھ رہا ہوں۔ پس یہ نام رکھنے میں جناب عثمان بن عفان (بادشاہ ثالث) کی کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔

**اعتراض**

جناب امیرؑ کے ایک بیٹے کا نام عمر بھی تھا۔

---

(۱): اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج۳، حرف العین۔ (اصل کتاب میں کل ۲۱ نام ہیں۔ باقی دو عثمان بن عبیداللہ بن ھدیر اور عثمان بن عثمان بن شرید اسد الغابہ، ج۳، ص۵۶۹ تا ۵۹۲، ط العلمیہ۔ سید مجبی)

**جواب**

جناب امیرؑ کا ایک خاص صحابی عمر بن ابی سلمی قرشی تھا، جس کی ماں کا نام ام سلمیٰ (زوجہ نبیؐ) ہے۔ اس بچے کو نبی پاکؐ نے پالا تھا اور جنگِ جمل میں یہ حضرت علیؑ کی فوج کا سپہ سالار تھا اور جناب امیرؑ نے اسے اپنی حکومت و خلافت کے زمانے میں بحرین اور فارس کا حاکم بھی بنایا تھا۔ ہمارے مذکورہ بیان کی تسلی کے لئے "اسد الغابہ ج۴، ص۱۸۳، حرف العین" ملاحظہ کریں۔ پس ہم اہل سنت دوستوں سے گذارش کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے اپنے بیٹے کا نام عمر اپنے اس سپہ سالار عمر بن ابی سلمیٰ کے نام پر رکھا تھا۔ البتہ اہل سنت کی معتبر کتاب "تہذیب التہذیب میں" لکھا ہے:

ذَكَرَ زُبَيْرُبْنُ بَكَّارٍ اَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ سَمَّاهُ.

کہ جناب امیرؑ کے اس لڑکے کا نام عمر، جناب عمر بن خطاب نے تجویز کیا تھا۔[1]

لیکن یہ روایت اہل سنت کی کتاب کی ہے جو ہمارے لئے حجت نہیں ہے اور نیز زبیر بن بکار دشمن آلِ رسولؐ ہے، اس کا قول معتبر نہیں ہے۔ نیز روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جناب امیرؑ نے اس نام کو عمر بن خطاب سے محبت کی وجہ سے باقی رکھا تھا۔ بلکہ یہ احتمال قوی ہے کہ عمر بن ابی سلمی حضرت علیؑ کا دوست تھا۔ پس اس عمر بن ابی سلمی کی وجہ سے اس نام کو باور کیا ہو۔

اِذَا جَآءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ

جب خلاف کا احتمال آجائے تو دلیل باطل ہو جاتی ہے۔ پس یہ نام عمر بن خطاب کی محبت کی وجہ سے رکھنا اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ لہٰذا جناب عمر کی اس سے کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوتی اور اگر ہمارے اہل سنت دوست اپنی ضد پر اڑے رہیں کہ یہ نام تو ابن خطاب کی محبت کی وجہ سے رکھا ہے۔ تو ہم عرض کرتے ہیں کہ بفرضِ محال اگر تمہاری بات کو ہم تسلیم بھی کرلیں تو یہ نام جناب امیرؑ کے گھر میں اسی طرح آگیا جیسے عمر کی بیٹی حفصہ، رسول اللہؐ کے گھر میں آگئی اور جس طرح حفصہ کے زوجہ نبیؐ ہونے سے جناب عمر کی خلافت، ایمان اور نجات ثابت نہیں ہوتی کیونکہ کئی عورتیں نبیؐ کی بیویاں ہیں اور ان کے باپ مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے۔ پس

(۱): تہذیب التہذیب، ذکر عمر بن علیؑ، ج۷، ص۴۸۵۔

اسی طرح اگر جناب امیرؑ کے بیٹے کا نام عمر تھا تو اس سے عمر بن خطاب کی خلافت، ایمان اور نجات ثابت نہیں ہوتی۔ ورنہ ہر عمر نامی شخص کو رسولؐ کا خلیفہ اور رضی اللہ اور نجات کا حقدار اور جناب امیرؑ کا دوست ماننا پڑے گا اور یہ ہرگز درست نہیں ہے اور ہمارے اسی بیان کو جناب ابوبکر کے بارے میں بھی کافی سمجھیں۔

**اعتراض**

جس سے محبت ہوتی ہے اس کے نام پر اپنی اولاد کا نام رکھا جاتا ہے۔ لہٰذا شیعوں کے اماموں کو اصحابِ ثلاثہ سے محبت تھی اسی لئے تو اپنے بعض بچوں کے نام ابوبکر و عمر و عثمان رکھے۔

**جواب:۱**

ہم تھوک کے حساب سے ثابت کر چکے ہیں کہ مذکورہ نام عربوں میں عام تھے اور بے شمار تھے۔ پس کیا ثبوت ہے کہ فلاں عمر یا فلاں عمر یا فلاں عمر سے محبت کی وجہ سے امام زادوں کے نام رکھے گئے تھے؟

**جواب:۲**

جب ایک نام کسی ملک میں عام ہو جائے تو اس نام میں کسی خاص شخص سے محبت کا لحاظ نہیں کیا جاتا جیسے زید۔ یہ نام عرب میں مشہور تھا اور یہ نام رکھتے وقت کسی خاص زید سے محبت کا اظہار مقصود نہیں ہوتا تھا۔ ابوبکر و عمر و عثمان یہ نام بھی عرب میں عام تھے، ایسے لوگ بھی عرب میں موجود تھے جو سن کے لحاظ سے اصحابِ ثلاثہ کے دادا تھے۔ پس ان کے نام ابوبکر و عمر و عثمان کس کی محبت میں رکھے گئے؟

**جواب:۳**

قرآن و حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے کہ کسی کے ہم نام اپنی اولاد کے نام رکھنا پہلے شخص سے محبت کا باعث ہوتا ہے۔ البتہ یہ موجبہ جزئیہ ہے اور جزئی سے کلی پر حکم لگانے سے قانون، عام نہیں بن سکتا۔

**جواب:۴**

اگر کسی کے نام پر نام رکھنے سے محبت کا اظہار ہوتا ہے تو رسول اللہؐ کو تو ابوبکر و عمر و عثمان سے سخت دشمنی تھی۔ کیونکہ نبی پاکؐ نے اپنے کسی بیٹے کا نام ان تینوں کے نام پر نہیں رکھا۔ اگر یہ تینوں رسول اللہؐ کے پیارے یار تھے تو نبیؐ نے اپنے بیٹوں کے یہ نام کیوں نہیں رکھے؟!!

**جواب:۵**

اگر کسی کے نام پر نام رکھنا دلیلِ محبت ہے تو ہمارے اہل سنت دوستوں کے کئی بزرگوں کے نام ہیں؛ عبدالرحمن، عبیداللہ، غلام احمد وغیرہ حالانکہ عبدالرحمن بن ملجم، حضرت علی علیہ السلام کا قاتل ہے اور عبیداللہ ابن زیاد، امام حسینؑ کا قاتل ہے اور غلام احمد بھی ایک جھوٹا نبی ہے۔ پس اہل سنت دوست ہمیں جواب دیں کہ جناب امیرؑ کے قاتل عبدالرحمن سے آپ کو محبت ہے یا عبیداللہ قاتلِ امام حسینؑ سے آپ کو محبت ہے یا اس جھوٹے نبی غلام احمد سے آپ کو محبت ہے؟!! اگر محبت نہیں ہے تو یہ نام کیوں رکھتے ہیں؟!! پس معلوم ہوا کہ اگر کسی نام کا معنی برا نہ ہو تو وہ نام اگرچہ پہلے کسی کافر یا منافق کا بھی ہو تو اسی نام کے رکھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس نام کی وجہ سے اس کافر یا منافق سے محبت ثابت نہیں ہوتی۔

**اگر تسلی نہیں ہوئی تو مزید سنیئے**

اہل سنت کی معتبر کتاب "تہذیب التہذیب" میں ایک سو اکیس آدمی اہل سنت کے ایسے بزرگ مذکور ہیں جن کا نام یزید ہے۔[1] اگر نام محبت کی وجہ سے رکھا جاتا ہے تو کیا قاتلِ اولادِ رسولؐ یزید بن معاویہ سے اہل سنت دوستوں کو محبت ہے اور نیز اسی کتاب میں لکھا ہے؛

شِمْرُ بْنُ عَطِيَّةَ الاَسَدِيُّ الْكَاهِلِيُّ عُثْمَانِيًّا قَالَ النَّسَائِيُّ ثِقَةٌ وَذَكَرَهُ ابْنُ حَبَّانَ فِي الثِّقَاتِ.[2]

کہ شمر بن عطیہ عثمانی تھا اور امام نسائی اور امام حبان نے اس کو قابلِ اعتماد تحریر کیا ہے۔

اور نیز اہل سنت کی معتبر کتاب "لسان المیزان ج۳، ص۱۵۲" میں لکھا ہے کہ شمر بن عکرمہ کو ابن حبان نے قابلِ اعتماد و وثوق تحریر کیا ہے۔ اور نیز کتاب مذکور میں اہل سنت کا ایک بزرگ شمر بن نمیر بھی لکھا ہے اور اسے قابلِ اعتماد تحریر نہیں کیا۔

(۱): تہذیب التہذیب، ج۱۱، (ص۳۰۹ تا ۳۷۶)۔

(۲): تہذیب التہذیب ج۴، ص۳۶۵۔

**نوٹ**

اگر نام رکھنے سے محبت ظاہر ہوتی ہے تو ہم نے اہل سنت کے تین بزرگ ثابت کر دیئے ہیں جن کا نام شمر تھا۔ تو کیا اہل سنت دوستوں کو اس مشہور شمر سے محبت ہے جو کہ دشمنِ آلِ رسولؐ تھا اور قاتلِ امام حسینؑ تھا؟!! اسی مشہور شمر بدذات، پلید کو اہل سنت دوستوں نے رواتِ اخبار کی لسٹ میں شمار کیا ہے اور کسی مصلحت کی وجہ سے اس کو ضعیف لکھا ہے۔ "لسان المیزان" ملاحظہ کریں۔ نیز مالک اشتر پر اہل سنت قتلِ عثمان کی ذمہ داری ڈالتے ہیں حالانکہ ہمارے ان دوستوں کے چوتھے امام کا نام اسی مالک سے محبت کی وجہ سے رکھا گیا ہے، جس مالک پر قتلِ عثمان کی ذمہ داری ڈالی جاتی ہے۔ نیز اہل سنت دوستوں کی کتاب "المعارف" میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن ابی سلول کٹر منافق تھا اور اہل سنت دوستوں میں عبداللہ نامی اشخاص بھی بے شمار ہیں۔ تو کیا یہ نام اس عبداللہ نامی منافق شخص سے محبت کی وجہ سے رکھے گئے ہیں؟ اور نیز اہل سنت کی معتبر کتاب "مروج الذہب، ذکر وفات ابی بکر" میں لکھا ہے کہ وقتِ وفات ابوبکر نے افسوس کیا تھا کہ کاش میں اشعث بن قیس کو قتل کر دیتا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ منافق ابوبکر کی نظر میں واجب القتل تھا اور اہل سنت دوستوں کے ایک امام، صاحبِ سنن ابوداؤد کے دادا کا نام بھی اشعث ہے۔ تو کیا یہ نام اس اشعث بن قیس منافق سے محبت کے اظہار کی خاطر رکھا گیا تھا؟ اور نیز عرب کے کافر بادشاہ کا نام نعمان تھا اور اہل سنت دوستوں کے امام اعظم کا نام بھی نعمان ہے۔ تو کیا یہ نام بھی اس کافر سے اظہارِ محبت کی وجہ سے رکھا گیا تھا؟ نیز فوجِ یزید کے ایک جرنیل کا نام مسلم بن عقبہ ہے، جس نے واقعۂ حرہ میں مدینہ منورہ کو لوٹا، اصحاب کی بیٹیوں سے زنا کروایا، ایک ہزار عورت بوجہ زنا حاملہ ہوئی اور ہل سنت دوستوں کے ایک امام کا نام بھی مسلم ہے، جس نے "صحیح مسلم" جیسی ضخیم کتاب لکھی ہے۔ تو کیا یہ نام بھی اسی مذکور ظالم مسلم بن عقبہ کی محبت کی وجہ سے رکھا گیا تھا؟ ہمارے اہل سنت دوستوں کو اگر تاریخ دیکھنا نصیب ہو تو شرم سے ڈوب کر مر جائیں۔ ہماری مذکورہ مثالوں کے بعد بھی اگر عمر نام رکھنے کا اہل سنت دوست رٹا لگائیں تو ہم یہ عرض کریں گے کہ

بے حیا باش وہر چہ خواہی کن

**اعتراض**

اگر ابوبکر و عمر و عثمان رکھنا شرعاً کوئی حرج نہیں تو اہل تشیع اس زمانے میں یہ نام اپنی اولاد کے کیوں نہیں رکھتے؟

### جواب

ایک زمانہ میں ابوبکر و عمر و عثمان نام رکھنا عرب قوم میں عام تھا۔ جس طرح علی نام رکھنا عرب قوم میں عام تھا۔ "اسد الغابہ" میں تیرہ آدمی علی نامی مذکور ہیں لیکن بنوامیہ کے زمانہ میں علی نام رکھنا جرم قرار دے دیا گیا۔ حوالہ گزر چکا ہے کہ حجاج بن یوسف ظالم کے پاس ایک شخص نے آکر شکایت کی کہ میرے گھر والوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے، میرا نام علی رکھا ہے۔ اہل سنت کی معتبر کتاب "تہذیب التہذیب" میں لکھا ہے:

كَانَ بَنُوْ اُمَيَّةَ اِذَا سَمِعُوْا بِمَوْلُوْدٍ اِسْمُهٗ عَلِيٌّ قَتَلُوْهُ۔ (۱)

کہ بنوامیہ اپنے ظالمانہ دورِ حکومت میں جب سنتے تھے کہ کسی بچے کا نام علی رکھا گیا ہے تو اسے قتل کر دیتے تھے۔

### نوٹ

پس جس کا نام علی یا حسن یا حسین ہوتا تھا، بنوامیہ کے زمانے میں اسے شیعہ سمجھ کر یا تو قتل کر دیا جاتا تھا یا اذیت دی جاتی تھی۔ چونکہ بنوامیہ نے اپنی نادانی کے باعث ہمارے اماموں کے ناموں سے نفرت کی ہے، ان کے زمانہ میں کسی فوجی یا سوّل ملازم کا نام علی یا حسن یا حسین گوارا نہیں کیا جاتا تھا اور ابوبکر و عمر و عثمان کی اولاد میں بھی علی، حسن و حسین نام نہیں ملتے۔ اگر ملتے ہیں تو

اَلشَّاذُ كَالْمَعْدُوْمِ

پس بنوامیہ کے تعصب نے شیعوں کو مجبور کر دیا کہ وہ بھی ابوبکر و عمر و عثمان کے ناموں سے نفرت کریں۔

### اعتراض

بنوامیہ کا زمانہ تو ختم ہو گیا ہے۔ اب شیعوں کو کیا مجبوری ہے کہ اصحابِ ثلاثہ کے نام پر اپنی اولاد کے نام نہیں رکھتے؟

---

(۱): تہذیب التہذیب، ج ۷، ص ۳۱۹، ذکر علی بن رباح۔

### جواب

ایک وجہ تو مذکورہ نفرت ہے جس کا دور ہونا تا قیامت مشکل ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر شیعہ اپنے کسی بیٹے کا نام مثلاً؛ عمر رکھ لیں تو ہو سکتا ہے کہ کسی وقت سرِبازار غصے میں آ کر اپنے بیٹے عمر کو برا بھلا کہیں اور گالیاں دیں اور ہمارے اہل سنت دوست کچھ اور سمجھ کر برا منائیں۔ پس خیر اسی میں ہے کہ شیعہ لوگ اپنی اولاد کے نام اصحابِ ثلاثہ کے ہم نام رکھنے سے پرہیز کریں۔

## عمر نام کی اصل عمیرا ہے

### ثبوت ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر "کتاب نور الابصار" میں لکھا ہے؛

**عربی عبارت کا ترجمہ:**

> ایک روز جناب عمر، جارود عبدی کے ساتھ نکلے۔ راستے میں ایک عورت ملی اور اس نے دونوں کو روک کر کہا کہ مجھے وہ وقت یاد ہے جب تجھے اے عمر! لوگ عمیرا کہتے تھے اور پھر تو عمر بنا ہے۔ (۱)

نیز کتاب مذکورہ میں ہے کہ جناب عمر نے فرمایا کہ کاش! میں دنبہ ہوتا۔ میرے مالک مجھے موٹا کرتے پھر مجھے ذبح کرتے اور میرے کباب بنا کر کھاتے اور مجھے پاخانہ کی صورت میں نکال دیتے اور میں انسان نہ ہوتا۔ (۲)

### نوٹ

پوری کائنات میں مذکورہ گندی آرزو صرف جناب عمر نے فرمائی ہے۔ پس ایسے شخص کی سیرت سے متاثر ہو کر اس کی محبت کی وجہ سے کوئی شریف اپنے بچے کا نام عمر نہ رکھے گا اور ایسا خلیفہ جو وقتِ موت ایسی گندی آرزو کرے مولوی صدیق کو مبارک ہو۔ شیعہ اس کو خلیفہ ماننے سے معافی چاہتے ہیں۔

---

(۱): نور الابصار، ص ۶۴، فصل مناقب عمر۔ (عربی عبارت یہ ہے؛ خَرَجَ عُمَرُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَ الْجَارُوْدُ الْعَبْدِيُّ مَعَهُ فَبَيْنَمَا هُمَا خَارِجَانِ إِذَا بِامْرَأَةٍ عَلٰى ظَهْرِ الطَّرِيْقِ فَسَلَّمَ عَلَيْهَا عُمَرُ فَرَدَّتِ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَتْ رُوَيْدَكَ يَا عُمَرُ حَتّٰى أُكَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ قَلِيْلَةً قَالَ لَهَا قُوْلِيْ قَالَتْ يَا عُمَرُ عَهْدِيْ بِكَ وَ أَنْتَ تُسَمَّى عُمَيْرًا ..... فَلَمْ تَذْهَبِ الْأَيَّامُ حَتّٰى سُمِّيْتَ عُمَرَ. نور الابصار، ص ۱۳۲، مطبوعہ دار القلم۔ سید مجبی)

(۲): نور الابصار، ص ۶۶، فصل مناقب عمر۔ (عربی عبارت یہ ہے؛ وَ كَانَ يَقُوْلُ لَيْتَنِيْ كُنْتُ كَبْشًا أَهْلِيْ سَمَّنُوْنِيْ مَا بَدَا لَهُمْ ثُمَّ ذَبَحُوْنِيْ فَأَكَلُوْنِيْ وَ أَخْرَجُوْنِيْ عُذْرَةً وَلَمْ أَكُنْ بَشَرًا. نور الابصار، ص ۱۳۶، مطبوعہ دار القلم۔ سید مجبی)

**اعتراض**

جناب امیرؑ کے ایک صاحبزادے کا نام ابوبکر بھی تھا، پس یہ نام بی بی عائشہ کے بابا جی جناب ابوبکر سے محبت کی وجہ سے جناب امیرؑ نے رکھا تھا۔

**جواب**

اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق نبی پاکؐ نے اپنے ایک بیٹے کا نام عبدالعزیٰ رکھا تھا۔

علامہ شبلی نے تحریر فرمایا ہے کہ نبی کریمؐ نے ایک بیٹے کا نام عبدالعزیٰ رکھا تھا۔ (۱)

**نوٹ**

العزیٰ ایک بت کا نام ہے، سورہ النجم، پ ۲۷ ملاحظ ہو۔

﴿اَفَرَاَیۡتُمُ اللّٰتَ وَالۡعُزّٰی﴾ (۲)

اور نبی کریمؐ تو بتوں سے نفرت کرتے تھے اور ان کی مذمت کرتے تھے اور عبدالعزیٰ کا معنی ہے، عزیٰ کا بندہ۔ پس وہ کون سا عزیٰ ہے جس کی محبت میں نبی کریمؐ نے اپنے بیٹے کا نام عبدالعزیٰ رکھا؟؟!!! اور اگر ہمارے اہل سنت دوست یہ فرمائیں کہ حضورؐ نے یہ نام اس مشہور بت سے محبت کی وجہ سے نہیں رکھا۔ تو ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے اپنے بیٹے کا نام ابوبکر، بی بی عائشہ کے بابا جی ابوبکر کی محبت کی وجہ سے نہیں رکھا تھا۔

## دوسرا مسئلہ: نبی پاکؐ نے جناب عمر کے ایمان کی حکومتِ الہیہ سے منظوری لی تھی

مولانا عبدالستار تونسوی نے اپنے رسالہ "فاروق اعظم، ص ۳" میں مذکورہ دعویٰ فرمایا ہے اور مولوی غلام رسول نارووالی نے اپنے کتابچے "نکاح ام کلثوم، ص ۶" میں تحریر کیا ہے کہ تمام کائنات مریدِ محمدؐ ہے اور جناب عمر مرادِ محمدؐ ہیں۔ مراد وہ ہوتی ہے جو حق تعالیٰ سے مانگ کر لی جائے اور وہ حضرت عمر ہیں۔ تونسوی نے ثبوت میں یہ روایت پیش کی ہے:

---

(۱): سیرۃ النبی، ج ۱، ص ۱۹۱، ذکر تزویج خدیجہ، مؤلف شبلی۔

(۲): پارہ ۲۷، سورہ نجم، (آیت ۱۹۔ سید مجبی)

اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ قَالَ اَللّٰھُمَّ اَعِزَّالْاِسْلَامَ بِعُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ.

کہ رسولؐ نے فرمایا تھا کہ اے خدایا! عمر بن خطاب کے ذریعے یا ابوجہل کے ذریعے سے اسلام کو غلبہ عطا فرما۔

**نوٹ**

مذکورہ روایت ہمارے اہل سنت دوست، جناب عمر کی فضیلت میں پیش کرکے پھولے نہیں سماتے اور مذکورہ روایت ہی سے وہ جناب عمر کو اسلام کا سکندرِ اعظم سمجھتے ہیں اور ہم اپنے قارئین کے سامنے مذکورہ تحقیق کے پیچ ڈھیلے کرتے ہیں اور انصاف کرنا انہی پر چھوڑ دیتے ہیں۔

**جواب**

## جناب عمر اسلام لانے کے بعد کافروں کے ڈر سے گھر میں کانپ رہے تھے

ثبوت ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب "صحیح بخاری" میں لکھا ہے:

زَیْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ اَبِیْهِ قَالَ: بَیْنَمَا هُوَفِی الدَّارِ خَائِفًا، اِذْ جَآءَہُ الْعَاصِ بْنُ وَائِلِ السَّھْمِیُّ اَبُوْعَمْرٍو، عَلَیْهِ حُلَّةُ حِبَرَةٍ وَقَمِیْصٌ مَکْفُوْفٌ بِحَرِیْرٍ، وَھُوَمِنْ بَنِیْ سَھْمٍ، وَھُمْ حُلَفَآؤُنَا فِی الْجَاھِلِیَّةِ، فَقَالَ لَهٗ: مَا بَالُكَ؟ قَالَ: زَعَمَ قَوْمُكَ اَنَّھُمْ سَیَقْتُلُوْنِیْ اِنْ اَسْلَمْتُ، قَالَ: لَا سَبِیْلَ اِلَیْكَ، بَعْدَ اَنْ قَالَھَا اٰمِنْتُ، الخ.[1]

**ترجمہ:** (حضرت عمر کے خاندان کے راوی ہی بیان کرتے ہیں کہ) جناب عمر (اسلام لانے کے بعد) اپنے گھر میں ڈرے بیٹھے تھے اور (عمرو عاص کا باپ) عاص بن وائل سہمی ان کے پاس آیا اور اس نے امراء والا لباس پہنا ہوا تھا اور وہ بنو سہم سے تھا اور یہ لوگ زمانہ جاہلیت میں ہمارے شریک غم تھے۔ پس عاص بن وائل نے کہا کہ تجھے اے عمر! کیا ہوا؟ جناب عمر نے کہا کہ میرے اسلام لانے کے باعث، تیری قوم مجھ کو قتل کرنا چاہتی ہے۔ عاص بن وائل نے کہا: جب اس نے

(۱): صحیح بخاری، ج۵، ص۴۸، باب اسلام عمر بن الخطاب۔

قوم سے کہہ دیا کہ میں نے عمر بن خطاب کو امان دی ہے تو پھر قوم کی مجال نہیں کہ آپ کو قتل کرے۔ پس عاص چلا گیا اور راستے میں اس کو لوگ ملے، پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ لوگوں نے کہا: عمر کو مارنے چلے ہیں۔ عاص نے کہا کہ وہ میری پناہ میں ہے تو لوگ واپس چلے گئے۔

## نوٹ

اہل سنت دوستو! آپ کے یہ خلیفہ عمر کے دلیر ہونے کی حقیقت جو ہم نے "بخاری شریف" سے پیش کر دی ہے۔ پس بات انصاف کی ہے کہ اسلام کے غلبہ کی خاطر اگر نبی کریمؐ نے جناب عمر کے اسلام کی منظوری لے لی تھی اور جناب عمر مرادِ محمدؐ تھے تو پھر جناب عمر اسلام لانے کے بعد کافروں کے خوف سے گھر میں بیٹھ کر نہ کانپتے اور اس کافر عاص بن وائل کی پناہ لئے بغیر مکے کی گلیوں میں سینہ تان کر پھرتے۔ پس جس نے اپنی جان بچانے کی خاطر ایک کافر سے پناہ لی تھی اس کے ذریعے اسلام کو غلبہ حاصل ہونا یہ سفید جھوٹ ہے۔

## اعتراض

مذکورہ روایت عمر کے غلبہ والی شیعوں کی کتاب "تفسیر صافی" میں مذکور ہے۔

## جواب

ہم نے کب انکار کیا ہے۔ لیکن رواداری کا تقاضا یہ تھا کہ ہم اس روایت کو منظرِ عام پر نہ لے آتے کیونکہ پوری روایت پڑھنے سے ہمارے اہل سنت دوستوں کے دل پر ٹھیس لگے گی۔ لیکن مولانا عبدالستار تونسوی کی مجرمانہ خیانت نے ہمیں مجبور کیا ہے کہ "صافی" کی پوری عبارت قارئین کے سامنے ہم پیش کریں اور انصاف کرنا مسلمانوں پر چھوڑ دیں۔

"تفسیر صافی" میں یہ عبارت تحریر ہے، جسے ہم معذرت کے ساتھ پیش کرنے پر مجبور ہیں؛

﴿وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا﴾ وَالْعَيَّاشِيُّ عَنِ الْبَاقِرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَبِاَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ فَاَنْزَلَ اللهُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ يَعْنِيْ هُمَا. اَقُوْلُ: وَيُمْكِنُ التَّوْفِيْقُ بَيْنَ التَّفْسِيْرَيْنِ بِتَعْمِيْمِ الشَّيَاطِيْنِ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ. (۱)

---

(۱): تفسیر صافی، سورہ کہف، آیت ۵۰۔

ترجمہ: اللہ فرماتا ہے کہ میں گمراہ کرنے والوں کو (اپنے دین کا) مددگار نہیں بناؤں گا۔ تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے دعامانگی تھی کہ اے خدایا! ابوجہل یا عمر کے ذریعے اسلام کو غلبہ عطا کر۔ اس دعا کے بعد مذکورہ آیت نازل ہوئی کہ میں کسی گمراہ کرنے والے کو اپنے دین کے غلبے کا سبب نہیں بناؤں گا اور مذکورہ آیت میں مراد گمراہ کرنے والوں سے جناب عمر اور ابوجہل ہیں۔ پھر صاحب تفسیر لکھتے ہیں کہ چونکہ اس آیت سے پہلی آیات میں شیطانوں کا ذکر ہے لہٰذا اس سے بھی مراد شیطان ہوسکتے ہیں۔

اور نیز امام نے فرمایا ہے کہ اس آیت سے مراد جناب عمر اور ابوجہل ہیں۔ پس دونوں معنوں کو اکٹھا کیا جاسکتا ہے کہ شیطان کے معنی میں تصرف کیا جائے کہ شیطان کا معنی ہے گمراہ کرنے والا، خواہ وہ شیطان جن ہو یا شیطان انسان ہو۔ پس اگر مذکورہ آیت سے مراد شیطان بھی لیا جائے اور ابوجہل وغیرہ بھی مراد لیے جائیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ ابوجہل وغیرہ بھی شیطانوں میں داخل ہیں۔

**اگر تسلی نہیں ہوئی تو مزید سنیئے**

**کشاف کی عبارت ملاحظہ ہو**

﴿وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا﴾ اَلشَّيَاطِيْنُ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ النَّاسَ اَعْوَانًا... فَوَضَعَ الْمُضِلِّيْنَ مَوْضِعَ الضَّمِيْرِ ذَمًّا لَهُمْ.[1]

ترجمہ: مراد گمراہ کرنے والوں سے وہ شیطان ہیں جو لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اللہ ان کو دین کے غلبے کا باعث نہیں بنائے گا۔ چونکہ شیطانوں کا ذکر پہلے ہوچکا ہے پس قانونی طور پر لفظِ مضلّین کی ضرورت نہیں تھی بلکہ ضمیر کو لوٹایا جاتا۔ لیکن مقامِ ضمیر میں اسم ظاہر اس لئے لایا گیا تاکہ ان شیطانوں کی مزید مذمت ہوجائے۔

(۱): تفسیر کشاف، ج۱، ص۷۷۱، مطبوعہ مصر، سورہ کہف؛ مزید رک: فتح القدیر، سورہ کہف؛ تفسیر خازن، سورہ کہف۔

**نوٹ**

مذکورہ روایت کتبِ شیعہ میں جناب عمر کی مذمت کی خاطر تحریر ہے لیکن اہل سنت دوستوں کا اسے جناب عمر کی فضیلت کے لئے پیش کرنا ان کی کمال نادانی ہے۔ نیز مذکورہ روایت بغیر سند کے ہے اور شاذ بھی ہے اور اہل سنت کے عقیدہ کے موافق بھی ہے۔ البتہ ان کے عقیدہ کے موافق اس وقت ہے جب روایت کے آخری جملے ملحوظ نہ رکھے جائیں۔

**خلاصہ**

اس روایت سے جناب عمر کی فضیلت کسی طرح بھی ثابت نہیں ہوتی اور اگر بفرضِ محال نبیؐ نے دعا مانگی بھی ہے تو اسی طرح جیسے نوحؑ نبی نے اپنے بیٹے کی خاطر دعا مانگی تھی اور اللہ نے منع کر دیا تھا۔

**اعتراض**

کیا رسول اللہؐ کو علم نہ تھا کہ ابوجہل اور جناب عمر گمراہ کرنے والے ہیں؟

**جواب**

حضورؐ کو تو علم تھا۔ لیکن نبی کریمؐ چاہتے تھے کہ قرآن میں بھی ان کے خلاف گواہی آجائے کہ یہ لوگ گمراہ کرنے والے ہیں اور حجت تمام ہو جائے تاکہ ان کی کوئی شخص پیروی نہ کرے۔

**اعتراض**

جناب عمر مرادِ محمدؐ تھے اور بہت بڑے بہادر تھے اور ان کی فتوحات کے ذریعے اسلام کو غلبہ حاصل ہوا ہے۔ اگر اب بھی شیعہ لوگ نہ مانیں تو یہ ان کی بے انصافی ہے۔

**جواب**

اگر جناب عمر کو اسلام کے غلبہ کی خاطر، نبی کریمؐ نے خدا سے مانگا تھا تو اسلامی جنگوں میں جناب عمر جان بچانے کی خاطر بھاگ بھاگ کر اسلام کی توہین کیوں کرتے تھے؟ اور اگر حضرت عمر کے جنگوں سے بھاگنے میں اہل سنت دوستوں کو شک ہے تو ہم ان کی تسلی کروا دیتے ہیں۔

**مستدرک، ازالتہ اور طبری کی عبارت ملاحظہ ہو**

سَارَ رَسُوْلُ اللهِ اِلَی خَیْبَرَ، فَلَمَّا اَتَاهَا بَعَثَ عُمَرُ رَضِیَ اللهُ تَعَالَی عَنْهُ، وَبَعَثَ مَعَهُ النَّاسَ اِلَی مَدِیْنَتِهِمْ اَوْ قَصْرِهِمْ، ... فَلَمْ یَلْبَثُوْا اَنْ هَزَمُوا عُمَرَ وَاَصْحَابَهُ، فَجَآءُوْا یُجَبِّنُوْنَهُ وَیُجَبِّنُهُمْ۔ (۱)

**ترجمہ:** نبی کریمؐ خیبر کو روانہ ہوئے۔ جب پہنچے تو آنجنابؐ نے جناب عمر اور کچھ دوسرے اصحاب کو ان یہودیوں کے شہر کی طرف روانہ کیا۔ پس زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ جناب عمر اور ان کے اصحاب بھاگ کر لوٹ آئے اور جناب عمر اپنے ساتھیوں پر بزدلی کا الزام لگاتے تھے اور صحابہ کرام، جناب عمر پر ڈرپوک ہونے کا اور بزدلی کا الزام لگاتے تھے۔

**نوٹ**

ہمارے اہل سنت دوست اگر سچائی کا خون کرنا چاہتے ہیں تو بے شک کریں۔ لیکن خندق، احد اور حنین کی جنگوں میں جناب عمر نے بھاگ کر اپنی جان بچائی ہے اور اہل سنت دوستوں کی تسلی کی خاطر جنگِ خیبر میں بھاگنے کے ثبوت بھی پیش کر دیئے ہیں اور اس کے باوجود بھی وہی رٹا لگائیں کہ اسلام کو غلبہ عمر کے ذریعے ہوا ہے تو پھر ہمارے دوستوں کے ڈھیٹ ہونے کی کوئی حد نہیں ہے۔

## تیسرا مسئلہ

اگر جناب عمر اچھے آدمی نہ تھے تو حضرت علیؑ نے ان کے جنگی مشیر ہونے کا عہدہ کیوں قبول فرمایا؟

اہل حدیث کے مروان مولوی صدیق نے اپنی کتاب کے "ص۵۷" میں مذکورہ دعویٰ کیا ہے اور مولوی عبدالستار تونسوی بھی اپنے کتابچہ "فاروق اعظم" میں شیعوں کی کتاب "نہج البلاغہ" سے دو خطبے نقل کر کے یہی جنگی مشیر والا رونا رویا ہے۔

(۱): المستدرک للحاکم، ج۳، ص۳۷، کتاب المغازی، ذکر خیبر، ازالۃ الخفاء، ج۳، ص۱۷۷، تاریخ طبری، ج۳، ص۱۵۷۹، ذکر خیبر۔ مزید رک؛ سیرت حلبیہ، ج۸ ص۷۳۶، ذکر خیبر، کنز العمال، ج۵، ص۲۸۳، ذکر خیبر، معارج النبوۃ، رکن چہارم، باب ۱۰، ذکر خیبر، مدارج النبوۃ، ج۲، ص۲۴۱، ذکر خیبر، حبیب السیر جزو، ص۵۶، ذکر خیبر۔

**جواب:۱**

جناب امیرؑ نے ہرگز عمر فاروق کو خلیفہ برحق تسلیم نہیں فرمایا اور یہ دعویٰ کہ جناب امیرؑ، عمر کے جنگی مشیر تھے سفید جھوٹ ہے۔ مولا علیؑ ہمیشہ قرآن وسنت پر عمل کرتے رہے اور اللہ نے قرآن میں اپنے نبیؐ کو یہ حکم دیا تھا؛

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ (۱)

**ترجمہ** (اے رسولؐ نرمی اور) درگزر کرنا اختیار کرو اور ہمیشہ بھلائی کا حکم اور مشورہ دو اور جاہلوں کے رویہ سے منہ پھیر لو۔

**نوٹ**

جناب امیرؑ کا جناب عمر کو بعض جنگوں میں مشورہ دینا وامر بالعرف کے عنوان سے تھا (کہ ہمیشہ بھلائی کا حکم دو) کیونکہ جناب عمر نے بعض جنگوں میں اسلام کو تباہ و برباد کرنے کا ارادہ کیا تھا اور جناب امیرؑ نے حکمِ قرآن کے پیشِ نظر، جناب عمر کو صحیح مشورہ دے کر اسلام کو تباہی سے اور اہل اسلام کو رسوائی سے بچا لیا تھا اور جناب عمر کی جہالت سے درگزر فرمایا تھا۔ پس جناب امیرؑ کا مشورہ، آنجنابؑ کی اسلام سے محبت کا ثبوت ہے اور "بخاری شریف" گواہ ہے کہ حضرت امیرؑ کو جناب عمر سے اس قدر نفرت تھی کہ ان کے منہ کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔

**جواب:۲**

ہمارے نبی پاکؐ کافر قوم سے مل کر ایک جنگ میں شریک ہوئے تھے:

اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ شَھِدَ یَوْمَ حَرْبِ الْفُجَّارِ... فَلَمْ یَزَلْ یَحْضُرُ حَتّٰی فَتَحَ عَلَیْھِمْ. (۲)

**ترجمہ:** (جنگ فجار، کفارِ مکہ نے ایک دوسری کفار قوم کے ساتھ لڑی تھی اور نبی پاکؐ نے اٹھارہ سال کی عمر میں اپنی کافر قوم کی حمایت میں) اس جنگ میں شرکت فرمائی تھی اور رسول اللہؐ کے وجود کی برکت سے آنجنابؐ کی کافر قوم نے دشمن پر فتح حاصل کی تھی۔

---

(۱): پارہ۹، سورہ اعراف، (آیت ۱۹۹۔ سید مجبی)

(۲): مروج الذہب، ج۳، ص ۳۹۳، ذکر شہود الفجار، تاریخ یعقوبی، ج۲، ص ۱۳، ذکر الفجار۔

**نوٹ**

کافر قوم کے ساتھ اس جنگ میں نبی کریمؐ کی شراکت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضورؐ کو اس قوم کے کفر اور بدکرداری سے بھی محبت تھی؟!!اسی طرح جناب امیرؑ نے جناب عمر کو بعض جنگوں میں مشورہ دیا تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنجنابؑ کو بھی جناب عمر کی غیر اسلامی حرکات سے محبت تھی۔ بلکہ جس طرح نبی پاکؐ نے اس جنگ میں اس لئے شرکت کی تاکہ اپنی قوم کے غریب عوام کی حفاظت کریں اور اسی طرح جناب امیرؑ نے مشورہ اس لئے دیا تاکہ غریب مسلمانوں کی حفاظت کرسکیں۔ بصورتِ دیگر ہم اہل سنت دوستوں کو یہ الزام دیتے ہیں کہ رسول اللہؐ کافروں کے ساتھ ان کی حمایت میں شرکت کرتے تھے۔ پس رسول اللہؐ کو کفار اور مشرکین سے بہت محبت تھی۔

**جواب:۳**

﴿وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ﴾ (۱)

**ترجمہ:** دنیا سے تو اپنے حصے کو مت بھول اور تو بھی احسان کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے اور زمین میں فساد نہ کرو۔ تحقیق اللہ فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

**نوٹ**

مذکورہ آیت اس سلسلے میں ہے کہ قارون لعین کو اس کی قوم کے نیک لوگوں نے مشورہ دیا تھا اور یہ مشورہ اس غرض سے نہ تھا کہ ان کو قارون کی بدکاری سے محبت تھی بلکہ اس غرض سے تھا کہ ہر شخص کی بھلائی چاہتے ہیں۔ پس اسی طرح جناب امیرؑ نے اسلام اور غریب مسلمانوں سے بھلائی کی خاطر جناب عمر کو جنگوں میں مشورہ دیتے تھے اور اگر حضورؑ مشورہ نہ دیتے تو جناب عمر اپنی جہالت سے اسلام اور اہل اسلام کو تباہ و برباد کردیتے۔ جناب امیرؑ کو اسلام کی بھلائی ہر حال میں مطلوب تھی اور جناب عمر کی ذات سے تو جناب امیرؑ کو اس قدر نفرت تھی کہ خطبہ "شقشقیہ" میں جناب امیرؑ نے عمر کا بہت شکوہ کیا ہے۔

---

(۱): پارہ ۲۰، سورہ قصص، (آیت ۷۷۔ سید مجبی)

**جواب:۴**

﴿فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نَاصِحُوْنَ﴾ (۱)

**ترجمہ:** (موسیٰؑ کی بہن) بولی میں آپ کو ایک ایسے گھرانے کا پتہ بتادوں کہ وہ آپ کی خاطر اس بچے کو پالیں گے اور وہ اس بچے کے خیر خواہ ہوں گے۔

**نوٹ**

جب موسیٰؑ نبی کو ان کی ماں نے صندوق میں بند کر کے دریا میں بہا دیا تھا اور اسے فرعون کی بیوی نے اٹھا لیا۔ تو موسیٰؑ کی پرورش کا قدرت نے انتظام کیا تھا کہ موسیٰؑ کی بہن کو ان کی ماں نے خبر لینے کے لئے بھیجا۔ جب وہ فرعون کے گھر آئی تو دیکھا کہ موسیٰؑ کسی عورت کا دودھ نہیں پی رہے تھے۔ اس وقت موسیٰؑ کی بہن نے اس کافر فرعون کو یہ مشورہ دیا کہ فلاں گھر سے فلاں عورت بلائی جائے۔ موسیٰؑ کی بہن کا یہ مشورہ دینا موسیٰؑ سے محبت کا ثبوت ہے، فرعون سے محبت کا ہرگز ثبوت نہیں۔ کیونکہ فرعون پر تو موسیٰؑ کا تمام خاندان لعنت بھیجتا تھا۔ پس جس طرح موسیٰؑ نبی دشمن کی گود میں چلا گیا تھا، اسی طرح اسلام بھی دشمن کی گود میں چلا گیا تھا اور جس طرح جناب موسیٰؑ کو دودھ ماں ہی آ کر پلاتی تھی، اسی طرح اسلام کو خطرہ کے وقت اسلام کا باپ حضرت علیؑ اپنے مشورے سے بچاتا تھا۔ یہ مشورہ اسلام سے محبت کا ثبوت تھا نہ کہ جناب عمر سے محبت کا ثبوت تھا۔ کیونکہ جناب عمر کی ذات گرامی سے تو حضرت علیؑ کے علاوہ دیگر اصحاب کو بھی سخت نفرت تھی۔

**جواب:۵**

﴿قَالَ اجْعَلْنِىْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّىْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ﴾ (۲)

**ترجمہ:** (جناب یوسفؑ نے) فرمایا: مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دو، میں امانتدار اور سوجھ بوجھ رکھنے والا خزانچی ہوں۔

---

(۱): پارہ ۲۰، سورہ قصص، (آیت ۱۲۔ سید مجبی)

(۲): پارہ ۱۳، سورہ یوسف، (آیت ۵۵۔ سید مجبی)

جناب یوسفؑ نے مذکورہ مشورہ مصر کے فرعون کو دیا تھا اور یہ فرعون کافر تھا۔ پس یوسفؑ نبی کا یہ مشورہ غریب عوام سے بھلائی کی غرض سے تھا، نہ کہ فرعونِ مصر سے محبت کی وجہ سے تھا۔ اسی طرح جنگوں میں جناب امیرؑ کا عمر کو مشورہ دینا یہ بھی غریب اسلام سے بھلائی کی خاطر تھا، نہ کہ جناب عمر سے محبت کی وجہ تھا۔

**جواب:۶**

## عقل کی روشنی میں مشورہ کی حیثیت

بھلائی کے کام میں جو شخص بھی مشورہ طلب کرے عقل کا یہ حکم ہے کہ خواہ وہ دشمن بھی ہو تو بھی اس کی صحیح رہبری کی جائے۔ مثلاً؛ اگر کوئی کافر قرآن مجید چھاپنے کا ارادہ کرے تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ قرآن کے احترام کی خاطر اس کافر کو قرآن کے چھاپنے سے روکے اور اگر حالات ایسے نازک ہوں کہ اس کافر کو روکنا ناممکن ہے اور پھر وہی کافر کسی مسلمان سے قرآن مجید کے چھاپنے کے بارے میں مشورہ طلب کرے تو مسلمان کا فرض ہے کہ اس کافر کو صحیح مشورہ دے۔ غلط مشورہ دے کر قرآن مجید کو غلط چھپوانا مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے اور مذکورہ مشورہ اس بات کا ثبوت ہوگا کہ اس مسلمان کو قرآن سے محبت ہے۔ مذکورہ مشورہ سے یہ ثابت نہیں ہو سکے گا کہ اس مسلمان کو کافر سے بھی محبت ہے۔

**دوسری مثال**

اگر مسلمانوں نے کسی کافر کو اجماع کر کے کسی مسجد کا نقشہ بنوانے کے لئے کہہ دیا ہے اور پھر وہ کافر انجینئر کسی مسلمان سے خانہ کعبہ کی جہت معین کرنے کے بارے میں مشورہ طلب کرے تو مسلمان پر فرض ہے کہ صحیح مشورہ دے اور مسلم کا وہ مشورہ دینا اسلام سے محبت کا ثبوت ہوگا، نہ کہ اس کافر سے محبت کا ثبوت ہوگا۔

ان دونوں مثالوں کی روشنی میں مولانا عبدالستار تونسوی کو کوشش کرنا چاہیے کہ وہ سمجھیں کہ جناب امیرؑ کا بعض جنگوں میں جناب عمر کو مشورہ دینا کس قسم کا تھا؟ اگر ہم تفصیل سے عرض کریں گے تو تونسوی صاحب کے دل کو ٹھیس لگے گی۔

اَلْعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْاِشَارَةُ وَالْغَافِلُ لَا تَنْفَعُهُ اَلْفُ عِبَارَةٍ

**جواب:۷**

## ابوبکر و عمر جناب امیرؑ کو کسی معاملہ میں شریک نہیں کرتے تھے

وَ اَبَاکَ وَ فَارُوقَہُ... وَ اَقَامَا لَا یُشْرِکَانِہِ فِیْ اَمْرِھِمَا وَ لَا یُطْلِعَانِہِ عَلٰی سِرِّھِمَا.[۱]

**ترجمہ:** (معاویہ نے جو خط محمد بن ابی بکر کو لکھا تھا، مذکورہ عبارت اسی کا ایک جملہ ہے کہ اے محمد! تیرا باپ ابوبکر اور اس کا فاروق) یہ دونوں حضرت علیؑ کو اپنی کسی امر میں شریک نہیں کرتے تھے اور نہ ہی کسی راز پر مطلع کرتے تھے۔

**نوٹ**

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ یہ دعویٰ کہ جناب امیرؑ، ابوبکر و عمر کے مشیرِ حکومت تھے، بالکل سفید جھوٹ ہے۔ شبلی نعمانی نے "سیرت النبیؐ" میں نبی کریمؐ کے جنگِ فجار میں شرکت کا یہ عذر پیش کیا ہے کہ حضورؐ اپنی قوم کی بھلائی کی خاطر اور ہمدردی کے لئے اپنی قوم کافر کے ساتھ اسی جنگ میں شریک ہوئے تھے۔[۲]

اور ہم شیعیانِ حیدر کرارؑ بھی یہی عرض کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ اسلام کی بھلائی کی خاطر کبھی کبھی ابوبکر و عمر کو مشورہ دیتے تھے اور جس طرح نبی کریمؐ کو کافروں سے کوئی محبت نہیں تھی اسی طرح حضرت علیؑ کو ابوبکر و عمر سے بھی کوئی محبت نہیں تھی۔

## چوتھا مسئلہ: سادات پر حضرت فاروق اعظم کا عظیم احسان

مولوی غلام رسول نارووالی نے اپنے کتابچہ کے "صفحہ ۱۲" پر شیعوں کی کتاب "کافی شریف" سے ایک روایت نقل کی ہے۔ جس کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ امام زین العابدینؑ کی والدہ شہربانو جناب عمر کے زمانہ میں قید ہو کر مدینے آئی تھی اور یہ کنیز، جناب عمر نے امام حسینؑ کو عطا کی تھی۔

---

(۱): مروج الذہب، ج۳، ص۲۲، ذکر معاویہ بن سفیان۔

(۲): سیرت النبیؐ، ج۱، ص۱۸۲۔

روایت لکھنے کے بعد سنی مولانا فرماتے ہیں کہ شیعہ سادات اگر احسان فراموش نہ ہوں تو بتائیں کہ عمر کے زمانے کا مالِ غنیمت ان کے امام پر کیسے حلال ہوا؟

نارووالی کے علاوہ دیگر ملوانے بھی اس مسئلے میں بھانت بھانت کی بولیاں بولتے ہیں اور یہ حضرت نعمان کے پیچھے عجیب عجیب قیاس آرائیاں فرماتے ہیں۔

**پہلا جواب**

﴿وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللهُ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ﴾ (۱)

**ترجمہ:** اور شکاری جانور جو تم نے شکار کے لئے سکھا رکھے ہیں اور تم نے ان کو سکھایا ہے اس سے، جو تم کو اللہ نے سکھایا، پس وہ شکاری جانور جس شکار کو تمہاری خاطر پکڑیں، اس کو تم کھاؤ اور (اس جانور کو چھوڑتے وقت شکار کے لئے) اللہ کا نام لیا کرو۔

**نوٹ**

قرآن مجید کا اٹل فیصلہ ہے اور مسلمانوں کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ کتے جیسا نجس جانور جب سکھا دیا جائے اور پھر اللہ کا نام لے کر کچھ دیگر شرائط کے ساتھ کسی جنگلی حلال جانور کے پیچھے چھوڑا جائے اور وہ کتا جا کر اس جانور کو پکڑ لے تو مسلمان کے لئے اس جانور کا کھانا جائز ہے۔

اور یہ نکتہ یاد رہے کہ وہ حیوان مسلمان کے لئے کھانا جائز ہے لیکن کتا پاک نہیں ہوگا، وہ نجس کا نجس ہی رہے گا۔ وہ ملوانے جو فضول مسئلے چھیڑ کر ہمارے جگر میں سوراخ کرتے ہیں ان سے گزارش ہے کہ مذکورہ مسئلہ کی روشنی میں جناب عمر کے زمانے کا مالِ غنیمت شیعوں کے امام کے لئے جائز تھا۔ اگر ہم نے زیادہ تفصیل دی تو ہماری ملوانہ برادری کو تکلیف ہوگی۔

(۱): پارہ ۶، سورہ مائدہ، (آیت ۴۔ سید مجبی)

**دوسرا جواب**

شیعوں کے عقیدہ میں اگر امامِ حق کی اجازت کے بغیر کوئی شخص جہاد کرے تو اس جہاد سے جتنا مالِ غنیمت حاصل ہو گا اس کا مالک امامِ حق ہے اور جناب عمر کو شیعہ لوگ امامِ حق نہیں مانتے، ان کے زمانہ میں امامِ حق حضرت علیؑ تھے۔ پس جناب عمر کے زمانہ میں تمام مالِ غنیمت جناب امیرؑ کی ملکیت تھا اور اپنی ملکیت کھانا اسلام میں جائز ہے۔ پس سادات کرام کو عمر کے احسانات کا طعنہ دینا معاویہ خیل ملاؤں کی بے حیائی ہے۔

**تیسرا جواب**

"کافی شریف، کتاب الحجت، باب مولد علیؑ ابن الحسینؑ" سے جو روایت ملوانے شیعوں کے خلاف پیش کرتے ہیں اس روایت پر شیعوں کا اعتماد اور اعتقاد نہیں ہے۔ کیونکہ اس روایت کا راوی عمرو بن شمر بن یزید ہے اور یہ راوی شیعوں کے نزدیک جھوٹا اور کذاب ہے۔ کتبِ شیعہ "جامع الرواۃ" اور "رجال مامقانی"، "ذکر عمرو بن شمر بن یزید" ملاحظہ کریں۔

**چوتھا جواب**

جناب شہربانو کے مدینہ میں آنے کے متعلق تاریخ میں تین قول ہیں؛

۱. یہ خاتون، عمر کے زمانہ میں آئی۔
۲. حضرت عثمان کے زمانہ میں آئی۔
۳. حضرت علیؑ کے زمانہ میں آئی۔

اور یہی تیسرا قول شیعوں کے نزدیک معتبر ہے۔ ثبوت ملاحظہ ہو

وَكَانَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلّٰى حُرَيْثَ بْنَ جَابِرٍ الْحَنَفِيَّ جَانِبًا مِنَ الْمَشْرِقِ، فَبَعَثَ اِلَيْهِ بِنْتَيْ يَزْدَجَرْدَ بْنِ شَهْرَيَارَ بْنِ كِسْرٰى، فَنَحَلَ ابْنَهُ الْحُسَيْنَ شَاهْزَنَانَ. (۱)

(۱): ارشاد الشیخ المفید، ذکر علیؑ ابن الحسینؑ، مرأۃ العقول، ج۱، ص۳۹۷، ذکر علیؑ ابن الحسینؑ، ریاحین الشریعہ، ج۲، ص۱۲، ذکر شہربانو۔

ترجمہ: جناب امیر علیؑ نے حریث بن جابر کو مشرق کے بعض علاقوں کا حاکم بنایا تھا اور اس نے بادشاہ ایران یزدجرد کی دو لڑکیاں، حضورؑ کی طرف روانہ کیں اور جناب امیرؑ نے ان میں سے جو شہزنان تھی، اپنے بیٹے حسینؑ کو عنایت فرمائی۔

**نوٹ**

جناب عمر کا سادات کرام پر کوئی احسان نہیں ہے اور یہ قول اہل سنت کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔

"روضۃ الصفا، ص ۳، ذکر علیؑ ابن الحسینؑ" ملاحظہ کریں۔

**پانچواں جواب**

جناب عمر کے زمانہ میں جناب شہربانو کے مدینہ میں قید ہو کر آنے کی اہل سنت کے مایہ ناز عالم شبلی نعمانی نے پرزور تردید کی ہے۔

شبلی کی کتاب "الفاروق، ج ۲، ص ۹۷، ذکر غلامی کا رواج کم کرنا" ملاحظہ فرمائیں۔

مذکورہ کتاب میں آپ کو یہ الفاظ صاف ملیں گے کہ عمر کے زمانہ میں شہربانو کا آنا یہ قصہ غلط مشہور کیا گیا ہے اور جناب عمر کی جس فضیلت کے جھوٹے ہونے کو فاروق اعظم کے مایہ ناز وکیل نے کتاب "الفاروق" میں مان لیا ہے، اس فضیلت پر اس کو غلط ثابت کرنے کی خاطر ہمیں زیادہ جرح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

## پانچواں مسئلہ: جناب امیرؑ نے آرزو فرمائی بروزِ قیامت میرے پاس ایسا اعمال نامہ ہو جیسا عمر کا ہے

مولوی غلام رسول ناروالی اور مولوی نافع جھنگوی نے اپنی کتاب "رحماء بینھم" میں یہ رونا رویا ہے؛

لَمَّا غُسِلَ عُمَرُ وَكُفِّنَ دَخَلَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ مَا عَلَى الْاَرْضِ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَيَّ اَنْ اَلْقَى اللّٰهَ بِصَحِيْفَتِهِ مِنْ هٰذَا الْمُسَجّٰى بَيْنَ اَظْهَرِكُمْ۔ [1]

(۱): رحماء بینھم ج ۲، ص ۲۹۱

ترجمہ: جب عمر کو غسل وکفن دے دیا گیا تو جناب امیرؑ آئے اور فرمایا (ملخص یہ ہے) کہ بروزِ قیامت عمر کے اعمال نامے جیسا میرا بھی اعمال نامہ ہو۔

**پہلا جواب**

## حضرت علیؑ کی طرف مذکورہ آرزو کی نسبت دنیا سفید جھوٹ ہے

مذکورہ عبارت دونوں صاحبان نے شیعوں کی کتاب "الشافی" سے پیش کی ہے۔ ہم ان دونوں کی خیانتِ مجرمانہ سے پردہ اٹھاتے ہوئے حقیقتِ واقعہ پیش کرتے ہیں اور انصاف کرنا مسلمانوں پر چھوڑتے ہیں۔

بات دراصل یہ ہے کہ سید مرتضیٰ شیعوں کے مناظر عالم نے اہل سنت کی رد میں ایک کتاب تحریر فرمائی ہے اور اس کا نام ہے "الشافی" اور اس کتاب میں ابوبکر و عمر کی فضیلت ثابت کرنے والے اہل سنت کی طرف سے پیش کردہ دلیلوں کو ذکر کر کے ان کا جواب دیتے ہیں اور مذکورہ عربی عبارت کو بھی انہوں نے تحریر کر کے اس کا جواب دیا ہے۔

خواجہ قمر دین پیر سیال کی طرح مولوی نافع نے بھی خیانتِ مجرمانہ کی ہے۔ "شافی" کتاب کی عبارت کا اول و آخر چھوڑ کر حضرت عمر کی ایک جھوٹی فضیلت کا اقرار شیعوں کے سر تھوپ دیا ہے اور سفید جھوٹ بولنے کا بدلہ ان تینوں کذابوں سے قیامت کے دن خدا ضرور لے گا۔ بے نمازوں کی مشہور دلیل ﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاۃَ﴾ کی طرح ان ملوانوں نے بھی غلط راہ اختیار کی ہے۔ اگر جھوٹ بول کر ہی فضیلتِ عمر ثابت کرنی ہے تو ملوانوں کو چاہیے کہ اپنے فاروق اعظم کی الوہیت یا نبوت ثابت کریں۔

**دوسرا جواب**

## جناب امیرؑ کا ابوبکر و عمر کی سیرت پر چلنے سے انکار مذکورہ آرزو والے ڈھکوسلے کو جھٹلاتا ہے

**البدایہ والنھایہ کی عبارت ملاحظہ ہو**

قَالَ فَقُمْ.. یَا عَلِیُّ، فَوَقَفَ... تَحْتَ الْمِنْبَرِ فَاَخَذَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بِیَدِہٖ فَقَالَ: ھَلْ اَنْتَ مُبَایِعِیْ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ وَسُنَّۃِ نَبِیِّہٖ وَفِعْلِ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ؟ قَالَ: اَللّٰھُمَّ لَا۔ (۱)

(۱): البدایۃ والنہایہ، ج۷، ص۱۴۶، ذکر شوریٰ، مطبوعہ بیروت۔

**شرح فقہ اکبر کی عبارت ملاحظہ ہو**

فَاَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ وَقَالَ لِعَلِيٍّ اَنْ تَحْكُمَ بِكِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهٖ وَسِيْرَةِ الشَّيْخَيْنِ فَقَالَ عَلِيٌّ اَحْكُمُ بِكِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ وَاَجْتَهِدُ بِرَأْيِيْ. (۱)

**دونوں عبارتوں کا ترجمہ**

(عبدالرحمان اہل مدینہ سے مشورہ کے بعد مسجد نبویؐ میں آیا اور مسلمانوں کو جمع کیا) اور جناب امیرؑ سے کہا: یا علیؑ! آپ اٹھیں۔ جناب کھڑے ہوگئے اور عبدالرحمن نے حضورؑ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ آپ سے اس شرط پر میں بیعت کروں گا کہ اللہ کی کتاب اور نبیؐ کی سنت اور ابوبکر و عمر کے حکم کی طرح تو بھی حکم کرے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ کتاب خدا اور سنت نبیؐ کے موافق حکم کروں گا اور ابوبکر و عمر کی طرح حکم کرنا مجھے قبول نہیں ہے۔

**نوٹ**

اہل سنت دوستو! کچھ تو خوفِ خدا کرو، کیوں ناحق سچائی کا خون کرتے ہو۔ آپ کے مذہب کے دس علماء جو کسی سبائی اور یہودی کی تخم ریزی کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ پکے اہل سنت والجماعت ہیں اور ان کی کتابیں گواہ ہیں کہ عمر کی موت کے بعد جناب امیرؑ سے اصحاب نے یہ پیشکش کی تھی اگر آپ عمر فاروق کے طریقے پر چلیں تو ہم سب آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ لیکن مولا علیؑ کو عمر فاروق کے طریقے پر چلنے سے اس قدر نفرت تھی کہ بادشاہی جیسی چیز کو ٹھکرا دیا اور عمر فاروق کے طریقے پر چلنا گوارا نہ کیا۔

پس معاویہ خیلوں سے ہمارا یہ سوال ہے کہ اگر جناب امیرؑ نے تمہارے اعتقاد کے مطابق موتِ عمر کے بعد یہ آرزو کی تھی کہ میرا اعمال نامہ عمر جیسا ہو تو ہم کہتے ہیں کہ پھر حضرت امیرؑ نے طریقۂ عمر سے نفرت

---

(۱): شرح فقہ اکبر، ص ۶۶، ذکر افضل الناس بعد رسول اللہ، مطبوعہ مصر۔ مزید رک: عقد الفرید، ج ۲، ص ۲۱۳، ذکر شوریٰ، مطبوعہ مصر، تاریخ ابوالفدا، ج ۱، ص ۱۶۶، ذکر مقتل عمر، تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۱۵۲، ذکر شوریٰ، تاریخ خمیس، ج ۲، ص ۲۵۵، ذکر شوریٰ، شرح ابن ابی الحدید، ج ۱، ص ۹۴، و ج ۲، ص ۹۲، مطبوعہ بیروت، تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۷۹۳، ذکر سنہ ۲۳ھ، تاریخ الکامل، ج ۳، ص ۳۵، ذکر شوریٰ، مطبوعہ مصر، حبیب السیر، جزو چہارم از جلد اول، ذکر شوریٰ۔

کرتے ہوئے بادشاہی کو کیوں ٹھکرایا؟ پس معلوم ہوا کہ مذکورہ آرزو والا ایک ڈھکوسلا ہے جو بعد میں فاروقی وکلاء نے تیار کیا ہے۔ ورنہ صاف بات ہے کہ اگر جناب امیرؑ کو عمر کے کردار سے ذرا بھر بھی محبت ہوتی تو اس کے طریقے پر چلنے سے ہرگز انکار نہ کرتے۔

**ایک اشتباہ کا ازالہ**

مولوی محمد نافع نے اپنی کتاب "رحماء بینھم، ج۲، ص۶۷" میں لکھا ہے کہ جناب امیرؑ کے ایک کلام سے سیرتِ عمر پر چلنے کی آمادگی ظاہر ہوتی ہے۔

**جواب**

مذکورہ عذر مولانا موصوف کا ایک مکر و فریب ہے۔ کیونکہ جناب امیرؑ کے جس کلام سے آمادگی ظاہر ہوتی ہے، اصحابِ نبیؐ نے یہ آمادگی کیوں نہیں سمجھی؟ کیا اصحابِ نبیؐ مولوی نافع جتنی عربی زبان بھی نہیں جانتے تھے؟!! اگر جناب امیرؑ، طریقۂ عمر پر چلنے کے لئے تیار تھے تو عبدالرحمن نے یہی بات تو بطورِ شرط جناب امیرؑ کے سامنے پیش کی تھی۔ پس اگر یہ شرط جناب امیرؑ کو قبول تھی تو عبدالرحمن نے جناب امیرؑ کو چھوڑ کر عثمان کو بادشاہ کیوں بنایا؟

جھنگوی صاحب یہی ایک نکتہ تھا کہ جناب امیرؑ نے عمر فاروق کے طریقے پر چلنے سے انکار کر دیا تھا اور عبدالرحمن کی یہی چالاکی تھی اور بہانہ تھا کہ چونکہ حضرت علیؑ، عمر فاروق کے طریقہ پر نہیں چلتے پس ان کو خلافت نہ دی جائے اور عثمان کو یہ طریقہ قبول ہے لہٰذا انہیں کو بادشاہ بنایا جائے۔

**تیسرا جواب**

## حضرت علیؑ کی ایک ضربتِ خندق امت نبیؐ کے تمام اعمال تاقیامت سے افضل ہے

ضَرْبَةُ عَلِيٍّ اَوْ لَمُبَارَزَةُ عَلِيٍّ يَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ اَعْمَالِ اُمَّتِي اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.(۱)

**ترجمہ:** حضرت علیؑ کا مقابلہ کرنا اور وہ ایک ضربت روزِ خندق والی (نبی کریمؐ فرماتے ہیں) میری امت کے تاقیامت اعمال سے افضل ہے۔

---

(۱): ینابیع المودۃ، ج۱، ص۹۴، باب۲۳، المستدرک علی الصحیحین، ج۳، ص۳۲، کتاب المغازی، ذکر خندق۔

**نوٹ**

حضرت عمر بھی امتِ نبیؐ میں داخل ہیں اور جناب امیرؑ کا صرف ایک عمل تاقیامت امت کے تمام اعمال سے افضل ہے۔ پس یہ بات کہ جناب امیرؑ نے عمر جیسے اعمال کی آرزو کی ہو، اہل سنت کا بنایا ہوا ڈھکوسلا ہے۔ کیونکہ ناممکن ہے کہ کوئی افضل و اعلیٰ اپنے سے ادنی کے اعمال نامہ کی آرزو کرے۔

**چوتھا جواب**

## جناب عمر، علۃ المشائخ کے مریض تھے

اہل سنت بھائیو! آپ کا فاروق اعظم اور اس کا اعمال نامہ آپ کو مبارک رہے۔ دنیا کا ہر غیور دوزخ میں جانا گوارا کرے گا لیکن اعلیٰ حضرت عمر فاروق کی طرح علۃ المشائخ کی مرض میں مبتلا ہونے کی آرزو نہیں کرے گا۔ "تفسیر روح المعانی" سے حوالہ گزر چکا ہے کہ یہ مرض حضرت عمر میں تھی۔ پس شرم و حیا کرو، حضرت عمر کی آرزو تو کوئی سنی بھی نہیں کرے گا۔

**پانچواں جواب**

اہل سنت دوستو! کیوں ناحق سچائی کا خون کرتے ہو؟ آپ کے جناب عمر نہ تو شیخ الحدیث تھے اور نہ ہی حافظ یا مفسر یا قاری قرآن تھے اور نہ ہی بہادر تھے اور نہ ہی عالم و فاضل تھے اور نہ ہی سخی تھے، نہ ہی عبادت گزار اور پرہیزگار تھے۔ پس وہ ذات جس کا کردار اتنا بلند تھا کہ جس کی ایک ضربت تمہارے ابوبکر و عمر و عثمان تو کیا تمام امتِ نبیؐ کی تاقیامت عبادت سے افضل ہے۔ انہیں کیا سوجھی کہ انہوں نے ایک بخیل، بزدل، ان پڑھ، بے ہنر کے اعمال جیسی آرزو کی ہو؟!!

**ایک بات انصاف کی**

جناب عمر دنیاوی جوڑ توڑ میں استاد تھے اور اسی فن کی بدولت مسلمانوں کی ایمانی کمزوری سے فائدہ اٹھایا اور جوڑ توڑ کر کے ابوبکر سے اپنے نام خلافت کرنے کا حکم نامہ لکھوا لیا اور یہ حکم نامہ بھی اس وقت تحریر کروایا، عثمان کے توسط سے کہ جب ابوبکر آدھا مر چکا تھا اور آدھا زندہ تھا اور پھر بند لفافے پر لوگوں سے بیعت کروائی

اور پھر حکمرانی کی کرسی پر قابض ہوگئے اور اس طرح جوڑ توڑ سے چند دن حکومت کی کرسی پر بیٹھ جانا کوئی بڑی بات نہیں ہے اور اس کی تاریخ میں کئی مثالیں موجود ہیں اور کئی جابر مسلمان بادشاہ گزرے ہیں۔ تو کیا صرف ان کی بادشاہی اور ظالمانہ فتوحات کی وجہ سے ہم ان کو خدائی نمائندہ اور خلیفہ رسولؐ مان لیں ؟!!

"تاریخ خمیس، ذکر ولید بن یزید بن عبدالملک" میں لکھا ہے کہ مذکورہ ولید نے خلافت اور بادشاہی کی مٹھاس کو چکھا ہے اور اسی لئے ولید نے اپنی بیٹی سے بھی زنا کیا ہے۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

یہ تھے وہ اولی الامر جن کی خاطر اہل حدیث کے ملوانے اپنا دین اور ایمان قربان کرتے ہیں۔

## چھٹا مسئلہ: خطبہ للّٰہ بلاد فلان اور حضرت عمر کی تعریف جناب علیؑ کی زبانی

مولوی نافع جھنگوی نے اپنی کتاب "رحماء بینهم" میں یہ رونا رویا ہے کہ جناب عمر کی حضرت علیؑ نے مذکورہ خطبے میں تعریف کی ہے۔ پس شیعہ لوگ جناب عمر کو خلیفہ مان لیں۔ (۱)

### پہلا جواب

تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى، وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى. (۲)

**ترجمہ:** یہ بت بڑے رتبے والے ہیں اور ان کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے۔

### نوٹ

(اہل سنت کے عقیدہ کی رو سے) ایک روز نبی کریمؐ نماز پڑھ رہے تھے اور آنجنابؐ نے دورانِ نماز بتوں کی مذکورہ تعریف شروع کردی حالانکہ حضورؐ ہر وقت بتوں سے بیزاری و تبرا کا حکم دیتے تھے۔ پس ہم اہل سنت دوستوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ آپ کے عقیدہ میں چونکہ نبی کریمؐ نے بتوں کی تعریف کی ہے تو پس آپ بتوں کو خدا مان لیں اور اگر نبی کریمؐ کے مذکورہ کلام سے بتوں کی خدائی ثابت نہیں ہوتی تو "خطبہ للّٰہ بلاد فلان" سے بھی عمر کی خلافت ثابت نہیں ہوتی۔

---

(۱): رحماء بینهم، ج۲، ص۱۰۰۔

(۲): منهاج السنہ، ج۱، ص۱۳۰، مطبوعہ مصر، سیرۃ النبیؐ، ج۱، ص۱۴۰، مؤلف شبلی نعمانی۔

دوسرا جواب

## جناب عمر کا اپنا بیان کہ حضرت علی مجھ کو اور ابوبکر کو جھوٹا سمجھتے تھے

فَرَاَیْتُمَاهُ کَاذِبًا آثِمًا غَادِرًا خَائِنًا، ۔۔۔ فَرَاَیْتُمَانِیْ کَاذِبًا آثِمًا غَادِرًا خَائِنًا. (۱)

**ترجمہ:** جناب عمر نے جناب امیرؑ اور جناب عباس سے کہا تھا کہ آپ دونوں حضرت ابوبکر کو جھوٹا گنہگار، دھوکے باز اور خیانت کار سمجھتے تھے اور مجھ کو بھی آپ دونوں یہی سمجھتے ہیں کہ میں جھوٹا ہوں، گنہگار ہوں، دھوکے باز ہوں اور خیانت کار ہوں۔

نوٹ

حضرت عمر کو تو پتہ نہ چل سکا کہ جناب امیرؑ ہمیں اچھا سمجھتے ہیں اور چودہ سو برس گزرنے کے بعد فاروق اعظم کے وکلاء کو پتہ چل گیا کہ حضرت علیؑ، عمر کی تعریف کیا کرتے تھے۔ کیا کہنے اس تحقیق کے ؟!!!

مدعی سست گواہ چست

تیسرا جواب

## معاویہ کی گواہی کہ جناب ابوبکر و عمر نے حضرت علیؑ پر ظلم کیا تھا

فَكَانَ اَبُوْكَ وَفَارُوْقُهُ اَوَّلَ مَنْ اِبْتَزَّهُ حَقَّهُ، وَخَالَفَهُ عَلٰى اَمْرِهِ، ...، وَلَوْلَا مَا فَعَلَ اَبُوْكَ مِنْ قَبْلِ مَا خَلَفْنَا اِبْنُ اَبِیْ طَالِبٍ، وَلَسَلَّمْنَا اِلَيْهِ. (۲)

**ترجمہ:** معاویہ نے کہا: (اے محمد!) تیرا باپ ابوبکر اور اس کا فاروق پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے حضرت علیؑ کا حق چھینا ہے اور اس کے امر خلافت میں اس کی مخالفت کی ہے۔ اگر تیرا باپ ابوبکر اور اس کا فاروق حضرت علیؑ کی مخالفت نہ کرتے تو ہم سے پہلے تم بھی علی بن ابی طالبؑ کی مخالفت نہ کرتے اور اس کی اطاعت کرتے۔

---

(۱): صحیح مسلم، ج ۲، ص ۷۱، باب حکم الفیء۔

(۲): مروج الذہب، ج ۳، ص ۲۱، ذکر معاویہ بن سفیان۔

**نوٹ**

ابوبکر و عمر کے مظالم پر خطبہ للہ بلاد فلان سے پردہ نہیں ڈالا جاسکتا۔

**چوتھا جواب**

## اہل سنت کے عقیدہ کی رو سے دشمن سے مسکراتے ہوئے ملو اور دل سے اس پر لعنت بھیجو

**ثبوت ملاحظہ ہو**

وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ اِنَّا لَنَكْشِرُ فِي وُجُوْهِ اَقْوَامٍ وَاِنَّ قُلُوْبَنَا لَتَلْعَنُهُمْ. (۱)

**ترجمہ:** ابودرداء بیان کرتا ہے کہ ہم (اصحاب نبیؐ) لوگوں کے سامنے مسکراتے تھے اور ہمارے دل ان لوگوں پر لعنت بھیجتے تھے۔

**نوٹ**

خطبہ "للہ بلاد فلان" سے عمر کی تعریف سمجھنا اہل سنت دوستوں کی خوش فہمی ہے۔ مذکورہ خطبہ اسی مسکراہٹ کی حیثیت رکھتا ہے، جس کا "بخاری" سے ذکر پیش کیا ہے۔

**پانچواں جواب**

## خطبہ للہ بلاد فلاں کے الفاظ سے حسب ذیل معانی مراد ہیں

۱۔ "لِلّٰهِ بِلَادُ فُلَانٍ": اگر لفظ فلان سے مراد جناب عمر ہیں تو ان کے نام سے نفرت اور کراہت کی وجہ سے حضورؐ نے اس کا نام لینا گوارا نہیں کیا۔ خدائے تعالیٰ نے بھی اسی طرح فلاں کہہ کر عمر کی مذمت کی ہے۔ قرآن مجید دیکھو: ﴿يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا * لَقَدْ اَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ﴾ (۲)

۲۔ "قَوَّمَ الْاَوَدَ": قوّم کا معنی ہے، کسی شے کی قیمت لگانا۔ حضرت عمر نے خلافت کی قیمت لگائی اور غصبِ خلافت کی کجی کو اور مضبوط کیا۔

---

(۱): بخاری شریف، کتاب الادب، باب المدارات مع الناس، ج۸، ص ۳۱، مطبوعہ مصر۔

(۲): (پارہ ۱۹، سورہ فرقان، آیت ۲۸، ۲۹۔ سید مجبی)

۳۔ "وَدَاوَی الْعَمَدَ": کجی کے ستون کا علاج کر کے اس کو گرنے سے بچا لیا۔ اپنی فنکاری سے مرضِ نفاق کو جانے نہ دیا۔ ﴿فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ (۱)

۴۔ "وَاَقَامَ السُّنَّةَ": چونکہ لفظ سنت، خدا اور رسولؐ کی طرف مضاف نہیں ہے۔ پس مراد اس سے غلط راہ ہے یعنی غصبِ خلافت کی راہ کو ایسا قائم کیا کہ آلِ رسولؐ کو تا قیامت خلافت نہ ملے۔

۵۔ "وَخَلَّفَ الْفِتْنَةَ": فتنہ کو چھوڑ گیا۔ مقصود خلافتِ عثمان اور قصہ شوریٰ ہے۔ ﴿وَ ما جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِی أَرَیْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ (۲)

۶۔ "ذَهَبَ نَقِیَّ الثَّوْبِ": مقصود یہ ہے کہ عثمان کی نسبت بچ بچا کر حکومت کی اور عثمان کی طرح قتل ہونے سے محفوظ رہا۔

۷۔ "قَلِیْلَ الْعَیْبِ": مقصود یہ ہے کہ جس طرح عثمان متہم اور بدنام ہوا ہے، اس قسم کی عیب جوئی اور بدنامی سے محفوظ رہا۔

۸۔ "اَصَابَ خَیْرَهَا": دنیا میں حکومت کی مٹھاس چکھی ہے، آخرت کی نعمات سے محروم رہا ہے۔

۹۔ "وَسَبَقَ شَرَّهَا": اور عثمان کے زمانے میں اٹھنے والے فتنوں سے پہلے چل بسا۔

۱۰۔ "اَدَّی اِلَی اللّٰهِ طَاعَتَهٗ، وَاتَّقَاهُ بِحَقِّهٖ": خوارج کی طرح پرہیزگار بنا رہا لیکن دل سے جہالت کے کینے نہ گئے۔

## ساتواں مسئلہ: جناب ابوبکر و عمر پر حضرت علیؑ کا دعا خیر کرنا اور ان کی تعریف کرنا

مولوی غلام رسول، مولوی عبدالستار نے اپنے رسالوں میں اور مولوی احسان الٰہی ظہیر نے اپنی کتاب "الشیعۃ والسنۃ" میں یہ رونا رویا ہے کہ جناب امیرؑ نے ابوبکر و عمر کے حق میں دعائے خیر فرمائی ہے اور ثبوت میں ان تینوں نے "شرح نہج البلاغہ للمیثم، جزو ۱۳" سے ایک خط کا مضمون نقل کیا ہے اور آخری بزرگ نے

(۱): پارہ ۱، سورہ بقرہ، آیت ۱۰۔

(۲): پارہ ۱۵، سورہ بنی اسرائیل، آیت ۶۰۔

اپنی کتاب "الشیعۃ و السنۃ" میں کئی مقامات پر اپنے باپ دادا کے القاب یہود اور مجوسی، بیچارے شیعوں کو دے دیئے ہیں حالانکہ غریب شیعہ ایسی نوازش کے لائق نہیں تھے اور مولانا مقبول احمد دہلوی، شیعہ عالم کو لعین ہندی لکھ کر اپنے پرانے زخم پر مرہمِ پینسلین لگانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

**جواب:۱**

ہم اپنے قارئین کے سامنے حقیقتِ واقعہ تحریر کرتے ہیں اور انصاف کرنا مسلمانوں پر چھوڑ دیتے ہیں۔ "شرح نہج البلاغہ للمیثم، ج۳۱" میں دو خطوں کا مضمون ہے؛ ایک خط معاویہ کا ہے اور دوسرا خط امیر المؤمنینؑ کا جواب ہے۔ معاویہ کے خط میں یہ جملے موجود ہیں:

فَكُلَّهُمْ حَسَدْتَ وَعَلَى كُلِّهِمْ بَغَيْتَ.

کہ اے علیؑ! تو نے اپنے سے پہلے تمام خلفاء سے حسد کیا اور بغاوت کی۔

تُقَادُ كَمَا يُقَادُ الْجَمَلُ الْمَخْشُوْشُ حَتَّى تُبَايِعَ وَ اَنْتَ كَارِهٌ.

اور آپ کو ان کی بیعت کے لئے یوں کھینچا گیا جیسے نکیلا ہوا اونٹ کھینچا جاتا ہے۔

اہل حدیث کے ماموں معاویہ کے یہ جملے اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ جناب علی علیہ السلام ابوبکر، عمر، عثمان کو برا جانتے تھے اور ان کی بیعت پر بالکل رضامند نہیں ہوئے تھے۔

۲۔ جناب امیر المؤمنینؑ نے جو خط معاویہ کو لکھا تھا، اس میں دو باتیں ایسی ہیں کہ جنہیں ابوبکر و عمر کے بلا اجرت وکلاء ہمارے خلاف پیش کرتے ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ

وَ كَانَ اَفْضَلَهُمْ فِى الْاِسْلَامِ كَمَا زَعَمْتَ وَ اَنْصَحَهُمْ لِلّٰهِ وَ لِرَسُوْلِهِ الْخَلِيْفَةُ الصِّدِّيْقُ وَ خَلِيْفَةُ الْخَلِيْفَةِ الْفَارُوْقُ.

ترجمہ: کہ اسلام میں افضل جیسا کہ تیرا گمان ہے اور خدا اور رسولؐ سے مخلص ابوبکر و عمر تھے۔

مذکورہ کلام خدا گواہ ہے، اہلِ انصاف "شرح میثم" کی طرف رجوع کریں، معاویہ کے خط کا ایک جملہ ہے اور "نقل کفر، کفر نباشد" کے عنوان سے جناب امیرؑ نے اسے اپنے جوابی خط میں ذکر کیا ہے۔

## مذکورہ کلام کو مولا علیؑ نے دو طریقوں سے جھٹلایا ہے

### پہلا طریقہ

"کَمَا زَعَمْتَ": یہ فعل، افعالِ قلوب سے ہے اور "شرح جامی" میں لکھا ہے:

وَھِیَ تَکُوْنُ تَارَۃً لِلظَّنِّ وَتَارَۃً لِلْعِلْمِ.

کہ یہ فعل کبھی گمان کے معنی میں اور کبھی اعتقاد کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

اور "المنجد" لغت کی کتاب میں لکھا ہے کہ

زَعَمَ: یَزْعُمُ زَعْمًا: قَالَ قَوْلًا حَقًّا اَوْ بَاطِلًا وَاَکْثَرُ مَایُقَالُ فِیْ مَا یُشَكُّ فِیْهِ اَوْ یُعْتَقَدُ کِذْبُهٗ.

وَمِنْ عَادَتِهِمْ اَنَّ مَنْ قَالَ کَلَامًا وَکَانَ عِنْدَهُمْ کَاذِبًا یَقُوْلُوْنَ فِیْهِ زَعَمَ فُلَانٌ.

ترجمہ: زعم کا معنی ہے کوئی بات کرنا، خواہ سچی ہو یا جھوٹی اور یہ لفظ زیادہ تر اس بات کے بارے میں استعمال کیا جاتا ہے، جس کے صحیح ہونے میں شک ہو یا اس کے جھوٹے ہونے کا یقین ہو۔ عربوں کی عادت تھی کہ جب کوئی شخص ایسی بات کرتا تھا کہ جو ان کے نزدیک جھوٹی ہوتی تھی تو اس کے بارے میں کہتے تھے "زَعَمَ فُلَانٌ"۔

### نوٹ

چونکہ اہل حدیث کے ماموں نے اپنے خط میں کسی سیاسی مقصد کے لئے ابوبکر کی تعریف کی تھی اور جناب امیرؑ کے نزدیک وہ تعریف سفید جھوٹ تھا۔ پس مولا علیؑ نے فرمایا کہ ان دونوں کا صدیق یا فاروق ہونا یا اسلام میں افضل اور خدا اور رسولؐ سے مخلص ہونا، یہ تیرا گمان ہے یا قول ہے اور ہمارے نزدیک یہ سفید جھوٹ ہے۔

### دوسرا طریقہ

جناب امیرؑ نے اپنے مذکورہ خط میں یہ الفاظ بھی ذکر فرمائے ہیں:

فَالصِّدِّیْقُ مَنْ صَدَّقَ بِحَقِّنَا وَ اَبْطَلَ بَاطِلَ عَدُوِّنَا، ...فَالْفَارُوْقُ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ اَعْدَآئِنَا.

ترجمہ: صدیق وہ ہے جو ہمارے حق کی تصدیق کرے اور ہمارے دشمن کو جھٹلائے۔ اور فاروق وہ ہے جو ہماری شان اور دشمن کے مرتبے میں شک کرے۔

**نوٹ**

چونکہ مذکورہ باتیں ابوبکر و عمر میں نہیں پائی جاتی تھیں پس وہ صدیق اور فاروق نہیں تھے۔

**جناب امیرؑ کے خط کا دوسرا جملہ جو شیعوں کے خلاف پیش کیا جاتا ہے**

وَلَعَمْرِیْ اِنَّ مَکَانَھُمَا فِی الْاِسْلَامِ لَعَظِیْمٌ وَاِنَّ الْمُصَابَ بِھِمَا لَجَرْحٌ فِی الْاِسْلَامِ شَدِیْدٌ رَحِمَھُمَا اللّٰہُ وَجَزَاھُمَا بِاَحْسَنِ مَاعَمِلَا.

**پہلا جواب**

جس طرح جناب شیخین خدا اور رسولؐ کے کلام سے صحیح مطلب نہیں سمجھتے تھے، اسی طرح ان کے وکلاء بھی جناب امیرؑ کے کلام سے حضورؑ کا مقصود نہیں سمجھ سکے۔ مذکورہ کلام شیخین کی مذمت ہے اور اسے تعریف سمجھ کر اہل سنت دوستوں کا ہمارے خلاف پیش کرنا ان کا کمال نادانی ہے۔ مذکورہ کلام ذو معنی ہے اور مقصود ہمارے مولا علیؑ کا یہ تھا کہ اسلام میں تخریبی کاروائی کرنے کے لحاظ سے ابوبکر و عمر کا مقام بڑا بلند ہے۔ اور ان دونوں کے وجود سے جو مصیبت اسلام میں آئی ہے، وہ اسلام میں ایک سخت زخم ہے۔

"رَحِمَھُمَا اللّٰہُ" یہ جملہ خبریہ ہے۔ لیکن اس مقام میں معنی خبر کے لئے استعمال نہیں ہوا، نہ ہی دعا کے لئے استعمال ہوا ہے۔ بلکہ جناب ابوبکر و عمر نے اسلام میں جو تخریبی کاروائی کی تھی اس پر افسوس کے لئے استعمال ہوا ہے۔

اور "جَزَاھُمَا" سے مراد ہی یہی ہے کہ اللہ نے ان دونوں کو ان کے جرم کی کوئی بہترین جزا دے۔

**دوسرا جواب**

## نبی کریمؐ برے لوگوں سے ان کے منہ پر ان سے نرمی کرتے تھے

حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، عَنِ ابْنِ الْمُنْکَدِرِ حَدَّثَہُ عُرْوَۃُ بْنُ الزُّبَیْرِ: اَنَّ عَائِشَۃَ اَخْبَرَتْہُ: اَنَّہُ اسْتَاْذَنَ عَلَی النَّبِیِّ رَجُلٌ، فَقَالَ: اِئْذَنُوْا لَہُ فَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِیْرَۃِ اَوْ

بِئْسَ اَخُو الْعَشِیْرَۃِ، فَلَمَّا دَخَلَ اَلَانَ لَہُ الْکَلَامَ فَقُلْتُ لَہُ یَا رَسُوْلَ اللہِ، قُلْتَ مَا قُلْتَ، ثُمَّ اَلَنْتَ لَہُ فِی الْقَوْلِ، فَقَالَ: اَیْ عَائِشَۃُ، اِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَۃً عِنْدَ اللہِ مَنْ تَرَکَہُ اَوْ وَدَعَہُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ فُحْشِہِ.(۱)

**ترجمہ:** عائشہ نے عروہ کو خبر دی کہ ایک شخص نے نبی کریمؐ سے ملنے کی خاطر حضورؐ سے اجازت طلب کی۔ حضورؐ نے فرمایا: فَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِیْرَۃِ اَوْ بِئْسَ اَخُو الْعَشِیْرَۃِ.

فعل ''بِئْسَ'' ذم سے ہے، آنجنابؐ نے اس کی مذمت فرمائی اور ملنے کی اجازت دی۔ جب وہ شخص آیا: ''اَلَانَ لَہُ الْکَلَامَ'' تو حضورؐ نے اس سے نرم گفتگو کی۔

عائشہ نے کہا: یا حضرتؐ! اس کے آنے سے پہلے تو آپ اس کی مذمت کر رہے تھے اور اس کے منہ پر نرم پڑ گئے؟ حضورؐ نے فرمایا: یا عائشہ! بدترین وہ شخص ہے، جس کے فحش اور شر سے بچنے کے لئے لوگ اسے کچھ نہ کہیں۔

**نوٹ**

چونکہ اہل حدیث کا ماموں معاویہ ایک شرارتی آدمی تھا اور خوب جانتا تھا کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام، ابوبکر و عمر کو بہت برا جانتے ہیں اور ان کے کردار سے حضورؑ کو ایسی نفرت ہے کہ قصۂ شوریٰ میں حکومت کو اسی لئے ٹھکرا دیا تا کہ سیرتِ شیخین پر عمل نہ کرنا پڑے۔ پس معاویہ اپنے خطوط میں ابوبکر و عمر کی تعریف کر کے آنجنابؑ کو غصہ دلاتا تھا تاکہ حضورؑ جذبات میں آکر اپنے جوابی خط میں ابوبکر و عمر کی مذمت کریں اور اہل حدیث کا ماموں معاویہ اس خط کو عوام میں اچھالے اور بدھو لوگوں کو حضورؑ کے خلاف بھڑکائے کہ دیکھو اے سنیو! تمہارے ابوبکر و عمر کو حضرت علیؑ برا کہتے ہیں اور ضروری نہیں کہ ایک بادشاہ کی تمام رعایا اس کے ہم عقیدہ ہو۔ لہٰذا جناب امیرؑ کی رعایا میں بھی جس طرح غیر مسلم لوگ تھے، اہل سنت لوگ بھی تھے اور عقیدے میں اہل سنت جناب امیرؑ کے مخالف تھے۔ پس معاویہ اپنی سیاسی چال سے جوابی خطوں میں ابوبکر و عمر کی مذمت کروانا چاہتا تھا۔

(۱): صحیح بخاری، کتاب الادب، باب المدارات مع الناس، ج ۸، ص ۳۱۔

پس جناب امیرؑ نے مذکورہ سنتِ نبویؐ پر عمل کرتے تھے اور معاویہ کے خطوط کے جواب میں نرم رویہ اختیار کرتے تھے۔ کیونکہ بت پرستوں کے سامنے بتوں کو برا کہنے سے بھی اللہ پاک کے قرآن مجید میں منع فرمایا ہے اور؛

﴿اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَ جَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ﴾ (۱)

کہ لوگوں کو اللہ کی راہ پر حکمت عملی اور اچھے موعظہ سے بلاؤ اور اس کا بھی آرڈر دیا ہے۔

پس جناب امیرؑ دل سے تو جناب ابوبکر و عمر کو برا جانتے تھے لیکن معاویہ کے خطوط کے جواب میں ان دونوں کا ذکر نہایت ہی محتاط انداز میں فرماتے تھے۔ اور ذو معنی الفاظ ذکر کرتے تھے تاکہ مسلمانوں کا ماموں، باغی امت، سنی رعایا کو جو کہ پہلے ہی غلط عقیدہ رکھتے تھے، مزید غلط راہ پر نہ لگا سکے۔ اگر وقت کی مصلحت کے پیشِ نظر کافروں کے مطالبہ کو مانتے ہوئے نبی پاکؐ اپنے نام سے رسول اللہؐ کٹوا سکتے ہیں تو جناب امیرؑ بھی معاویہ کے شر سے محفوظ رہنے کی خاطر ابوبکر و عمر کا ذکر ذو معنی الفاظ میں کر سکتے ہیں اور نیز قرآن میں بھی ایسی آیات ہیں کہ جن میں مخاطبین کو ناواقف رکھا گیا ہے۔

کَمَا فِیۡ قَوۡلِہٖ تَعَالٰی: ﴿وَ اِنَّاۤ اَوۡ اِیَّاکُمۡ لَعَلٰی ہُدًی اَوۡ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ﴾ (۲)

### تیسرا جواب

مذکورہ جملے جناب امیر المؤمنینؑ کے خط کے شیعوں کی کسی معتبر کتاب میں باسناد نہیں ملتے۔ پس ان الفاظ کا کلامِ امام ہونا بھی مشکوک ہے اور نیز مذکورہ الفاظ کا دیگر معتبر اور صحیح روایات کے مضمون سے تعارض ہے۔ پس صحیح کلام کے ہوتے ہوئے مشکوک کلام کو نہیں لیا جاتا اور اگر اہل سنت دوستوں کی ہمارے مذکورہ بیان سے تسلی نہیں ہوئی تو ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ "منہاج السنہ" سے حوالہ گزر چکا ہے کہ نبی کریمؐ نے ایک مرتبہ نماز میں لات و عزیٰ، ان دونوں بتوں کی تعریف کی تھی۔ پس جس طرح بت اپنی مذکورہ تعریف سے خدا نہیں ہو سکتے اسی طرح ابوبکر و عمر بھی مذکورہ تعریف سے خلیفے برحق نہیں ہو سکتے۔ اگر ابوبکر و عمر اچھے

(۱): پارہ ۱۴، سورہ نحل، آیت ۱۲۵۔

(۲): پارہ ۲۲، سورہ سباء، آیت ۲۴۔

لوگ تھے تو جناب امیرؑ نے "بخاری شریف" گواہ ہے کہ ابوبکر کی چھ ماہ تک بیعت کیوں نہیں کی تھی؟ اور جو شخص چھ ماہ تک جھوٹا رہے، وہ بعد میں تا وفات سچا خلیفہ بھی نہیں ہو سکتا۔

## جناب عمر کے متعلق قرطاس ابیض

جناب عمر کی وہ خامیاں کہ جن کی وجہ سے وہ ملتِ مسلمہ میں احترام کی نگاہ سے نہیں دیکھے جاتے؛

۱. جناب عمر نے نبیؐ کی وفات کے وقت حضورؐ کے حکم کو بے ہودہ کلام سے تعبیر کیا تھا۔[۱] (اور یہ عمر صاحب کی نبی کریمؐ کی شان میں گستاخی ہے۔)

۲. جناب عمر نے ابوبکر کی غیر قانونی حکومت منوانے کے لئے بنت نبیؐ فاطمہؑ کو ان کے گھر جلانے کی دھمکی دی تھی۔[۲] (اور یہ آلِ نبیؐ پر ظلم ہے)

۳. جناب عمر نے ابوبکر کی غیر قانونی خلافت منوانے کی خاطر نبیؐ کی بیٹی فاطمہؑ کو مارا تھا۔ جس سے بی بی کے شکم کا بچہ شہید ہو گیا۔[۳]

۴. جناب نے عمر نے ابوبکر کو الیکشن میں کامیاب کرانے کی خاطر ان کے پولنگ سٹیشن پر کنٹرول کی خاطر نبی پاکؐ کے جنازہ کو چھوڑ کر چلے گئے تھے۔[۴]

۵. جناب عمر نے سیاسی غرض کی وجہ سے وفاتِ نبیؐ کا انکار کیا تھا۔[۵] (اور یہ حکم قرآن کی مخالفت ہے)

۶. جناب عمر کو خدا اور رسولؐ نے خلیفہ نہیں بنایا تھا بلکہ ابوبکر کی بوقتِ موت بے ہوشی میں عثمان نے عمر کو نامزد کر دیا تھا۔[۶] (اور یہ عدل و انصاف نہیں بلکہ دینِ حق سے بغاوت ہے)

---

(۱): صحیح بخاری، کتاب العلم، (ج ۱)، ص ۳۴، صحیح مسلم، باب ترک الوصیۃ، ج ۲، ص ۱۴۔

(۲): تاریخ طبری، ج ۴، ص ۱۸۱۸۔

(۳): الملل والنحل، ج ۱، ص ۷۰، ذکر النظامیہ۔

(۴): کنز العمال، ج ۳، ص ۱۴۰، کتاب الخلافۃ مع الامارۃ۔

(۵): بخاری شریف، ج ۵، ص ۷، باب فضل ابی بکر، نیز ج ۶، ص ۱۴۔

(۶): الطبقات الکبریٰ، ج ۳، ص ۲۰۰، ذکر وفات ابی بکر، تاریخ خمیس، ج ۲، ص ۲۴۱۔

۷. جناب عمر نے اس لفافہ پر جس میں خلافت کی خاطر انہی کا نام تھا لوگوں سے جبراً بیعت لی۔ [۱](اور یہ ایک بدعت ہے اور قرآن و سنت کے مخالف ہے)

۸. جناب عمر کو لقبِ فاروق یہودیوں نے عطا کیا تھا۔[۲](اور یہ عطیہ، عمر کے لئے کوئی فضلیت نہیں بلکہ بدعت ہے)

۹. جناب عمر کو لقب "امیر المؤمنین" ولید بن ربیعہ یا مغیرہ بن شعبہ نے خوشامد کے لئے دیا تھا۔[۳](پس اس لقب میں عمر کے لئے کوئی فضیلت نہیں بلکہ یہ بھی ایک بدعت ہے)

۱۰. جناب عمر کو اپنی خلافت میں شک تھا۔[۴]

۱۱. جناب عمر کا اقرار کہ حضرت علیؑ مجھ کو اور ابوبکر کو جھوٹا، گنہگار، دھوکے باز اور خیانت کار سمجھتے تھے۔[۵]

۱۲. جناب عمر کا موجودہ قرآن پر ایمان نہ تھا کیونکہ ان کے عقیدہ میں اصلی قرآن کے دس لاکھ ستائیس ہزار حروف ہیں اور موجودہ قرآن میں حروف کی یہ تعداد نہیں ہے۔[۶]

۱۳. جناب عمر نے صلح حدیبیہ کے وقت نبی پاکؐ کی صلح پر طنز کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ کیا کمینگی ہے؟؟؟[۷]

۱۴. جناب عمر اسلام لانے کے بعد کفار کے ڈر سے گھر میں چھپ کر بیٹھ گئے۔[۸](اور یہ ان کی بزدلی ہے)

---

(۱): الامامۃ والسیاسۃ، ص۱۹۔

(۲): اسد الغابہ، ج۴، ص۱۵۱، تاریخ طبری، ج۵، ص۱۵، مطبوعہ مصر۔

(۳): اسد الغابہ، ج۴، ص۱۰۷، ذکر عمر، ادب المفرد للامام بخاری، باب امیر المؤمنین کو سلام، ص۴۵۲۔

(۴): تاریخ الخلفاء، ص۱۳۷۔

(۵): صحیح مسلم، ج۲، ص۷۱، باب حکم الفئی، صحیح بخاری، ج۹، ص۹۹، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ۔

(۶): تفسیر اتقان، ص۸۸۔

(۷): صحیح بخاری، کتاب الشادات باب شروط الجہاد، ج۳، ص۱۹۶۔

(۸): بخاری شریف، ج۵، ص۴۸، باب اسلام عمر۔

۱۵. جناب عمر نے صلح حدیبیہ کے وقت اقرار کیا تھا کہ مجھے نبوت پر شک گزرا ہے۔[۱] (اور ایسا شک ایمان کی بربادی ہے)

۱۶. جناب عمر جنگِ احد میں نبیؐ کو دشمن کے نرغے میں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔[۲] (اور یہ نبیؐ سے بے وفائی ہے)

۱۷. جناب عمر جنگِ خیبر میں کفار کے مقابلے سے بھاگ آئے تھے اور لشکر نے ان کی بزدلی کی شکایت کی تھی۔[۳]

۱۸. جناب عمر جنگِ حنین سے بھی بھاگ گئے تھے اور اسلام کے لئے رسوائی کا باعث بنے۔[۴]

۱۹. جناب عمر نے جنگِ خندق میں نبیؐ کے اس حکم کی "جاؤ کفار کی خبر لاؤ" نافرمانی کی تھی۔[۵]

۲۰. جناب عمر، نبیؐ کی بیویوں پر آوازیں کستا تھا جب کہ وہ رات کے وقت رفع حاجت کے لئے مدینہ سے باہر جاتی تھیں۔[۶]

۲۱. جناب عمر شراب حرام ہونے کے بعد بھی شراب پیتے رہے۔[۷]

۲۲. جناب عمر کو شراب کے حرام ہونے کا یقین نہ آتا تھا اور کلامِ خدا پر اعتبار نہ آتا تھا۔[۸]

۲۳. جناب عمر کی دنیا سے جاتے وقت آخری غذا شراب تھی۔[۹]

---

(۱): تاریخ خمیس، ج۲، ص۲۲، سنہ۶، تفسیر خازن، ج۶، ص۱۷۳۔

(۲): تفسیر در منثور، ج۲، ص۸۸، سورہ آل عمران، بخاری شریف، ج۶، ص۳۹، کتاب التفسیر، ازالۃ الخفاء، ج۲، ص۳۲، مطبوعہ کراچی۔

(۳): المستدرک للحاکم، کتاب المغازی، ج۳، ص۳۷، ازلۃ الخفاء، ج۳، ص۱۷۷۔

(۴): صحیح بخاری، کتاب الجہاد، ج۴، ص۹۲۔

(۵): تفسیر در منثور، ج۵، ص۱۸۵، س الاحزاب۔

(۶): صحیح بخاری، ج۱، ص۳۷، کتاب الوضوء۔

(۷): المستطرف فی کل فن مستطرف، باب تحریم خمر۔

(۸): مسند احمد حنبل، ج۱، ص۳۱۷، مسند عمر، سنن نسائی، ج۸، ص۲۷۸، باب تحریم خمر۔

(۹): ریاض النضرۃ، ج۲، ص۱۸۲، ذکر وفات عمر۔

۲۴. جناب عمر کا ایمان پر مرنا مشکوک ہے۔[۱]

۲۵. جناب عمر کو گالیاں دینا کفر نہیں ہے۔[۲]

۲۶. جناب عمر کا نام ابن مسعود نے خلافت کی خاطر نبی پاکؐ کے سامنے پیش کیا تھا لیکن نبی کریمؐ نے اسے ناپسند فرما کر ٹھکرا دیا تھا۔[۳]

۲۷. جناب عمر کا آروز کرنا کہ کاش میں پاخانہ ہوتا۔[۴] (یہ آرزو کرنا ناشکری اور کفر ہے)

۲۸. جناب عمر جہنم کا تالا ہے۔[۵] (اور بہتر تو یہ تھا کہ جہنم کا گیٹ ہوتا)

۲۹. جناب کا اقرار کرنا اپنے نفاق کے بارے میں۔[۶] (اور عقل مند غلط اقرار نہیں کرتا)

۳۰. جناب عمر نے ابوبکر سے مل کر حضرت علیؑ کی حق تلفی کی تھی۔[۷] (جو کہ ظلم ہے)

۳۱. جناب عمر، بی بی عائشہ کو نبی کریمؐ کی دوسری بیویوں کی نسبت وظیفہ دو ہزار زیادہ دیتا تھا۔[۸] (جو کہ سیاسی رشوت تھی)

۳۲. جناب عمر نے بارہ سال کی مدت میں سورہ بقرہ یاد کی تھی۔[۹] (جو کہ ان کی کند ذہنی کا ثبوت ہے)

۳۳. جناب عمر نے ابوہریرہ کی پٹائی کر دی صرف اس لئے کہ وہ بحکم پیغمبرؐ کلمۂ توحید کی شان بتا رہا تھا۔[۱۰]

---

(۱): شرح فقہ اکبر، ص ۱۰۸، مطبوعہ مصر۔

(۲): شرح فقہ اکبر، ص ۲۷، مطبوعہ مصر۔

(۳): فتاویٰ عبدالحیؒ، ص ۱۴۲۔

(۴): نور الابصار، ص ۶۶، ذکر عمر۔

(۵): ریاض النضرہ، ج ۲، ص ۴۸، فصل ۶۔

(۶): میزان الاعتدال، ذکر زید بن وہب۔

(۷): مروج الذہب، ج ۲، ص ۶۰، ذکر معاویہ۔

(۸): ازالۃ الخفاء، ج ۳، ص ۲۴۲، مطبوعہ کراچی، تاریخ بغداد، ج ۴، ص ۶۲۔

(۹): تفسیر در منثور، ج ۱، ص ۲۱۔

(۱۰): صحیح مسلم، ج ۱، ص ۳۴، کتاب الایمان۔

۳۴. جناب عمر گالیاں دیتا تھا۔[۱] (اور یہ بد زبانی شرفا کی شان نہیں ہے)

۳۵. جناب عمر نے خود حجر اسود چومتے وقت نبی کریمؐ پر طنز کیا تھا۔[۲] (جو کہ بے ادبی ہے)

۳۶. جناب عمر، نبی کریمؐ کے زمانے میں دوکانداری کرتا تھا، علم نبویؐ حاصل نہیں کرتا تھا۔[۳] (جو زیورِ علم سے خالی ہے وہ خلافت کے لائق نہیں ہے)

۳۷. جناب عمر نماز میں لشکر کی تیاری کے بارے میں سوچتا رہتا تھا۔[۴] (اور یہ ذکرِ الٰہی سے لا پرواہی ہے جو کہ ایمان کی کمزوری پر دلالت کرتی ہے)

۳۸. جناب عمر کے بخل پر ابوہریرہ کی گواہی۔[۵] (اور بخیل لائقِ خلافت نہیں ہے)

۳۹. جناب عمر خود باب الفتنۃ تھے۔[۶] (عقل مند کو فتنہ سے دور رہنا چاہیے)

۴۰. جناب عمر دربارِ نبویؐ میں شور و غل کرتا تھا۔[۷] (جو کہ دربارِ رسالتؐ کی توہین ہے)

۴۱. جناب عمر نے اپنی بیٹی حفصہ سے وہ بات پوچھی جو بیوی سے پوچھی جاتی ہے کہ عورت کتنی مدت بعد شوہر کے لئے بے قرار ہوتی ہے۔[۸]

۴۲. جناب عمر رات کے وقت لوگوں کے گھروں میں جھانک کر ان کے عیب تلاش کرتا تھا۔[۹] (جو کہ حکمِ قرآن کی مخالفت ہے)

---

(۱): صحیح بخاری، ج۱، ص۱۱۸، کتاب الصلوٰۃ۔

(۲): بخاری شریف، ج۲، ص۱۴۹، کتاب الحج۔

(۳): صحیح بخاری، ج۱، ص۱۳۱، کتاب العلم۔

(۴): صحیح بخاری، ج۲، ص۷۲، کتاب الصلوٰۃ۔

(۵): صحیح بخاری، ج۸، ص۹۶، باب فضل الفقر۔

(۶): صحیح بخاری، ج۹، ص۵۴، ریاض النضرۃ، ج۲، ص۷۴۔

(۷): صحیح بخاری، ج۹، ص۹۷، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔

(۸): ازالۃ الخفاء، ج۲، ص۱۸، فصل۶، تاریخ الخلفاء، ص۱۴۲۔

(۹): ازالۃ الخفاء ج۲، ص۲۶۹۔

۴۳. جناب عمر اپنی بیوی سے غیر فطری طریقے پر ہم بستری کرتا تھا۔[۱] (اس چیز نے ان کی خلافت کو چار چاند لگا دیئے)

۴۴. جناب عمر نے بقول معاویہ امتِ رسولؐ میں اختلاف کا بیج بویا ہے۔[۲] (اور اس چیز نے امت کو گمراہ کیا ہے)

۴۵. جناب عمر وقتِ وفات بنوہاشم کی حق تلفی کے باعث بے چین تھے۔[۳] (اور یہ ظلم کا اقرار ہے)

۴۶. جناب عمر نے حضرت علیؑ کو اپنے کسی کارِ خلافت میں شریک نہیں کیا تھا۔[۴] (اور یہ ان کے بغض کا منہ بولتا ثبوت ہے)

۴۷. جناب عمر نے نبی کریمؐ کو بجائے، قرآن مجید کے تورات سنا کر اذیت دی تھی۔[۵]

۴۸. جناب عمر کے وقتِ وفات بنک اسلامی کا چھیاسی ہزار روپیہ ان کے ذمہ واجب الادا تھا۔[۶] (اور یہ مسلمانوں کے مال میں دھاندلی ہے)

۴۹. جناب عمر نے متعۃ النساء کو حرام کیا تھا۔[۷] (حالانکہ قانون سازی کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے)

۵۰. جناب عمر نے اذان میں "اَلصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کہنے کی بدعت کو جاری کیا۔[۸]

۵۱. جناب عمر نے نمازِ تراویح کی بدعت جاری کی۔[۹]

---

(۱): ترمذی شریف، باب التفسیر، پارہ ۲، مسند احمد حنبل، ج ۴، ص ۲۴۶، مسند ابن عباس۔

(۲): عقد الفرید، ج ۲، ص ۲۱۲، ذکر وفات عمر۔

(۳): صحیح بخاری، ج ۵، ص ۱۳، باب مناقب عمر۔

(۴): مروج الذہب، ج ۲، ص ۶۰، ذکر معاویہ۔

(۵): مشکوۃ شریف، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ازالۃ الخفاء، ج ۲، ص ۱۹۷۔

(۶): اسد الغابہ، ج ۲، ص ۱۷۹۔

(۷): صحیح مسلم، ج ۱، ص ۵۳۵، مسند احمد بن حنبل، ج ۵، ص ۴۸، مسند ابن عباس۔

(۸): نیل الاوطار، ج ۲، ص ۴۳، باب صفۃ اذان۔

(۹) صحیح بخاری، ج ۳، ص ۴۵، کتاب الصوم۔

۵۲. جناب عمر کو نبی کریمؐ نے نماز کی امامت کرانے سے روکا تھا۔[1]

۵۳. جناب عمر کی بد خلقی کی شکایت اصحابِ نبیؐ نے ابو بکر سے کی تھی۔[2]

۵۴. جناب عمر کا علمِ غیب جاننے کا دعویٰ۔ (قصہ ساریۃ الجبل)[3] (علم غیب جاننے والا بیٹی سے مسئلہ نہیں پوچھتا)

۵۵. جناب عمر کا ایک جن سے کشتی کرنے کا ڈھکوسلا۔[4] (کیونکہ یہ رستمِ عرب بچپن میں خالد بن ولید سے کشتی لڑتا تھا اور ٹانگ تڑوا بیٹھا تھا)

۵۶. جناب عمر نے اپنی بیٹی حفصہ کی طلاق کے وقت غم سے اپنے سر میں خاک ڈالی تھی۔[5] (اور یہ بدعت عمر ہے)

۵۷. جناب عمر نے سیاہ لباس پہنا تھا۔[6] (جو کہ بقول اہل سنت دوزخیوں کا لباس ہے)

۵۸. جناب عمر نے عبد الرحمن صحابی کو گالیاں دی تھیں کہ یہ فرعونِ امت ہے۔[7]

۵۹. جناب عمر کے کلام کی نبیؐ کی نظر میں کوئی وقعت نہ تھی۔[8]

۶۰. جناب عمر ضدی تھا۔ ابو بکر کی ایک تحریر پر تھوکا اور مٹا دیا۔[9]

۶۱. جناب عمر نے اپنے بخیل ہونے کا اقرار کیا تھا۔[10]

---

(۱): سیرۃ ابن ہشام، ج۴، ص ۶۵۲، ذکر وفات النبی۔

(۲): اسد الغابہ، ج۴، ص ۱۶۸، بخاری شریف، ج۵، ص ۱۱، باب مناقب عمر۔

(۳): صواعق محرقہ، ص ۶۰، ذکر عمر، ریاض النضرہ، ج۲، ص ۳۷۔

(۴): ریاض النضرۃ، ج۲، ص ۴۲، فصل ۶۔

(۵): حلیۃ الاولیاء، ج۲، ص ۵۱، معارج النبوۃ، رکن چہارم، باب ۵۔

(۶): ریاض النضرۃ ج۲، ص ۱۵۹۔

(۷): الامامت والسیاست، ج۱، ص ۲۳۔

(۸): صحیح مسلم، ج۲، ص ۸۴، غزوہ بدر۔

(۹): کتاب الاموال، ص ۱۷۷، باب الاقطاع۔

(۱۰): تاریخ الخلفاء ص ۱۳۹، تاریخ خمیس، ج۲، ص ۱۴۱۔

۶۲. جناب عمر بیت المال سے قرض لے کر ٹال مٹول کرتا تھا۔[۱]

۶۳. جناب عمر ماتم بھی کرتا تھا جیسا کہ نعمان بن مقرن پر کیا تھا۔[۲]

۶۴. جناب عمر نے ایک وقت میں تین طلاق کو نافذ کیا اور پھر فوراً ہی نکاحِ ثانی کے لئے حلالہ کی ضرورت۔[۳] (بدعتِ عمر ہے اور زنا ہے)

۶۵. جناب عمر کی ایک سرکشی نبی کریمؐ کے حضور میں کہ اس میت کا جنازہ مت پڑھو۔[۴]

۶۶. جناب عمر کی سیرت پر چلنے سے جناب امیرؑ نے انکار فرمایا تھا۔[۵] (چونکہ وہ سیرت غیر شرعی تھی)

۶۷. جناب عمر نے چار تکبیر والی نمازِ جنازہ جاری کی۔[۶] (یہ سنتِ عمر ہے نہ کہ سنتِ نبویؐ)

۶۸. جناب عمر، اللہ کے حضور میں غیر معصوم کو وسیلہ بنا کر دعا مانگتے تھے۔[۷] (اور اس میں وہابی مذہب کی بربادی ہے)

۶۹. جناب عمر کے نسب پر اعتراضات، حوالے اسی کتاب میں مذکور ہیں۔

۷۰. جناب عمر کے علت المشائخ میں مبتلا ہونے کا ثبوت، بحث اسی کتاب میں مذکور ہے۔

۷۱. جناب عمر نے ام کلثوم بنت ابی بکر پانچ سالہ شہزادی سے اپنے بڑھاپے میں شادی کی، حوالے اسی کتاب میں مذکور ہیں۔

۷۲. جناب عمر کافروں کے گھر پیدا ہوئے اور کافی عرصہ تک خود بھی کافر رہے۔[۸]

---

(۱): تاریخ الخلفاء، ص ۱۳۹۔

(۲): عقد الفرید، ج ۲، ص ۵۔

(۳): صحیح مسلم، ج ۱، ص ۴۷۵، باب طلاق الثلاث۔

(۴): سنن نسائی، ج ۳، ص ۳۷، باب القمیص فی الکفن۔

(۵): مسند امام احمد بن حنبل، ج ۲، ص ۱۵، عقد الفرید، ج ۲، ص ۲۱۳، تاریخ الخلفاء، ص ۱۵۴۔

(۶): تاریخ الخلفاء، ص ۱۳۷۔

(۷): بخاری شریف، ج ۲، ص ۲۷، کتاب الصلوٰۃ۔

(۸): تاریخ الخلفاء، ذکر اسلام عمر۔

۷۳. جناب عمر روضۂ نبیؐ میں دفن ہو کر بی بی عائشہ کے لئے مصیبت بن گئے کیونکہ بی بی عائشہ کو عمر کے مردہ جسم سے پردہ کرنا پڑتا تھا۔ (۱)

۷۴. جناب عمر اپنی غلط کاریوں کے حساب سے قبر میں بارہ سال کے بعد فارغ ہوئے۔ (۲)

۷۵. جناب عمر نے اپنے جگری یار مغیرہ بن شعبہ کو زنا کی سزا سے بچانے کی خاطر ایک گواہ کو غلط پٹی پڑھائی اور باقی تین گواہوں پر تہمت کی حد جاری کی۔ (۳)

۷۶. جناب عمر نے لشکر اسامہ کے ہمراہ جانے سے گریز کیا تھا اور گریز کرنے والوں پر نبی کریمؐ نے نفرین کی تھی۔ (۴)

۷۷. جناب عمر نے اسامہ کو دوبارہ امیر بنانے میں ابوبکر کی مخالفت کی تھی اور ابوبکر نے عمر کی داڑھی پکڑ کر کھینچی تھی۔ (۵)

۷۸. جناب عمر بیعتِ ابوبکر کو ایک فتنہ اور فلتہ جانتے تھے۔ (۶) (پس نصوصِ خلافتِ ابوبکر باطل ہو گئی)

۷۹. جناب عمر نے سیدہ فاطمہ زہراؑ کا وثیقۂ فدک چاک کر کے بی بی کو ناراض کیا تھا۔ (۷)

۸۰. جناب عمر نے سعد بن عبادہ صحابیِ رسولؐ کے بے گناہ قتل کا حکم دیا تھا۔ (۸)

۸۱. جناب عمر نمازیوں کی صفوں پر درے برساتا تھا۔ (۹)

---

(۱): مشکوٰۃ شریف، ص ۱۵۴۔

(۲): تاریخ الخلفاء، ص ۱۵۴۔

(۳): فیض الباری شرح بخاری، ج ۳، ص ۳۸۶، مطبوعہ مصر، تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۱۳۶۔

(۴): مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۴۰۹، ذکر وقائع سنہ ۱۱۔

(۵): تاریخ کامل ابن اثیر، ج ۲، ص ۱۶۱، ذکر انفاذ جیش۔

(۶): سیرت حلبیہ، ج ۳، ص ۴۸۲، تاریخ کامل، ج ۲، ص ۱۵۷۔

(۷): سیرت حلبیہ، ج ۳، ص ۴۸۴، ذکر وفات نبیؐ۔

(۸): سیرت حلبیہ، ج ۳، ص ۴۸۲، تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۱۱۴، صحیح بخاری، ج ۸، ص ۱۷، باب رجم الحبلیٰ۔

(۹): الامامت والسیاست، ج ۱، ص ۳۰۔

۸۲. جناب عمر نے نبیؐ کی بیٹی سیدہ فاطمہ زہراؑ کو ناراض کیا تھا اور بی بی نے فرمایا تھا کہ میں اپنے باپ رسول اللہؐ سے عمر کی شکایت کروں گی۔ (۱)

۸۳. جناب عمر نے خلیفہ سازی کے لئے شوریٰ والی بدعت جاری کی۔ (۲)

۸۴. جناب عمر نے حق مہر کی مقدار معین کی اور یہ مخالفتِ قرآن ہے۔ (۳)

۸۵. جناب عمر کو اپنی جان نبی کریمؐ سے زیادہ پیاری تھی۔ (۴)

۸۶. جناب عمر کی تمام اولاد یزید نواز تھی۔ (۵) (اور یہ ان کی تربیت کا اثر تھا)

۸۷. جناب عمر کا اقرار کہ ابوبکر کو نبی کریمؐ نے خلیفہ نہیں بنایا تھا۔ (۶) (پس نصوصِ خلافتِ ابوبکر جھوٹی ہیں)

۸۸. جناب عمر کا اقرار کہ حضرت علیؑ اور عباس نے ابوبکر کی خلافت کی مخالفت کی تھی۔ (۷) (پس حق علیؑ کے ساتھ ہے)

۸۹. جناب عمر نے نبیؐ کی شان میں گستاخی کی تھی اور نبی کریمؐ نے ناراض ہوکر عمر کو دربارِ رحمت سے نکال دیا تھا۔ (۸)

۹۰. نبی کریمؐ کی بیٹی سیدہ زہراؑ نے وصیت کی تھی کہ عمر کو میرے جنازے میں شامل نہ ہونے دیا جائے۔ (۹)

---

(۱): الامامت والسیاست، ج۱، ص۱۴۔

(۲): تاریخ طبری، ذکر شوریٰ۔

(۳): تحفہ اثناعشریہ، ذکر مطاعن عمر۔

(۴): صحیح بخاری، ج۸، ص۱۲۹، کتاب الایمان والنذور۔

(۵): صحیح بخاری، ج۸، ص۵، کتاب الفتن۔

(۶): صحیح بخاری، ج۹، ص۸۱، کتاب الاحکام، باب الاستخلاف۔

(۷): صحیح بخاری، ج۸، ص۱۶۹، کتاب المحاربین، باب رجم الحبلیٰ۔

(۸): صحیح بخاری، ج۷، ص۱۲۰، کتاب الطب، باب قول المریض قوموعنی۔

(۹): شرح ابن ابی الحدید، ج۲، ص۳۰، ط بیروت۔

۹۱. جناب عمر نبی کریمؐ سے اپنے باپ کا نام پوچھنے سے گھبرا گیا تھا۔[۱] (پس دال میں کالا کالا ہے)

۹۲. جناب عمر نے شجرۂ بیعتِ رضوان کو کاٹ دیا تھا۔[۲] (پس صحابہ کی بیعت رضوان کو برباد کر دیا)

۹۳. جناب عمر کو نبی کریمؐ نے سوئی کے سوراخ کے برابر بھی مسجد کی طرف سوراخ رکھنے سے روک دیا تھا۔[۳]

۹۴. جناب عمر حالتِ جنابت میں بھی نماز پڑھا دیا کرتے تھے۔[۴]

۹۵. جناب عمر نے حالتِ روزہ میں ایک کنیز سے ہمبستری کر کے روزہ توڑ دیا تھا۔[۵]

۹۶. جناب عمر سورج ڈوبنے سے پہلے ہی روزہ افطار کر لیتے تھے۔[۶]

۹۷. جناب عمر بغیر بسم اللہ پڑھے، نماز پڑھتے تھے۔[۷]

۹۸. جناب عمر کو نبی کریمؐ کی بیٹی سیدہ فاطمہؑ زہراؑ نے فرمایا تھا کہ میرے گھر سے نکل جاؤ، ورنہ میں سر کے بال کھول کر تمہارے لئے بددعا کروں گی۔[۸]

۹۹. جناب عمر نے اقرار کیا تھا کہ لَوْلَا عَلِیٌّ لَھَلَکَ عُمَرُ[۹]

۱۰۰. جناب عمر کو امام حسینؑ نے فرمایا تھا: "اِنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِ اَبِیْ" میرے باپ کے منبر سے اتر آؤ۔[۱۰]

---

(۱): صحیح بخاری، ج۱، ص۲۶، کتاب العلم۔

(۲): عمدۃ القاری شرح بخاری، ج۸، ص۲۸۴، مطبوعہ مصر۔

(۳): جذب القلوب، ۱۳۵۔

(۴): کنز العمال، ج۴، ص۲۲۲، کتاب الصلوٰۃ۔

(۵): کنز العمال، ج۴، ص۳۲۷، کتاب الصوم۔

(۶): کنز العمال، ج۲، ص۳۲۷، کتاب الصوم۔

(۷): تاریخ بغداد، ج۱۰، ص۱۳۹، ذکر عبد اللہ بن محمد البزاز۔

(۸): تاریخ یعقوبی، ج۲، ص۱۱۶، خبر سقیفہ۔

(۹): نحو میر، ذکر لولا۔ (فصل ثالث، بیان حروف غیر عاملہ، تیرھواں حرف، لولا۔ سید مجبی)

(۱۰): صواعق محرقہ۔ (کنز العمال، ج۱۳، ص۶۵۴، ذکر امام حسینؑ، مطبوعہ مؤسسہ رسالہ، طبعہ خامسہ، ۱۴۰۱ھ۔ سید مجبی)

۱۰۱. جناب عمر نے ابوبکر کی غیر قانونی حکومت منوانے کے لئے حضرت علیؑ کو قتل کی دھمکی دی تھی۔[1]

**نوٹ**

**تن همه داغ داغ شد پنبه کجا کجا نهی**

جناب عمر کے بارے میں قرطاسِ ابیض میں ذکر کئے گئے اعتراضات کے ثبوت میں جن کتابوں کے حوالے دیئے گئے ہیں وہ تمام کتابیں اہل سنت دوستوں کی ہیں اور مذکورہ اعتراضات بطورِ نمونہ کے ہیں ورنہ خامیاں اور عیب تو حضرت عمر میں بہت زیادہ ہیں جو بڑی کتابوں میں مذکور ہیں۔ مذکورہ خامیاں اور عیبوں کی وجہ سے جناب عمر کو ہم نہ تو انسانیت سے اور نہ ہی اصحابیت سے نکالتے ہیں بلکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ جناب عمر کی سیرت اور کردار جگہ جگہ سے زخمی ہے۔ جناب عمر نے قدم قدم پر شریعتِ اسلام کی مخالفت کی ہے اور اولادِ رسولؐ کی دل آزاری کی ہے، خاصانِ خدا پر ظلم کیا ہے، اللہ کے پیارے نبیؐ کی مخالفت کی ہے، کسی کا ناجائز مال کھایا، کسی کو ناجائز کوڑے مارے، کسی کو گالیاں دیں، کبھی جہالت کا اقرار، کبھی بخل کا اقرار، کبھی جنگ سے فرار، پس ایسا شخص خلافتِ رسولؐ کے پاکیزہ عہدے کے لائق نہیں ہے۔ جس طرح دنیا میں کتنے آمر بادشاہ گزرے ہیں اسی طرح حضرت عمر ڈکٹیٹر اور ایک آمر حکمران تھے اور ان کی حکومت غیر آئینی اور غیر قانونی تھی اور خدا اور رسولؐ کی طرف سے ان کو کوئی سرپرستی حاصل نہ تھی۔

## بدزبان ملاؤں کو لگام دو

۱۔ فیض احمد اویسی (سنی) کہتا ہے کہ شیعہ عبداللہ بن سبا کی فریب خوردہ ذریت ہے۔

ہم مولانا سے کہتے ہیں کہ آپ اور آپ کے عقیدت مند، منافقینِ مدینہ کی شکست خوردہ اولاد ہیں۔

۲۔ مولوی صدیق کہتا ہے کہ یا علیؑ مدد کے نعرے کا افتتاح عبداللہ بن سبا نے کیا تھا۔

ہم موصوف سے عرض کرتے ہیں کہ اگر آپ کے دل میں ذرا بھر بھی انصاف ہوتا تو آپ ثبوت پیش کرتے۔ پس آپ دعویٰ مذکورہ میں جھوٹے ہیں کیونکہ ثبوت آپ کے خلاف موجود ہے۔ اہل سنت کی کتاب "مدارج النبوۃ" سے حوالہ گزر چکا ہے کہ یا علیؑ مدد پکارنے کا حکم نبی پاکؐ کو ان کی جنگوں میں ہوا ہے۔ نیز

(۱): الامامۃ والسیاسۃ، ذکر بیعت ابی بکر۔

۳۔ مولوی صدیق کہتا ہے کہ تولّی و تبرا کا بانی عبداللہ بن سباء ہے۔

اور ہم عرض کرتے ہیں کہ موصوف اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں کیونکہ تبرّا کا ثبوت کلمۂ توحید میں موجود ہے اور اس تبرا کی دعوت سب پیغمبروں نے دی ہے۔

۴۔ مولوی صدیق کہتا ہے کہ تقیہ جیسے رذیل مسئلہ کو عبداللہ بن سباء نے اسلام میں داخل کیا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ مولانا موصوف اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں کیونکہ اہل حدیث کے مایہ ناز امام بخاری نے اپنی کتاب "صحیح بخاری" میں تقیہ کے جواز کو ذکر کیا ہے اور ثبوت میں آیاتِ قرآنی پیش کی ہیں اور اپنے کسی بزرگ کا قول بھی نقل کیا ہے:

قَالَ الْحَسَنُ اَلتَّقِيَّةُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.(۱)

حسن کہتا ہے کہ تقیہ روزِ قیامت تک جائز ہے۔

اور مولوی صدیق کی وہی مثال ہے؛

ڈھٹھی کھوتے توں تے غصہ کمہارتے

تقیہ کو جائز امام بخاری بھی سمجھے اور یہ ملوانے اپنا غصہ غریب شیعوں پر جھاڑتے ہیں۔ نیز اہل سنت کے مایہ ناز عالم عبدالعزیز محدث دہلوی اپنے "تحفہ" میں لکھ گئے ہیں:

**باید دانست کہ تقیہ در اصل مشروع است بدلیل آیات قرآنی.(۲)**

کہ تقیہ شریعت میں جائز ہے کیونکہ ثبوت میں آیاتِ قرآنی موجود ہیں۔

پس اہل حدیث کے مروان مولوی صدیق کو چاہیے کہ اپنے امام بخاری اور اپنے محدث شاہ عبدالعزیز کی روح کے لئے ایک الٹی فاتحہ پڑھیں کیونکہ یہ دونوں تقیہ کو جائز مانتے تھے۔

۵۔ مولوی احسان الٰہی ظہیر اپنی کتاب "الشیعہ والسنہ، ص۲۹" میں یوں رقم طراز ہے کہ مذہبِ امامیہ اثناعشریہ عبداللہ بن سبا کے توسط سے قانونِ یہود پر مبنی ہے۔

---

(۱): صحیح بخاری، ج۹، ص۱۹، کتاب الاکراہ۔

(۲): تحفہ اثناعشریہ، ص۳۶۸، باب ۱۱، فصل سوم۔

ہم شیعہ عرض کرتے ہیں کہ ہماری کتابیں مثلاً؛ "رجال مامقانی اور جامع الرواۃ، رجال کشی" گواہ ہیں کہ ہمارے آئمہؑ نے عبداللہ بن سبا پر لعنت فرمائی ہے ان الفاظ میں:

حَرَّقَهُ اَمِيْرُالْمُؤْمِنِيْنَ بِالنَّارِ كَانَ يَزْعُمُ اَنَّ عَلِيًّا اِلٰهٌ وَاَنَّهُ نَبِيٌّ لَعَنَهُ اللّٰهُ. (۱)

کہ عبداللہ بن سبا گمان کرتا تھا کہ حضرت علیؑ خدا ہیں اور میں ان کا نبی ہوں اور جناب امیرؑ نے اسے توبہ کے انکار کے بعد آگ میں جلا دیا تھا اور خدا ابن سبا پر لعنت کرے۔

اور ہم امامیہ اثناعشریہ جناب امیرؑ کو خدا نہیں مانتے بلکہ ہم خدا صرف اللہ وحدہ لاشریک کو مانتے ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰؐ کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور حضرت علیؑ کو نبی پاکؐ کا خلیفہ بلافصل مانتے ہیں اور ابوبکر و عمرو عثمان کو دعویٰ خلافتِ رسولؐ میں غلطی پر سمجھتے ہیں۔

پس اس دکھ کی وجہ سے احسان الٰہی ظہیر، اس معاویہ خیل ملوانے نے، یزیدیت نواز ملاں نے، غریب شیعوں پر جھوٹ باندھا ہے۔

۶۔ مولوی محمد صدیق کی ایک مجرمانہ خیانت؛ اہل حدیث کے مروان نے اپنے کتابچہ کے "ص ۸۰" میں ایک عبارت شیعوں کی ایک "رجال کشی" سے تحریر کی ہے، جس میں ابن سباء کے بعض عقیدے تحریر کئے ہیں۔ لیکن اس عبارت کا آغاز اس کلام سے ہوتا ہے:

ذَكَرَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ.

کہ متعلق مذکورہ بات بعض مجہول الاسم علماء کا قول ہے، نہ کہ کسی امام کا فرمان ہے۔ چونکہ یہ جملہ صدیق صاحب کی نقل کردہ تمام عبارت کو برباد کرتا تھا پس اس مقام پر صدیق نے سقیفہ بنی ساعدہ والی عیاری دکھائی ہے اور یہ جملہ اس عبارت سے کاٹ دیا ہے اور صدیق صاحب کی تحریر کردہ عبارت سے پہلے "رجال کشی" میں پانچ عدد روایات موجود ہیں جن میں شیعوں کے اماموں نے ابن سباء پر لعنت بھیجی ہے اور ہم شیعہ بھی ابن سباء پر لعنت بھیجتے ہیں اور جو شخص ہمارے مذہب کو ابن سباء کی طرف نسبت دیتا ہے، ہم اس نطفۂ ناتحقیق پر بھی لعنت بھیجتے ہیں۔

---

(۱): جامع الرواۃ، ج۱، ص ۴۸۵، رجال کشی، ص ۷۰، رجال مامقانی، ج۲، ص ۱۸۴ باب عبداللہ۔

## شیعوں کے عقائد

مذہبِ شیعہ امامیہ اثناعشریہ کی بنیاد قرآن پاک اور سنتِ رسولؐ پر ہے اور چاریاری مذہب کے ملوانے اس کے خلاف جو کچھ لکھتے ہیں، وہ سب جھوٹ ہے اور خدا ان کذابوں سے بدلہ لے گا۔ ہم شیعہ لوگ خدائے وحدہ لاشریک کو خدائے برحق مانتے ہیں، پیدا کرنا، مارنا، روزی دینا، صحت دینا، بیماری دینا، دنیا میں کسی کو امیر رکھنا یا غریب رکھنا وغیرہ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء برحق ہیں، تمام نبیوں کے سردار خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور آنجنابؐ کے بعد حضور پر نورؐ کے جانشین برحق خلیفہ بلافصل حضرت علیؑ ہیں اور سرکارِ امیرؑ کے بعد امام حسنؑ سے لے کر امام حجتؑ تک گیارہ امام برحق ہیں اور یہ امام ذریتِ رسول اللہؐ ہیں اور اولادِ علیؑ ہیں اور موجودہ قرآن ہی اصل قرآن ہے اور اس پر ہمارا ایمان ہے اور جنت و دوزخ، صراط، حساب، قیامت برحق ہیں اور نماز، روزہ، حج، زکوۃ، خمس اور جہاد، تولیّٰ و تبرّا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، یہ امور مخصوص شرائط کے ساتھ فرض ہیں۔

## آخری گذارش

مسئلہ عقدِ ام کلثوم میں بندہ نے شیعہ نقطہ نگاہ کی ترجمانی کی ہے اور اہل سنت بھائیوں کی طرف سے پیش کردہ دلیلوں کا دفاع کیا ہے۔ مذکورہ مسئلہ پر اہل سنت بھائیوں کی کتابوں کا بندہ نے مطالعہ کیا تو ہر کتاب میں دلآزار فقروں اور مخالفانہ چوٹوں کی بھرمار تھی۔ پس بندہ نے بھی بعض مقامات پر اپنی تحریر میں کچھ ترشی پیدا کر دی ہے کیونکہ شرافت کی منڈی پر صرف ہمارا ہی قبضہ نہیں ہے۔ اگرچہ مذہبی کتابوں میں یہ رویہ نہیں ہونا چاہیے لیکن مولانا احسان الٰہی ظہیر جیسے لوگوں نے اپنی کتاب "الشیعہ والسنہ" میں بیچارے شیعوں کے مسلمان ہونے سے بھی انکار کر دیا ہے اور صاف الفاظ میں شیعوں کو یہودی اور مجوسی لکھ دیا۔ تو ہم نے سوچا کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور یہ ملوانے جب منبروں اور اسٹیجوں پر جائیں تو کچھ کہتے ہیں اور جب تحریر کی راہ میں آئیں تو کچھ لکھتے ہیں۔ جب الیکشن ہو تو کہتے ہیں کہ عباسؑ کے صدقے جیتیں گے، حسنینؑ کے صدقے جیتیں گے، علیؑ کے صدقے جیتیں گے اور جب الیکشن ختم ہوا اور مطلب پورا ہو جائے تو

كُلُّ شَیءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِهٖ

اپنے مکار پیشوا حضرت معاویہ کی طرح تمام وعدوں سے پھر جاتے ہیں۔

پس اہل سنت کے رویہ سے دل برداشتہ ہو کر مجبوراً ہمیں بھی اپنی تحریر میں کچھ ان جیسا رنگ پیدا کرنا پڑا ہے۔ لیکن نوک جھونک ہماری صرف ملوانہ برادری کے لئے ہیں اور عام اہل سنت بھائیوں سے ہم معذرت خواہ ہیں۔

# ختم شد

ابتدا: ۱۰؍ اگست ۱۹۷۸ء، بروز جمعرات

اختتام: ۱۳؍ مئی ۱۹۷۹ء، بروز اتوار

غلام حسین نجفی

سرپرست ادارہ تبلیغ اسلام

ماڈل ٹاون، ایچ بلاک، لاہور

## کتابشناسی در ردّ افسانہ عقد حضرت ام کلثوم بنت علی علیہاالسّلام

حضرت ام کلثوم سلام اللہ علیہا کے بارے میں حدیثی، تاریخی، سیرت اور تراجم کی کتابوں میں کم و بیش بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ بی بی کے حالات زندگی کے بارے میں مطالعہ کرنے کے لیے کتب مربوطہ کی طرف رجوع فرمائیں۔ یہاں پر فقط ان کتابوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جن کے مصنفین نے فقط داستانِ عقد نکاح حضرت ام کلثوم بنت علی علیہا السلام با خلیفہ دوم عمر ابن خطاب کو موضوع تحقیق قرار دیتے ہوئے اس کے ردّ و ابطال پر لکھا ہے۔ اسی حوالے اس موضوع پر لکھی جانے والی کتب کی تفصیلات کے لیے ہماری دوسری کاوش "**کتاب شناسی توصیفی در ردّ شبہات اہل سنت**" کی طرف رجوع فرمائیں۔ جس طرح ہم نے شہید علامہ غلام حسین نجفی رضوان اللہ تعالی علیہ کی کتاب "جاگیر فدک" کی جدید طباعت کے وقت فدک کے موضوع پر لکھی جانے والی کتب کا اجمالی تعارف کرایا تھا، اسی طرح یہاں پر فقط اجمالی طور پر ردّ عقدِ حضرت ام کلثوم با خلیفہ دوم کے موضوع پر تحریر کی جانے والی کتب کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے:

**الادغام الاناف الخصوم فی تحقیق الانیق تزویج ام کلثوم الموسوم به رساله الهامیه**

**تألیف:** شیخ فضل علی، صاحب کتاب "لهب النیران لاحراق محرق القرآن"

**ناشر:** مطبع اثنا عشریہ لکھنو، ۱۲۹۳ھ

۱. **ازدواج افسانه ای حضرت ام کلثوم**

**تألیف:** دکتر نادر پاکنهاد-مخطوط-

۲. **ازدواج ام کلثوم افسانه یا حقیقت؟**

**تألیف:** علی اکبر مهدی پور

**ناشر:** رسالت، چاپ اول، قم، ۱۳۸۷ش

۳. **ازدواج ام کلثوم با عمر**

**تألیف:** سید علی حسینی میلانی

**ناشر:** مرکز حقائق اسلامی، قم، ۱۳۸۵ش

۴. **ازدواج عمر بن خطاب با ام کلثوم**

**تألیف:** علی لباف

**ناشر:** انتشارات منیر، چاپ اول، تہران، ۱۳۸۹ش

۵. **إفحام الأعداء والخصوم بتكذيب ما إفتروه على سيدتنا ام كلثوم (دو جلد عربی)**

**تألیف:** سید ناصر حسین موسوی لکھنوی (۱۲۸۴-۱۳۶۱ق)

**ناشر:** بنیاد امامت سال چاپ ۱۴۴۵ھ

مؤلف نے اس کتاب میں ابن سعد، ابن قتیبہ، ابن اثیر و ابن حجر وغیرہ کی اکاذیب کو رد کرنے کے بعد اس افسانے کو محکم ادلہ کے ساتھ رد کیا ہے۔

۶. **افحام الفحول فی شبه تزویج عمر بام کلثوم (عربی)**

**تالیف:** شیخ محمد جمیل حمود

**ناشر:** مرکز العقیدہ للدراسات والبحوث ۱۴۲۲ھ

۷. **افسانه ازدواج**

**تالیف:** فرید سائل

۸. **افسانه عقد ام کلثوم**

**تالیف:** شہید عبدالکریم مشتاق

**ناشر:** چاپ جدید مرکز احیائے آثار برصغیر در سلسلہ آثار شہید عبدالکریم مشتاق

۹. **ام کلثوم بنت الامام امیر المؤمنین**

**تالیف:** علی محمد علی دخیل

**ناشر:** مؤسسہ اہل البیت، بیروت، ۱۳۹۹ق

۱۰. **ام کلثوم بنت الامام علی**

**تالیف:** محمد نور الدین

**ناشر:** اعلمی، بیروت، ۱۴۲۴ق

۱۱. **ام کلثوم دختر آفتاب**

**تالیف:** راحلہ شاہمرادی زادہ

**ناشر:** انتشارات شفا، مشہد مقدس، ۱۳۹۰ش

۱۲. **ام کلثوم غریب تر از زینب**

**تالیف:** سید حمید بحق- مہدی فراز مند

**ناشر:** نشر میم، چاپ اول، قم، ۱۳۸۳ ش

۱۳. **ام کلثوم و العقیلة**

**تالیف:** سید مہدی سویج، متوفی رجب ۱۴۲۳ق

۱۴. **انگیزہ** دولتهای اموی و عباسی در جعل و ترویج حکایت از دواج عمر با حضرت ام کلثوم

**تالیف:** دکتر محمد امینی

**ناشر:** نجف اشرف ۱۴۳۲ق

یہ فارسی زبان میں اس موضوع پر مفصل ترین کتاب ہے۔

۱۵. **بزرگ** تر از دروغ

**تالیف:** کلب العباس محمد علی

۱۶. **تجلیات صداقت بجواب آفتاب ھدایت**

**تالیف:** شیخ محمد حسین نجفی مرحوم

اس کتاب میں دیگر شبہات کے ردّ کے ساتھ ساتھ عقد ام کلثوم کی بحث کا مدلل جواب موجود ہے۔

۱۷. **تحقیق عقد ام کلثوم بنت علی**

**تالیف:** سید ظفر حسن نقوی امروہی

**ناشر:** مجلہ نور کراچی، ۱۹۵۵

**۱۸. تزويج ام كلثوم و انكار وقوعه**

**تالیف:** علامہ شیخ محمد جواد بلاغی، متوفی ۱۳۵۲ق

**۱۹. تزويج ام كلثوم ابنته من عمر**

**تالیف:** یحیی بن محمد شفیع اصفہانی-قرن ۱۴-

**۲۰. داستان زندگی و ازدواج ام کلثوم**

**تالیف:** محمد حسین اجرائی

**ناشر:** پارسایان، چاپ اول، قم، ۱۳۸۸ش

**۲۱. دختر خورشید و ماه**

از جلسہ مجمع الذاکرین مشہد مقدس

**ناشر:** نشر آفتاب عالمتاب، چاپ اول، مشہد، ۱۳۸۹ش

**۲۲. دفع الوثوق عن القول الموثوق في نكاح الفاروق**

**تالیف:** سید غلام حسن بلگرامی

**ناشر:** پٹنہ، ہند، ۱۳۱۵ق

مصنف نے یہ کتاب اپنے سنی ماموں میر برکات حسین مارہروی کی کتاب "قول موثوق" کے جواب میں لکھی ہے۔

**۲۳. دومین اختر در آسمان کوثر**

**تالیف:** علی اکبر مہدی پور

**ناشر:** شہرداری تہران، چاپ اول، منطقہ ۱۲، ناحیہ ۶، ۱۳۸۸ش

**۲۴. رسالہ در بحث عقد ام کلثوم**

**تالیف:** سید ابوالحسن کشمیری

**۲۵. رسالة في تزويج عمر لام كلثوم بنت علی**

**تالیف:** شیخ سلیمان بن عبداللہ ماحوزی، متوفی ۱۱۲۱ق

یہ رسالہ مؤلف کے ایک شاگرد کے ہاتھوں سے لکھا ہوا موجود ہے۔

**۲۶. رمی الجمرات جلد ۳ (رد کتاب آیات بینات بحث عقد ام کلثوم)**

**تالیف:** خادم حسین

**ناشر:** مظہر حسین در مطبع مظہر العلوم لکھنو، تاریخ تالیف ۱۲۹۵ھ

اردو زبان میں اس موضوع پر سب سے پہلی و مفصل کتاب یہی ہے۔

**۲۷. زندکانی شهزادی ام کلثوم ( باب ۱۶ تقریباً ۱۰۰ صفحہ ) افسانہ عقد کا ردّ**

**تالیف:** سید ارتضی عباس نقوی

**ناشر:** مرکز تحقیق علوم آل محمد، کراچی

**۲۸. زواج ام کلثوم**

**تالیف:** سید علی شہرستانی

**ناشر:** چاپ مرکز ابحاث عقایدیہ، قم، منشورات اجتہاد الغدیر، ۱۴۲۸ق

**۲۹. السر المختوم في تحقيق عقد ام كلثوم**

**تالیف:** شیخ محمد انشاء اللہ صدیقی نقشبندی بدایونی حنفی عالم اہل سنت

**ناشر:** جالندھر پریس، ہند، ۱۳۴۷ھ

۳۰. **سر مكتوم في عقد حضرت ام كلثوم**

**تالیف:** منشی غلام علی خان

**ناشر:** مطبعہ اصلاح، ہند

۳۱. **سهم مسموم في عقد ام كلثوم (كتاب حاضر)**

**تالیف:** شہید غلام حسین نجفی

۳۲. **سيف صارم**

**تالیف:** محمد باقر دھلوی متوفی ۱۸۵۷م

۳۳. **شرح كنز مكتوم في بحث عقد ام كلثوم**

**تالیف:** سید سجاد حسین

**ناشر:** شفاخانہ، دہلی

۳۴. **شمشير مسموم بر مفتريان عقد ام كلثوم**

**تالیف:** محمد حسنین سابقی

**ناشر:** مبلغ اعظم اکیڈمی فیصل آباد، ۱۹۷۸

۳۵. **ظلامة ام كلثوم**

**تالیف:** سید جعفر مرتضی عاملی

**ناشر:** مراکز اسلامی، بیروت، ۱۴۲۳ق

۳٦. **عقد ام کلثوم**

**تالیف:** محمد تقی رضا دایونی

**ناشر:** کمیلی ٹریسٹ کراچی

۳۷. **عقد ام کلثوم**

**تالیف:** سید علی حیدر

**ناشر:** مکتبہ کاظمیہ، شاہدرہ روڈ، لاہور

۳۸. **العقد المنظوم في أحوال ام کلثوم**

**تالیف:** محمد حسنین سابقی

مؤلف نے کتاب ''مرقد العقیلۃ'' میں اس نام کا ذکر کیا ہے۔

۳۹. **غریب ترین آشنا پیرامون شخصیت والای حضرت ام کلثوم**

**تالیف:** علی اکبر مہدی پور

**ناشر:** آرام دل، ایران، ۱۳۹۱ش

۴۰. **قول مختوم فی عقد ام کلثوم**

**تالیف:** سید کرار علی

**ناشر:** مطبع اثناعشریہ لکھنو، ۱۳۱۱ھ

۴۱. **کشف البیان في نکاح ابن الخطاب و نکاح ابن عفان**

**تالیف:** سید ذوالفقار علی شاہ

**ناشر:** سیالکوٹ، در نجف ۱۹۲۷م

۴۲. **کشف مفهوم یعنی حقیقت عقد ام کلثوم بنت فاطمه علیهما السلام**

**تالیف:** سید حسین رضوی

**ناشر:** مکتبہ مر تاج ادب، کراچی، ۱۳۹۶ھ

۴۳. **کنز مکتوم في حل عقد ام کلثوم ،خلاصه جلد ۷ کتاب ذوالفقار حیدر**

**تالیف:** سید علی اظہر نقوی کھجوی، متوفی ۱۳۵۳ق

**ناشر:** مطبع بوستان مرتضوی، ہند ۱۳۱۰ھ۔ق

۴۴. **المسألة الموضحة عن أسباب نكاح امير المؤمنين**

**تالیف:** محمد بن محمد بن نعمان، مشہور بہ "شیخ مفید" متوفی ۴۱۳ق

۴۵. **مزیل السفسطه**

**تالیف:** سید آغا

**ناشر:** مطبع اثنا عشری، لکھنو، ۱۴۰۹

۴۶. ـمظلومه رنج دیده کربلا

**تالیف:** محمد مرتضی اثنی عشری

**ناشر:** نشر منیر، ۱۳۹۰ش. ۱۰۱ صفحہ

۴۷. **معمای ازدواج عمر با حضرت ام کلثوم**

**تالیف:** سید علی شہرستانی

**ترجمہ فارسی:** مؤسسہ حضرت امام ہادی

۴۸. **نکاح ام کلثوم بنت فاطمه رضی الله عنهما روایت و درایت کی روشنی می ں**

**تالیف:** سید حسین بخاری، حنفی بریلوی اہل سنت

**ناشر:** الزہراء فاؤنڈیشن، راولپنڈی

فاضل مؤلف نے اہل سنت ہوتے ہوئے بھی ۳۸۸ صفحات پر مشتمل اس موضوع پر بہترین کتاب لکھی ہے

۔

۴۹. **هل تزوج عمر بام کلثوم**

**تالیف:** خلیفہ عبید کلبانی عمانی

**ناشر:** دار العصمہ بحرین ۱۴۲۸ھ

سر دست اس اجمالی فہرست کو یہیں روکا جاتا ہے۔ اس فہرست سے یہ بات واضح کرنا مقصود تھی کہ قدیم الایام سے یہ مسئلہ اہل سنت واہل تشیع کے درمیان موضوع نزاع بنا ہوا ہے اور اس موضوع کے رد واثبات پر طرفین نے بہت کچھ لکھا ہے، لیکن ردّ میں لکھنے والوں کی تعداد نہ صرف زیادہ ہے، بلکہ سنی شیعہ دونوں ہی ردّ لکھ رہے ہیں۔ اس اجمال کی تمام تفصیلات اور ان کتابوں کی مزید تفصیلات ہماری دوسری کاوش "**کتابشناسی توصیفی در ردّ شبہات اہل سنت**" میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

**والسلام علی من اتبع الهدی**

الاحقر ابو سکینہ